بسم اللہ الرحمن الرحیم

قال رسول الله ﷺ:
مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْراً يُّفَقِّهْهُ فِيْ الدِّيْنِ.
(صحيح البخاري ١٦/١ رقم: ٧١، صحيح مسلم ٣٣٣/١ رقم: ١٠٣٧)

کتابُ النوازل

منتخب فتاویٰ: مولانا مفتی سید محمد سلمان صاحب منصورپوری
نائب مفتی واستاذ حدیث جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد

(جلدِ خامس عشر)

کتاب الحظر والاباحۃ

ترتیب وتحقیق:
(مفتی) محمد ابراہیم قاسمی غازی آبادی

ناشر
المرکز العلمي للنشر والتحقيق
لال باغ مرادآباد

○ نام کتاب : کتاب النوازل (جلدِ خامس عشر)

○ منتخب فتاویٰ : مولانا مفتی سید محمد سلمان صاحب منصور پوری

○ ترتیب وتحقیق : مفتی محمد ابراہیم قاسمی غازی آبادی

○ کمپیوٹر کتابت : محمد اسجد قاسمی مظفر نگری

○ ناشر : **المرکز العلمی للنشر والتحقیق، لال باغ مرادآباد**

09412635154 - 09058602750

○ تقسیم کار : فرید بک ڈپو (پرائیویٹ) لمٹیڈ دریا گنج دہلی

011-23289786 - 23289159

○ اشاعتِ اول : جمادی الاول ۱۴۳۷ھ مطابق فروری ۲۰۱۶ء

○ صفحات : ۶۲۴

○ قیمت : ۴۳۰/روپئے

ملنے کے پتے:

○ مرکز نشر وتحقیق لال باغ مرادآباد **09058602750**

○ مکتبہ صدیق اینڈ کلاتھ ہاؤس لال باغ مرادآباد **09997747293**

○ کتب خانہ یحیوی محلہ مفتی سہارن پور

○ کتب خانہ نعیمیہ دیوبند

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مسائل کی پوچھ تاچھ

قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالىٰ:

فَسْئَلُوْآ أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ○

[الأنبيآء: ٧]

ترجمہ: پس پوچھ لو جانکار لوگوں سے اگر تم نہ جانتے ہو۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:

إِنَّمَا شِفَاءُ الْعِيِّ السُّؤَالُ.

(سنن أبي داؤد ١/٤٩ رقم: ٣٣٦، سنن ابن ماجة ١/٤٣ قم: ٥٧٢)

ترجمہ: عاجز (ناواقف) شخص کے لئے اطمینانِ قلب کا ذریعہ (معتبر اور جانکار لوگوں سے مسئلہ کے بارے میں) سوال کرلینا ہے۔

اِجمالی فہرست

کتاب الحظر والاباحۃ

تفصیلی فہرست

کتاب الحظر والاباحۃ

حقوق وآداب ۳۶

قرآنِ کریم اور کتبِ دینیہ وغیرہ کے آداب ۴۷

ترضی و ترحم ۹۶

والدین کے حقوق و آداب ۱۰۱

زوجین کے حقوق ۱۵۴

اَساتذہ اور علماء کے حقوق و آداب ۱۷۰

پڑوسیوں اور رشتہ داروں کے حقوق ۱۸۲

عام مسلمانوں کے حقوق ۱۹۳

اِسلامی نام ۲۲۲

سلام ومصافحہ اور معانقہ ۲۳۳

سونے کی سنتیں اور آداب ۲۷۹

قضاء حاجت اور بول و براز کے آداب ۲۹۶

مسواک کی سنتیں اور آداب ۳۱۳

لباس کی سنتیں اور آداب ۳۲۰

ٹوپی کی سنتیں اور آداب ۳۶۷

عمامہ کی سنتیں اور آداب ۳۷۹

پردے کے اَحکام ۳۸۸

زیورات کے استعمال کے شرعی اَحکام

اَنگوٹھی پہننے کی سنتیں اور آداب

زیب وزینت کی چیزیں اور اُن کا حکم ۴۶۷

عطر اور خوشبو کی سنتیں اور آداب ۴۹۱

بالوں کے اَحکام ۴۹۹

خضاب اور مہندی وغیرہ کے مسائل ۵۳۰

داڑھی، مونچھ اور ناخون کے اَحکام ۵۵۱

جوتا چپل پہننے کے آداب ۵۸۰

نسب اور برادری سے متعلق اَحکام ۵۸۵

خواب اور اُس کی تعبیر

متفرق آداب ۶۱۳

کتاب الحظر والاباحۃ

حقوق وآداب

اللہ تعالیٰ کے بندوں پر کیا حقوق ہیں؟

سوال (۱):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: بندوں کو اللہ تعالیٰ کی ذاتِ عالی کے ساتھ کیسا برتاؤ کرنا چاہئے؟ اور بندوں کے ذمہ اللہ تعالیٰ کے کیا حقوق ہیں؟ جن کو بجالائے بغیر ایمان مکمل نہیں ہوتا؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں وضاحت فرمائیں۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اللہ تعالیٰ کے بندوں پر بے شمار احسانات اور اِنعامات ہیں، جن کا شکر بجالانا بندوں کے بس میں نہیں، بندوں پر اللہ تعالیٰ کا سب سے پہلا حق یہ ہے کہ اُس کی ذات وصفات پر ایمان لائیں، اور اُس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں، اور صرف اُسی کی عبادت کریں۔ اُس کی ذاتِ عالی سے حسنِ ظن کا معاملہ رکھیں، صرف اُسی سے مدد طلب کریں، اُسی کے سامنے اپنی ذلت ومسکنت، بے بسی اور بے کسی کو ظاہر کریں، اُس کی اِطاعت کریں، اُس کا خوف دل میں بٹھائیں، اس سے سب سے زیادہ محبت کریں، اُس کا ذکر وشکر کثرت سے کرتے رہیں اور موت کے بعد اُس کی ملاقات کی تمنا کریں۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا﴾ [الفتح: ۹]

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰى اِثْمًا عَظِيْمًا﴾ [النساء: ۴۸]

قـال الـلّٰـه تـعـالیٰ: ﴿وَمَا اُمِرُوْا اِلَّا لِيَعْبُدُوْا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ حُنَفَآءَ﴾ [البینة، جزء آیت: ۵]

قال اللّٰه تعالیٰ: ﴿اِيَّاکَ نَعْبُدُ وَاِيَّاکَ نَسْتَعِيْنُ﴾[الفاتحة: ۵]

قـال الـلّٰه تبارک وتعالیٰ: ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَطِيْعُوْا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْا الرَّسُوْلَ﴾ [النساء، جزء آیت: ۵۹]

قـال الـلّٰـه تـعالیٰ: ﴿وَمَنْ يُطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ يُدْخِلْهُ جَنَّاتٍ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهَـارُ خَـالِـدِيْنَ فِيْهَا وَذٰلِکَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ. وَمَنْ يَعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ وَيَتَعَدَّ حُدُوْدَهُ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا وَلَهُ عَذَابٌ مُهِيْنٌ﴾[النساء: ۱۳-۱۴]

قـال الـلّٰـه تبـارک وتـعالیٰ: ﴿لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِىْ لَشَدِيْدٌ﴾ [ابراهیم: ۷]

قال اللّٰه تعالیٰ: ﴿فَاذْكُرُوْنِىْ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِىْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ﴾[البقرة: ۱۵۲]

قال اللّٰه تعالیٰ: ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اذْكُرُوْا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا. وَسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَاَصِيْلًا. [الأحزاب: ۴۱-۴۲]

قـال الـلّٰـه تـعـالیٰ: ﴿يٰٓاَيُّهَـا الـنَّـاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَى اللّٰهِ وَاللّٰهُ هُـوَ الْغَنِىُّ الْحَمِيْدُ﴾ [الفاطر: ۱۵]

قال اللّٰه تعالیٰ: ﴿وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْا اِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِيْنَ﴾[المائدة، جزء آیت: ۲۳]

عـن مـعـاذ بـن جبـل رضـي اللّٰه عنه قال: كنت ردف النبي صلى اللّٰه عليه وسـلـم ليـس بيـنـي وبينه إلا مؤخرة الرحل، فقال: يا معاذبن جبل! قلت: لبيک يا رسـول الـلّٰـه وسـعـديک! ثـم سـار سـاعةً، ثم قال: يا معاذ بن جبل! قلت: لبيک يا رسـول الـلّٰـه وسـعـديک، ثـم سـار ساعةً، ثم قال: يا معاذ بن جبل! قلت: لبيک يا رسـول الـلّٰـه وسـعـديک، قـال: هـل تدري ما حق اللّٰه على العباد؟ قال قلت: اللّٰه

ورسوله أعلم، قال: فإن حق اللّٰه على العباد أن يعبدوه ولا يشركوا به شيئًا، ثم سار ساعةً، قال: يا معاذ بن جبل! قلت: لبيک يا رسول اللّٰه وسعديک! قال: هل تدري ما حق العباد على اللّٰه، إذا فعلوا ذٰلک، قال قلت: اللّٰه ورسوله أعلم، قال: أن لا يعذبهم. (صحيح البخاري رقم: ٥٩٦٧، صحيح مسلم، كتاب الإيمان / باب الدليل على أن من مات على التوحيد ٤٤/١ رقم: ٣٠ بيت الأفكار الدولية)

عن أنس بن مالک رضي اللّٰه عنه قال: ثلاث من كن فيه وجد حلاوة الإيمان، أن يكون اللّٰه ورسوله أحب إليه مما سواهما. (صحيح البخاري، كتاب الإيمان / باب حلاوة الإيمان ٧/١ رقم: ١٦)

عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه قال: قال النبي صلى اللّٰه عليه وسلم: يقول اللّٰه تعالىٰ: أنا عند ظن عبدي بي الخ. (صحيح البخاري / باب قول اللّٰه تعالىٰ ويحذركم اللّٰه نفسه ١١٠١/٢ رقم: ٢٦٩٤ دار الفكر بيروت)

عن عائشة رضي اللّٰه عنها قالت: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: من أحب لقاء اللّٰه أحب اللّٰه لقاءه، ومن كرِه لقاء اللّٰه كره اللّٰه لقاءه، قالت عائشة – أو بعض أزواجه: إنا لنكره الموت – قال: ليس ذاک، ولكن المؤمن إذا حضره الموت بشِّر برضوان اللّٰه وكرامته، فليس شيء أحب إليه مما أمامه، فأحب لقاء اللّٰه وأحب اللّٰه لقاءه، وإن الكافر إذا حُضِر بُشّر بعذاب اللّٰه وعقوبته، فليس شيء أكره إليه مما أمامه، كره لقاء اللّٰه وكره اللّٰه لقاءه. (صحيح البخاري، كتاب الرقاق / بابٌ من أحب لقاء اللّٰه أحب اللّٰه لقائه رقم: ٦٥٠٧ دار الفكر بيروت، صحيح مسلم رقم: ٢٦٨٤، سنن الترمذي: رقم: ١٠٦٧، الترغيب والترهيب مكمل، كتاب الجنائز وما يتقدمها / الترهيب من كراهية الإنسان الموت الخ ٧٢١ رقم: ٥٢٤٣ بيت الأفكار الدولية)

عن ابن عباس رضي اللّٰه عنهما قال: كنت خلف رسول اللّٰه صلى اللّٰه

علیہ وسلم یومًا فقال یا غلام! احفظ اللّٰہ یحفظک، احفظ اللّٰہ تجدہ تجاھک.
وإذا سألت فاسأل اللّٰہ، وإذا استعنت فاستعن باللّٰہ الخ. (المسند للإمام أحمد بن حنبل
۲۹۳/۱ دار الفکر بیروت، سنن الترمذي رقم: ۲۵۱٦، شعب الإیمان للبیھقي ۲۱۷/۱ رقم: ۱۹۵، مشکاۃ
المصابیح، کتاب الرقاق / الفصل الثاني رقم: ۵۳۰۲، لمعات التنقیح ۵۱/۸ دار النوادر) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱/۳/۱۴۳۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

اللہ تعالیٰ کے ساتھ لفظ ''میاں'' کا استعمال؟

سوال (۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: بعض لوگ اللہ تعالیٰ کا نام لیتے وقت ''میاں'' کہتے ہیں، تو کیا اللہ تعالیٰ کے ساتھ ''میاں'' کا لفظ لگانا درست ہے؟ جب کہ یہ لفظ عرف میں شوہر کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: لفظ ''میاں'' ایک مشترک لفظ ہے اور لغت میں اِس کے کئی معنی ہیں، مثلاً: آقا، سردار، مالک، حضور، سرکار، خاوند، شہزادہ، اُستاذ، جناب، دوست وغیرہ۔ (فیروز اللغات خورد ۱۲۶٦)

لہٰذا اِن مشترکہ معنوں میں سے جہاں جو قرینہ ہوگا وہی معنی مراد لیں گے، اور جب یہ لفظ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کہا جائے تو سردار، آقا اور مالک کے معنی مراد ہوتے ہیں؛ کیوں کہ دوسرے معنی اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ ممکن نہیں اور شوہر کے ساتھ میاں کا استعمال خاوند اور مجازی آقا وغیرہ کے معنی میں ہوتا ہے؛ لہٰذا اللہ تعالیٰ کے ساتھ ''میاں'' کا لفظ کہنا قابلِ تعظیم ہے، یہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے منافی نہیں ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۲٦۷/۱ ڈابھیل)

من الأسماء التوقیفیة عَلَم، ومنھا ألقاب وأوصاف وترجمة اللفظ بمنزلته، فالأسماء العجمیة ترجمة تلک الألقاب والأوصاف، ولذا انعقد الإجماع علی

إطلاقها، نعم لا يجوز ترجمة العَلَم، فاللّٰه علم والباقي ألقاب وأوصاف بخلاف المرادف العربي للأسماء العربية؛ لأنها لا ضرورة إلى إطلاقها فلا يؤذن فيها، أما العجم فيحتاجون إلى الترجمة للسهولة في الفهم. (اليواقيت والجواهر لعبد الوهاب الشعراني ص: ۷۸ مصر، وكذا في إمداد الفتاویٰ / مسائل شتی ٤/٣ ٥١ دار العلوم کراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۱/۵/۲۱ ۱۴ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

اللہ تعالیٰ کے لئے اَدباً جمع کا صیغہ استعمال کرنا؟

سوال (۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اللہ کو لفظ آپ کہنا کیسا ہے؟ یعنی جمع کا صیغہ لگانا درست ہے یا نہیں؟ جیسے اللہ سب سے بڑے ہیں یا آپ ہماری دعاء قبول کرلو، وغیرہ وغیرہ؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اللہ تعالیٰ کے لئے جمع کا صیغہ اور ''آپ'' جیسے الفاظ استعمال کرسکتے ہیں؛ اِس لئے کہ اُن کا مقصد اللہ تعالیٰ کی تعظیم اور بڑائی ہوتا ہے، چناں چہ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں بہت سی جگہوں پر اپنے لئے جمع متکلم کا صیغہ استعمال فرمایا ہے۔ (مستفاد: آپ کے مسائل اور اُن کا حل ۱/۴۸ ۳)

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحَافِظُوۡنَ﴾ [الحجر: ۹]

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿اِنَّا اَنۡزَلۡنَاہُ فِیۡ لَیۡلَۃِ الۡقَدۡرِ﴾ [القدر: ۱]

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿نَحۡنُ قَسَمۡنَا بَیۡنَہُمۡ مَعِیۡشَتَہُمۡ فِی الۡحَیَاۃِ الدُّنۡیَا﴾ [الزخرف: ۳۲]

قال اللّٰہ تبارک وتعالیٰ: ﴿لَا نَسۡأَلُکَ رِزۡقًا نَحۡنُ نَرۡزُقُکَ وَالۡعَاقِبَۃُ لِلتَّقۡوٰی﴾ [طٰہٰ، جزء آیت: ۱۳۲]

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿ وَاِذۡ قُلۡنَا لِلۡمَلآئِکَۃِ اسۡجُدُوۡا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوۡا اِلَّا اِبۡلِیۡسَ اَبیٰ

وَاسۡتَکۡبَرَ وَکَانَ مِنَ الۡکَافِرِیۡنَ﴾ [البقرة: ٣٤]

﴿وَاِذۡ اَخَذۡنَا مِیۡثَاقَ بَنِیۡ اِسۡرَآئِیۡلَ لَا تَعۡبُدُوۡنَ اِلَّا اللّٰہَ﴾[البقرة، جزء آیت: ٨٣]

قال القرطبي في تفسير: ﴿وَاِذۡ قُلۡنَا﴾ ولم يقل قلت؛ لأن ...... العظيم يخبر عن نفسه بفعل الجماعة تفخيمًا وإشارة بذكره. (تفسير القرطبي ٢٩١/١ دار إحياء التراث العربي بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۱/۶/۲۶ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

دین کی بات کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ ''فرماتے ہیں'' کہنا؟

سوال (۴):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اِسی طرح اللہ تعالیٰ کی بات نقل کرتے ہوئے لفظ جمع استعمال کرنا اور یہ کہنا کہ ''اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں'' درست ہے یا نہیں؟ اِس طرح کہنے سے شرک تو لازم نہیں آتا؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اللہ تعالیٰ کی بات نقل کرتے ہوئے لفظ جمع کا استعمال کرنا اور یہ کہنا کہ ''اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں'' درست ہے۔ جس طرح عرفِ عام میں باپ کی تعظیم کے لئے جمع کا استعمال کیا جاتا ہے، اِسی طرح اللہ تعالیٰ کی تعظیم کے لئے بھی جمع کا استعمال ہوتا ہے؛ کیوں کہ واحد کے صیغے میں اتنی تعظیم نہیں ہوتی ہے، جتنی جمع کے صیغے میں ہوتی ہے؛ چناں چہ خود اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں بیشتر مقامات پر اپنے لئے جمع کا صیغہ استعمال کیا ہے۔ مثلاً:

﴿اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحَافِظُوۡنَ﴾ [الحجر: ٩]

﴿مَآ اَنۡزَلۡنَا عَلَیۡکَ الۡقُرۡاٰنَ لِتَشۡقٰیۤ﴾[طٰہٰ: ٢]

﴿نَحۡنُ خَلَقۡنٰھُمۡ وَشَدَدۡنَآ اَسۡرَھُمۡ﴾[الدھر، جزء آیت: ٢٨]

﴿وَاِذۡ جَعَلۡنَا الۡبَیۡتَ مَثَابَةً لِلنَّاسِ وَاَمۡنًا﴾[البقرة، جزء آیت: ١٢٥]

﴿وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ اُمَّةً وَسَطًا﴾

﴿وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِيْ كُنْتَ عَلَيْهَا اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَتَّبِعُ الرَّسُوْلَ مِمَّنْ يَنْقَلِبُ عَلٰى عَقِبَيْهِ﴾ [البقرة، جزء آیت: ۱٤۳]

﴿قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا﴾ [البقرة، جزء آیت: ۱٤٤]

﴿وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْاَقْرَبُوْنَ﴾ [النساء، جزء آیت: ۳۳]

﴿وَاَنْزَلْنَا اِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ .... لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَمِنْهَاجًا﴾

[المائدة، جزء آیت: ٤٦]

اور:

﴿وَاِذْ قُلْنَا الخ﴾ وفي القرطبي: ولم يقل قلت؛ لأن الجبار العظيم يخبر عن نفسه بفعل الجماعة تفخيمًا وإشارة بذكره. (تفسير القرطبي ۲۹۱/۱ دار إحياء التراث العربي بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۴۲۱/۵/۲۱ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کیا ’’اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں‘‘ کہنا نامناسب اور وحدت کے خلاف ہے؟

سوال (۵): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: بکر کہتا ہے کہ ’’اللہ فرماتا ہے‘‘ کہنا چاہئے نہ کہ ’’اللہ فرماتے ہیں‘‘ کیوں کہ اللہ تعالیٰ واحد ہیں، واحد کو پسند کرتے ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے باری تعالیٰ کے لئے کبھی جمع کا صیغہ نہیں استعمال کیا۔ اور جو یہ جواب دیا جاتا ہے کہ ’’ادب واحترام‘‘ میں کہتے ہیں کہ ’’اللہ فرماتے ہیں‘‘ یہ نامناسب ہے، حق اور قولِ فیصل کیا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بکر کا یہ کہنا کہ ’’اللہ فرماتے ہیں‘‘ جیسے کلمات نامناسب

ہیں، صحیح نہیں؛ اِس لئے کہ اردو میں کسی باعظمت شخص کے لئے واحد کے بجائے جمع کا صیغہ استعمال کرنا بہتر سمجھا جاتا ہے، اِس سے نعوذ باللہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور کو شریک کرنے کا وہم وخیال بھی ذہن میں نہیں آتا، اِس لئے اِس کو نامناسب کہنے کی کوئی وجہ نہیں۔ اور رہ گئی یہ بات کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضراتِ صحابہ نے بھی جمع کا صیغہ استعمال نہیں کیا، تو یہ اِس وجہ سے ہے کہ عربی زبان کے محاورے میں واحد کا صیغہ استعمال کرنا خلافِ ادب نہیں سمجھا جاتا اور تعظیماً واحد کی جگہ جمع کا صیغہ استعمال کرنے کا دستور نہیں ہے؛ اِس لئے عربی زبان میں اِس کی نظیر نہیں مل سکتی، یہ فرق صرف اُردو زبان کے محاورے اور عرف کی وجہ سے ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۱؍۲۶ ڈابھیل)

من الأسماء التوقيفية عَلَم، ومنها ألقاب وأوصاف وترجمة اللفظ بمنزلته، فالأسماء العجمية ترجمة تلك الألقاب والأوصاف، ولذا انعقد الإجماع على إطلاقها، نعم لا يجوز ترجمة العَلَم، فاللّٰه عَلَم والباقي ألقاب وأوصاف، بخلاف المرادف العربي للأسماء العربية؛ لأنها لا ضرورة إلى إطلاقها فلا يؤذن فيها، أما العجم فيحتاجون إلى الترجمة للسهولة في الفهم. (إمداد الفتاوىٰ / مسائل شتىٰ ٤/١٣ ٥ زكريا، وكذا في اليواقيت والجواهر لعبد الوهاب الشعراني ٧٨ مصر) **فقط واللہ تعالیٰ اعلم**

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۱؍۲؍۱۴۲۶ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

گل کے ڈبے پر ''اللہ'' لکھنا؟

سوال (۶): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: گل کے ڈبہ پر عبد اللہ اور شکر اللہ لکھتے ہیں، اکثر یہ نام انگریزی اور اُردو میں لکھتے ہیں، مگر میرا سوال یہ ہے کہ اُس میں لفظ اللہ ہے، پاخانہ کے وقت یا جنابت کے وقت ہاتھ میں لینا جائز ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: گل کے ڈبہ پر اللہ تعالیٰ کا نام لکھنا بے ادبی ہے۔ بہتر

یہ ہے کہ ناپاکی کی حالت میں لفظ اللہ پر ہاتھ نہ رکھا جائے اور اِس بارے میں احتیاط برتی جائے۔

قال الحنفية: يكره للمحدث الكتابة ومس الموضع المكتوب من القراٰن وأسماء اللّٰه تعالىٰ على ما يفرش لما فيه من ترك التعظيم (الموسوعة الفقهية ۲۷۹/۳۷ كويت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۵/۳/۱۴۲۴ھ

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اُمتیوں پر حق

سوال (۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم اُمتیوں پر کیا حقوق ہیں؟ اُن کو کس طرح ادا کرنا چاہئے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اُمت پر بے شمار حقوق واحسانات ہیں، ساری اُمت مل کر آپ کے ایک احسان کا بھی بدلہ نہیں ادا کرسکتی؛ لیکن اللہ تعالیٰ کی ذات سے اُمید ہے کہ اگر ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاکر ہر شعبۂ زندگی میں آپ کی اِطاعت اور پیروی کو مضبوط پکڑلیں، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ کے بعد سب سے زیادہ محبت رکھیں، آپ کے افضل الرسل، معصوم اور خاتم النبیین ہونے کا عقیدہ رکھیں، اور آپ کی خدمت میں کثرت سے درود شریف کا نذرانہ پیش کریں، اور آپ کی آل واَولاد سے محبت کریں، تو اللہ تعالیٰ ہماری طرف سے اپنے حبیب کو راضی فرمادیں گے، انشاء اللہ تعالیٰ۔

قال اللّٰه تعالىٰ: ﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا﴾ [الأحزاب: ٤٠]

قال اللّٰه تبارك وتعالىٰ: ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ﴾ [النساء، جزء آيت: ٥٩]

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿وَاِنْ تُطِيْعُوْهُ تَهْتَدُوْا﴾ [النور، جزء آیت: ٥٤]

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَحِيْمٌ. قُلْ اَطِيْعُوْا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكَافِرِيْنَ﴾ [آل عمران: ٣١-٣٢]

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ﴾ [الفتح، جزء آیت: ٩]

عن عرباض بن سارية رضي اللّٰہ عنه صاحب رسول اللّٰہ صلى اللّٰہ عليه وسلم قال: سمعت رسول اللّٰہ صلى اللّٰہ عليه وسلم يقول: إني عبد اللّٰہ وخاتم النبيين. (المستدرك للحاكم لأبي عبد اللّٰہ ٤٥٣/٢ رقم: ٣٥٦٦، الأحاديث المنتخبة في الصفات الست ٣٢ رقم: ١١٠)

عن جابر رضي اللّٰہ عنه أن النبي صلى اللّٰہ عليه وسلم قال: أنا قائد المرسلين ولا فخر، وأنا خاتم النبيين ولا فخر. (المسند للإمام الدارمي رقم: ٥٠، لمعات التنقيح في شرح مشكاة المصابيح ٢٤١/٩ رقم: ٥٧٦٤ دار النوادر)

عن أبي هريرة رضي اللّٰہ عنه أن رسول اللّٰہ صلى اللّٰہ عليه وسلم قال: فوالذي نفسي بيده لا يؤمن أحدكم حتى أكون أحب إليه من والده وولده. (صحيح البخاري، كتاب الإيمان / باب حب الرسول ﷺ من الإيمان ٦/١ رقم: ١٤ دار الفكر بيروت)

عن أنس رضي اللّٰہ عنه قال: قال النبي صلى اللّٰہ عليه وسلم: لا يؤمن أحدكم حتى أكون أحب إليه من والده وولده والناس أجمعين. (صحيح البخاري، كتاب الإيمان / باب حب الرسول من الإيمان ٧/١ رقم: ١٥ دار الفكر بيروت)

وجوب تصديقه عليه الصلاة والسلام واتباعه في سنته وطاعته ومحبته ومناصحته وتوقيره وبره وحكم الصلاة عليه والتسليم وزيارة قبره. (شرح الشفاء للقاضي عياض ٢/٢)

عن ابن مسعود رضي اللّٰہ عنه قال: قال رسول اللّٰہ صلى اللّٰہ عليه وسلم: أولى الناس بي يوم القيامة أكثرهم علي صلاة. (سنن الترمذي، كتاب الصلاة / باب ما جاء

فـي فـضل الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم ١٠/١ ١١ رقم: ٤٨٤، مرقاة المفاتيح ٨/٣ رقم: ٩٢٣ دار الكتب العلمية بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۴؍۱۱؍۱۴۲۶ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

حضور علیہ السلام کو ''یا محمد'' کہہ کر پکارنا؟

سوال (۸):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اَبھی حال ہی میں معلوم ہوا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے ''یا'' کا استعمال صحیح نہیں ہے، تو بتائیے کہ وہ کیلنڈر وغیرہ جس میں یا محمد لکھا ہوتا ہے گھر میں لگانا کیسا ہے؟ کیا ایسے کیلنڈر کو گھر وغیرہ میں لگانے سے گناہ ہوگا؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم گرامی محمد سے پہلے ''یا'' اِستعمال کرنے سے یہ ایہام ہوتا ہے کہ کہنے یا لکھنے والا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وہاں حاضر وناظر جان کر آپ سے فریاد کر رہا ہے؛ حالاں کہ یہ عقیدہ شریعت کے خلاف ہے؛ اِس لئے علماء حق روضۂ اَقدس کے علاوہ دیگر جگہوں پر ''یا محمد'' کہنے یا لکھنے سے منع فرماتے ہیں؛ لہٰذا ایسے کیلنڈروں کا استعمال جس میں ''یا محمد'' لکھا ہوا ہو مناسب نہیں ہے۔ (مستفاد: امداد المفتیین ۲۱۲، فتاویٰ رحیمیہ ۴۰۹/۹، عزیز الفتاویٰ ۸۷) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۴؍۱۱؍۱۴۲۶ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

قرآنِ کریم اورکتبِ دینیہ وغیرہ کے آداب

بغیر متن کے ترجمۂ قرآن کی اشاعت؟

نوٹ: سوال نمبر ۹-تا-۱۲ر کے جوابات حضرت الاستاذ نے ''اسلامک فقہ اکیڈمی'' کے چوبیسویں فقہی سیمینار (منعقدہ ''کیرالہ'' مارچ ۲۰۱۵ء) کے لئے تحریر کئے تھے، جو قارئین کے اِفادہ کے لئے ذیل میں پیش ہیں۔ (از: مرتب)

سوال (۹):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلۂ ذیل کے بارے میں کہ: کیا کسی زبان میں (متن قرآن پاک کے بغیر) تنہا ترجمہ قرآن کی اشاعت درست ہے؟ اگر یہ اشاعت نا جائز ہے تو اسے خریدنے، تقسیم کرنے اور ہدیہ کرنے کا کیا حکم ہے؟ اور اگر یہ اشاعت درست ہے تو بے وضو اسے چھونے کا کیا حکم ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب باللّٰہ التوفیق: ضرورت کی وجہ سے ایک دو آیتیں بغیر عربی متن کے ترجمہ کے طور پر شائع کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے؛ لیکن پورے کا پورا قرآن عربی متن ہٹا کر صرف ترجمہ لکھنا یہ قطعاً جائز نہیں ہے اور اس کے نا جائز ہونے کی وجوہات درج ذیل ہیں:

(۱) جب ہر زبان کے ترجمے الگ الگ شائع ہوں گے تو امت کی توجہ اصل متن قرآن سے ہٹ جائے گا جس کی بناء پر امت میں اجتماعیت باقی نہ رہے گی۔

(۲) قرآن پاک کے معانی میں تحریف کا دروازہ ایسا کھلے گا جسے بند کرنا ناممکن ہوگا، اس لئے کہ ہر ترجمہ والا اپنے انداز میں کئے ہوئے ترجمہ ہی کو اصل قرار دے گا۔

(۳) کچھ عرصہ گذرنے کے بعد اسی ترجمہ کو اصل قرآن کی حیثیت حاصل ہوجائے گی، جیسا کہ توریت، انجیل، بائبل وغیرہ کے ساتھ ہوا۔

(۴) بہت سے دینی احکام صرف قرآن عربی متن سے وابستہ ہیں، مثلاً نماز میں تلاوت، تجوید وغیرہ اور تراجم میں ان باتوں کی رعایت ہرگز نہیں رکھی جاسکتی؛ لہٰذا محض ترجمہ کی اشاعت سے یقیناً بہت سے مسائل میں خلل پڑے گا، اس لئے باتفاق علماء بلا متن ترجمہ کی اشاعت کو ممنوع قرار دیا گیا ہے؛ البتہ عربی متن کے ساتھ ترجمہ کی اشاعت میں کوئی حرج نہیں؛ اس لئے کہ اس میں مذکورہ مفاسد نہیں پائے جاتے۔

إن اعتاد القراء ة بالفارسية أو أراد أن يكتب مصحفاً يمنع. (شامي ۱۸۷/۲ زكريا)

قال الإمام المحبوبي: أما لو اعتاد قراء ة القراٰن أو كتابة المصحف بالفارسية يمنع منه أشد المنع. (كفاية شرح الهداية بحواله: جواهر الفقة ۱۰۸/۲)

اور ترجمہ قرآنِ کریم اصل قرآن نہیں ہے؛ لیکن پھر بھی بہتر یہی ہے کہ اسے بلا وضو مس نہ کیا جائے، جیسا کہ درمختار کی درج ذیل عبارت سے معلوم ہوتا ہے:

ويمنع مسه ولو مكتوبًا بالفارسية في الأصح. (الدر المختار مع الشامي ۱/ ٤۸۸ زكريا)

غیر عربی رسم الخط میں قرآنِ کریم کی کتابت

سوال (۱۰):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: دورِ حاضر میں قرآنِ کریم کے حوالہ سے ایک بات یہ بھی شروع ہوگئی ہے کہ جو لوگ قرآنِ پاک کی عبارت کو عربی رسم الخط میں نہیں پڑھ سکتے یا اچھی طرح نہیں پڑھ سکتے، ان کے لئے متن قرآن کو ان کی زبان (ہندی، انگریزی وغیرہ) اور ان کے رسم الخط میں لکھ دیا جاتا ہے؟ یعنی عبارت قرآن کی ہوتی ہے اور رسم الخط غیر عربی ہوتا ہے؛ تاکہ غیر عرب داں حضرات کو تلاوتِ قرآن میں سہولت ہو، شرعاً ایسا کرنا درست ہے یا نہیں؟ اگر عربی رسم الخط اور رسم عثمانی میں متن قرآن کو باقی رکھتے ہوئے کسی اور زبان کے رسم الخط میں قرآن کو لکھ دیا جائے اور دونوں کو ساتھ شائع کیا جائے، تو اس کا

کیا حکم ہے؟ اور غیر عربی رسم الخط میں تنہا قرآن کی اشاعت کا کیا حکم ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب باللّٰہ التوفیق: عربی زبان میں بہت سے حروف ایسے ہیں کہ دوسری زبان میں ان کا بعینہ تلفظ مشکل ہے، مثلاً ہندی میں ''ح، ع ''اور ''ز'' کا کوئی تصور نہیں، اسی طرح قرآن مخارج کے حروف مثلاً: ض اور ظ ، ذ اور ز اور س اور ص میں بھی ہندی رسم الخط میں کوئی فرق نہیں ہے؛ لہٰذا قرآنِ کریم کو دوسری ایسی زبان میں ہجے کر کے لکھنا جس کے الفاظ عربی مخارج سے ہم آہنگ نہ ہوں درست نہیں، اس میں تحریف کا شدید اندیشہ ہے، پس جس کو قرآنِ پاک پڑھنا ہو، وہ اولاً قرآن حروف سیکھے اس کے بعد ہی قرآنِ پاک پڑھے۔

وهل تجوز كتابته بقلم غير العربي؟ قال الزركشي لم أر فيه كلاماً لأحد من العلماء والأقرب لا تعرف قلماً غير العربي، وقال تعالى: ﴿بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُبِيْنٍ﴾ (الإتقان ۲/ ۱۷۱ بحواله: جواهر الفقه ۲/ ۸۰)

''بریل کوڈ'' میں قرآن مجید کی کتابت

سوال (۱۱):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: دورِ قدیم میں نابینا کی انفرادی تعلیم کا طریقہ صرف زبانی تلقین کا تھا، بصارت سے محرومی کی بنا پر ان کے لئے یہ بات متصور نہیں تھی کہ وہ لکھی ہوئی چیزوں کو پڑھیں؛ لیکن قریبی ایک دوصدی میں اس کے لئے مخلصانہ کوششیں ہوئیں کہ بینائی سے محروم یا انتہائی کمزور بینائی والے افراد کی تعلیم کے لئے پیش رفت کی جائے، چنانچہ ''بریل کوڈ'' ایجاد کیا گیا، جو نسبۃً موٹے کاغذ پر ابھرے ہوئے نقطوں کی شکل میں ہوتا ہے، اور نابینا افراد عموماً انگلیوں کے پوروں کے لمس سے اسے پڑھتے ہیں، یعنی جو کام بینا افراد اپنی نگاہوں سے لیتے ہیں، وہ کام بینائی سے محروم افراد انگلیوں کے پوروں کے لمس سے لیتے ہیں، رفتہ رفتہ ''بریل کوڈ'' میں کتابیں تیار ہوگئیں، رسالے نکلنے لگے، اور نابینا افراد کے لئے پڑھنے لکھنے کی ایک وسیع دنیا کھل گئی۔

نابینا افراد کے لئے اس پیش رفت کو اسلام نہ صرف پسند کرتا ہے؛ بلکہ اس کی حوصلہ افزائی اور ہمت افزائی بھی کرتا ہے۔ اس لئے اب ''بریل کوڈ'' کی مدد سے نابینا افراد کی تعلیم کے بڑے بڑے دینی تعلیمی ادارے بھی کھل گئے ہیں، اور ایسے لوگوں کے لئے لٹریچر بھی تیار کیا جارہا ہے۔

اس پس منظر میں ایک اہم سوال یہ اُبھرا ہے کہ ''بریل کوڈ'' قرآن تیار کرنا درست ہے یا نہیں؟ ظاہر ہے کہ ''بریل کوڈ'' نہ عرب رسم الخط ہے نہ رسم عثمانی، جس میں قرآن کو لکھنا لازم قرار دیا گیا ہے؛ لیکن ''بریل کوڈ'' میں قرآن کی اشاعت سے نابیناؤں کو غیر معمولی سہولت پیدا ہوجاتی ہے، وہ ہر قدم پر بینا افراد کے محتاج نہیں رہ جاتے، حفظ کرنے والے نابینا افراد اس کی مدد سے قرآن یاد کرسکتے ہیں، بھولنے کی صورت میں اس کی طرف مراجعت کرسکتے ہیں، براہِ راست قرآن کا مطالعہ کرسکتے ہیں۔

سوال یہ ہے کہ ''بریل کوڈ'' کے عربی رسم الخط اور رسم عثمانی نہ ہونے کے باوجود کیا نابیناؤں کی مجبوری کی بناپر ''بریل کوڈ'' میں قرآنِ کریم تیار کرنا درست اور مستحسن ہے؟

''بریل کوڈ'' میں تیار کردہ قرآنِ کریم کا حکم کیا اصل قرآن کی طرح ہے کہ اس کو چھونے کے لئے باضو ہونا ضروری ہے، یا وضو کے بغیر بھی اسے چھوا جاسکتا ہے؟ اگر بریل کوڈ میں قرآن تیار کرنا درست ہے، تو کیا اس کے کچھ مخصوص آداب واحکام ہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب باللّٰہ التوفیق: نابینا حضرات کے لئے قرآنِ کریم ابھرے ہوئے لفظوں کے ساتھ (بریل کوڈ میں) لکھنے کی گنجائش ہے؛ اس لئے کہ یہ رسم الخط اصل قرآنِ کریم تو نہیں ہے؛ لیکن نابینا لوگوں کے لئے حروف اور کلمات کی دلالت کا ایک ذریعہ ہے، پس جس طرح نابینا دوسروں سے سن کر بذریعہ سماعت قرآن پڑھنے کو سیکھ سکتا ہے، اسی طرح انگلیوں سے مجوزہ لفظوں کو مس کرکے بذریعہ حس قرآن پڑھنے یا سیکھنے میں اس کے لئے کوئی ممانعت نہ ہوگی، نیز اسی طرح قرآنی حروف لکھنے میں قرآن میں تحریف وغیرہ کا کوئی مفسدہ بھی نہیں پایا جاتا؛ لہٰذا بظاہر اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۷/۲۲۷ میرٹھ)

قال الحليمي – رحمه الله – ولأن النقطة ليست بمقروء ة فيتوهم لأجلها ما ليس بقرآن قرآنا، وإنما هي دلالات على هيئة المقروء فلا يضر إثباتها لمن يحتاج إليها، والله أعلم. (شعب الإيمان / فصل في إفراد المصحف للقرآن وتجريده فيه عما سواه ۲/ ۵٤۸)

وتعشيره ونقطه أي إظهار إعرابه، به يحصل الرفق جدا خصوصاً للعجم فيستحسن. قال الشامي تحت قوله: (نقطه) قال في القاموس: نقط الحرف أعجمه. (رد المحتار مع الدر المختار، كتاب الحظر والإباحة / فصل في البيع ۹/ ۵۵٤ زكريا)

اور کیوں کہ ان نقطوں سے اصل الفاظ قرآنِ کریم کی دلالت ہوتی ہے اور عرفاً بھی اسے قرآنِ کریم (برائے نابینا حضرات) سمجھا جاتا ہے، اس لئے بہتر یہی ہے کہ اس کو بلاوضو مس نہ کیا جائے۔

موبائل پر قرآنِ مجید پڑھنا؟

سوال (۱۲):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: آج کل موبائل میں بھی قرآنِ مجید کے متن اور اس کی تلاوت کو محفوظ کرنے کی آسانی پیدا ہوگئی ہے؟ اس طرح سفر وحضر میں کہیں بھی قرآن کی تلاوت کی جاسکتی ہے؟ تو اگر موبائل کی اسکرین پر قرآنِ مجید موجود ہو، تو کیا موبائل کو ہاتھ میں لینے یا اسکرین پر ہاتھ لگانے کے لئے باوضو ہونا ضروری ہوگا، یا موبائل کے ڈھانچہ کو ایسا غلاف تصور کیا جائے گا جس کو بے وضو چھونے کی گنجائش ہوتی ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: ڈیجیٹل قرآنِ کریم جس وقت کھول کر چلایا جارہا ہو اور اس کی اسکرین پر قرآنی آیات نمایاں ہوں، تو اس کا حکم مطبوعہ قرآنِ پاک کے مانند ہے؛ لہٰذا اس حالت میں اس کو بلاوضو ہاتھ لگانا اور اسکرین پر انگلی پھیر کر اوراق پلٹنا جائز نہ ہوگا؛ البتہ کسی مخصوص قلم یا اسی مقصد سے بنائی گئی تیلی وغیرہ کے اشارہ سے اوراق پلٹتے ہوئے موبائل کو چھوئے بغیر اس میں قرآن پڑھا جائے تو اس کی گنجائش ہوگی، نیز جب اس آلہ کو اس طرح بند کردیا جائے کہ قرآنی حروف اسکرین پر نظر نہ آئیں؛ بلکہ صرف آواز آتی رہے تو اس کا حکم ٹیپ ریکارڈ کی طرح

ہوگا اور اسے بلا وضو چھونے اور اس سے قرآن سننے کی اجازت ہوگی۔

ومسه أي القرآن ولو في لوح أو درهم أو حائط. (شامي ۱/۴۸۸ زكريا)

ويمنع مسه إلا بغلافه المنفصل أي كالجراب والخريطة دون المتصل، كالجلد المشرز هو الصحيح وعليه الفتوىٰ؛ لأن الجلد تبع له. (الدر المختار مع الشامي ۱/۴۸۸ زكريا)

بخلاف المصحف فلا يجوز مس الجلد وموضع البياض منه ...... والمنع أقرب إلى التعظيم كما في البحر أي والصحيح المنع. (شامي ۱/۴۸۸ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفر لہ ۱۱/۴/۱۴۳۶ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

قرآن کا رسم الخط کسی اور زبان میں شائع کرنا؟

سوال (۱۳):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلۂ ذیل کے بارے میں کہ: قرآنِ مجید کے متن کو کسی دوسری زبان (مثلاً انگریزی، ہندی، کنڑ، تیلگو وغیرہ) میں بایں مقصد شائع کرنا کہ جو مسلمان عربی زبان سے ناواقف ہیں، اُن کے لئے سہولت ہوجائے یا نومسلموں کو آسانی ہوجائے، اِسی طرح غیر مسلموں میں ہدایت پھیل جائے، جائز ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: قرآنِ پاک کے متن کو عربی زبان کے علاوہ کسی اور زبان میں لکھنا اور شائع کرنا قطعاً جائز نہیں ہے، جو مسلمان عربی سے ناواقف ہیں اُنہیں بقدر ضرورت کم از کم اِس حد تک عربی سے واقفیت ضروری ہے کہ وہ قرآنِ پاک پڑھ سکیں، اور غیر مسلموں کی ہدایت کے لئے مقامی زبان میں لکھی ہوئی دینی کتابیں پیش کی جاسکتی ہیں، قرآنِ پاک کے متن میں تبدیلی کرنے سے یہ مقصد ہرگز حاصل نہیں ہوسکتا۔ (کفایت المفتی ۱/۱۲۲ امدادیہ ملتان، جواہر الفقہ ۱/۴۷ زکریا، فتاویٰ محمودیہ ۳/۵۰۷، فتاویٰ رحیمیہ ۱/۹۸، امداد الفتاویٰ ۴/۴۴)

قال أشهب: سئل مالک هل يكتب المصحف على ما أحدثه الناس من الهجاء؟ فقال: لا إلا على الكتبة الأولىٰ. رواه الداراني في المقنع. ثم قال: ولا مخالف له من علماء الأمة. وقال الإمام أحمد: يحرم مخالفة خط مصحف عثمان رضي اللّٰه عنه في واو أو ياء أو ألف أو غير ذٰلک (الاتقان / النوع السادس والسبعون في مرسوم الخط وآداب كتابته ٢ / ٣٢٨، بحواله: تعليقات فتاوىٰ محموديه ٣ / ٥٠٧ ڈابهيل)

وقال البيهقي في شعب الإيمان: من كتب مصحفًا فينبغي له أن يحافظ على الهجاء التي كتبوا به تلک المصاحف ولا يخالفهم فيها، ولا يغير مما كتبوه شيئًا؛ فإنهم كانوا أكثر علمًا وأصدق قلبًا ولسانًا وأعظم أمانةً منا، فلا ينبغي لنا أن نظن بأنفسنا استدراكًا عليهم ولا سقطا لهم. (شعب الإيمان للبيهقي / فصل في أفراد المصحف للقرآن وتجريده فيه عما سواه ٢ / ٥٤٨)

وفي الاتقان: وهل يجوز كتابته بقلم غير العربي، قال الزركشي لم أر فيه كلامًا لأحد من العلماء، قال: ويحتمل الجواز؛ لأنه قد يحسنه من يقروه بالعربية والأقرب المنع كما تحرم قرأته بغير لسان العرب، ولقولهم: القلم أحد اللسانين والعرب لا تعرف قلمًا غير العربي، وقد قال تعالى: ﴿بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُبِينٍ﴾ (الإتقان في علوم القرآن ٥٢٨ مطبع أحمدي)

وصرّح بتحريم كتابته بالعجمية في الفتاوىٰ الكبرىٰ الفقهية / باب النجاسة ١ / ٣٨ المكتبة الإسلامية تركي: قال بعض أئمة القراءة: ونسبته إلى مالک؛ لأنه المسئول عن المسئلة، وإن لا فهو مذهب الأئمة الأربعة، وقال أبو عمرو: ولا مخالف له في ذٰلک من علماء الأمة، وقال بعضهم: والذي ذهب إليه مالک هو الحق؛ إذ فيه بقاء الحالة الأولىٰ إلىٰ أن يتعلم الآخرون، وفي خلافها تجهيل آخر الأمة أوّلهم، وإذا وقع الإجماع كما ترىٰ على منع ما أحدث الناس

اليوم من مثل كتابة الربا بالألف مع أنه موافق للفظ الهجاء، فمنعُ ما ليس من جنس الهجاء أولىٰ، وزعم أنه كتابته بالعجمية فيها سهولة للتعلم كذبٌ مخالفٌ للواقع والمشاهدة، فلا يلتفت لذٰلک على أنه لو سلّم صدقه، لم يكن مبيحًا لإخراج ألفاظ القرآن عما كتبت عليه وأجمع عليه السلف والخلف الخ، والمسئلة مذكورة في اٰكام النفائس أيضًا. (آكام النفائس ٥٣ في ضمن رسائل اللكنوي ٣٨٥/٤ إدارة القرآن، بحوالة: فتاویٰ محمودية ٥٠٨/٣ ڈابھیل، وكذا في الإتقان في علوم القرآن للسيوطي / النوع الثامن عشر في جمعه وترتيبه ١١٦/١-١٢٩ دار ذوي القربىٰ) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۵/۷/۲۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

قرآنِ کریم کا صرف ترجمہ بغیر متن کے چھاپنا؟

سوال (۱۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: قرآنِ کریم کو اِس طرح چھاپنا کہ اُس میں صرف ترجمہ ہی ترجمہ ہو، عربی آیات نہ ہوں، کیسا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفيق: قرآنِ کریم کو بغیر عربی عبارت کے اِس طرح چھاپنا کہ اُس میں صرف ترجمہ ہی ترجمہ ہو، جائز نہیں ہے؛ اِس لئے کہ اِس صورت میں اندیشہ ہے کہ کچھ دنوں میں کتبِ سابقہ کی طرح لوگوں کے ہاتھ میں قرآن کا ترجمہ ہی رہ جائے اور متن گم ہوجائے، یا اُس سے توجہ کم ہوجائے۔ (مستفاد: امداد الاحکام ۲۳۹/۱، جواہر الفقہ ۹۷/۱-۹۸، امداد الفتاویٰ ۳۹/۲)

وتجوز كتابة آية أو آيتين بالفارسية لا أكثر (الدر المختار) وفي الشامية: وفي الفتح عن الكافي: إن اعتاد القراءة بالفارسية أو أراد أن يكتب مصحفًا بها يمنع ...... والظاهر أنه الفارسية غير قيد. (شامي، كتاب الصلاة / باب صفة الصلاة، مطلب في حكم القراءة بالشاذ ١٨٧/٢ زكريا، كذا في فتح القدير / باب صفة الصلاة ٢٨٦/١، مناهل العرفان

۳۸/۲ دار إحياء التراث العربي بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۰/۶/۱۴۲۱ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

غیر عربی زبان میں قرآنِ کریم کی آیتیں لکھنا؟

سوال (۱۵): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: قرآنِ کریم کی عبارت اور بعینہٖ اس کی آیتیں ہندی زبان، یا انگریزی زبان میں لکھنا کیسا ہے؟ بہت سے لوگ انگلش الفاظ میں قرآنِ کریم کی آیتیں لکھتے ہیں اُن کا حکم کیا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: قرآنِ کریم کی آیات کو ہندی یا انگریزی یا کسی اور زبان میں لکھنا قطعاً جائز نہیں ہے، قرآن کی زبان عربی ہے؛ لہٰذا عربی ہی میں اُسے لکھنا ضروری ہے؛ البتہ اُس کا ترجمہ دوسری زبان میں کیا جاسکتا ہے۔ (مستفاد: جواہر الفقہ ۱/۷۷ قدیم)

وفي الاتقان: وهل يجوز كتابته بقلم غير العربي، قال الزركشي لم أر فيه كلامًا لأحد من العلماء، قال: ويحتمل الجواز؛ لأنه قد يحسنه من يقرؤه بالعربية والأقرب المنع كما تحرم قرأته بغير لسان العرب، ولقولهم: القلم أحد اللسانين والعرب لا تعرف قلمًا غير العربي، وقد قال تعالى: ﴿بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُبِيْنٍ﴾ (الإتقان في علوم القرآن ٥٢٨ مطبع أحمدي) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۹/۵/۱۴۲۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

بلا وضو قرآن پڑھنا کیوں جائز ہے؛ اور چھونا جائز کیوں نہیں؟

سوال (۱۶): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مسِ قرآن کے لئے وضو کی شرط جس حدیث سے ثابت ہے اُس میں ''إِلَّا طَاهِرٌ'' کا لفظ ہے،

یہاں اِس بات کا کیا قرینہ ہے کہ طہارتِ صغریٰ وکبریٰ کی تخصیص کو صحیح کہا ہے، اگر چہ اِس کا تعلق قول ابن عمرؓ سے ہے، اور خود ابن عمر کے متعلق منقول ہے کہ "**کان ابن عمر یسجد علی غیر وضوء**" بلاوضو مسِ قرآن کو اِسی لئے تو منع کیا جاتا ہے کہ ہاتھوں میں حدثِ اَصغر نے حلول کیا ہے، اِس لئے وہ غیر طاہر ہیں، اور حدیث کے لفظ "إِلَّا طَاهِرٌ" کے خلاف ہے، مگر یہ بتایئے کہ بلاوضو آدمی کی زبان میں بھی کیا حدثِ اَصغر نے حلول نہیں کیا ہے، پھر بلا وضو قرأتِ قرآن کیوں ممنوع نہیں ہے؟ جب علت زبان اور ہاتھ دونوں ہی میں مشترک ہے، تو پھر معلول میں اختلاف کیوں؟

باسمہٖ سبحانہ وتعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: الف:- مسِ قرآنِ کریم کے لئے طہارتِ صغریٰ اور کبریٰ دونوں ضروری ہیں، قرینہ یہ ہے کہ صحابیِ جلیل سیدنا حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ قضاءِ حاجت کے بعد تشریف لائے، تو ساتھیوں نے قرآنِ کریم سے متعلق کچھ سوالات پیش کرنے کا اِرادہ کیا، اور درخواست کی کہ حضرت والا وضو فرمالیں، تو حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وضو کی ضرورت نہیں ہے، ویسے ہی سوال کرو میں جواب دوں گا، بس میں قرآن کو مس نہیں کروں گا۔

عن عبد الرحمٰن بن یزید قال: کنا مع سلمان یعني الفارسي رضي اللّٰه عنه فانطلق إلی حاجة فتواریٰ عنا وخرج إلینا، فقلنا: لو توضأت فسألناک عن أشیاء من القراٰن، فقال: سلوني فإني لست أمسه إنما یمسه المطهرون ثم تلا: ﴿لَا يَمَسُّهُ إِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ﴾ (روح المعاني ١٥٤/٢٧، السنن الکبریٰ للبیهقي ٢١٨/١ رقم: ٤١٢ دار الحدیث القاهرة)

اِس اَثر سے معلوم ہوا کہ مسِ قرآن کے لئے طہارتِ صغریٰ بھی ضروری ہے، نیز جب نص میں "إِلَّا طَاهِرٌ" یا "إِلَّا عَلٰى طُهُوْرٍ" کے مطلق الفاظ ہیں، تو اُنہیں کسی ایک طہارت میں بلاوجہ مقید کرنے کی اِجازت نہیں ہے۔

ب:- حافظ ابن حجرؒ کی طرف یہ انتساب غلط ہے کہ موصوف زیرِ بحث مسئلہ میں طہارتِ کبریٰ مراد لیتے ہیں؛ بلکہ واقعہ یہ ہے کہ موصوف نے حضرت ابن عمرؓ کے قول وعمل میں تطبیق دینے

کے لئے ایک اِمکانی صورت بیان کی ہے کہ ایک طرف حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ''لاَ یَسْجُدُ الرَّجُلُ إِلاَّ وَهُوَ طَاهِرٌ'' فرماتے ہیں، دوسری طرف بخاری شریف میں اُن کے متعلق یہ روایت آتی ہے کہ ''کَانَ ابْنُ عُمَرُ یَسْجُدُ عَلٰی غَیْرِ وُضُوْءٍ''تو اِس تعارض کو دفع کرنے کے لئے حافظ ابن حجرؒ نے فرمایا کہ ممکن ہے کہ ابن عمرؓ اپنے قول ''إِلاَّ وَهُوَ طَاهِرٌ'' سے طہارتِ کبریٰ مراد لیتے ہوں۔ (فتح الباری ۲/ ۵۵۴ رقم: ۱۰۷۱ دار الفکر بیروت) اور طہارتِ صغریٰ سجدۂ تلاوت کے لئے ضروری نہ قرار دیتے ہوں، یہ محض تطبیق کی صورت ہے، کسی اِمام کا مذہب نہیں ہے۔

ج:- حدثِ اَصغر نجاستِ حکمی ہے، جس کے اِزالہ کے لئے شریعت نے خلافِ قیاس بعض خاص اَعضاء کا غسل ضروری قرار دیا ہے، مگر اِس کا یہ مطلب نہیں کہ اَعضاءِ وضو کے علاوہ میں نجاست حلول نہیں کرتی؛ بلکہ نجاستِ حکمی کا حلول پورے بدن میں ہوتا ہے، اِسی وجہ سے حدثِ اَصغر کی حالت میں بھی جس طرح ہاتھ سے مسِ قرآن ممنوع ہے، اِسی طرح غیر اَعضاءِ وضو مثلاً: پیٹ پیٹھ یا زبان سے بھی مسِ قرآن ممنوع ہے۔

قال في الهندية: واختلفوا في مس الصحف بما عدا أعضاء الطهارة وبما غسل من الأعضاء قبل إكمال الوضوء والمنع أصح. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الطهارة / الفصل الرابع في أحكام الحيض والنفاس ۱/ ۳۹ كوئٹه)

اور اِس حالت میں قرأت کا جواز اَولاً خود نص سے ثابت ہے، اِس لئے مزید بحث کی ضرورت نہیں۔ (احیاء العلوم بحوالہ: فضائل قرآن از حضرت شیخ ۲۵)

پھر چوں کہ قرأت غیر مرئی شے ہے، اور مس کا تحقق مرئی شکل ہی میں ہوتا ہے، اِس لئے عقلی طور پر بھی قرأت کو مس کے درجہ میں نہیں رکھا جاسکتا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۵/ ۳/ ۱۴۱۹ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

بلا وضو قرآنِ کریم کو ہاتھ لگانا؟

سوال (۱۷):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں

کہ: ایک شخص عاقل بالغ ہے، ظاہراً وباطناً پاک ہے، اورقرآنِ پاک کو بے وضو اور کسی کپڑے وغیرہ کے سہارے کے بغیر ہاتھ لگاتا ہے، عملاً یہ فعل کرنا ازروئے شرع درست ہے یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: قرآنِ کریم کو بلاوضو ہاتھ لگانا جائز نہیں ہے، اورعمداً ایسا کرنے والا شخص گنہگار رہوگا، اورجو شخص بے وضو ہو وہ شریعت کی نظر میں حکما پاک نہیں کہا جا سکتا۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿لَا يَمَسُّهٗ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ﴾ [الواقعة: ٧٩]

عن عبد اللّٰہ بن أبي بكر بن محمد بن عمرو بن حزم أن في الكتاب الذي كتبه رسول اللّٰہ ﷺ لعمرو بن حزم أن لا يمس القرآن إلا طاهر. (تفسير ابن كثير مكمل ص: ١٣٠٤ دار السلام رياض، المؤطا لإمام مالك / إن الوضوء لمن مس القرآن ٦٩ مكتبة بلال ديوبند)

لا يجوز لمحدث مس مصحف إلا بغلافه المنفصل لا المتصل في الصحيح. (مجمع الأنهر / كتاب الطهارة ٤٢/١ دار الكتب العلمية بيروت، رد المحتار / كتاب الطهارة ١٧٣/١ كراچی، وكذا في النهر الفائق / كتاب الطهارة ١٣٤/١ المكتبة الإمدادية ملتان)

ويحرم به تلاوة القرآن بقصده ...... ومسه بالأكبر وبالأصغر مس المصحف، إلا بغلاف متجاف غير مشرز أو بصرة، به يفتىٰ. (الدر المختار / كتاب الطهارة ١٧٢/١–١٧٣ كراچی، طحطاوي ١٤٣)

لا يجوز لهما ولجنب والمحدث مس المصحف إلا بغلاف متجاف عنه كالخريطة والجلد الغير المشرز لا بما هو متصل به هو الصحيح. (الفتاویٰ الهندية / كتاب الطهارة ٣٩/١ زكريا، الهداية ٦٤/١) فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۹/۷/۱۴۲۴ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللّٰہ عنہ

بغیر وضو قرآن ہاتھ میں لے کر تلاوت کرنا؟

سوال (۱۸): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں

کہ: قرآنِ کریم کو ہاتھ میں لے کر بغیر وضو کئے ہوئے تلاوت کرنا جائز ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بلا وضو قرآنِ کریم چھونا جائز نہیں؛ البتہ قرآنِ کریم چھوئے بغیر تلاوت کرنا درست ہے۔

عن عائشة رضي اللّٰه عنها أن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: قراء ة القرآن في الصلاة أفضل من قراء ة القرآن في غير الصلاة، وقراء ة القرآن في غير الصلاة أفضل من التسبيح والتكبير الخ. (شعب الإيمان للبيهقي رقم: ٢٢٤٣)

وكذا المحدث لا يمس المصحف إلا بغلافه. (الهداية ٦٤/١)

ولا يجوز لهم أي للجنب مس المصحف إلا بغلافه. (كبيري ٥٨، الفتاویٰ الهندية ١٣٧/٥) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۱۳/۸/۵ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

بغیر وضو اور غسل کے قرآن کی کیسٹ چھونا؟

سوال (۱۹): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: محمد سعید الظفر کے پاس قرآنِ کریم کی کیسٹ ہے، تو کیسٹ وہ شخص جس پر غسل واجب ہو؛ چھو سکتا ہے یا نہیں؟ اور بغیر وضو چھونا کیسا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: چوں کہ کیسٹ میں قرآنی حروف لکھے ہوئے نہیں ہوتے؛ لہٰذا اُسے بلا وضو اور بلا غسل چھونے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (مستفاد: جواہر الفقہ ۷۵/۴) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۱۲/۵/۵ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

چمڑے کی جلد اور زِپ والے قرآن کو بلا وضو چھونا؟

سوال (۲۰): -کیافرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: جوقرآنِ کریم آج کل زِپ والے چل رہے ہیں، جن کے اُوپر چمڑے کا کور چڑھا رہتا ہے، اُن کو اُوپر سے بلا وضو چھونا کیسا ہے؟ واضح رہے کہ یہ کور اَلگ تو ہوسکتا ہے؛ لیکن کافی حد تک وہ اَصل قرآن سے جڑا ہوا رہتا ہے، اُسے الگ غلاف کے درجہ میں مانا جائے گا یا جلد کے درجہ میں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: چمڑے کی جلد اور زِپ والے قرآن کریم کو بھی بلا وضو چھونا جائز نہیں ہے، اگرچہ اُس کا کورا لگ ہوجاتا ہو؛ کیوں کہ عرفاً اُسے متصل ہی ماناجاتا ہے؛ لہٰذا اُس کو بھی بلا وضو ہاتھ لگانے کی اِجازت نہ ہوگی۔

ومنها حرمة مس المصحف لا يجوز لهما وللجنب والمحدث مس المصحف إلا بغلاف متجاف عنه كالخريطة والجلد الغير المشرّز لا بما هو متصل به هو الصحيح، هٰكذا في الهداية وعليه الفتوىٰ. (الفتاوىٰ الهندية ۱/۳۸-۳۹ زكريا)

هٰكذا في الشامية: وقال: لأن الجلد تبع له. (شامي / باب الحيض ۱/۴۸۸ زكريا، فتح القدير ۱/۱٦۸ دار الفكر بيروت، عناية مع الفتح ۱/۱٦۹ دار الفكر بيروت) فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۱/۶/۱۰ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللّٰہ عنہ

کیا حائضہ اور جنبی کی طرح بے وضو شخص کا بھی قرآن چھونا جائز نہیں؟

سوال (۲۱): -کیافرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: قرآنِ کریم کی سورۂ واقعہ کی آیتِ شریفہ: ﴿لَا يَمَسُّهُ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ﴾ سے صرف حدثِ اکبر مراد ہے یا حدثِ اَصغر بھی، یعنی جنبی شخص کی طرح بے وضو شخص بھی قرآنِ کریم کو نہیں چھوسکتا، یا

یہ حکم صرف جنبی اور حائضہ وغیرہ کے لئے ہے، بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ آیتِ شریفہ میں صرف جنبی اور حائضہ وغیرہ کو چھونے کی ممانعت ہے، اور بے وضو شخص کو چھونے کی اِجازت ہے۔ ازراہِ کرم تفسیر وفقہ کی کتابوں سے مفصل ومدلل جواب مرحمت فرمائیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: تفسیر وفقہ کی اَکثر کتابوں مثلاً تفسیر قرطبی، تفسیر کبیر، تفسیر ابن کثیر اور شامی، بدایۃ المجتہد، بدائع الصنائع وغیرہ میں یہ صراحت ہے کہ جمہور فقہاء واکثر مفسرین اور حضراتِ صحابہ وتابعین میں حضرت علیؓ، ابن مسعودؓ، سعد بن وقاصؓ، سعید بن زیدؓ، عطاء، زہری، ابراہیم نخعی، حکم، حماد، امام مالک، امام ابوحنیفہ، شافعی رحمہم اللہ وغیرہ کے نزدیک جنبی اور حائضہ کی طرح بے وضو شخص کے لئے بھی قرآنِ کریم کو چھونا ناجائز اور قرآن کی توہین ہے، اور سوال میں مذکور بعض حضرات کا قول صحیح نہیں ہے۔

﴿لَا يَمَسُّهٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ﴾ قال قتادة وغيره: ﴿لَا يَمَسُّهٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ﴾ من الأحداث والأنجاس ......، واختلف العلماء في مس المصحف على غير وضوء، فالجمهور على المنع من مسه لحديث عمرو بن حزم، وهو مذهب علي وابن مسعود وسعد بن وقاص وسعيد بن زيد وعطاء والزهري والنخعي والحكم وحماد، وجماعة من الفقهاء منهم مالک والشافعي. واختلف الرواية عن أبي حنيفة فروي عنه أنه لا يمسه المحدث. روي عنه أنه يمسه ظاهره وحواشيه وما لا مكتوب فيه، وأما الكتاب فلا يمسه إلا طاهر. (تفسير القرطبي ١٤٦/١٧-١٤٧ بيروت، ٢٢٦/١٧ دار إحياء التراث العربي بيروت، ومثله في تفسير الكبير للفخر الرازي ١٩٣/٢٩- ١٩٤، تفسير ابن كثير مكمل ص: ١٢٠٤ دار السلام رياض، معارف القرآن ٢٨٦/٨، روح المعاني ١٥٤،٢٧، بدائع الصنائع ١٤٠/١، بداية المجتهد ٣٠/١ بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفر لہ ۹/۳/۱۴۲۱ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کمپیوٹر پر بلا وضو بسم اللہ اور آیت قرآنی لکھنا؟

سوال (۲۲): - کیافرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کمپیوٹر پر بلاوضو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اور آیاتِ قرآنیہ لکھ سکتے ہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: کمپیوٹر سے لکھنے میں چوں کہ ہاتھ قرآن کے حروف پر نہیں پڑتا؛ لہٰذا اِس کے ذریعہ بلاوضو تسمیہ اور قرآن لکھنا درست ہے؛ تاہم بہتر یہ ہے کہ باوضو کمپیوٹر کا استعمال کریں؛ لیکن جب پرنٹ نکلے تو ہاتھ لگانے کے لئے وضو لازم ہوگا۔

وأما كتابة القرآن فلا بأس بها، إذا كانت الصحيفة على الأرض عند أبي يوسف؛ لأنه ليس بحاملٍ للصحيفة، وكره ذٰلک محمد، وبه أخذ مشائخ بخاریٰ. قال الكمال: و قول أبي يوسف أقيس، إذا كانت على الأرض كان مسها بالقلم وهو واسطةٌ منفصلةٌ فصار كثوب منفصلٍ، إلا أن يكون يمسه بيده. (طحطاوي على المراقي، كتاب الطهارة / باب الحيض والنفاس والاستحاضة ۷۷ – ۷۸ كراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۰ / ۱۱ / ۱۴۱۹ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

بغیر ٹوپی کے تلاوت کرنا؟

سوال (۲۳): - کیافرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: بے ٹوپی کے قرآنِ کریم کی تلاوت کرنا جائز ہے یا نہیں یا مکروہ ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ٹوپی اوڑھے بغیر تلاوت کرنا خلافِ اَولیٰ ہے۔

رجل أراد أن يقرأ القرآن فينبغي أن يكون على أحسن أحواله يلبس صالح ثيابه ويتعمم ويستقبل القبلة؛ لأن تعظيم القرآن والفقه واجبٌ. (الفتاویٰ الهندية،

كتاب الكراهية / الباب الرابع في الصلاة والتسبيح قراء القرآن ٥/ ٣١٦ كوئٹه، وكذا في فتاویٰ قاضي خان / الباب الرابع ٥/ ٣١٦، امداد الفتاویٰ ٤/ ٣٩ کراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۲۳/۷/۱۴۱۹ھ

عورتوں کا آدھا سر کھول کر حدیث پڑھنا؟

سوال (۲۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: صرف عورتوں کی مجلسیں جس میں سامعہ اور واعظہ عورت ہو، تو کیا سر کے بال قطعی نظر نہ آئیں اور کیا وہ محرم عورتوں کے سامنے اَدھ کھلے سر سے حدیث پڑھ کر سنا سکتی ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حدیث کا اَدب یہ ہے کہ پوری طرح سر ڈھانک کر پڑھا اور سنا جائے، اگرچہ مجمع عورتوں کا ہو۔

رجل أراد أن يقرأ القرآن فينبغي أن يكون على أحسن أحواله يلبس صالح ثيابه ويتعمم ويستقبل القبلة؛ لأن تعظيم القرآن والفقه واجبٌ. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الكراهية / الباب الرابع في الصلاة والتسبيح قراء القرآن ٥/ ٣١٦ كوئٹه، وكذا في فتاویٰ قاضي خان / الباب الرابع ٥/ ٣١٦، امداد الفتاویٰ ٤/ ٣٩ کراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۹/۱۰/۱۴۱۳ھ

قرآن کی طرف پشت کرنا اور قرآن کی جگہ سے اُوپر چڑھنا؟

سوال (۲۵): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: قرآنِ کریم کی طرف پیٹھ کرنا شاید خلافِ اَدب ہے، زید کا کہنا ہے کہ قرآن کی طرف پیٹھ کرنے کا یہ حکم کتنی دوری اور قربت کے فاصلہ پر عائد ہوگا؟ اِسی طرح قرآنِ کریم مسجد کے طاق

میں رکھا ہوا ور کوئی شخص سیڑھی لگا کر مسجد کے جالے کی صفائی کرنا چاہتا ہو تو کیا اُس کے لئے قرآنِ کریم کا ہٹانا ضروری ہے یا یہ کہ طاق پر پردہ ڈال دیا جائے اور یہ کافی ہوگا؟ نیز قرآنِ کریم کی طرف پیٹھ کر کے بیٹھنا خلافِ اَدب ہے یا ناجائز؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: قرآنِ کریم کی طرف پیٹھ کر کے بیٹھنا خلافِ اَدب ہے؛ لیکن اِس کے قرب وبعد کی کوئی حد متعین نہیں، دیکھنے والے جس کو قریب سمجھیں وہ قریب ہے ورنہ بعید ہے؛ البتہ قرآنِ کریم پشت سے اُونچی جگہ پر ہو تو اُس کی طرف پشت کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ۱/۲۱)

یکرہ ...... إلا أن یکون من المصحف و الکتب علی موضع مرتفع. (شامي، کتاب الصلاۃ / مطلب في أحکام المسجد ۱/۶۵۵ کراچی، ۲/۴۲۷ زکریا)

وقال ابن حجر المکي: والأولیٰ أن لا یستدبرہ ولا یتخطاہ ولا یرمیہ بالأرض. (الفتاویٰ الحدیثیة / مطلب حکم مد الرجل للمصحف ۳۰۷)

اور جب قرآنِ کریم مسجد کے طاق میں رکھا ہوا اور اُس کو پردہ سے چھپا دیا جائے تو ایسی صورت میں سیڑھی وغیرہ پر چڑھ کر مسجد کی صفائی کرنے میں کوئی حرج کی بات نہیں۔

إذا کتب اسم اللّٰہ تعالیٰ علی کاغذ – إلی قولہ – لو وضع في البیت لا بأس بالنوم علی سطحہٖ. (الفتاوی الهندیة، کتاب الکراهیة / الباب الرابع ۵/۳۲۲ دار إحیاء التراث العربي بیروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۱/۶/۱۴۱۵ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

قرآنِ کریم کا اَدب؟

سوال (۲۶): - کیا فرماتے ہیں علماءِ دین ومفتیانِ شرعِ متین مسئلہ ذیل کے بارے میں

کہ: میرا نام فیصل نعیم ہے اور عمر تقریباً ۳۵ر سال ہے، مسئلہ یہ پوچھنا ہے کہ اَدب کا اِسلامی تصور کیا ہے؟ اور قرآنِ مجید کا اُونچا نیچا ہونا، قرآنی نسخہ کی طرف پیٹھ کرنا یا اُس کی طرف پیر کرنا، یا اُس کے اُوپر کوئی دوسری کتاب وغیرہ رکھ دینا اگرچہ نیت بے اَدبی کی نہ ہو، تو کیا ایسا کرنا درست ہے؟ اگر ہے تو اِس بارے میں کوئی واضح حدیث تو نہیں ملتی، اگر آپ کی نظر میں کوئی حدیث ایسی ملتی ہو کہ قرآن کا اُونچا نیچا ہونا قرآن کی بے حرمتی ہے، تو درج فرمادیں۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اَدب کا تعلق زیادہ تر عرف سے ہے، جس بات کو معاشرہ میں اَچھا سمجھا جاتا ہو وہ اَدب ہے، اور جسے ناگوار محسوس کیا جاتا ہو وہ بے اَدبی ہے، ہمارے معاشرہ میں قرآنِ کریم سے اُوپر اُٹھ کر بیٹھنا، یا قرآنِ کریم کی طرف پیر کرنا معیوب اور ناگوار سمجھا جاتا ہے؛ اِس لئے یہ باتیں بے اَدبی میں شمار ہوں گی، اور جہاں ایسی صورت ہو کہ مثلاً مسجد میں لوگ صف بناکر بیٹھے ہوں اور ہر صف والے اپنی اپنی جگہ قرآنِ کریم ہاتھ میں لے کر تلاوت کررہے ہوں، اور اگلی صف والوں کی پیٹھ اُن کے قرآن کی طرف ہورہی ہو، یا درس گاہ میں تپائیوں پر قرآنِ کریم رکھے ہوں، تو عرف میں اُسے بے اَدبی نہیں سمجھا جاتا؛ اِس لئے اِس طرح بیٹھ کر قرآنِ کریم یا سبق پڑھنے میں کوئی حرج نہیں، اور جان بوجھ کر قرآنِ کریم کے اُوپر کسی اور فن کی کتاب نہیں رکھنی چاہئے؛ اِس لئے کہ عرف میں اسے بے اَدبی سمجھا جاتا ہے۔

الأدب: هو الطريقة الحسنة في المعاشرة وغيرها. (بذل المجهود ۲۰۵/۱۳ بیروت)

ولا تقعدوا على مكان أرفع مما عليه القرآن. (حياة المسلمين ٥٤ إدارة إسلاميات لاهور بحواله: فتاویٰ محمودیه ۵۲۹/۳ ڈابھیل)

كره مد رجليه في نوم أو غيره إليها أو إلىٰ مصحف. (شامي، كتاب الصلاة / مطلب في أحكام المسجد ٦٥٦/١ كراچی)

وقال ابن حجر المكي: والأولى أن لا يستدبره. (الفتاوى الحديثية مطلب في

حکم مد الرجل للمصحف أو کتب العلم ٣٠٧ دار إحیاء التراث العربي بیروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ١/٤/١٤٣١ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

نیچے قرآن پڑھنے والے کے پاس چار پائی پر بیٹھنا؟

سوال (٢٧): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زمین پر بیٹھ کر قرآنِ کریم پڑھنے والے کے قریب چار پائی پر بیٹھنا جائز ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: قرآنِ کریم اگر نیچے رکھا ہوا ہو تو اُس سے اُوپر بیٹھنا بے اَدبی ہے، اور اگر کوئی شخص زبانی حفظ قرآنِ کریم پڑھ رہا ہو اور نیچے قرآن نہ ہو تو اُس سے اونچی جگہ پر بیٹھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

وضع المصحف تحت رأسه في السفر للحفظ لا بأس به، وبغیر الحفظ یکره. (الفتاویٰ الهندیة، کتاب الکراهیة / الباب الرابع ٣٢٢/٥ زکریا)

ولا تقعدوا علی مکان أرفع مما علیه القرآن. (حیاة المسلمین ٥٤ إدارة إسلامیات لاهور بحواله: تعلیقاتِ فتاویٰ محمودیه ٥٢٩/٣ ڈابهیل) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

١/١/١٤١٢ھ

ٹرین میں نیچے کی سیٹ پر تلاوت کرنے والے شخص سے اوپر والی سیٹ پر بیٹھنا؟

سوال (٢٨): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ٹرین میں جب ہم سفر کرتے ہیں تو ایک ہی حصہ میں اُوپر کی سیٹ پر ہم ہوتے ہیں، نیچے کی سیٹ پر ہمارے جماعت کے ساتھی قرآنِ پاک چھوٹے سائز کا تلاوت کرتے ہیں، ٹرین میں عموماً

یہ شکل پیش آتی ہے، کیا اِس طرح تلاوت کی اِجازت ہے؟ یہ بےاَدبی میں شمار تو نہیں ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بےاَدبی کا مدار عرف پر ہے اور ٹرین کی سیٹیں چوں کہ دونوں الگ الگ جگہ سمجھی جاتی ہیں؛ لہٰذا نیچے کی سیٹ والے کے قرآنِ کریم پڑھنے کی حالت میں کسی ساتھی کا اوپر کی سیٹ پر بیٹھنا یا لیٹنا بےاَدبی میں شمار نہ ہوگا۔ (مستفاد: عزیز الفتاوی ۱۵۱، احسن الفتاوی ۸/۲۲، آپ کے مسائل اور اُن کا حل ۳/۱۹۷-۱۹۸) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲/۳/۱۴۳۰ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

خطبہ کے ممبر پر دینی کتاب رکھنا؟

سوال (۲۹): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرعِ متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اِمام جس ممبر پر چڑھ کر خطبہ دیتے ہیں، اُس پر کتاب رکھنا کیسا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ممبر کی اُس سیڑھی پر جہاں اِمام بیٹھتا ہے یا قدم رکھتا ہے، دینی کتابیں رکھنا بےاَدبی ہے، اِس سے احتراز کرنا چاہئے۔

لا یلقی في موضع یخل بالتعظیم. (الفتاویٰ الهندیة / الباب الخامس في أدب المسجد ٥/٣٢٤ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۳/۷/۱۴۲۵ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مسجد میں قرآن کی اَلماریوں کی طرف پاؤں کرکے لیٹنا؟

سوال (۳۰): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرعِ متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مسجد میں جب شمال کی طرف سر اور جنوب کی طرف پاؤں کرکے سوتے ہیں، تو مسجد میں

اَلماریوں میں جنوب کی طرف قرآن شریف رکھے ہوئے ہیں، اگرچہ پاؤں کی سطح سے کافی اُوپر ہوئے ہیں کیا یہ قرآن کی طرف پاؤں پھیلانا تو نہیں کہلائے گا؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حسبِ تحریر سوال یہ ہے کہ قرآنِ پاک پاؤں کی سطح سے کافی اُوپر اَلماری میں رکھے ہوتے ہیں، تو اُن کی طرف پیر کرکے لیٹنا بےاَدبی نہیں کہلائے گا۔

وفي الخلاصة: مد الرجلين إلى جانب المصحف إذا لم يكن بحذائه لا يكره، وكذا لو كان المصحف معلقًا بالوتد وهو ماد الرجلين إلیٰ جانب المصحف لا يكره. (طحطاوي على المراقي، كتاب الطهارة / باب الحيض والنفاس والاستحاضة ٨٠ كراچی)

يكره أن يمد رجليه في النوم وغيره إلى القبلة أو المصحف أو كتب الفقه إلا أن تكون على مكان مرتفع عن المحاذاة. (فتح القدير ١/ ٤٢٠ دار الفكر بيروت)

مد الرجلين إلى جانب المصحف إن لم يكن بحذائه لا يكره، وكذا لو كان المصحف معلقًا في الوتد، وهو قد مدّ الرجل إلى ذٰلک الجانب، لا يكره، كذا في الغرائب. (الفتاویٰ الهندية / الباب الخامس في آداب المسجد والقبلة والمصحف ٥/ ٣٢٢ زكريا، وكذا في رد المحتار / مطلب في أحكام المسجد ١/ ٦٥٥ كراچی، الفتاویٰ الحديثية / مطلب: حكم مد الرجل للمصحف ٣٠٧ كراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۲۷/ ۲/ ۱۴۳۴ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

قرآن کو کھلا چھوڑ کر دوسرے کاموں میں مشغول ہونا؟

سوال (۳۱): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اِمام صاحب قرآن کھلا چھوڑ کر بچی کو گود میں لیتے ہیں، دوسروں سے بات بھی کرتے ہیں، تو کیا یہ قرآن کی بےاَدبی نہیں ہے؟

باسمہٖ سبحانہ وتعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: قرآنِ کریم کی تعظیم واجب ہے؛ لہٰذا اُسے اِس طرح کھلا نہ چھوڑا جائے جس سے بےاَدبی معلوم ہوتی ہے۔

رجل أراد أن یقرأ القرآن فینبغي أن یکون علی أحسن أحواله یلبس صالح ثیابه ویتعمم ویستقبل القبلة؛ لأن تعظیم القرآن والفقه واجب، کذا في فتاویٰ قاضي خان. (الفتاویٰ الهندیة، کتاب الکراهیة / الباب الرابع ٣١٦/٥) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ٢٢/٦/١٤٢٠ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

قرآن پڑھنے کے بعد چومنا اور آنکھ سے لگانا؟

سوال (٣٢): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: قرآن شریف کو پڑھنے کے بعد چومنا یا آنکھ اور سینے سے لگانا جائز ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: قرآنِ کریم کو محبت میں چومنا اور سینے سے لگانا درست ہے۔

روي عن عمر رضي اللّٰه عنه أنه کان یأخذ المصحف کل غداةٍ ویقبّله، ویقول: عهد ربي ومنشور ربي عزوجل. وکان عثمان رضي اللّٰه عنه یقبل المصحف ویمسحه علی وجهه الخ. (الدر المختار مع الشامي / کتاب الحظر والإباحة ٣٨٤/٦ کراچی، ٥٥٢/٩ زکریا، حاشیة الطحطاوي علی مراقي الفلاح / فصل في صفة الأذکار ٣٢٠، وکذا في نفع المفتي والسائل للکنوي ١٧٦ في ضمن مجموعة رسائل اللکنوي ٤ إدارة القرآن) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
٢٣/١١/١٤٢٠ھ

اگر سہواً قرآن زمین پر گر جائے تو اُس کی تلافی کی کیا صورت ہے؟

سوال (٣٣): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں

کہ: ہم سے سہواً یعنی غلطی سے قرآنِ کریم زمین زد ہوگیا، تو ہم نے دو رکعت نفل پڑھ کر توبہ کرلی، تو کیا ہم نے ٹھیک کیا؟ اور اَب کچھ کرنے کی ضرورت نہیں ہے، یا اِس کی تلافی کی کوئی اور صورت ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: غلطی سے قرآن زمین زد ہوجانے پر توبہ واستغفار کرلینا چاہئے، اگر آپ نے توبہ واستغفار کرلیا ہے تو کافی ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۴۲/۳ ۵ ڈابھیل، امداد الفتاویٰ ۶۰/۴ کراچی، ۶۰/۴ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ

۱۴۲۶/۱۱/۲۴ھ

جیب میں چھوٹے سائز کا قرآن رکھنا؟

سوال (۳۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کیا جیب میں چھوٹا قرآن رکھنا منع ہے؟ عام طور سے سفر میں چھوٹا سا قرآن جیب میں رکھ لیتے ہیں، اپنے پاس کوئی بیگ تھیلا وغیرہ نہیں ہوتا، استنجاء وغیرہ کی ضرورت پڑتی ہے، کیا جیب میں رکھے ہوئے قرآن کی حالت میں استنجاء وغیرہ کرسکتے ہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بوقتِ ضرورت باوضو جیب میں چھوٹا قرآن رکھنے کی گنجائش ہے؛ البتہ قرآن کریم جیب میں رکھ کر بیت الخلاء جانا مکروہ ہے۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿لَا يَمَسُّهُ إِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ﴾ [الواقعة: ۷۹]

وعلى هٰذا إذا كان عليه خاتم وعليه شيء من القرآن مكتوب، أو كتب عليه اسم اللّٰه تعالىٰ، فدخل المخرج معه يكره. (الفتاوى الهندية ۳۲۳/۵)

وعلى هٰذا إذا كان في جيبه دراهم مكتوب فيها اسم اللّٰه تعالى، أو شيء من القرآن فأدخلها مع نفسه المخرج يكره. (الفتاوى الهندية ۳۲۳/۵)

البتہ اگر مجبوری کی شکل ہو، مثلاً جیب سے نکال کر باہر رکھنے میں ضائع ہونے کا اندیشہ ہوتو اچھی طرح سے کپڑے میں لپیٹ کر اور چھپا کر جیب میں رکھ کر استنجاء میں جانے کی گنجائش ہوگی۔

ثم محل الكراهة إن لم يكن مستورًا، فإن كان في جيبه فإنه حينئذ لا بأس به، وفي القهستاني عن المنية: الأفضل أن لا يدخل الخلاء، وفي كمه مصحف إلا إذا اضطر، ونرجوا أن لا يأثم بلا اضطرار، وأقره الحموي، وفي الحلبي: الخاتم المكتوب فيه شيء من ذٰلک إذا جعل فصه إلى باطن كفه، قيل: لا يكره، والتحرز أولى. (طحطاوي على مراقي الفلاح / كتاب الطهارة ٥٤)

إذا كان عليه خاتم، وعليه شيء من القرآن مكتوب، أو كتب عليه اسم اللّٰه، فدخل المخرج معه يكره، وإن اتخذ لنفسهٖ مبالاً طاهرًا في مكان طاهر لا يكره، كذا في المحيط. (الفتاویٰ الهندية / الباب الخامس في آداب المسجد والقبلة والمصحف وما كتب فيه شيء من القرآن نحو الدراهم والقرطاس ٥/٣٢٣ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲/۳/۱۴۳۰ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

گردن کی ہڈی بڑھنے کی وجہ سے لیٹ کر قرآن پڑھنا؟

سوال (۳۵): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میری گردن کی ہڈی بڑھی ہوئی ہے، جس کی وجہ سے قرآن پڑھنے میں نیند آتی ہے، تو کیا میں لیٹ کر قرآن پڑھ سکتی ہوں؟ یا اگر کیسٹ سے سن لوں تو قرآن پڑھنے کا ثواب حاصل ہوجائے گا؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مذکورہ عذر کی وجہ سے لیٹ کر قرآن پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے، اور کیسٹ سے قرآنِ کریم سننے سے تلاوت کا ثواب حاصل نہیں ہوتا، بریں بنا آپ کے لئے کیسٹ سے سننے کے بجائے لیٹ کر تلاوت کرنا بہتر ہے۔

قال اللّٰہ تبارک وتعالیٰ: ﴿وَيَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلىٰ جُنُوْبِهِمْ﴾ [آل عمران، جزء آیت: ۱۹۱]

وقال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿لاَ يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا﴾ [البقرۃ، جزء آیت: ۲۸۶]

وقال الحافظ ابن کثیر: أي لا یکلف أحدًا فوق طاقته، وهٰذا من لطفه تعالیٰ بخلقه ورأفته بهم وإحسانه إلیهم. (تفسیر ابن کثیر مکمل ۴۵۷/۱ ریاض) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۴۳۱/۲/۴ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

قرآن کی آیت لکھے ہوئے کاغذ کو لے کر بیت الخلاء جانا؟

سوال (۳۶):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایسی ڈائری یا کاغذ جس میں قرآنِ کریم کی آیت یا حدیث شریف لکھی ہوئی ہو اور وہ ڈائری یا کاغذ جیب میں چھپی ہوئی ہو، تو اُس کو لے کر بیت الخلاء میں جانا کیسا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جس کاغذ میں قرآن یا حدیث لکھی ہوئی ہو اور وہ مستور ہو ظاہر نہ ہو، اِس حالت میں بیت الخلاء میں جانے کی گنجائش ہے۔

ثم محل الکراهة إن لم یکن مستورًا؛ فإن کان في جیبه، فإنه حینئذ لا بأس به. (طحطاوي علی مراقي الفلاح ۵۴ المکتبة الأشرفیة)

إن التعویذ لو کان مشتملاً علی القراٰن وغیره ویکون مستورًا، ففي الذهاب به في الخلاء بعض توسع. (العرف الشذي ۳۰۵/۱)

ولکنه یجعله في کمه إن دخل الخلاء وفي یمینه إذا استنجی. (الموسوعة الفقهیة ۲۹/۱۱ بیروت، الدر المنتقی ۱۹۷/۴ دیوبند) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۴۳۳/۶/۱۶ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

جس موبائل کے ڈیجیٹل چپ میں قرآن ہو اُسے لے کر بیت الخلاء میں جانا؟

سوال (۳۷):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: جس موبائل میں قرآنِ پاک چل رہا ہو، اور اُوڈیو ویڈیو، ٹیپ وغیرہ سب موبائل میں ہے، اور اس میں گانے اور تصاویر کا نظم بھی ہے، اُس کو جیب میں بیت الخلاء میں رکھنا ہوتا ہے، جیسے بڑے شہروں میں گھر سے دور نکلے، مثلاً باندرہ سے چرچ گیٹ بمبئی آنا ہوا ہے، تو کیا اُس کو بیت الخلاء میں لے جانا، اور اُس سے قرآن پڑھنا سننا جائز ہے، جب کہ اُس موبائل میں گانے اور عریاں تصویریں بھی ہوتی ہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: موبائل میں عریاں تصاویر دیکھنا اور گانا سننا بہرحال ناجائز اور حرام ہے؛ لیکن موبائل میں قرآن ٹیپ کرنا یا قرآن کے الفاظ اُس میں محفوظ کرنا؛ تاکہ بوقتِ ضرورت اُسے پڑھا یا سنا جاسکے، اُس میں شرعاً کوئی مانع نہیں ہے، اور چوں کہ موبائل میں بھرا ہوا قرآن اُس کو چلائے بغیر نظر نہیں آتا، بلکہ ڈیجیٹل چپ میں محفوظ رہتا ہے، اِس لئے قرآن چلنے کی حالت میں تو اسے بیت الخلاء میں لے جانا ممنوع ہوگا؛ لیکن اگر اس پر قرآن نہ چل رہا ہو؛ بلکہ صرف محفوظ ہو، تو اُسے بیت الخلاء میں لے جانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ یہ بے اَدبی میں شمار نہ ہوگا۔

النظر إلی ملاء ة الأجنبیة بشهوة حرام. (الدر المختار مع الشامي / کتاب الحظر والإباحة ۵۳۵/۹ زکریا، کتاب الفتاویٰ ۱۷۳/۶، کفایت المفتی ۲۱۷/۹)

وعلی هٰذا إذا کان في جیبه دراهم مکتوب فیها اسم اللّٰه أو شيء من القرآن، فأدخلها مع نفسه المخرج یکره، وإن اتخذ لنفسه مبالاً طاهرًا في مکان

طاهر لا يكره. (الفتاوى الهندية، كتاب الكراهية / الباب الخامس ۳۲۳/۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۳/۶/ ۱۴۲۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

قرآنِ پاک میں اگر نجاست لگ جائے تو کیا کریں؟

سوال (۳۸): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: قرآنِ پاک کے کنارے پر اگر کچھ گندگی لگ جائے، مثلاً قرآن گھر کے نچلے حصہ میں تھا اور اوپر کے حصہ میں بچہ نے پاخانہ کر دیا، وہ گندگی قرآنِ پاک کے کنارے پر لگ گئی، اَب ایسی صورت میں قرآنِ پاک صاف کرنے سے کام چل جائے گا یا اتنا حصہ کاٹنا پڑے گا، کیا حکم ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: بےخیالی میں اگر قرآنِ پاک پر نجاست لگ جائے تو جلد از جلد دھو کر یا رگڑ کر زائل کرنا لازم ہے، اُس ورق کو کاٹنے کی ضرورت نہیں ہے۔

وأما سائر النجاسات إذا أصابت الثوب أو البدن ونحوهما؛ فإنها لا تزول إلا بالغسل، سواء كانت رطبة أو يابسة، وسواءٌ كانت سائلة أو لها جرم. (البحر الرائق / كتاب الطهارة ۲۲۵/۱ كوئٹه) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۶/۲/۱۴۲۵ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

ختم قرآن کی خوشی پر جشن منانا؟

سوال (۳۹): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: (۱) ہماری بستی ٹانڈہ میں ایک عجیب وغریب رواج ہے کہ ختم قرآن پر اِس طرح جشن منایا جاتا ہے جیسے کسی بڑی شادی میں، بعض مرتبہ بچے کے والدین صاحبِ وسعت نہیں ہوتے ہیں؛ لیکن اِس کے باوجود حافظ صاحب وغیرہ اُس بچے کے ذریعہ ایسا ماحول بنا دیتے ہیں کہ والدین

جشن ختم قرآنِ پاک اور حافظ صاحب اور اُن کے بچے کے کپڑے اور اسی طرح پیسے وغیرہ دینالازم اور ضروری سمجھتے ہیں ،بعض مرتبہ ایسا بھی ہوا کہ بچہ حافظ ہو گیا تراویح بھی سنا دی؛ لیکن اِس کے باوجوداُس کے استاذ ایسا ماحول بنا دیتے ہیں کہ آئندہ سال وہ بچہ جشن ختم قرآن منانے پر مجبور ہوجا تا ہے، اور حافظ صاحب کو بعض مرتبہ دس دس ہزار روپئے دینے کی نوبت آجاتی ہے، ورنہ وہ بچہ حافظ صاحب کی نگاہوں سے گر جاتا ہے، کیا اِس طرح جشن وغیرہ منانے کا ثبوت حیاتِ طیبہ میں پایا جاتا ہے؟

(۲) اور اِسی طرح ایک اور مسئلہ یہ ہے کہ بچیاں ملانی صاحبہ کے پاس حافظہ ہوجاتی ہیں ، جب اُن بچیوں کی شادی ہوتی ہے تو رخصتی والے دن ملانی صاحبہ اس اپنی شاگردہ کو الحمد شریف پڑھانے آتی ہیں، کیا ایسا کرنا درست ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: (۱) ختم قرآن کی خوشی میں بغیر کسی تکلف واہتمام کے اگر کچھ دوستوں اور رشتہ داروں کو بلاکر کوئی تقریب منالی جائے تو گو کہ اِس کی گنجائش ہے؛ لیکن سوال میں اِس موقع پر جس طرح کے جشن کا ذکر کیا گیا،جس میں بڑی مقدار میں لین دین ضروری سمجھا جاتا ہے اور ناموری کا اظہار کیا جاتا ہے، اِس کی شرعاً ہرگز گنجائش نہیں ہے۔ بالخصوص اُستاذ صاحب کی طرف سے زیادہ ہدیہ دینے کا ماحول بنانا اور من مانی مراد پوری نہ ہونے پر بچہ کو اور اُس کے گھر والوں کو حقیر سمجھنا نہایت نامناسب اور قابل مذمت بات ہے، اِس طرز عمل سے علماء اور حفاظ کا وقار مجروح ہوتا ہے، ایسی باتوں سے احتراز لازم ہے۔

(۲) اسی طرح بچیوں کو پڑھانے والی ملانی صاحبہ کا رخصتی والے دن اپنی شاگردہ کو الحمد شریف پڑھانے کی رسم محض جہالت ہے، بلکہ اِس میں قرآن کی بے حرمتی کا بھی اندیشہ ہے؛ اِس لئے کہ ممکن ہے کہ اُس وقت وہ لڑکی ناپاکی کی حالت میں ہو اور رسم کی پابندی کی وجہ سے اسے زبردستی قرآن پڑھایا جائے جو مستقل گناہ ہوگا۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۳؍ ۴۷ ڈابھیل)

عن أبي سعيد الخدري رضي اللّٰه عنه عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: من يُسمِّع يسمعِ اللّٰه به، ومن يراءِ يراءِ اللّٰهُ به. (سنن ابن ماجة، كتاب الزهد / باب الرياء والسمعة ٣١٠ رقم: ٤٢٠٧ دار الفكر بيروت)

عن أبي حرة الرقاشي عن عمه رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: ألا لا تظلموا! ألا لا يحل مال امرء إلا بطيب نفس منه. (مشكاة المصابيح / باب الغصب والعارية، الفصل الثاني ٢٥٥، مرقاة المفاتيح / باب الغصب والعارية، الفصل الثاني ١١٨/٦ المكتبة الأشرفية ديوبند، المسند للإمام أحمد بن حنبل ٧٢/٥، شعب الإيمان للبيهقي ٣٨٧/٤ رقم: ٥٤٩٢ دار الكتب العلمية بيروت)

الأحكام التي يشترك فيها الحيض والنفاس – إلىٰ قوله – ومنها حرمة قراءة القرآن لا تقرء الحائض والنفساء والجنب شيئًا من القرآن. (الفتاویٰ الهندية ٣٨/١) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۴/۷/۹ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

ختم قرآن کی تقریب کرنے پر زور دینا اور ہدایا طلب کرنا؟

سوال (۴۰): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ہماری بستی میں حفظِ کلام اللہ کی تکمیل کے موقع پر بعض حضرات اپنے گھر پر دعائیہ تقریب کا انعقاد کرتے ہیں، جس میں وہ اپنے عزیز واَقارب دوست واَحباب اور متعلقین کی ایک بڑی تعداد جمع کرکے اُن کے لئے کھانے وغیرہ کا نظم کرتے ہیں، جس میں تقریباً بیس سے پچیس ہزار روپئے خرچ کرتے ہیں۔ مزید یہ کہ اِس موقع پر عزیز واَقارب اور متعلقین کی طرف سے جوڑے اور نقد روپئے وغیرہ بھی کافی مقدار میں آتے ہیں، اور بعض حضرات بجائے اپنے گھر پر تقریب کرنے کے مدرسہ میں یہ دعائیہ تقریب منعقد کرتے ہیں، اور وہیں پر اُن میں مٹھائی وغیرہ تقسیم کرتے ہیں، اِس

میں تقریباً پانچ سات ہزار روپئے خرچ آتا ہے، جوڑے اور نقد متعلقین اور رشتہ داروں کی طرف سے اِس صورت میں بھی آتے ہیں، اُن تقریبات کو دیکھ کر کمزور اور نادار بچے بھی اپنے والدین کو اپنے کلام اللہ کی تکمیل کے موقع پر اِسی طرح کی تقریب منعقد کرنے کے لئے مجبور کرتے ہیں، اپنے بچوں کی ضد کے آگے مجبور ہوکر بادلِ ناخواستہ وہ لوگ بھی اِسی طرح کے پروگرام کرتے ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ اکثر مدارس میں اَساتذۂ کرام بچوں کے حفظِ کلام اللہ شریف کے مکمل ہونے کے بعد اِس طرح کے پروگرام کرنے کی ترغیب دلاتے ہیں، اور تقریب نہ کرنے پر عار دلاتے ہیں، اس کی وجہ سے بچے اور والدین باوجود حیثیت نہ ہونے کے ان تقریبات کا انعقاد کرتے ہیں۔

جواب طلب امر یہ ہے:

(۱) جن تقریبات میں غریب لوگوں پر بار پڑتا ہو تو کیا ایسی تقریبات کا انعقاد صحیح ہے یا غلط؟

(۲) اَساتذہ کی ترغیب کی وجہ سے اَپنی ذلت کے خوف سے یا اُستاذ کے ناراض ہونے کے ڈر سے بدرجہ مجبوری جن تقریبات کا انعقاد کیا جائے، شریعت میں وہ جائز ہیں یا ناجائز؟

(۳) اِن تقریبات میں جو جوڑے اور نقد ہدیہ وغیرہ رشتہ داروں اور متعلقین کی طرف سے آتے ہیں اُن کا لینا جائز ہے یا نہیں؟ شریعت کی روشنی میں صحیح جواب عنایت فرماکر عنداللہ ماجور ہوں۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: (۱) قرآنِ پاک کے حفظ کی تکمیل میں والدین کے لئے خوشی کا موقع ہے، اِس مناسبت سے اپنی وسعت کے مطابق اَعزاء واَحباب کو جمع کرکے خوشی کے اظہار کی گنجائش ہے، بشرطیکہ اُس میں ریا تفاخر اور دکھلاوا نہ ہو، یا اُس کی وجہ سے غریبوں کی دل آزاری نہ ہوتی ہو، اگر اِس طرح کا کوئی مفسدہ پایا جاتا ہو، تو ایسی تقریبات سے ضرور منع کیا جائے گا۔ (مستفاد از: احسن الفتاویٰ ۸/۱۵۴)

عن أنس رضي اللّٰہ عنه أنه كان إذا ختم القرآن جمع أهله. (شعب الإيمان ٣٦٨/٢ رقم: ٢٠٧٠)

ويستحب له أن يجمع أهله و ولده عند الختم ويدعو لهم. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الكراهية / الباب الرابع ۳۱۷/٥ دار إحياء التراث العربي بيروت)

(۲) غریب بچوں کے والدین پر اِس طرح کی تقریبات منعقد کرنے کا اَساتذہ وغیرہ کی طرف سے صراحۃً یا دلالۃً مطالبہ کرنا یا دباؤ بنانا جائز نہیں ہے، اور ایسے دباؤ کے بعد جو تقریب منعقد کی جائے اُس میں شرکت بھی درست نہیں ہے۔

قال اللّٰه تعالى: ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لاَ تَأْكُلُوْا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِنْكُمْ﴾ [البقرة، جزء آيت: ۲۹]

عن أبي حرة الرقاشي عن عمه رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: ألا لا تظلموا! ألا لا يحل مال امرء إلا بطيب نفس منه. (مشكاة المصابيح / باب الغصب والعارية، الفصل الثاني ۲٥٥، مرقاة المفاتيح / باب الغصب والعارية، الفصل الثاني ۱۸/٦ ۱ المكتبة الأشرفية ديوبند، المسند للإمام أحمد بن حنبل ۷۲/٥، شعب الإيمان للبيهقي ۳۸۷/٤ رقم: ٥٤۹۲ دار الكتب العلمية بيروت)

(۳) رسم ورواج کا خیال کئے بغیر جو اَعزاء اور اَقرباء محض تعلق کی بنا پر ایسی تقریبات میں اگر ہدیہ وغیرہ دیں، تو اس کی اجازت ہے۔

عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: تهادوا؛ فإن الهدية تذهب وحر الصدر الخ. (سنن الترمذي ۳٤/۲، المسند للإمام أحمد بن حنبل ٤۰٥/۲)

قوله: "وحر الصدر" غشه ووسواسه، وقيل: الحقد والغيظ، وقيل: العداوة، وقيل: أشد الغضب. (حاشية الترمذي ۳٤/۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۴/۷/۱۴۳۱ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

اَخبارات میں قرآنی آیات شائع کرنا؟

سـوال (۴۱):- کیافرماتے ہیں علماءدین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اَخبارات میں قرآنِ کریم کوشائع کرنا کیسا ہے، جب کہ لوگ اِس اخبارکوردی میں پھینک دیتے ہیں، اس سے بےاَدبی تو نہ ہوگی؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اَخبارات میں قرآنِ کریم کی آیات کوشائع کرنا خلافِ اَدب ہے؛ لہٰذا اِس سے احتراز لازم ہے، اور ایسے اخبار جس میں قرآنِ پاک کی آیات لکھی ہوئی ہوں اُس کوردی میں پھینکنا قرآن کی توہین ہے، اِس لئے کسی محفوظ جگہ میں اُس کورکھنا چاہئے؛ تاکہ بےادبی نہ ہو۔

کتابة القرآن علی ما یفترش ویبسط مکروهة. (الفتاویٰ الهندیة / کتاب الکراهیة / الباب الرابع ۳۲۳/۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۱/۷/۱۴۲۵ھ
الجواب صحیح: شبیراحمد عفااللہ عنہ

غیرمسلم کا اَخبار میں آیت الکرسی لکھ کر اِشاعت کرنا؟

سـوال (۴۲):- کیافرماتے ہیں علماءدین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کوئی اہلِ ہنود اپنے کاروبار کی مشتہری کے لئے کسی اخبار میں آیت الکرسی چھپوا کر اُس کی بے حرمتی کرسکتا ہے؟ اگرنہیں تو اُس کے لئے دین کا فیصلہ کیا ہے؟ اور یہ اخبار مجھے کوڑے گھر سے حاصل ہوا ہے، جس میں مجھے بے پناہ ٹھیس پہنچی ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجـواب وبـاللّٰہ التوفیق: اَخبارات میں اِس طرح غیرمسلموں کی طرف سے آیت الکرسی اورقرآنی آیات کی اِشاعت ناجائز ہے، اور قرآنِ کریم کی سخت توہین ہے، اِس پر

مسلمانوں کواحتجاج کرنا چاہئے؛ تاکہ آئندہ ایسے واقعات رونما نہ ہوسکیں۔

کتابة القرآن علی ما یفترش ویبسط مکروهةٌ کذا في الغرائب ...... و علی هٰذا قالوا لا یجوز أن یتخذ قطعة بیاض مکتوب علیه اسم اللّٰه تعالیٰ علامة فیما بین الأوراق لما فیه من الا بتذال باسم اللّٰه تعالیٰ. (الفتاوی الهندیة، کتاب الکراهیة / الباب الرابع ۳۲۳/۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۵/۴/۱۴۲۳ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

قرآنی آیات کے ساتھ فحش تصویر کی اِشاعت؟

سوال (۴۳): -کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مرادآباد سے شائع ہونے والے ہندی اخبار ''امراُجالا'' کے ۷/مارچ ۲۰۰۴ء کے شمارہ میں ایک اشتہار شائع ہوا ہے، جس میں تاج محل نام کی ایک فلم کے تعارف کے ضمن میں واضح طور پر قرآنی آیتیں چھاپی گئی ہیں، اوراُس کی نوعیت اِس طرح کی ہے کہ کنارے پر قرآنی آیتوں پر مشتمل تاج محل کی محرابوں کی تصویر ہے اوراس کے درمیان میں نمایاں طور پر مرد وعورت کے بوس وکنار کی فحش تصویر ہے۔تو سوال یہ ہے کہ قرآنِ کریم کی آیات کواِس طرح اخبارات میں اور فلمی اشتہارات میں چھاپنا کیا قرآنِ کریم کی بے حرمتی اورتوہین نہیں ہے؟ اور جن لوگوں نے یہ حرکت کی ہے اُن کا شرعاً کیا حکم ہے؟ واضح رہے کہ اِس فلم کے بنانے والے اور بنوانے والے سب مسلمان ہیں۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اخبار ''امراُجالا'' کا ہمرشتہ اشتہار بغور مطالعہ کیا گیا، اُس میں نمایاں طور پر مرد وعورت کے بوس وکنار کی فحش تصویر کے ساتھ قرآنِ کریم کی آیتیں شائع کی گئی ہیں، فلم کا تعارف کراتے ہوئے فحش تصویر کے ساتھ قرآنِ کریم کی آیات شائع کرکے بلاشبہ قرآن کی سخت توہین کی گئی ہے، اسلام اور مسلمان آیاتِ قرآنیہ کی اِس توہین کو ہرگز برداشت نہیں

کر سکتے، اِس کے شائع کرنے والے اخبارات حد درجہ قابلِ مذمت ہیں، اور اِس فلم کے بنانے والے اور بنوانے والے چاہے مسلمان ہوں یا غیر مسلم، سب حکومتِ ہند کی طرف سے سخت سزا کے مستحق ہیں، مسلمانوں کو چاہئے کہ اس قابلِ مذمت حرکت پر شائع کنندگان اور فلم بنانے والوں سے سخت احتجاج کریں؛ تاکہ وہ اِس بے حرمتی پر برملا معافی مانگیں اور آئندہ اِس طرح کی حرکتوں کی ہمت نہ کرسکیں، تمام اخبار والوں کو خبر دار ہوجانا چاہئے کہ قرآنِ کریم کی کوئی بھی آیت کسی بھی اخبار میں شائع نہ کریں؛ اِس لئے کہ اخبارات ردی میں جانے کے بعد کہیں بھی پھینک دیئے جاتے ہیں جس سے قرآنِ کریم کی توہین ہوتی ہے، نیز تمام فلم بنانے والوں کو بھی خبردار رہنا چاہئے کہ وہ فلم میں قرآنِ کریم کی آیات یا اُن کی تصاویر ہرگز شامل نہ کریں، ورنہ وہ فرزندانِ توحید کے سخت احتجاج سے محفوظ نہ رہ پائیں گے، اور پھر ساری ذمہ داری اُنہیں پر ہوگی۔

كتابة القرآن على ما يفترش ويبسط مكروهةٌ كذا في الغرائب .... و على هٰذا قالوا لا يجوز أن يتخذ قطعة بياض مكتوب عليه اسم اللّٰه تعالىٰ علامة فيما بين الأوراق لما فيه من الا بتذال باسم اللّٰه تعالىٰ. (الفتاوى الهندية، كتاب الكراهية / الباب الرابع ٥/٣٢٣) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۶/۱/۱۴۲۵ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مکان و دوکان یا کسی کام کی ابتداء میں قرآن پڑھنا اور دعا کرنا؟

سوال (۴۴):- کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: جب کسی کام یا دوکان وغیرہ کے افتتاح کی خوشی دعوت کریں تو کس طرح کرنی چاہئے؟ جس سے ہمارے مال میں خیر وبرکت پیدا ہو، بہت سے لوگ مدرسے سے بچوں کو بلوا کر قرآن خوانی کرواتے ہیں، اور مٹھائی بھی بانٹتے ہیں، کیا یہ عمل صحیح ہے یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: کسی کام کے آغاز کے وقت جمع ہوکر دعا کرنا یابرکۃً قرآنِ کریم کی تلاوت کرنا شرعاً درست ہے، اور اِس موقع پر بطورِ اظہارِ مسرت (نہ کہ بطورِ اُجرت قرآن خوانی) مٹھائی وغیرہ کھلانے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: كل كلامٍ أو أمر ذي بال لا يفتح بذكر الله عزوجل فهو أبتر، أو قال: أقطع.

(المنسد للإمام أحمد بن حنبل ۳۵۹/۲ رقم: ۸٦۹۷ دار الحديث القاهرة)

قال أبو هريرة: والتوكير: الرجل يبني الدار، أو ينزل في القوم، فيجعل الطعام فيدعوهم، فهم بالخيار إن شاوا أجابوا، وإن شاوا قعدوا. (المعجم الأوسط ۸۸/۳ رقم: ۳۹٤۸) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۲۴/۲/۱۴۳۲ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

قرآنِ کریم کے بوسیدہ اَوراق کو کیا کریں؟

سوال (۴۵): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: جو قرآن بوسیدہ ہوجائیں تو اُن کے بارے میں حسبِ ذیل تین اُمور دریافت طلب ہیں:

(۱) قرآن کے کچھ صفحات یا اَجزاء بوسیدہ ہوں، اور اکثر قرآن بالکل صحیح ہو، تو اُس قرآن کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

(۲) بوسیدہ اَوراق یا اجزاء جن کو پڑھنا اور قرآن کے ساتھ چسپاں کرنا ممکن نہ ہو، تو اُن کے بارے میں حکم شرعی کیا ہے؟

(۳) پورا قرآن اتنا بوسیدہ ہوچکا ہے کہ اُس کو پڑھنا بہت مشکل ہے، تو اَز روئے شرع اُس کو جلانا بہتر ہے یا دفن کرنا؟

مفتی صاحب سے درخواست ہے کہ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب مرحمت فرمائیں۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: (۱) جس قرآن کے کچھ صفحات یا اَجزاء بوسیدہ ہوجائیں، تو اُن کو نکال کر صحیح اجزاء مجلد کرادینے چاہئیں۔

(۲-۳) قرآنِ کریم کے بوسیدہ اَوراق جمع کرکے اور پاک کپڑے میں لپیٹ کر اُنہیں یا تو اتنی گہرائی میں دفن کردیا جائے کہ وہ دوبارہ اوپر نہ آسکیں، اور اگر زمین ایسی نرم ہو کہ بعد میں اُن اَوراق کے اوپر آنے کا احتمال ہو تو بہتر یہ ہے کہ احتیاط کے ساتھ کسی ڈرم وغیرہ میں رکھ کر اُن اَوراق کو جلا دیا جائے اور پھر اُس راکھ کو یا تو دفن کردیا جائے یا بہتے دریا میں بہادیا جائے۔

وقال عثمان للرهط القرشيين الثلاثة: إذا اختلفتم أنتم وزيد ابن ثابت في شيء من القرآن فاكتبوه بلسان قريش – إلىٰ قوله – وأمر بما سواه من القرآن في كل صحيفة أو مصحف أن يحرق. وفي هامشه: وبه رخّص بعض في تحريق ما يجتمع عنده من الرسائل فيها ذكر اللّٰه، قال في الفتح: وقد جزم عياض بأنهم غسلوها بالماء، ثم أحرقوها مبالغة في إذهابها، قال ابن بطال في هٰذا الحديث: جواز تحريق الكتب التي فيها اسم اللّٰه بالنار، فإن ذلک إكرام لها وصون عن وطيها بالأقدام، وقد أخرج عبد الرزاق من طريق طاؤوس أنه كان يحرق الرسائل التي فيها البسملة إذا اجتمعت. (صحيح البخاري مع الهامش ٧٤٦/٢ رقم: ٤٧٩٦)

يجعل في خرقة طاهرة ويدفن في محل غير ممتهن لا يوطأ، ولا بأس بأن تلقى في ماء جار كما هي أو تدفن وهو أحسن. (شامي ٣٢٠/١-٣٢١ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۴۳۶/۶/۴ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

قرآن کے بوسیدہ اَوراق کو جلانا؟

سوال (۴۶):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں

کہ: اگر قرآنِ کریم بہت زیادہ بوسیدہ اور پرانا ہوجائے، اَوراق منتشر ہوجائیں، تو اُس کے بارے میں شرعاً کیا حکم ہے؟ کیا اُن کو جلاکر دفن کردیا جائے؟ یا جو بھی شریعتِ اسلامیہ کا حکم ہو تحریر فرمادیں۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: قرآنِ کریم کے اَوراق جو انتہائی بوسیدہ ہوجائیں اور استفادہ کے لائق نہ رہیں، تو اُنہیں کسی پاک کپڑے میں لپیٹ کر گہرائی میں دفن کردیا جائے؛ لیکن کبھی کبھار یہ صورت پیش آتی ہے کہ کھدائی کی وجہ سے وہ اَوراق دوبارہ ظاہر ہوجاتے ہیں، اِس لئے اگر اِس طرح کا اندیشہ ہو تو اُن اَوراق کو جلاکر اُس کی راکھ دفن کردیں، یا بہتے ہوئے دریا میں بہادیں، تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں ہے، ایسے ناقابل استعمال اَوراق کو بے حرمتی سے بچانے کے لئے یہ طریقہ بہتر ہے، چناں چہ سیدنا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے جب لغتِ قریش پر قرآنِ کریم کا نسخہ تحریر کروایا، تو دیگر نسخوں کو جلانے کا حکم دیا، اگر یہ بے حرمتی ہوتی تو آپ رضی اللہ عنہ اُسے جلانے کا حکم نہ دیتے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۴/۱۵۰ ڈابھیل)

وقال عثمان رضي اللّٰه عنه للرهط القريشيين الثلاثة: إذا اختلفتم أنتم وزيد بن ثابت رضي اللّٰه عنه في شيء من القرآن فاكتبوه بلسان قريشٍ، فإنما نزل بلسانهم ففعلوا حتى إذا نسخوا الصحف في المصاحف رد عثمان الصحف إلى حفصة، وأرسل إلى كل أفق بمصحف مما نسخوا، وأمر بما سواه من القرآن في كل صحيفة، أو مصحف أن يحرق. (صحيح البخاري ٢/٧٤٦ رقم: ٤٧٩٦)

وأكثر الروايات صريح في التحريق، فهو الذي وقع ويحتمل وقوع كل منهما بحسب ما رأى من كان بيده شيء من ذٰلك، وقد جزم عياض بأنهم غسلوها بالماء، ثم أحرقوها مبالغة في إذها بها، قال ابن بطال: في هٰذا الحديث جواز تحريق الكتب التي فيها اسم اللّٰه بالنار، وأن ذلك إكرام لها، وصون عن وطيها بالأقدام. (فتح الباري ٩/٢١ دار الفكر بيروت)

أخـرج البـخـاري حـديثًا فيـه دليـل الإحراق وذٰلک ...... حتى إذا نسخوا الـصـحف فـي الـمـصـاحف، ردّ عثمان الصحف إلى حفصة وأرسل إلى كل أفق بـمـصـحف مما نسخوا وأمر بما سواه من القرآن في كل صحيفة أو مصحف أن يحرق. (صحيح البخاري / فضائل القرآن ٧٤٦/٢ رقم: ٤٧٩٦)

عـن ابـن طـاؤس عـن أبيـه أنـه كـان إذا اجتـمـعـت عنده الرسائل أمر بها فأحرقت. (المصنف لابن أبي شيبة ٤١٠/١٣ رقم: ٢٦٨٢٦)

عـن الأسـود بـن هـلال قـال: أتى عبد اللّٰه بصحيفة فيها حديث فأتى بماء فمحاها ثم غسلها، ثم أمر بها فأحرقت. (المصنف لابن أبي شيبة ٤١١/١٣ رقم: ٢٦٨٢٩)

(ويـدفـن) أي يجعل في خرقة طاهرة، ويدفن في فعل غير ممتهن لا يوطأ.

(شامي، كتاب الطهارة / قبيل باب المياه ٣٢٠/١ زكريا)

وفـي السراجية: إذا صار المصحف خلقا ينبغي أن يلف في خرقة طاهرة، ويدفن في مكان طاهر أو تحرق. (الفتاویٰ التاتارخانية ٦٩/١٨ رقم: ٢٨٠٦٧ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۲/۵/۱ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

قرآن کے بوسیدہ اَوراق کوجلا کر دفن کرنا؟

سوال (۴۷): - کیافرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ہم اَہالیانِ اَصالت پورہ مرادآباد نے اِحاطہ والی چھوٹی مسجد کے بوسیدہ قرآنِ پاک (جن کو دیمک لگ گئی تھی) کومسجد والوں کے مشورہ سے ہر قسم کی بےاَدبی سے بچانے کے لئے جلادیا اور اَب اُن کواَدب واحترام کے ساتھ کسی محفوظ جگہ دفن کرنا چاہتے ہیں، کچھ لوگ اِس پر اعتراض کرتے ہیں کہ اُن کوجلا ناجائز نہیں ہے، اِس بنا پر محلّہ میں ایک فتنہ کھڑا ہوگیا ہے۔ دریافت یہ کرنا ہے کہ بےاَدبی سے محفوظ کرنے کے لئے جلاکر دفن کرنا کیسا ہے؟ بالتفصیل جواب عنایت فرمائیں۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: قرآنِ پاک کے جواَوراق بوسیدہ ہوجائیں اور اُن کی بے حرمتی کا خطرہ ہوتو اُنہیں جلاکر اُن کی راکھ محفوظ جگہ دفن کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، سیدنا حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرامؓ کی موجودگی میں لغتِ قریش کے علاوہ دیگر مصاحف قرآن کو جلانے کا حکم دیا تھا، اور کسی صحابی نے اُن پر نکیر نہیں کی، یہ اِس بات کی دلیل ہے کہ بے حرمتی سے بچانے کی غرض سے قرآنِ پاک کے بوسیدہ اَوراق کو جلانا شرعاً درست ہے، اور جلائے بغیر بھی پاک کپڑے میں لپیٹ کر اُن اَوراق کو محفوظ جگہ دفن کیا جاسکتا ہے، جیسا کہ بعض فقہی عبارات سے معلوم ہوتا ہے؛ لیکن موجودہ زمانہ میں تجربہ سے یہ بات مشاہد ہوتی ہے کہ مطبوعہ کاغذات زمین میں دبانے سے گل کر ختم نہیں ہوتے اور بسا اَوقات کھدائی یا مٹی کٹنے کی وجہ سے سے پھر ظاہر ہوکر پیروں میں آجاتے ہیں، اِس سے اُن کی سخت بے ادبی ہوتی ہے؛ لہٰذا اِس خطرے سے بچنے کے لئے اگر جلاکر دفن کیا جائے، تو شرعاً اِس میں کوئی گناہ یا ممانعت نہیں ہے۔

حتی إذا نسخوا الصحف في المصاحف، رد عثمان الصحف إلی حفصة وأرسل إلیٰ کل أفق بمصحف مما نسخوا، وأمر بما سواہ من القرآن في کل صحیفة أو مصحف أن یحرق. (صحیح البخاري ۲/ ۷٤٦)

وفي روایة بکیر بن الأشج: فأمر بجمع المصاحف فأحرقها، ثم بث في الأجناد التي کتبت، ومن طریق مصعب بن سعد قال: أدرکت الناس متوافرین حین أحرق عثمان رضي اللّٰہ عنه المصاحف، فأعجبهم ذٰلک، أو قال: لم ینکر ذٰلک منهم أحد الخ. (عمدة القاري ۱۳/ ۵۳٦ رقم: ٤۹۸۷ دار الفکر بیروت، فتح الباري ۱۱/ ۲۵ رقم: ٤۹۸۷ دار الکتب العلمیة بیروت، کفایت المفتی ۱/ ۱۱۷، فتاوی محمودیه ٦/ ۱۸)

وقال ابن بطال في هٰذا الحدیث: جواز تحریق الکتب التي فیها اسم اللّٰہ بالنار، وأن ذٰلک إکرام لها وصون عن وطئها بالأقدام(حاشیة صحیح البخاري ۲/ ۷٤٦)

في الدر المختار: الكتب التي لا ينتفع بها يمحي عنها اسم الله وملائكته ورسله ويحرق الباقي، ولا بأس بأن تلقىٰ في ماء جار كما هي أو تدفن وهو أحسن كما في الأنبياء، وتحته في الشامي، وفي الذخيرة: المصحف إذا صار خلقًا وتعذر القراء ة منه لا يحرق بالنار إليه أشار محمد، وبه نأخذ، ولايكره دفنه، وينبغي أن يلف بخرقة طاهرة ويلحد له؛ لأنه لو شق و دفن يحتاج إلى إهالة التراب عليه، وفي ذلک نوع تحقير إلا إذا جعل فوقه سقف(شامي، كتاب الحظر والإباحة / باب الاستبراء ٦٠٥/٩ زكريا، ٤٢٢/٦ كراچی، الفتاویٰ الهندية، كتاب الكراهية / الباب الخامس ٣٢٣/٥، الفقه الإسلامي وأدلته ٤٥١/١ رشيدية، تعليقاتِ فتاویٰ محموديه ٥٤٤/٣ ڈابھیل، ١٣٦/٧ ميرٹھ) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۵/۵/۱۱ھ

مسجد کے تہہ خانہ میں بوسیدہ قرآن رکھنا؟

سوال (۴۸): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: قبرستان کی تھوڑی سی زمین مسجد کے بیرونی حصہ میں مسجد بناتے وقت آ گئی ہے، جسے اوپر سے پاٹ کر تہہ خانہ بنادیا گیا ہے، آیا اِس تہہ خانہ میں بوسیدہ اور پھٹے پرانے قرآنِ کریم کو ڈال سکتے ہیں یا نہیں؟ برائے کرم مذکورہ مسئلہ کی صحیح وضاحت فرمائیں، عین کرم ہوگا۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر اِس تہہ خانہ میں بوسیدہ قرآنِ کریم کے اَوراق کی بے حرمتی کا اندیشہ نہیں ہے تو وہ اَوراق وہاں رکھنے میں شرعاً کوئی مضائقہ معلوم نہیں ہوتا۔

وإن شاء أغسله بالماء أو وضعه في موضع طاهر لا تصل إليه يد محدث ولا غبار ولا قذر تعظيمًا لكلام الله عز وجل. (شامي، كتاب الحظر والإباحة / باب

الاستبراء ۶/۲۲ کراچی، ۶۰۵/۹ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۱/۶/۱ھ

قرآنِ پاک اور دینی کتب واَحادیث کے اَوراق پیپرمل میں استعمال کرنا؟

سوال (۴۹): - کیافرماتے ہیں علماءدین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اورنگ آباد (مہاراشٹر) ایک حساس علاقہ ہے، یہاں مسلم آبادی کا تناسب تقریباً ۴۰؍ فیصد ہے، یہاں مدارس، مکاتب اور مساجد میں قرآن دینی کتب اَحادیث لوحِ قرآنی اور ملفوظات جو بوسیدہ ہوجائے، کوئی نظم نہ ہونے کی وجہ سے کوڑا کرکٹ ردی والوں کے ذریعہ انجانے میں غیروں کے ہاتھوں چلے جاتے ہیں اور شرکاء ذریعہ بنتے ہیں، ایک مرتبہ پٹاخوں میں نکلنے سے سنگین حالات ہوگئے تھے؛ اِس لئے مدنی سوشل اسوسیشن وچند حساس نوجوانوں نے سال میں ایک مرتبہ اِس قسم کے بوسیدہ اَوراق جمع کرنے کی مہم شروع کی، پچھلے آٹھ سالوں سے یہ کاغذات جمع کئے جارہے ہیں، جو ہر سال تقریباً ڈیڑھ تا دوٹن ہوجاتا ہے، اِن کاغذات کو مقامی علماء کی رہنمائی میں قبرستان میں دفنانا طے ہوا؛ لیکن اُس میں پلاسٹک اور پالیتھین کوٹنگ ہونے سے یہ اَوراق زمین میں ضائع نہیں ہورہے ہیں، اور مقامی قبرستان چھوٹے چھوٹے ہیں، تالاب میں ڈالنے کی اِجازت نہیں ملتی، کنویں نہیں ہیں؛ اِس لئے دوسال سے علماء کی اِجازت سے یہ پیپرمل میں ڈالنا طے ہوا، ایک کارخانے نے اجازت دی، نوجوان طے شدہ دن اپنے ہاتھوں سے کریل (کاغذ کو محلول بنانے والی مشین) میں ڈالتے ہیں اور اطمینان کرلیتے ہیں کہ اَب یہ کاغذات ہیئت بدل چکے ہیں۔ (یعنی پانی ہوچکے ہیں) تب جاکر پیپرمل والے بعد میں اُس کا مقواہ (پٹھا) تیار کرتے ہیں، وہ پٹھا کمپنی کی ملکیت ہوتا ہے۔

اَب بتائیے کیا ہمارا یہ عمل درست ہے؟ یہ عمل درست نہ ہوتو اُس کا متبادل بتلاکر ہماری

رہنمائی کریں؛ تاکہ شہر اورنگ آباد ہی نہیں؛ بلکہ ملک میں ہر جگہ یہ عمل جاری ہوجائے اور قرآن کی بے حرمتی نہ ہو اور شر کا ذریعہ نہ بنے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: فقہاء نے قرآن کے بوسیدہ اَوراق تیز بہتے ہوئے پانی میں ڈالنے اور پاک کپڑے میں لپیٹ کر زمین میں دفن کرنے کی اِجازت دی ہے، نیز بعض صورتوں میں ایسے کاغذات کو جلاکر اُس کی راکھ دفن کرنے کی گنجائش بھی معلوم ہوتی ہے۔ جس سے خلاصہ کے طور پر یہ ثابت ہوتا ہے کہ ایسے متبرک کاغذات کو ایسی صورت میں تبدیل کر دینا جس سے حروف مٹ جائیں بے اَدبی میں داخل نہیں ہے؛ لہٰذا ضرورت کے وقت ایسے کاغذات کو کاغذ فیکٹری کی مشین میں ڈال کر ہیئت تبدیل کرانے میں بھی کوئی حرج معلوم نہیں ہوتا، اور بظاہر یہ پانی میں بہانے کی طرح ایک جدید شکل ہے، اِس لئے اس میں شرعاً کوئی قباحت نہیں ہے؛ تاہم دیگر اہلِ علم سے بھی مراجعت کرلی جائے۔

الكتب التي لا ينتفع بها يمحي عنها اسم اللّٰه و ملائكته ورسله، ويحرق الباقي، ولا بأس بأن تلقى في ماء جار كما هي، أو تدفن وهو أحسن كما في الأنبياء. (الدر المختار) **وينبغي أن يلف بخرقة طاهرة ويلحد له ...... وإن شاء غسله بالماء أو وضعه في موضع طاهر.** (شامي، كتاب الحظر والإباحة / باب الاستبراء ٩/٦٠٥ زكريا)

المصحف إذا صار بحال لا يقرأ فيه يدفن كالمسلم. (الدر المختار) **أي يجعل في خرقة طاهرة، ويدفن في محل غير ممتهن لا يؤطا.** (شامي، كتاب الطهارة / قبيل باب المياه ١/٣٢٠ زكريا)

المصحف إذا صار خلقًا لا يقرأ منه ويخاف أن يضيع يجعل في خرقة طاهرة، ويدفن. (الفتاوى الهندية، كتاب الكراهية / الباب الرابع ٥/٣٢٣)

رد عثمان الصحف إلى حفصة فأرسل إلى كل أفق بمصحف مما نسخوا،

وأمر بما سواه من القرآن في كل صحيفة، أو مصحف أن يحرق. (صحيح البخاري، كتاب فضائل القرآن / باب جمع القرآن ٧٤٦/٢ رقم: ٤٩٨٧ دار الفكر بيروت)

وقال عياض: إغسلوها بالماء، ثم انصرفوها مبالغة في إذهابها. (عمدة القاري ١٨/٢) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۱/۳/۱۴۳۰ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

قرآن کی آیات کو اعداد میں تبدیل کرنا کیسا ہے؟

سوال (۵۰): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: قرآنِ کریم کی آیات کو اَعداد میں تبدیل کرنا درست ہے یا نہیں؟ اور کسی آیت کی جگہ اُس کے اعداد کو استعمال کر سکتے ہیں، مثلاً: ﴿وَمَنْ دَخَلَهُ كَانَ آمِنًا﴾ کی جگہ اُس کے اعداد (۸۹۸) استعمال کر سکتے ہیں؟ کیوں کہ ہم نے بعض علماء کو ایسا کرتے ہوئے دیکھا ہے، کیا اُن کا یہ فعل قابلِ عمل ہے یا اُس سے اجتناب کیا جائے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ضرورۃً اِس کی بھی جازت ہے، جیسا کہ تعویذات میں اُس کا استعمال بلانکیر زمانۂ سلف سے جاری ہے۔ (مستفاد: بیضاوی شریف ۱۴) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۵/۷/۱۴۱۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

خط کے شروع میں کیا لکھنا چاہئے؟

سوال (۵۱): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: خط کے شروع میں کیا لکھنا بہتر ہے، باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ یا بسم وبعونہ یا کچھ اور؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: افضل اور اولیٰ یہ ہے کہ تحریر کے شروع میں بسم اللہ لکھی

جائے؛ تاہم باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ مختصر الفاظ بھی لکھ سکتے ہیں۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿اِنَّهُ مِنْ سُلَيْمَانَ وَاِنَّهُ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ [النحل: ۳۰]

وقال میمون بن مهران: كان رسول اللّٰه ﷺ يكتب باسمك اللّٰهم، حتى نزلت هٰذه الاٰية: فكتب بسم اللّٰه الرحمٰن الرحيم. (تفسير ابن كثير مكمل ۹۸۶) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفر لہ ۱۷/۸/۱۴۲۱ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

خط کے شروع میں ۹۲ کا عدد لکھنا؟

سوال (۵۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: بعض لوگ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جگہ عدد ۹۲ لکھتے ہیں، تو کیا یہ درست ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفيق: خط کے ابتداء میں خود لفظ محمد بطور ابتدائیہ کے لکھنے ہی کا ثبوت نہیں ہے، چہ جائے کہ اس کے اعداد لکھے جائیں، پھر اِس دور میں یہ ایک خاص بدعتی فرقہ نے اپنا شعار بنالیا ہے، اِس لئے اُس کا ترک ضروری ہے۔

عن ابن عمر رضي اللّٰه عنهما قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: من تشبه بقوم فهو منهم. (سنن أبي داؤد، كتاب اللباس / باب في لبس الشهرة ۲/۵۵۹ رقم: ۴۰۳۱ دار الفكر بيروت، مشكاة المصابيح، كتاب اللباس / الفصل الثاني ۲/۳۷۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفر لہ ۵/۷/۱۴۱۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

حروف کے اَعداد اور بسم اللہ کی جگہ ۷۸۶ لکھنا کیسا ہے؟

سوال (۵۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ''ابجد'' کے اَعداد کب اور کس نے اِیجاد کئے، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی جگہ ۷۸۶ لکھنے کی

ابتداء کب اور کیسے ہوئی، اور ۷۸۶ لکھنا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ اور اِسی طرح محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جگہ ۹۲ کا عدد، اِس کے علاوہ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ ۷۸۶ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کا عدد نہیں ہے، ابجد کے حساب سے بھی وہ اس طرح جوڑتے ہیں: بسم ۱۰۲، اللہ ۶۷، الرحمٰن ۳۳۰، الرحیم ۲۸۹، اِن سب کو ٹوٹل کرنے سے ۷۸۸ ہوتا ہے، یہاں اللہ میں ال ل اہ، ل مشدد ہے، اور مشدد حرف کو ایک ہی شمار کرنا چاہئے، جیسے ہوز میں ''وٓ'' اور حطی میں ''طٓ'' ایسا کرنے سے ۷۸۶ میں اور بھی فرق پیدا ہو جائے گا، اور اگر لفظ اللہ کے ل کی طرح الرحمٰن الرحیم کو بھی دو دو بار شمار کریں تو اِس صورت میں بہت بڑھ جائے گا، اور ۷۸۶ کا پتہ بھی نہیں رہے گا، یہ عجیب معمہ سامنے آیا ہے، میں نے بہت سمجھنے کی کوشش کی، مگر سمجھ میں نہیں آ سکا؛ لہٰذا آپ میری اور قوم کی رہنمائی فرمائیں، نیز یہ بھی وضاحت کر دوں کہ بعض لوگوں نے کہا ہے کہ ۷۸۶ دراصل اہلِ ہنود کے بھگوان ''ہرے کرشنا'' کے نام کے اَعداد ہیں، لہٰذا ''۷۸۶'' لکھنا یا بولنا شرک و بدعت اور حرام و ناجائز ہے اور اِس سے بچنا چاہئے، اَب آنجناب سے مؤدبانہ درخواست ہے کہ تھوڑی سی زحمت علمی برداشت کرتے ہوئے رہبری فرما کر جواب باصواب سے نوازیں؟

باسمہٖ سبحانہٗ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: پہلی بات تو یہ ہے کہ اللہ کے کھڑے زبر اور الرحمٰن کے کھڑے زبر کو شامل نہ کرنے سے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کا عدد ۷۸۶ ہی نکلتا ہے۔ اَب یہ استعمال کرنے والے کی نیت پر موقوف ہے کہ وہ اس عدد سے کس کلام کی طرف اِشارہ کر رہا ہے، ظاہر ہے کہ جب بھی کوئی مسلمان یہ لفظ لکھتا ہے تو اُس کا ارادہ بسم اللہ ہی کی طرف اشارہ کرنے کا ہوتا ہے، ''ہرے کرشنا'' یا اِس جیسے کسی لفظ کی طرف خیال بھی نہیں جاتا؛ لہٰذا اگرچہ تحریر میں باقاعدہ تسمیہ کا اہتمام کرنا چاہئے؛ لیکن اگر کوئی شخص بسم اللہ کی بے حرمتی کے خطرہ سے علم الاعداد کا سہارا لیتا ہے اور علامت کے طور پر ۷۸۶ لکھ دیتا ہے تو اس کی ممانعت پر کوئی دلیل نہیں ہے، یہ علم الاعداد زمانۂ قدیم سے عرب میں رائج تھا، اور علماء بھی تعویذ وغیرہ میں بلانکیر اسے استعمال کرتے آئے ہیں۔ (مستفاد:

بیضاوی شریف ۱۴، مکتوباتِ نبوی ۴۴) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۴/۱۱/۱۴۱۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

بسم اللہ کی جگہ ۷۸۶ لکھنا؟

سوال (۵۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: عام طور سے لوگ ۷۸۶ بسم اللہ کی جگہ لکھتے ہیں، اس کا لکھنا کیسا ہے بدعت ہے کہ نہیں؟ نیز سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے شاہانِ عرب کو جو خطوط روانہ فرمائے اُس کو بسم اللہ سے لکھا، اگر کہیں بے حرمتی اور توہین کی وجہ سے ۷۸۶ خطوط پر لکھا جاتا ہے، تو پھر اس کا کیا جواب ہوگا؟ نیز اگر اِس کی بھی وضاحت کردیں کہ ۷۸۶ کی ابتداء کہاں سے ہوئی تو اور اچھا ہوگا، اور تعویذ والے جو آیتوں کے بدلے اعداد لکھتے ہیں اُن کا کیا حکم ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اِس بارے میں کوئی صریح فقہی جزئیہ تو نظر سے نہیں گذرا؛ البتہ چوں کہ حروفِ تہجی سے خاص اعداد اور اعداد سے خاص کلمات مراد لینا اہلِ عرب میں زمانۂ قدیم سے رائج ہے، اور تاریخ میں تعویذات میں اِس فن سے استفادہ سلف وخلف کا معمول رہا ہے، اِن وجوہات کی بناپر اگر کوئی شخص بنظر احتیاط تسمیہ کے بجائے اُس کے اعداد ۷۸۶ لکھے تو اُس کا یہ عمل بدعت میں داخل نہ ہوگا؛ لیکن بہتر یہی ہے کہ بسم اللہ پوری لکھی جائے، یا ''باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ'' جیسے الفاظ تحریر کئے جائیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عادتِ شریفہ سے زیادہ اشبہ یہی ہے۔ ۷۸۶ لکھنے کی ابتداء کب ہوئی، اِس کے متعلق کوئی صراحت نہیں ملی اور تعویذات کے سلسلہ میں اَکابر علماء حضرت گنگوہیؒ اور حضرت تھانویؒ وغیرہم کا بلانکیر اعداد لکھنا اور اُن کی اِجازت دینا اِس عمل کے جواز کا قرینہ بہرحال ہے۔

مستفاد من عبارۃ البیضاوي: وهٰذه الدلالة وإن لم تکن عربیة؛ لکنها

لاشتهارها فيما بين الناس حتى الحرب تلحقها بالمعربات كالمشكاة والسجيل ......، قال في حاشية شيخ زاده على البيضاوي: وتقرير الجواب أن تلك الفواتح وإن لم تكن موضوعة في لغة العرب للدلالة على المدد إلا أن تلك الدلالة مشهورة عند العرب فصارت الفواتح بذلك كلها موضوعة في لغتهم لتلك الدلالة، فصارت من حيث دلالتها على المدد والأجال ملحقة بالعربي. (شيخ زاده ١/٦٧، حاشيه مكتوبات نبوي ٤٤) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۱/۸/۳ھ

۷۸۶ بسم اللہ کے عدد ہیں یا ہری کرشن کے؟

سوال (۵۵): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید اور بکر دو اختلافی شخص ہیں، زید کہتا ہے کہ ۷۸۶ لکھنا جائز نہیں ہے، چوں کہ ہری کرشن کا نمبر ہے، اور بکر کہتا ہے کہ جائز ہے، چوں کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کا نمبر ہے، تو آیا صورتِ حال میں ۷۸۶ لکھا جائے گا یا نہیں؟ جواز اور عدم جواز سے نوازیں۔ مزید ۷۸۶ اگر ہری کرشن کا نمبر ہے تو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کا نمبر کیوں ہوا؟ اگر دونوں کے یکساں نمبر ہونے میں کوئی راز ومصلحت پوشیدہ ہے تو اِس کی بھی وضاحت فرمائیں۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بسم اللہ کی جگہ بہتر تو یہی ہے کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یا باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ جیسے الفاظ لکھے جائیں؛ لیکن اگر بے حرمتی سے بچانے کے مقصد سے بسم اللہ کے عدد ۷۸۶ لکھ دیئے جائیں تو وہ بھی ممنوع نہیں ہے۔ (مکتوباتِ نبوی ۲۴) اور ہری کرشن کے عدد ۷۸۵ ہوتے ہیں، ۷۸۶ نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۱۷/۵/۱۵ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

۷۸۶ کا کسی چیز کا عدد ہونا بسم اللہ کے عدد ہونے کے منافی نہیں؟

سوال (۵۶):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کو ہم لوگ ۷۸۶ لکھتے ہیں، جب کہ بعض حضرات کا کہنا ہے کہ بسم اللہ میں ۷۸۶ کا عدد نہیں ہے، برائے مہربانی وضاحت فرمائیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ۷۸۶ بسم اللہ کا عدد ہے، اگرچہ یہ عدد دنیا کی اور بہت سی چیزوں کا عدد بھی بن سکتا ہے؛ لیکن دوسری چیزوں کا عدد ہونا بسم اللہ کے عدد ہونے کے منافی نہیں ہے؛ تاہم یہ عدد بسم اللہ کے قائم مقام نہیں ہے؛ بلکہ محض بسم اللہ کے اِشارے کی حیثیت رکھتا ہے؛ لہٰذا اِس کو لکھنے سے بسم اللہ کی فضیلت حاصل نہیں ہوسکتی۔ (فتاویٰ محمودیہ ۳۴۰/۳ ڈابھیل، فتاویٰ نظامیہ ۳۹۶/۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۴۲۱/۶/۱۲ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

ترضی وترحم

عبارت خوانی کے دوران ترضی نہ کہنا؟

سوال (۵۷): -کیافرماتے ہیں علماءدین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک شخص کتاب پڑھتا ہے، جلدی کی وجہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی جگہ صرف حضرت عمر پڑھتا ہے یا حضرت عائشہ کی جگہ صرف حضرت عائشہ پڑھتا ہے، دل میں کسی طرح کی تحقیر وتذلیل نہیں ہے، کیا یہ شخص گنہگار ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جلدی یا بےخیالی میں ''رضی اللہ عنہ'' کہے بغیر گذر جائے تو گناہ نہیں، مگر بہتر یہی ہے کہ جب بھی صحابی کا نام مبارک آئے تو ''رضی اللہ عنہ'' کہے اور جلد بازی نہ کرے۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿رَضِيَ اللّٰهُ عَنۡهُمۡ وَرَضُوۡا عَنۡهُ﴾ [البینة، جزء آیت: ۸]

ویستحب الترضي للصحابة (الدر المختار) لأنهم كانوا يبالغون في طلب الرضا من اللّٰه تعالیٰ ويجتهدون في فعل ما يرضيه ويرضون بما يلحقهم من الابتلاء من جهة أشد الرضا فهؤلاء أحق بالرضا. (الدر المختار مع الشامي، کتاب الخنثیٰ / مسائل شتی ۷۵٤/٦ دار الفکر بیروت، ٤۸۵/۱۰ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۰/۱۱/۱۴۱۹ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

حضرت ''زلیخا'' کو ''رضی اللہ عنہا'' لکھنا؟

سوال (۵۸): -کیافرماتے ہیں علماءدین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں

کہ: ایک صاحب نے ''ندائے شاہی'' میں لکھا ہوا دیکھا ہے کہ حضرت زلیخا رضی اللہ عنہا، اِس پر اُنہوں نے کہا کہ یہ لکھنا غلط ہے؛ کیوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے جتنے نبی آئے اُن سب کے لئے کہیں پر ''رضی اللہ عنہا'' نہیں لکھا گیا، تو زلیخا کو کیسے لکھ دیا؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: ''رضی اللہ عنہ'' اگرچہ عرف میں حضراتِ صحابہ کے لئے استعمال ہوتا ہے؛ لیکن دیگر ممتاز صلحاء وغیرہ کے لئے بھی استعمال کیا جاسکتا ہے، بس اِس کا خیال رکھنا چاہئے کہ اِس کی وجہ سے صحابہ کا غیر صحابہ کے ساتھ التباس نہ ہو، چوں کہ بعض تفسیری روایات سے حضرت زلیخا کا صاحبِ ایمان ہونا معلوم ہوتا ہے، اور اُن کے ساتھ ''رضی اللہ عنہا'' لگانے سے کسی التباس کا اندیشہ بھی نہیں ہے؛ اِس لئے اُنہیں ''رضی اللہ عنہا'' کہہ سکتے ہیں۔

ويستحب الترضي للصحابة والترحم للتابعين ومن بعدهم من العلماء والعباد وسائر الأخيار وكذا يجوز عكسه. (شامي، كتاب الخنثى / مسائل شتى ٧٥٤/٦ دار الفكر بيروت، ٤٨٥/١٠ زكريا، فتاوىٰ احياء العلوم ١٥٥/١) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۰/۵/۲۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

صحابۂ کرام کو ''علیہ السلام'' کہنا؟

سوال (۵۹): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اَنبیاء اور ملائکہ کے علاوہ صحابہ رضی اللہ عنہم اور اَربعہ کو ''علیہ السلام'' کہہ سکتے ہیں یا نہیں؟ لہٰذا حضور والا سے مؤدبانہ درخواست ہے کہ تشفی بخش جواب دے کر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: ''علیہ السلام'' اور ''صلوٰۃ وسلام'' کے کلمات حضرات اَنبیاء اور ملائکہ علیہم السلام کے ساتھ خاص ہیں؛ لہٰذا کسی غیر نبی کے لئے اِصالۃً ''علیہ السلام'' کے

کلمات استعمال کرنا مناسب نہیں ہے؛ البتہ اگر اَنبیاء کے ساتھ دیگر لوگوں کا بھی ذکر ہو اور تبعاً اُن کو بھی سلام میں شامل کرلیا جائے تو اِس کی اِجازت ہے۔

قوله تعالىٰ: ﴿سَلاَمٌ عَلىٰ اِلْيَاسِيْنَ﴾ كما يقال في إسماعيل: إسماعين، وهي لغة بني أسد ...... وقرأ آخرون ﴿سلام على إدراسين﴾ وهي قراءة ابن مسعود رضي الله عنه. وقرأ آخرون: ﴿سلام على آل ياسين﴾ يعني آل محمد صلى الله عليه وسلم. (تفسير ابن كثير [الصفت: ١٣٠] ٢٨/٤ دار السلام رياض)

قوله: ﴿سلام﴾ منا سعادة وسلامة ﴿على آل ياسين﴾ على آل محمد عليه السلام. (تفسير ابن عباس على هامش الدر المنثور [الصفت] ٣٤٥/٤ مؤسسة الرسالة بيروت)

وأما السلام فنقل اللقاني في شرح جوهرة التوحيد عن الإمام الجويني أنه في معنى الصلاة، فلا يستعمل في الغائب، ولا يفرد به غير الأنبياء فلا يقال: ''علي عليه السلام'' وسواء في هٰذا الأحياء والأموات. (شامي، كتاب الخنثیٰ / مسائل شتى ٤٨٣/١٠ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۸/۵/۲۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

نبی ﷺ کے علاوہ پر ''صلی اللہ علیہ وسلم'' پڑھنا؟

سوال (۶۰): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ صحابی یا ولی اللہ یا عالم دین کے نام کے ساتھ بھی ''صلی اللہ علیہ وسلم'' کہہ سکتے ہیں، یا لکھ سکتے ہیں؟ مثلاً حضرت ابوبکر، سلطان الہند خواجہ معین الدین، شیخ العرب والعجم حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمہم اللہ۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفيق: غیر نبی پر اِصالۃً درود وسلام پڑھنا درست نہیں؛ البتہ

اَنبیاءعلیہم السلام کے تابع کرکے دوسروں پر بھی درود بھیجا جاسکتا ہے۔ مثلاً: **اللّٰهم صلّ علىٰ محمد و اٰله و ذرياته**؛ لہٰذا سوال میں مذکورہ اَولیاء اللہ کے نام کے ساتھ ’’صلی اللہ علیہ وسلم‘‘ لکھنا صحیح نہیں ہے۔

وفي الخلاصة أيضًا: إن في الأجناس عن أبي حنيفة رحمه اللّٰه: لا يصلي على غير الأنبياء والملائكة، ومن صلى على غيرهما لا علىٰ جهة التبعية فهو غالٍ من الشيعة التي سميت بالروافض، انتهى. ومفهومه أن حكم السلام ليس كذٰلك ولعل وجهه أن السلام تحية أهل الإسلام، ولا فرق بين "السلام عليه" و ’’عليه السلام‘‘ إلا أن قوله: عليٌّ عليه السلام من شعار أهل البدعة، فلا يستحسن فى مقام المرام. (شرح الفقه الأكبر ١٦٦-١٦٧)

ولا يصلى على غير الأنبياء ولا على غير الملائكة إلا بطريق التبع. (تنوير الأبصار على الدر المختار، كتاب الخنثىٰ / مسائل شتى ٧٥٣/٦ دار الفكر بيروت، ٤٨٣/١٠ زكريا، معارف القرآن ٢٢٣/٧، كذا في النووي على شرح صحيح مسلم ١٧٦/١، مستفاد: فتاوىٰ احياء العلوم ١٥٤/١) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۷/۳/۱۴۱۲ھ

ائمۂ اَربعہ کو ’’رضی اللہ عنہ‘‘ کہنا؟

سوال (۶۱):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ائمہ اَربعہ کو ’’رضی اللہ عنہ‘‘ کہہ سکتے ہیں یا نہیں؟ اگر کہہ سکتے ہیں تو کیوں؟ اور نہیں کہہ سکتے ہیں تو کیوں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: عام طور پر علماء کا دستور یہی ہے کہ ’’رضی اللہ عنہ‘‘ کے دعائیہ کلمات حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں؛ لہٰذا غیر صحابہ

کے لئے ترضیہ کے بجائے ترحم یعنی ''رحمۃ اللہ علیہ'' جیسے کلمات استعمال کرنے چاہئیں؛ تاہم اگر کوئی غیر صحابہ کے لئے ''رضی اللہ عنہ'' اِستعمال کرلے، تو شرعاً اُس پر کوئی گناہ نہیں ہے۔

يستحب الترضي والترحم على الصحابة والتابعين، فمن بعدهم من العلماء والعباد وسائر الأخيار، فيقال: رضي اللّٰه عنه، أو رحمه اللّٰه ونحو ذٰلك. وأما ما قاله بعض العلماء: إن قوله: رضي اللّٰه عنه مخصوصٌ بالصحابة، ويقال في غيرهم: رحمه اللّٰه فقط، فليس كما قال، ولا يوافق عليه؛ بل الصحيح الذي عليه الجمهور استحبابه، ودلائله أكثر من أن تحصر. فإن كان المذكور صحابيًا ابن صحابي قال: قال ابن عمر رضي اللّٰه عنهما، وكذا ابن عباس، وابن الزبير، وابن جعفر، وأسامة بن زيد ونحوهم، يشمله وأباه جميعًا. (كتاب الأذكار للنووي، باب الصلاة على الأنبياء وآلهم تبعًا لهم صلى اللّٰه عليه وسلم / فصل: يستحب الترضي والترحم على الصحابة والتابعين ١٦٠ دار البيان بيروت)

ويستحب الترضي للصحابة، وكذا من اختلف في نبوته كذي القرنين ولقمان والترحم للتابعين ومن بعدهم من العلماء والعباد وسائر الأخيار، وكذا يجوز عكسه الترحم للصحابة والترضي للتابعين ومن بعدهم على الراجح (الدر المختار) قوله: ويستحب الترضي للصحابة: لأنهم كانوا يبالغون في طلب الرضاء من اللّٰه تعالىٰ، ويجتهدون في فعل ما يرضيه، ويرضون بما يلحقهم من الابتلاء من جهته أشد الرضا، فهٰؤلاء أحق بالرضا، وغيرهم لا يحلق أدناهم، ولو أنفق ملء الأرض ذهبًا. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الخنثىٰ / مسائل شتى ٤٨٥/١٠ زكريا، ٧٥٤/٦ كراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۸/۵/۲۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

والدین کے حقوق وآداب

والدین کے حقوق

سوال (۶۲): - کیافرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: شریعت نے اَولاد کے اُوپر والدین کی زندگی میں اُن کے کیا کیا حقوق عائد فرمائے ہیں؟ جن کو بجالانا اَولاد کے لئے واجب اور ضروری ہے، اور جن کی خلاف ورزی دونوں جہان میں خسارہ کا باعث ہے؟ قرآن وسنت کی روشنی میں وضاحت فرمائیں۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآنِ کریم میں بار بار والدین کے ساتھ حسنِ سلوک، اُن کی اِطاعت، اُن کے ساتھ نرم روی اور تواضع اور مسکنت اختیار کرنے کی بار بار تاکید فرمائی ہے۔ اور والدین کے ساتھ بدسلوکی، اُن کے ساتھ زجر وتوبیخ اور اُن کی نافرمانی کرنے سے باز رہنے کا حکم فرمایا ہے، اِس لئے اَولاد کے ذمہ شرعاً اور اخلاقاً واجب ہے کہ وہ ماں باپ کی اِطاعت اور خدمت کرے، اُن کے ساتھ حسنِ سلوک کرے، اُن کے ساتھ نرمی سے پیش آئے، اُن کی ناراضگی سے بچے اور اُن کے لئے دعاءِ خیر کرتا رہے۔

قال اللّٰہ تبارک وتعالیٰ: ﴿وَقَضٰی رَبُّکَ اَلَّا تَعْبُدُوْا اِلَّا اِیَّاهُ وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا اِمَّا یَبْلُغَنَّ عِنْدَکَ الْکِبَرَ اَحَدُهُمَا اَوْ کِلَاهُمَا فَلَا تَقُلْ لَهُمَا اُفٍّ وَلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَهُمَا قَوْلًا کَرِیْمًا. وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَبِّ ارْحَمْهُمَا کَمَا رَبَّیَانِیْ صَغِیْرًا﴾ [بنی إسرائيل: ۲۳-۲۴]

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿وَوَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْهِ اِحْسَانًا﴾ [الأحقاف، جزء آیت: ۱۵]

وفـي شـرح مسـلـم لـلنووي: فيه الحث على بر الأقارب وأن الأم أحقهم بـذٰلک ثـم بـعدها الأب ثم الأقرب فالأقرب، قالوا: وسبب تقديم الأم كثرة تعبها عليه وشفقتها وخدمتها، قلت: وفي التنزيل إشارة إلى هٰذا التاويل في قوله تعالىٰ: ﴿حَـمَـلَتْـهُ أُمُّهٗ كُرْهًا وَوَضَعَتْهُ كُرْهًا وَحَمْلُهٗ وَفِصَالُهٗ ثَلاثُوْنَ شَهْرًا﴾ [الأحقاف: ١٥] فـالتثـليـث في مقابلة ثلاثة أشياء مختصة بالأم، وهي تعب الحمل ومشقة الوضع ومحنة الرضاع. (مرقـاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، كتاب الآداب / باب البر والصلة، الفصل الأول ۹/۱۹۰ تحت رقم: ٤٩١١ دار الكتب العلمية بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۷/۳/۱ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

حسنِ سلوک کا زیادہ حق دار کون ہے؟

سـوال (۶۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اَولاد کے اوپر ماں اور باپ میں سے سب سے زیادہ حق کس کا ہے؟ ماں کا ہے یا باپ کا؟ اور اُن کے ساتھ حسن سلوک کا زیادہ حق دار کون ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجـواب وباللّٰه التوفيق: اِنسان کے لئے سب سے زیادہ حسن سلوک کی مستحق اُس کی ماں ہے، صحیح حدیث میں وارد ہے کہ حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں ایک شخص نے حاضر ہوکر عرض کیا یارسول اللہ! میرے لئے لوگوں میں حسن سلوک کا زیادہ حق دار کون ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ’’تیری ماں‘‘، سائل نے دوسری اور تیسری مرتبہ یہی سوال کیا، آپ نے ہر مرتبہ یہی فرمایا کہ: ’’تیری ماں‘‘۔ چوتھی مرتبہ سوال کرنے کے بارے میں آپ نے فرمایا کہ: ’’تیرا باپ‘‘۔ اِس لئے ماں اور باپ دونوں کے ساتھ حسن سلوک کرنا چاہئے، اور پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ماں کو مقدم فرماکر ماں کی شفقت کی زیادتی کی طرف اِشارہ فرمایا ہے۔

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: جاء رجل إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال يا رسول الله! من أحق بحسن صحابتي؟ قال: أمک، قال: ثم من؟ قال: ثم أمک، قال: ثم من؟ قال: ثم أمک، قال: ثم من؟ قال: ثم أبوک. (صحيح البخاري، كتاب الأدب / باب من أحق الناس بحسن الصحبة ۲/۲۸۲-۲۸۳ رقم: ۵۹۷۱ دار الفكر بيروت)

إذا تعذر عليه مراعاة جميع حقوق الوالدين، رجح جانب الأب فيما يرجع إلى التعظيم والاحترام، وحق الأم فيما يرجع إلى الخدمة والإنهام. (فتاویٰ اللكنوي المسمىٰ: نفع المفتي والسائل / ما يتعلق بإطاعة الوالدين ۴۲۲ دار ابن حزم) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۳/۱۲/۱۴۳۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کی فضیلت

سوال (۶۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے کن کن اِنعامات کے وعدے کئے گئے ہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اَحادیثِ شریفہ میں ماں باپ کے ساتھ حسنِ سلوک کرنے پر دنیا وآخرت میں سرخ روئی، عمر اور رزق میں برکت اور اُن کی خدمت واِطاعت کرکے اُن کو راضی کرنے پر دخولِ جنت کا وعدہ کیا گیا ہے۔

عن أنس بن مالک رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من أحب أن يمد له في عمره ويزاد له في رزقه، فليبرَّ والديه. (بر الوالدين / باب من بسط له في الرزق بصلة الرحم ۱۱٤ رقم: ۱۵ دار الحديث الكتانية)

وزاد في رواية أحمد: وليصل رحمه. (المسند للإمام أحمد بن حنبل ۱۵٤/٤)

عن أبي هريرة رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: رغم

أنفه، رغم أنفه، رغم أنفه، قالوا: يا رسول اللّٰه من؟ قال: من أدرك والديه عند الكبر أو أحدَهما فدخل النار، وفي رواية: أو لم يدخل الجنة. (بر الوالدين / باب صغار من أدرك والديه فلم يدخل الجنة ۱۱۹ رقم: ۲۰ دار الحديث الكتانية)

عن معاذ بن جبل رضي اللّٰه عنه أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال: من برَّ والديه طُوبىٰ له زاد اللّٰه في عمره. (المستدرك للإمام الحاكم / كتاب البر والصلة ۱۷۰/٤ رقم: ۷۲۵۷ بيروت)

عن كعب بن عجرة رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: احضروا المنبر فحضرنا، فلما ارتقىٰ درجةً قال: آمين، فلما ارتقى الدرجة الثانية قال: آمين، فلما ارتقى الدرجة الثالثة قال: آمين، فلما نزل قلنا يا رسول اللّٰه! لقد سمعنا منك اليوم شيئًا ما كنا نسمعه، قال: إن جبريل عرض لي فقال: ...... فلما رقيت الثالثة قال: بعدًا لمن أدرك أبواه الكبر عنده أو أحدهما فلم يدخلاه الجنة، قلت: آمين. (المستدرك للإمام الحاكم / كتاب البر والصلة ۱۷۰/٤ رقم: ۷۲۵٦ بيروت، الترغيب والترهيب مكمل رقم: ۲٦۰۸ بيت الأفكار الدولية) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱؍۳؍۱۴۳۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

والدہ کی ناراضگی کے باوجود اُن کے ساتھ حسنِ سلوک کا حکم

سوال (٦٥): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: عرض ایں کہ اُمید ہے کہ مزاجِ عالی بخیر ہوں گے، حزن والم سے دور چار نا چیز بندۂ خدا بڑی اُمید سے آپ والا کی خدمتِ عالیہ میں مغموم دل سے ایک تحریر لکھ رہا ہے، آپ والا بخوبی اِس بات سے واقف ہوں گے کہ اِس پرفتن دور میں اُمتِ مسلمہ ذہنی وفکری انتشار کا شکار ہے، میں بھی انہیں میں سے ایک ہوں، میں اور میرا بھائی شادی شدہ ہے، ہم مع زوجات والدہ محترمہ کے ساتھ سکونت پذیر ہے اور آج سے چار سال قبل والد محترم جوار رحمتِ خداوندی میں چلے گئے۔ اِس وقت المیہ یہ

ہے کہ ہماری والدہ کا دینی رجحان بہت کم ہے، اس کی بنا پر نہ اُن سے نماز کی پابندی ہوتی ہے نہ دیگر اعمال صالحہ کی، اِس سلسلہ میں ہمیں کافی تشویش ہے، ہم حتی المقدور بحسن سلوک نماز وغیرہ کی طرف توجہ دلاتے رہتے ہیں، مگر وہ ہماری بات کسی طرح سے سننے کے لئے تیار نہیں ہے اور نہ وہ اپنی بہوؤں اور نہ کسی رشتہ داروں کے ساتھ، مزید برآں کہ اہل خانہ سے بھی خوش اخلاقی وخندہ پیشانی سے ملنے پرآمادہ نہیں ہے، ہر دن اُن کے ساتھ ٹھنی رہتی ہے، ایسے موقع پر ہم اپنی زوجات کو خاموشی کا ہی حکم دیتے ہیں، مگر اِس طرح کی حالت روز بروز بڑھتی چلی جارہی ہے، جس سے ہم اہلِ خانہ الم انگیز ہیں، ہر چھوٹی چھوٹی بات پر بہت حجت کرتی ہے، اگر بہوؤں سے کوئی غلطی ہوجائے یا صبح اٹھنے میں ذرا دیر ہوجائے یا کوئی کام کرنے میں ذرا غلطی ہوجائے تو بجائے رہبری کرنے کے چلانا اور طعنہ بازی کا ایک سلسلہ شروع ہوجاتا ہے اور اگر ہم بھائیوں (تین بھائی جس میں ایک غیر شادی شدہ ہے) میں سے کوئی ان کو سمجھاتا ہے تو اور زیادہ آگ بگولہ ہوجاتی ہے کہ تم اپنی بیویوں کی طرف داری میں ہمہ وقت تیار رہتے ہو۔'' اور ہے ایک ماں جس کی تمہیں کوئی پرواہ نہیں ہے، ماں تو تمہیں غلط ہی لگتی ہے، بس تمہاری بیویاں ہی صحیح ہیں'' والدصاحب بہت ساری بیماریوں کا شکار ہونے کے ساتھ ساتھ اُن کی اِس بدسلوکی کو بھی برداشت کرتے تھے، آخرکار والد صاحب نے اُن کو اپنے حال پر چھوڑ دیا تھا؛ لیکن ہم تو اپنی بیویوں کے ساتھ رہتے ہے، اِس لئے ہمارے لئے بڑی پریشانی ہوتی ہے، ہم ہرگز ہرگز اپنی اِس بیوہ والدہ سے کسی صورت میں تادم حیات الگ ہونا نہیں چاہتے؛ کیوں کہ والدصاحب بقید حیات نہیں؛ اگر ہم بھی اپنی جداگانہ زندگی بسر کرتے ہے، تو اُن کا کیا ہوگا؟

دوسری جانب ہر وقت اُن کا ہم سے شدت وغضب کا معاملہ رہتا ہے، خصوصاً اپنی بہوؤں کے ساتھ، جس کی وجہ سے ہمارے گھر کا سکون غارت ہوچکا ہے، ہم نے اُن کا ہر طریقہ سے علاج کروایا، نہ کوئی خاص تکلیف نہ سفلی تکلیف؛ ہم اپنے اعتبار سے اپنی اِس گھریلوں تکلیف و پریشانی پر اللہ تعالیٰ سے خاص دعا کا اہتمام بھی کرتے ہیں؛ لیکن علماء کرام سے مذاکرہ کرنے کے بعد اَب دل

میں یہ آیا کہ بڑے بزرگوں کو یہ حالت زار بتا کر اُن سے دعا کی درخواست کرنا چاہئے۔

بغایتِ اَدب وتکریم آخر میں یہ لکھ کر قلم روک لیتا ہوں کہ بندۂ ناچیز آپ والا سے اپنے اہل خانہ کے لئے اور خصوصاً والدہ کی بے راہ روی اور بدسلوکی کے سکون اور اعتدال میں بدل جانے پر خصوصی دعا کا طلب گار ہے، اگر ہم سے کوئی غلطی سرزد ہورہی ہو تو اللہ تعالیٰ ہمیں ہماری غلطیوں پر متنبہ فرما کر ہدایت عطا فرمائے اور والدین کے جو حقوق ہیں اُن کو کما حقہ ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائیں؛ تاکہ ہمارا گھر اَمن وشانتی کا گہوارہ بن جائے، ہر ایک خوشی خوشی اپنی زندگی کے لمحات پورے کریں، نیز مذکورہ عارضہ میں کوئی خلافِ اَدب بات پیش آئی ہو تو معافی کا خواست گار رہوں۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: آپ کو چاہئے کہ ہر حال میں والدہ صاحبہ کو خوش رکھنے کی کوشش کریں اور سب بھائی اپنی بیویوں کو تاکید کریں کہ وہ صبر سے کام لیں اور والدہ صاحبہ کی اِس قدر خدمت کریں کہ وہ اُن سے محبت کرنے پر مجبور ہوجائیں، دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے گھر میں سکون اور عافیت کا ماحول پیدا فرمائیں۔ آمین۔

عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه قال: جاء رجل إلى رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم فقال: يا رسول اللّٰه! من أحق بحسن صحابتي؟ قال: أمك، قال: ثم من؟ قال: أمك، قال: ثم من؟ قال: ثم أمك، قال: ثم من؟ قال: ثم أبوك. (صحيح البخاري ٨٨٣/٢ رقم: ٥٩٧١) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱/۱/۷ ۱۴۲۳ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

غیر مسلم ماں باپ کے ساتھ حسنِ سلوک

سوال (٦٦):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اگر کسی شخص کے ماں باپ غیر مسلم ہوں اور اولاد کو اللہ نے اِسلام کی توفیق دے دی ہو، تو یہ شخص

اپنے والدین کے ساتھ کیا سلوک کرے، آیا اُن سے قطع تعلقی کر لے یا اُن کے پاس رہ کر خدمت وغیرہ کرے، اگر قطع تعلقی کر کے علیحدہ ہو جائے تو شرعاً اُس پر کوئی مؤاخذہ اور تعزیر تو نہیں ہوگی؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: غیر مسلم ماں باپ کے ساتھ اُن کے مذہبی کاموں میں شریک ہونا یا اُن کی مذہبی رسومات میں اُن کی اِطاعت کرنا تو جائز نہیں ہے؛ البتہ اُن کی خدمت اور اُن کے ساتھ حسنِ سلوک کرنا شریعت میں منع نہیں ہے؛ بلکہ پسندیدہ ہے، اور ساتھ میں اُن کی ہدایت کے لئے برابر کوشاں رہے، اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ اَولاد کے حسنِ سلوک اور اچھا برتاؤ کرنے پر اُن کے دل کو بدل دے اور اُن کے دل میں بھی ہدایت کی روشنی اور ایمان کا چراغ روشن کر دے۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿وَاِنْ جَاهَدَاکَ عَلٰی اَنْ تُشْرِکَ بِیْ مَا لَیْسَ لَکَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِی الدُّنْیَا مَعْرُوْفًا﴾ [لقمان، جزء آیت: ۱۵]

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿اِذْ قَالَ لِاَبِیْهِ یَا اَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا یَسْمَعُ وَلَا یُبْصِرُ وَلَا یُغْنِیْ عَنْکَ شَیْئًا. یَا اَبَتِ اِنِّیْ قَدْ جَآئَنِیْ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَمْ یَاْتِکَ فَاتَّبِعْنِیْ اَهْدِکَ صِرَاطًا سَوِیًّا. یَا اَبَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّیْطَانَ اِنَّ الشَّیْطَانَ کَانَ لِلرَّحْمٰنِ عَصِیًّا. یَا اَبَتِ اِنِّیْ اَخَافُ اَنْ یَمَسَّکَ عَذَابٌ مِنَ الرَّحْمَنِ فَتَکُوْنَ لِلشَّیْطَانِ وَلِیًّا﴾ [مریم: ۴۲-۴۳-۴۴-۴۵]

عن أسماء بنت أبي بكر رضي اللّٰه عنهما قالت: قدمت عليّ أمي، وهي مشركةٌ في عهد رسول اللّٰه صلى اللّٰه عيه وسلم، فاستفتيتُ رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قلت وهي راغبة: أفأصل أمي؟ قال: نعم، صِلِي أمَّكِ (صحيح البخاري، كتاب الهبة وفضلها والتحريض عليها / باب الهدية للمشركين رقم: ۲٦۲۰ دار الفكر بيروت، صحيح مسلم، كتاب الزكاة / باب فضل النفقة والصدقة على الأقربين ۳۲٤/۱ رقم: ۱۰۰۳ بيت الأفكار الدولية، الترغيب والترهيب مكمل، كتاب البر والصلة / الترغيب في بر الوالدين وصلتهما وتأكيد طاعتهما ۵۳۷ رقم: ۳۷۹۳ بيت الأفكار الدولية)

عن سعد بن مالک قال: أنزلت فيَّ هٰذه الآية: ﴿وَإِنْ جَاهَدَاکَ عَلٰی اَنْ تُشْرِکَ بِیْ مَا لَیْسَ لَکَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا﴾ الآية، قال: کنت رجلاً برًّا بأمي، فلما أسلمت قالت: یا سعد ما هٰذا الذي أراک قد أحدثت لتدعن دینک هٰذا أو لا آکل ولا أشرب حتی أموت، فتعیر بي، فیقال: یا قاتل أمه، فقلت: لا تفعلي یا أمه، فإني لا أدع دیني هٰذا لشيء. فمکثت یومًا ولیلة لم تأکل، فأصبحت قد جهدت، فمکثت یومًا آخر ولیلة لم تأکل فأصبحت قد جهدت فمکثت یومًا ولیلةً أخریٰ لا تأکل، فأصبحت قد اشتد جهدها، فلما رأیت ذٰلک، قلت: یا أمه تعلمین واللّٰه لو کانت لک مائة نفس فخرجت نفسًا نفسًا ما ترکت دیني هٰذا لشيءٍ، فإن شئت فکلي وإن شئت لا تأکلي، فأکلت. (تفسیر ابن کثیر مکمل ص: ۱۰۳۷ تفسیر سورة لقمان تحت آية: ۱۵ دار السلام ریاض) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۷/۳/۴ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

خلافِ شرع امر پر والدین کو نصیحت؟

سوال (۶۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اگر ماں باپ کو خلافِ شرع کوئی کام کرتا ہوا دیکھے، تو کیا کرے؟ اُن کی اِصلاح کے لئے کیا طریقہ اختیار کرنا چاہئے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر اولاد ماں باپ کو فسق وفجور یا خلافِ شرع کام کرتا ہوا دیکھے، تو ڈانٹ ڈپٹ اور اُن کی شان میں گستاخی کرنے کی اِجازت نہیں ہے؛ بلکہ اُس پر لازم ہے کہ محبت بھرے انداز میں اُن کے سامنے اس کام پر اللہ کی ناراضگی اور وعیدوں کا تذکرہ کرے، اگر بات کو قبول کرلیں تو بہت اچھا، ورنہ بار بار اصرار نہ کرے؛ بلکہ اُن کے لئے اللہ تعالیٰ سے

استغفار کرے، اور ہدایت کی دعا کرے۔

قال اللّٰه تبارک وتعالیٰ: ﴿فَلَا تَقُلْ لَهُمَا أُفٍّ وَلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا﴾ [بنی إسرائیل، جزء آیت: ۲۳]

قال العلامة ابن عابدين رحمه اللّٰه: في فصول العلامي: إذا رأى منكرًا من والدين يأمرهما مرةً، فإن قبلا فبها، وإن كرها سكت عنهما واشتغل بالدعاء والاستغفار لهما، فإن اللّٰه تعالىٰ يكفيه ما أهمه من أمرهما. (الرد المحتار، كتاب الحدود / باب التعزير، مطلب في تعزير المتهم ٤/٧٨ كراچی)

فإن الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر فيه منفعة مَن أمره ونهاه عن المنكر، والأب والأم أحق بأن ينفع لهما ...... لكن ينبغي أن لا يعنف على الوالدين، فإن قبلا فيها، وإلا سكت واشتغل بالاستغفار لهما. (نفع المفتي والسائل / ما يتعلق بإطاعة الوالدين ٤٢٣ دار ابن حزم) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۷/۳/۴ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

ماں کے قدموں کے نیچے جنت ہونے کا کیا مطلب ہے؟

سوال (٦٨): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ہم نے سنا ہے کہ ماں کے قدموں کے نیچے جنت ہے، کیا یہ بات صحیح ہے؟ اگر صحیح ہے تو حدیث شریف سے اِس کا حوالہ پیش فرمائیں۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفيق: ایک روایت میں ہے کہ حضرت معاویہ بن جاہمہ سلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوکر آپ کے ساتھ جہاد کی اجازت چاہی، آپ نے دریافت فرمایا کہ: ''کیا تیری ماں زندہ ہے''؟ سائل نے کہا کہ جی

ہاں! آپ نے فرمایا: "وَیْحَکَ"۔ (تیرا بھلا ہو) اپنی ماں کے قدموں کو پکڑ لے؛ اس لئے کہ وہاں جنت ہے"۔ اور ایک دوسری روایت میں آتا ہے کہ: "اپنی ماں کی خدمت کو لازم پکڑ لے؛ اس لئے کہ اُس کے قدموں کے نیچے جنت ہے"۔ اور اِس کا مطلب یہ ہے کہ ماں کے سامنے آدمی تواضع اور نرمی کا مظاہرہ کرے تو یہ عمل اُس کے جنت میں داخلہ کا سبب بن جائے گا۔ اِنشاءاللہ تعالیٰ۔

عن معاوية بن جاهمة السلمي قال: أتيت رسول الله صلى الله عليه وسلم فقلت: يا رسول الله! إني كنت أردت الجهاد معك، أبتغي بذٰلك وجه الله والدار الآخرة. قال: ويحك! أحيةٌ أمك؟ قلت: نعم، قال: ارجع فبرّها...... وقال في الثالثة: ...... ويحك الزم رجلها. فثم الجنة. (سنن ابن ماجة، كتاب الجهاد / باب الرجل يغزو وله أبوان ص: ٢٠٠ رقم: ٢٧٨١ دار الفكر بيروت، ص: ١٩٩- ٢٠٠ النسخة الهندية)

وفي رواية: قال: فألزمها فإن الجنة تحت رجليها. (المستدرك للحاكم ٢/ ٧٠)

وقال الحاكم: إنه صحيح الإسناد ولم يخرجاه، وقال السخاوي: والمعنى أن التواضع للأمهات سبب لدخول الجنة. (المقاصد الحسنة للشيخ عبد الرحمٰن السخاوي ص: ٢٠٧ تحت رقم: ٣٧٢ دار الكتب العلمية بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۴/۳/۱۴۳۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

ماں باپ کی اِطاعت کس حد تک؟

سوال (۶۹):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کیا ہر جائز وناجائز بات میں والدین کی اِطاعت وفرماں برداری لازم اور ضروری ہے؟ اگر اُن کی اِطاعت کرنے میں کسی خلافِ شرع امر کا اِرتکاب لازم آرہا ہو تو اُن کی اطاعت کا حکم کیا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صرف جائز اور مباح کاموں میں والدین کی اِطاعت ضروری ہے؛ لہٰذا اگر والدین صراحۃً کسی خلافِ شرع امر کا حکم کریں یا اُن کے کسی حکم کو پورا کرنے

سے خلافِ شرع اَمر کا ارتکاب کرنا پڑے، تو ایسے وقت میں اُن کی بات کا پورا کرنا جائز نہیں ہے۔

قال عمران بن حصین رضي اللّٰہ عنه للحکم: سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم یقول: لا طاعة لأحدٍ في معصیة اللّٰہ تبارک وتعالیٰ (المسند للإمام أحمد بن حنبل / بقیة حدیث الحکم بن عمرو الغفاري رضي الله عنه ٥٩/٦ رقم: ٢٠١٣١ دار إحیاء التراث العربي بیروت)

عن علي رضي اللّٰہ عنه أن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم قال: لا طاعة في معصیة اللّٰہ، إنما الطاعة في المعروف. (صحیح مسلم / باب وجوب طاعة الأمراء في غیر معصیة وتحریمها في معصیة ١٢٥/٢) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۷/۳/۴ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

والدین کی وفات کے بعد اُن کے حقوق

سوال (۷۰): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: والدین کے دنیا سے رخصت ہونے کے بعد میرے ذمہ اُن کے کیا حقوق وابستہ ہیں؟ میرے والدین اَب دونوں ہی دنیا سے رخصت ہو چکے ہیں، قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب تحریر فرمائیں۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اِس وقت آپ کے ذمہ اپنے ماں باپ کا سب سے بڑا حق یہ ہے کہ آپ اُن کے لئے مغفرت کی دعا کریں، اور زیادہ سے زیادہ قرآنِ کریم کی تلاوت اور صدقات وغیرہ کے ذریعہ اُن کو ثواب پہنچائیں، اگر ہوسکے تو ان کے نام سے کوئی مسجد یا مدرسہ کا کمرہ، یا کہیں ضرورت ہو تو نل وغیرہ لگوادیں۔ اگر ممکن ہو تو بار بار یا کم از کم ہر جمعہ کو ان کی قبر کی زیارت کرنے چلے جایا کریں، اور والدین کے ملنے جلنے والوں سے تعلقات بنائے رکھیں، وغیرہ۔

عن عائشة رضي اللّٰہ عنها زوج النبي صلی اللّٰہ علیه وسلم أن رجلاً سأل رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم، فقال إن أمتي افتلتت نفسها وأظنها لو تکلمت

تـصدقت، فهل لها أجر في أن أتصدق عنها؟ فقال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: **نعم**. (السنن الكبرىٰ للبيهقي ٤/٦ ٤٥ رقم: ١٢٦٢٩ دار الكتب العلمية بيروت، ٥٣٠/٦ دار الحديث القاهرة)

عـن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه و سلم: إذا مات ابن آدم انقطع عمله إلا من ثلاث: صدقةٍ جارية، أو علم ينتفع به، أو ولد صالح يدعو له. (صـحيـح مسلم / باب ما يلحق الإنسان ٤١/٢ رقم: ١٦٣١، الترغيب و الترهيب مكمل ص: ٤٦ رقم: ١٢٤ بيت الأفكار الدولية)

عـن أبـى أسيـد مـالک بـن ربيـعة الساعدي قال: بينا نحن عند رسول اللّٰه صـلـى اللّٰه عليه وسلم إذ جاءه رجل من بني سلمة، فقال: يا رسول اللّٰه! هل بقي مـن بـر أبـوي شـيءٌ أبرهما به بعد موتهما؟ قال: نعم الصلاة عليهما، و الاستغفار لهـمـا، وإنفاذ عهدهما من بعدهما، و صلة الرحم التي لا توصل إلا بهما، وإكرام صـديقهما. (سـنـن ابـن مـاجة رقـم: ٣٦٦٤، سنن أبي داؤد، كتاب الأدب / باب في بر الوالدين ص: ٩٥٩ رقم: ٥١٤٢ دار الفكر بيروت)

عـن أنـس رضـي الـلّٰـه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: إن العبد ليموت والداه أو أحدهما وإنه لهما لعاقٌ فلا يزال يدعو لهما ويستغفر لهما حتى يكتبه اللّٰه بارًّا. (مشكاة المصابيح، كتاب الآداب / باب البر و الصلة، الفصل الثالث ٤٢١)

قـال الـنبي صلى اللّٰه عليه وسلم: من زار قبر أبويه أو أحدهما في كل جمعة غفر له وكتب برًّا. (المعجم الصغير للطبراني / باب من اسمه محمد ١٦٠/٢ رقم: ٩٥٥) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۴۳۷/۳/۱ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

باپ کوستانے کا وبال

سوال (۷۱):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں

کہ: میرا لڑکا زید اپنے ہم جولیوں کی غلط صحبت سے متأثر ہونے کی وجہ سے میری بات نہیں مانتا، مجھے دکھ پہنچاتا ہے، میں کئی علماء کرام سے فتویٰ لے کر بھی اور ویسے ملاقات وغیرہ کے ذریعہ بھی اُسے سمجھایا؛ لیکن وہ مانتا نہیں ہے، آپ اس کے بارے میں بتائیں کہ شریعت کا ایسے لڑکے کے بارے میں کیا حکم ہے، جو اپنے باپ کو ستاتا ہو؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: دنیا میں والد کا بہت بڑا حق ہے، اُن کی خوشنودی سے اللہ بھی خوش ہوتا ہے، اور اُن کے ناراض ہوجانے پر اللہ بھی ناراض ہوجاتا ہے، ایک حدیث میں ہے کہ والد جنت کا درمیانی دروازہ ہے، اگر تو چاہے تو باپ کی نافرمانی کر کے اُس دروازے کو توڑ دے، یا باپ کی فرماں برداری کر کے اُس کی حفاظت کرے، والد کو ستانے کا وبال دنیا اور آخرت دونوں جہاں میں بھگتنا پڑتا ہے، اس لئے زید کو چاہئے کہ وہ والد کی خدمت کرے، اُن کی بات مانے اور اُن کی دل آزاری کے کاموں سے بچے، اور اَب تک جو نافرمانی اور دل آزاری کی ہے، اُس سے معافی مانگے، آپ بھی پیار ومحبت سے بچے کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کریں اور اُس کے لئے اللہ سے دعاء کریں۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ اِحْسَانًا﴾ [الأحقاف، جزء آیت: ۱۵]

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿وَلَا تَقُلْ لَّهُمَا اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا﴾ [بني اسرائیل، جزء آیت: ۲۳]

عن عبد اللّٰہ بن عمرو رضي اللّٰہ عنہ عن النبي صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال: رضا الرب في رضا الوالد، وسخط الرب في سخط الوالد. (سنن الترمذي، أبواب البر والصلة / باب ما جاء من الفضل في رضا الوالدين ۲/۱۲ رقم: ۱۸۹۹، مشکاۃ المصابیح، کتاب الآداب / باب البر والصلة، الفصل الثاني ۴۱۹)

عن أبي هريرة رضي اللّٰہ عنہ قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: رغم أنفه، رغم أنفه، رغم أنفه، قيل: من يا رسول اللّٰہ! قال: من أدرک والديه عند

الـكبر أحدهما أو كلاهما ثم لم يدخل الجنة. (مشكاة المصابيح، كتاب الآداب / باب البر والصلة، الفصل الأول ٤١٨)

عن أبي الدرداء رضی اللّٰہ عنه قال: سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم یقول: الوالد أوسط أبواب الجنة، فإن شئت فاضع ذٰلک الباب أو احفظه (سنن الترمذي / باب ما جاء من الفضل في رضا الوالدين ١٢/٢ رقم: ١٩٠٠) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱/۳/۱۴۳۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

ماں باپ کو گالی دینا؟

سوال (۷۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میرا لڑکا ہر وقت شراب پیتا ہے، اور جب بھی گھر میں آتا ہے تو اپنے ماں باپ کے سامنے بری بری گالیاں نکالتا ہے، نماز، روزہ اور شریعت کے کسی امر کے قریب نہیں ہے، اور سمجھانے پر گستاخی پر اُتر آتا ہے، میں اُس کے بارے میں کیا کروں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حدیث شریف میں آتا ہے کہ والدین کو ستانا، اُن کو لعن طعن کرنا اکبر الکبائر یعنی بہت بڑے گناہوں میں سے ہے، اُس لڑکے کو چاہئے کہ وہ ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کا معاملہ کرے اور شراب جیسی خبیث چیز سے اپنے آپ کو پاک رکھے، اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایسا شخص انتہائی ملعون ہے، جو شراب کا عادی ہو، مناسب ہے کہ آپ سمجھا بجھا کر اپنے بیٹے کو جماعت میں بھیج دیں، وہاں کے دینی ماحول اور دینی تربیت سے انشاء اللہ اس کا مزاج بدل جائے گا۔

عن عبد اللّٰہ بن عمرو بن العاص رضي اللّٰہ عنهما أن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم قال: من الکبائر شتم الرجل والدیه، قالوا: یا رسول اللّٰہ! وهل یشتم الرجل والدیه؟ قال: نعم، یسب أبا الرجل، فیسب إیاه، ویسب أمه، فیسب أمه.

(صحیح مسلم / باب الکبائر وأکبرها ٦٤/١ رقم: ٢٦٣)

عن عبد اللّٰه بن عمرو رضي اللّٰه عنهما قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: إن من أكبر الكبائر أن يلعن الرجل والديه، قيل: يا رسول اللّٰه! وكيف يلعن الرجل والديه؟ قال: يسب الرجل أبا الرجل، فيسب أباه ويسب أمه. (صحيح البخاري، كتاب الأدب / باب لا يسب الرجل والديه ۸۸۳/۲ رقم: ۵۹۷۳ دار الفكر بيروت، صحيح مسلم رقم: ۹۰، المسند للإمام أحمد بن حنبل رقم: ٦٥٤٠)

عن عثمان بن عفان رضي اللّٰه عنه قال: سمعت رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: اجتنبوا أم الخبائث الخ. (صحيح بن حبان / فصل في الأشربة ۳٦۷/۷ رقم: ٥٣٢٤، السنن الكبرىٰ للبيهقي ۲۸۷/۸، الترغيب والترهيب مكمل ٥١٤ رقم: ٣٦١٢ بيت الأفكار الدولية)

عن ابن عباس رضي اللّٰه عنهما قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: لا يدخل الجنة مدمن خمر ولا عاق الخ. (رواه الطبراني، كذا في الترغيب والترهيب مكمل ص: ٥١٣ رقم: ٢٦٠٤)

عن أبي موسىٰ الأشعري رضي اللّٰه عنه أن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: ...... من مات مدمنًا للخمر سقاه اللّٰه جل وعلا من نهر الغوطة. قيل: ومانهر الغوطة؟ قال: نهر يجري من فروج المومسات يؤذي أهل النار ريح فروجهم. (المسند للإمام أحمد بن حنبل ٣٩٩/٤ دار الفكر بيروت، المسند لأبي يعلىٰ رقم: ٧٢٤٨، صحيح بن حبان رقم: ٥٣٤٦، الترغيب والترهيب مكمل ٥١٢ رقم: ٣٥٩٨ بيت الأفكار الدولية) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱/۳/۱۴۳۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

ماں باپ کی وصیت کو پورا کرنا

سوال (۷۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میرے والدین کا انتقال ہوگیا ہے، میرے والد نے مرنے سے پہلے ایک کام کرنے کی وصیت کی تھی، کیا میرے لئے اب اس کو پورا کرنا ضروری ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: آپ کے اپنے والدین کے ساتھ حسن سلوک کی نشانی یہ ہے کہ آپ اپنے والد کی وصیت اور اُن سے کئے گئے وعدہ کو پورا کریں۔

عن أبي أسيد مالك بن ربيعة الساعدي قال: بينا نحن عند رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم إذ جاءه رجل من بني سلمة، فقال: يا رسول اللّٰه! هل بقي من بر أبوي شيءٌ أبرهما به بعد موتهما؟ قال: نعم الصلاة عليهما، والاستغفار لهما، وإنفاذ عهدهما من بعدهما، وصلة الرحم التي لا توصل إلا بهما، وإكرام صديقهما. (سنن ابن ماجة رقم: ٣٦٦٤، سنن أبي داؤد، كتاب الأدب / باب في بر الوالدين ص: ٩٥٩ رقم: ٥١٤٢ دار الفكر بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱/۳/۱۴۳۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

ماں باپ کا قرض ادا کرنا؟

سوال (۴۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میرے والد کے ذمہ کچھ قرض ہے، جس کو وہ زندگی میں ادا نہ کرسکے، اور دنیا سے رخصت ہوگئے، تو کیا اس قرض کی ادائیگی شرعاً میرے ذمہ واجب ہے؟ اگر واجب ہے تو میں اپنے مال سے اَدا کروں، یا ان کے ترکہ سے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر آپ کے والد نے اتنا مال (روپیہ پیسہ، زمین جائیداد، سونا چاندی وغیرہ) چھوڑا ہے، جس سے تجہیز وتکفین کا خرچہ نکالنے کے بعد اُن کا قرضہ ادا کیا جاسکتا ہو، تو والد کے مال سے ان کا قرضہ ادا کیا جائے گا، اور اگر اُن کی ملکیت میں کوئی مال یا کوئی زمین باغ وغیرہ نہیں ہے، تو پھر آپ کے ذمہ والد کا قرض ادا کرنا شرعاً لازم تو نہیں ہے؛ لیکن

اخلاقاً اگر آپ اپنے مال سے اپنے والد کا قرض ادا کردیں تو یہ بڑی احسان مندی کی بات ہوگی، اور اُمید ہے کہ آپ کا یہ عمل والدین کے احسانات کا کچھ حصہ ادا کرنے کا ذریعہ بن جائے۔

عن إبراهيم قال: يبدأ بالكفن ثم الدين ثم الوصية. (المسند للإمام الدارمي ٤/٢٠٥٥ رقم: ٣٢٨٢، المصنف لعبد الرزاق / باب الكفن من جميع المال ٣/٤٣٥ رقم: ٦٢٢٤)

عن علي رضي الله عنه أن النبي صلى الله عليه وسلم قضى بالدين قبل الوصية، وأنتم تقرؤن الوصية قبل الدين والعمل على هٰذا عند عامة أهل العلم أنه يبدأ بالدين قبل الوصية. (سنن الترمذي ٢/٣٣ رقم: ٢٢٠٥)

قال: الدين إذا كان مستغرقًا للتركة يمنع جريان الإرث في التركة استحسانًا وهو قول علمائنا الثلاثة رحمهم الله. (الفتاوىٰ التاتارخانية، كتاب الوصايا / الفصل الثامن والعشرون في ثبوت الملك للوارثين في التركة الخ ٢٠/٤٤ رقم: ٣٢٤٢٦ زكريا)

عن عبد الله بن عباس رضي الله عنهما أن رجلاً سأل النبي صلى الله عليه وسلم أن أبي أدركه الحج، وهو شيخ كبير لا يثبت على راحلته، فإن شددته خشيت أن يموت، أفأحج عنه؟ قال: أرأيت لو كان عليه دين فقضيته أكان مجزئًا؟ قال: نعم، قال: فحج عن أبيك. (سنن النسائي، مناسك الحج / باب تشبيه قضاء الحج بقضاء الدين ٢/٣ رقم: ٢٦٣٦)

يجب أن يعلم بأن التركة تتعلق بها حقوق أربعة: جهاز الميت ودفنه، والدَّين الخ. (الفتاوىٰ التاتارخانية، كتاب الفرائض / الفصل السادس في الحقوق إذا اجتمعت في التركة بأيها يبدأ ٢٠/٢١٨ رقم: ٣٣٠٨٦ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۴/۳/۱۴۳۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

والدین کا بیٹے کی چیز بلا اجازت استعمال کرنا؟

سوال (۷۵): - کیا فرماتے ہیں علماءِ دین ومفتیانِ شرعِ متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: کیا اپنے بیٹے کی کوئی چیز استعمال کرنے سے پہلے والدین کو اجازت کی ضرورت ہے مثال کے طور پر اسکے فریج سے کچھ کھالینا یا کچھ روپیہ لے لیں؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں تسلی بخش جواب سے نوازیں مہربانی ہوگی۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: عرف اور معاشرہ میں جن چیزوں کو بلا اجازت لینے میں ناگواری نہ ہوتی ہو تو باپ کے لئے بیٹے کی ملکیت والی ایسی چیزوں کو لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿وَلاَ عَلیٰ اَنْفُسِکُمْ اَنْ لاَ تَأْکُلُوْا مِنْ بُیُوْ تِکُمْ﴾ [النور: ٦١]

قال القاضي ثناء اللّٰہ في تفسیر الآیۃ: أي البیوت التي فیھا أزواجکم وعیالکم ودخل فیھا بیوت الأولاد؛ لأن بیت الولد کبیتہ حیث قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: ’’أنت ومالک لأبیک‘‘ أخرجہ الستۃ وابن حبان والحاکم عن عائشۃؓ. وقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: ”إن أطیب ما یأکل الرجل من کسبہ وإن ولدہ من کسبہ‘‘. رواہ أبوداؤد وغیرہ) والمعنی لیس علیکم حرج أن تأکلوا من أموال أزواجکم وأولادکم. (تفسیر المظھري ٦/ ٤٣٠)

وقال الترمذي: بعد تخریج حدیث عائشۃؓ والعمل علیٰ ھٰذا عند بعض أھل العلم من أصحاب النبي صلی اللّٰہ علیہ وسم وغیرھم قالوا: إن ید الوالد مبسوطۃ في مال ولدہ یأخذ ما شاء، قال بعضھم: لا یأخذ من مالہ إلا عند الحاجۃ إلیہ. (سنن الترمذي ١/ ٢٥٢، بدائع الصنائع ٤/ ٣٠ دار الکتب العلمیۃ بیروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۵/۲/۱۴۳۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

باپ کے متعلقین سے حسنِ سلوک کرنا؟

سوال (٧٦): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: میرے والدین کا انتقال ہوگیا ہے، اَب اگر میں اُن کے ساتھ حسن سلوک یا صلہ رحمی کا معاملہ کرنا چاہوں، تو میرے لئے شریعت میں کیا طریقہ ہے؟ ہمارے والد کے کچھ دوست احباب اور ملنے جلنے والے بھی ہیں، جو گاہے گاہے اَب بھی ہمارے گھر آتے ہیں، مجھے اُن کے ساتھ کیسا برتاؤ کرنا چاہئے؟ اِسی طرح ہماری خالہ بہت ضعیفہ ہوچکی ہیں، آیا اُن کی خدمت کرنے سے بھی مجھے ماں کے ساتھ حسن سلوک اور صلہ رحمی کا ثواب ملے گا؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حدیث میں آتا ہے کہ اگر کوئی والد کی وفات کے بعد اُن کے ساتھ حسن سلوک کرنا چاہے تو والد کے بھائیوں، اُن کے دوستوں اور محبت رکھنے والے لوگوں کے ساتھ حسن سلوک اور محبت کا معاملہ کرے، اِسی طرح والدہ کی وفات کے بعد خالہ کے ساتھ حسن سلوک اور اُن کی خدمت کرنے سے ماں کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا ثواب ملتا ہے۔

بریں بنا آپ اپنے والد کے دوستوں اور اپنی والدہ کی سہیلیوں اور خالہ وغیرہ کے ساتھ اچھا برتاؤ کرتے رہیں، اُن کا اَدب واحترام کریں، اور اُن کی ضروریات کا بھی خیال رکھیں، اللہ تعالیٰ اِس کا بےحد اجر عطا فرمائیں گے، انشاء اللہ تعالیٰ۔

عن عبد اللّٰه بن عمر رضي اللّٰه عنهما قال: سمعت رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم يقول: من أحب ان يصل أباه في قبره، فليصل إخوان أبيه بعده. (صحيح ابن حبان ۱/۳۲۹ دار الفكر بيروت، الأحاديث المنتخبة، إكرم المسلم / باب صلة الأرحام ۲۸۳ رقم: ۱۰۶۹)

عن ابن عمر رضي اللّٰه عنهما أن رجلاً أتى النبي صلى اللّٰه عليه وسلم، فقال: يا رسول اللّٰه! إني أصبت ذنبًا عظيمًا فهل لي توبة؟ قال: هل لک من أم؟ قال: لا، قال: هل لک من خالة؟ قال: نعم، قال: فبرها (سنن الترمذي / باب في بر الخالة ۲/۱۲ رقم: ۱۹۰٤، الأحاديث المنتخبة، إكرام المسلم / باب صلة الأرحام ۲۸۵ رقم: ۱۰۷۹)

عن أبي أُسيد مالک بن ربيعة الساعدي رضي اللّٰه عنه قال: بينا نحن عند

رسـول الـلّٰـه صـلـى اللّٰه عليه وسلم إذ جاء ه رجل من بني سلمة، فقال: يا رسول الـلّٰه! هل بقي من بر أبوي شيءٌ أبرهما به بعد موتهما؟ قال: نعم، الصلاة عليهما، والاستغفار لهما، وإنفاذ عهدهما من بعدهما، وصلة الرحم التي لا تُوصل إلا بهما، وإكرام صديقهما. (سنن أبي داؤد / باب في بر الوالدين رقم: ٥١٤٢، الأحاديث المنتخبة، إكرام المسلم / باب صلة الأرحام ٢٨٤ رقم: ١٠٧٢)

عن عبد اللّٰه بن دينارٍ عن عبد اللّٰه بن عمر رضي اللّٰه عنهما أن رجلاً من الأعراب لقيه بطريق مكة، فسلّم عليه عبد اللّٰه بن عمر، وحمله على حمار كان يركبه، وأعطاه عمامةً كانت على رأسه. قال ابن دينارٍ: فقلنا له: أصلحك اللّٰه فإنهم الأعراب وهم يرضون باليسير، فقال عبد اللّٰه بن عمر: إن أبا هٰذا كان وُدًّا لعمر بن الخطاب، وإني سمعت رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم يقول: إن أبر البر صلة الولد أهل ود أبيه. (صحيح مسلم ٣١٤/٢ رقم: ٢٥٥٢، الترغيب والترهيب مكمل، كتاب البر والصلة وغيرهما / الترغيب في بر الوالدين وصلتهما ٥٣٧ رقم: ٣٧٩٩ بيت الأفكار الدولية) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۷/۳/۱ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

اللہ کے راستہ میں جانے کے لئے والدین سے اِجازت لینا؟

سوال (۷۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: حصولِ علم، تعلیم وتربیت، تزکیہ وسلوک، دعوت وتبلیغ، وغیرہ دینی کاموں کے لئے دور دراز کا سفر کرنے پر والدین سے اِجازت لینا، اور اِجازت نہ ملنے پر رُک جانا شرعاً کیسا ہے؟ کیا یہ حکم مطلق ہے کہ والدین کی خدمت کرو، اُن کے قدموں کے نیچے جنت ہے؟ اگر اُن اَحادیث کی وجہ سے جن میں آپ نے بعض صحابہ کو غزوات سے روک کر والدین کی خدمت پر مامور کیا، یا غزوات میں جانے کو اُن کی اِجازت پر موقوف کیا، یہ بات کہی جائے کہ کوئی بھی دینی سفر ہو، اُس کے لئے

والدین کی رضامندی اور اِجازت شرط ہے، تو پھر موجودہ دور میں جب کہ والدین دینی قدر و قیمت، علم ودعوت اور دینی جدوجہد پر ملنے والے وعدوں اور انعامات سے ناواقف ہوں، اور اکثریت کا ذہن ودماغ عصری تعلیم اور اُس کی قدر ومنزلت کی طرف مائل ہو، کیا ایسے میں اُن کی رضامندی شرط ہوگی؟ اگر وہ ناواقفیت کی وجہ سے اِجازت نہ دیں، جب کہ رکنے کے لئے کوئی امر شرعی بھی داعی نہ ہو، تو پھر تو دین کا نقصان لازم آئے گا، جس کا نقصان متعدی ہے، اگر سب لوگ والدین کی عدم رضامندی کی وجہ سے دینی دعوت وتبلیغ کے لئے سفر کرنا چھوڑ دیں، تو دین کا کام ہی بند ہوجائے گا؛ لہٰذا اِس مسئلہ میں شرعی حکم اور امر معتدل سے نوازکر مشکور فرمائیں۔

(۲) بعض شراحِ حدیث نے مذکورہ اَحادیث کی یہ شرح کی ہے کہ اگر جہاد اور ہجرت فرض ہو، تو پھر والدین سے اِجازت ضروری نہیں ہے، اور اگر نفل ہوتو اِجازت ضروری ہے، تو اب سوال یہ ہے کہ کیا علم سیکھنا فرض نہیں ہے؟ کیا اپنی اصلاح وتربیت فرض نہیں ہے؟ جس کے لئے مدرسہ میں جانا، مشائخ کے یہاں جانا، چلہ کشی کرنا، یا دعوت وتبلیغ میں جانا وغیرہ طریقے ہیں، اگر ہیں اور یقیناً اپنی اصلاح وتربیت اور ضرورت کا علم سیکھنا فرض ہے، تو کیا والدین کی اِجازت کے بغیر نہیں جاسکتے۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر والدین ضعیف اور خدمت کے محتاج ہوں، تو اُن کی اِجازت کے بغیر دعوت وتبلیغ یا کسی بھی نفلی دینی سفر میں جانا درست نہیں ہے؛ لیکن اگر وہ خدمت کے محتاج نہ ہوں اور محض دینی غفلت کی بنا پر خیر کے کام سے روک رہے ہوں، تو اُن کی اِجازت کے بغیر بھی سفر میں جاسکتے ہیں، خاص کر جب آدمی ضروری دینی علم سیکھنے کے لئے سفر کرے تو بدرجہ اولیٰ اُن کی اِجازت کے بغیر سفر درست ہوگا، اور اگر فرضِ عین کے درجہ کا علم نہ ہوتو پھر اَفضل یہی ہے کہ والدین کو راضی کرکے ہی تعلیمی وتبلیغی سفر کیا کرے۔

عن عبد اللّٰہ بن عمرو رضي اللّٰہ عنہما قال: جاء رجل إلی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فقال: جئت أبایعک علی الھجرۃ، وترکت أبوي یبکیان، قال: ارجع،

فأضحكهما كما أبكيهما. (سنن أبي داؤد ٣٤٢/٢ رقم: ٥٢٢٨، سنن النسائي ٤٤/٢ رقم: ٤١٦٣، سنن ابن ماجة ٢٠٠/٢ رقم: ٢٧٨٢، المسند للإمام أحمد ٢٠٤/٢، المستدرك للحاكم ١٦٨/٤ رقم: ٨٢٥٠)

عن عبد اللّٰه بن عمرو رضي اللّٰه عنهما قال: جاء رجل إلى النبي صلى اللّٰه عليه وسلم فقال: يا رسول اللّٰه! أجاهد؟ قال: ألک أبوان؟ قال: نعم، قال: ففيهما فجاهد. (سنن أبي داؤد ٣٤٢/٢ رقم: ٢٥٢٩، صحيح البخاري ٨٨٣/٢ رقم: ٣٠٠٤، صحيح مسلم ٣١٣/٢ رقم: ٢٥٤٩، سنن الترمذي ٢٩٦/٢ رقم: ١٦٧١، سنن النسائي ٤٤/٢ رقم: ٣١٠٣)

عن أبي سعيد الخدري رضي اللّٰه عنه أن رجلاً هاجر إلى رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم من اليمن، فقال: هل لک أحدٌ باليمن؟ فقال: يا رسول اللّٰه! إني قد هاجرت، فقال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: قد هجرت الشرک، ولكنه الجهاد، هل لک أحد من اليمن، قال: أبوي، فقال: أذنا لک؟ قال: لا، قال: ارجع إليهما فاستأذنهما، فإن أذنا لک فجاهد، وإلا فبرَّهما (سنن أبي داؤد ٧٠٠/٢ رقم: ٢٥٣٠، السنن الكبرىٰ للبيهقي ٥١/٩ دار الحديث القاهرة)

وفي الحديث فضل بر الوالدين، وتعظيم حقهما، وكثرة الثواب على برهما، ومطابقة الحديث بالباب بأنه استأذن في الهجرة، ثم بعدها يريد الغزو، أو بأن حم الغزو والهجرة واحد، فإذا لم يجز الهجرة من غير إذن الوالدين لم يجز الغزو، هٰذا إذا لم يكن فرض عين، وأما إذا كان الفرض عينًا لا يحتاج إلى إذن أحد.

وفي شرح السنة: هٰذا في جهاد التطوع، لا يخرج إلا بإذن الوالدين إذا كانا مسلمين، فإن كان الجهاد فرضًا متعينًا فلا حاجة إلى إذنهما، وإن منعاه عصاهما وخرج، وإن كانا كافرين فيخرج بدون إذنهما فرضًا كان الجهاد أوتطوعًا، وكذٰلک لا يخرج إلى شيء من التطوعات كالحج والعمرة والزيارة، ولا يصوم التطوع إذا كره الوالدان المسلمان أوأحدهما إلا بإذنهما، قال ابن

الهـمام: لأن طاعة كل منهما فرض عليه، والجهاد لم يتعين عليه. (بذل المجهود في حـل سـنـن أبـي داؤد، كتـاب الجهاد / باب: في الرجل يغزو وأبواه كارهان ۹۳/۹-۹٤ مركز الشيخ أبي الحسن الندوي مظفرفور أعظم جراه)

عن أنس بن مالک رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: طلب العلم فريضة على كل مسلم. (سنن ابن ماجة / باب فضل العلماء والحدث على طلب العلم ۲۰/۱ رقم: ۲۲٤، الترغيب والترهيب مكمل / كتاب العلم ص: ٤٤ رقم: ۱۰۹ بيت الأفكار الدولية)

قـال جـمهور العلماء: يحرم الجهاد إذا منع الأبوان أو أحدهما بشرط أن يـكـونـا مسـلـميـن؛ لأن بـرهما فرض عين عليه والجهاد فرض كفاية، فإذا تعين الجهاد فلا إذن.

ويشهـد له ما أخرجه ابن حبان من طريق أخرىٰ عن عبد اللّٰه بن عمرو جاء رجـل إلـى رسـول الـلّٰـه صـلـى الـلّٰـه عليه وسلم فسأله عن أفضل الأعمال، قال: الصلاة. قـال: ثـم مـه؟ قال: الجهاد، قال: فإن لي والدين، فقال: آمرک بوالديک خيـرًا، فـقـال: والـذي بـعثک بالحق نبيًا لأجاهدن ولأتركنهما، قال: فأنت أعلم، وهو محمول على جهاد فرض العين توفيقًا بين الحديثين.

نـعـم إن كان سفره لتعلم فرض عين حيث يتعين السفر طريقًا إليه فلا منع، وإن كـان فرض كفاية ففيه خلاف. (فتـح البـاري، كتـاب الجهاد / باب الجهاد بإذن الوالدين ۱۷۳/۷-۱۷٤ تحت رقم الحديث: ۳۰۰٤ دار الكتب العلمية بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۷/۳/۴ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

علم حاصل کرنے کے لئے بیٹے کے باہر جانے پر والدہ کو طبعی صدمہ ہو تو جانا کیسا ہے؟

ســـوال (۷۸): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: زید ایک طالب علم ہے جو بقدرِ ضرورت علم حاصل کر چکا، اَب زید چاہتا ہے کہ میں عالم کا کورس پورا کرلوں، زید اپنے وطنِ اصلی سے دوسری جگہ عالم کا کورس کرنے کے لئے جارہا ہے، اور زید کے والد صاحب زید کے عالم کا کورس کرنے میں خوش ہیں؛ لیکن زید کی والدہ کو زید سے اتنی محبت ہے کہ زید اگر صرف پانچ دن بھی اپنی والدہ سے دور رہا، تو زید کی والدہ کو سکونِ قلب حاصل نہیں رہتا، یعنی زید کی یاد آنے کی وجہ سے زید کی والدہ روتی رہتی ہیں، اَب اگر زید اپنی والدہ سے پڑھنے کے لئے اِجازت بھی طلب کرے تو اِجازت زید کے والد کے ڈانٹنے اور ڈرانے سے مل سکتی ہے؛ لیکن اِجازت ملنے کے باوجود زید کی والدہ زید کی یاد آنے کی وجہ سے روتی رہے گی، اَب زید کے لئے ایسی تعلیم کا حاصل کرنا جس سے والدہ کا سکونِ قلب مطمئن نہ رہے گا، کیسا ہے؟ جائز ہے یا نہیں؟ اگر جائز تو کیوں اور اگر جائز نہیں تو کیوں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفيق: زید اگر زیادتی علم کے لئے عالم کا کورس گھر سے باہر جاکر مکمل کرنا چاہتا ہے اور اُس کے والدین اُس سے جسمانی یا مالی خدمت کے محتاج بھی نہیں ہیں، جیسا کہ سوال میں ہے، نیز زید کے لئے کوئی خطرہ بھی نہیں ہے، تو زید کو علم حاصل کرنا بلاکراہت جائز اور درست ہے، اور والدہ کو طبعی صدمہ تو بہرحال ہوتا ہی ہے، پھر بھی اُنہیں سمجھا بجھا کر راضی کرلے تو زیادہ بہتر ہے۔ (عزیز الفتاویٰ ۷۵۰)

ولـه الخروج لطلب العلم الشرعي بلا إذن والديه لو ملتحيًا (الدر المختار) أي إن لم يخف على والديه الضيعة، إن كانا موسرين ولم تكن نفقتهما عليه. (الدر المختار مع الشامي / كتاب الحظر والإباحة ۹/۵۸٤ زكريا)

واعلم أن تعلم العلم يكون فرض عين، وهو بقدر ما يحتاج لدينه، وفرض كفاية، وهو ما زاد عليه لنفع غيره. (الدر المختار / المقدمة ۱/٤۲ كراچی)

لا يحل سفر فيه خطر إلا بإذنهما أي بإذن الوالدين، وما لا خطر فيه يحل

بـلا إذن مـنـه، ومنه السفر في طلب العلم (الدر المختار) قال العلامة ابن عابدين رحـمـه الـلّٰـه تعالىٰ: لأنه أولىٰ من التجارة إذا كان الطريق آمنًا ولم يخف عليهما الضيعة. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الجهاد / مطلب: طاعة الوالدين فرض عين ٤/ ١٢٥ كراچی)

ولـه الـخروج لطب العلم الشرعي بلا إذن و الدين لو ملتحيًا. (الدر المختار، كتـاب الـحـظـر والإبـاحة / فصل في البيع ٦/ ٤٠٨ كراچی، وكذا في خلاصة الفتاوىٰ، كتاب الكراهية / الـفـصل الأول ٤/ ٣٢٧ سهيل أكيڈمی لاهور، وكذا في الفتاوىٰ الهندية، كتاب الكراهية / الباب السادس والعشرون ٥/ ٣٦٥-٣٦٦ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۳/۲/۱۴ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

ماں باپ کے ذمہ اَولاد کے حقوق

سوال (۷۹): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: شریعت میں ماں باپ کے ذمہ بھی اَولاد کے کچھ حقوق ہیں؟ یا صرف اَولاد ہی کو اُن کے حقوق ادا کرنے کا مکلّف کیا گیا ہے؟ اگر ماں باپ پر بھی کچھ ذمہ داریاں شرعاً عائد ہوتی ہیں تو وہ کیا کیا ہیں؟ تاکہ اُن کا لحاظ کیا جاسکے، اور اَولاد کی بہترین دینی تربیت ہوسکے۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفيق: اَولاد اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت اور اَمانت ہے، اُس کی خیر خواہی والدین پر لازم ہے، اور دنیوی خیر خواہی سے زیادہ دینی خیر خواہی پر توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ اِسی بناء پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں بچوں پر خرچ کرنے کی فضیلت بیان فرمائی، وہیں بچوں کی دینی تربیت پر بھی زور دیا ہے۔ اِس بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کا خلاصہ یہ ہے کہ:

(۱) پیدائش کے بعد بائیں کان میں اذان اور دائیں کان میں اِقامت کہی جائے۔

(۲)ساتویں دن عقیقہ کیا جائے۔

(۳)اچھا نام رکھا جائے۔

(۴)بولنے کے قابل ہوتو اللہ کا نام زبان سے ادا کرایا جائے۔

(۵)سات سال کا ہوتو نماز کی تعلیم دی جائے۔

(۶)دس سال کی عمر ہوتو نماز نہ پڑھنے پر تنبیہ کی جائے۔

(۷)دینی تعلیم وتربیت کا خاص اہتمام رکھا جائے۔

(۸)جب شادی کی عمر ہو جائے اور مناسب رشتہ مل جائے تو جلد از جلد نکاح کرادیا جائے۔

عن عبيد الله بن أبي رافع عن أبيه رضي الله عنه قال: رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم أذّن في أذن الحسن بن علي رضي الله عنه حين ولدته فاطمة بالصلاة. (سنن الترمذي، أبواب الأضاحي / باب الأذان في أذن المولود ٢٧٨/١ رقم: ١٥١٤، السنن الكبرىٰ للبيهقي ٢٦٤/١٤ رقم: ١٩٨٤٦، المعجم الكبير ٣١٣/١ رقم: ٩٢٦، مجمع الزوائد ٥٩/٤)

عن سمرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الغلام مرتهن بعقيقته، يذبح عنه يوم السابع، ويسمّى ويحلق رأسه. (سنن الترمذي، أبواب الأضاحي / باب ٢٧٨/١ رقم: ١٥٣٣، السنن الكبرىٰ ٢٥٢/١٤ رقم: ١٩٨٠٠، المستدرك للحاكم ٢٧٠/٧ رقم: ٧٥٧٨، المعجم الأوسط ٢٣٣/٣ رقم: ٤٤٣٥)

عن جابر رضي الله عنه قال: عق رسول الله صلى الله عليه وسلم عن الحسن والحسين وختنهما لسبعة أيام. (شعب الإيمان للبيهقي ٣٩٤/٦ رقم: ٨٦٣٨، السنن الكبرىٰ ١٤٠/١٣ رقم: ١٨٠٠٥)

عن أبي الدرداء رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إنكم تُدعون يوم القيامة بأسمائكم وأسماء آبائكم فحسنوا أسماء كم. (سنن أبي داؤد رقم: ٤٩٤٨، ٦٧٦/٢ مكتبة سعد ديوبند، صحيح ابن حبان ٥٢٨/٨ رقم: ٥٧٨٨، المسند للإمام أحمد بن حنبل ١٩٤/٥ رقم: ٢٢٠٣٥ دار الفكر بيروت، السنن الكبرىٰ للبيهقي ٢٦٧/١٤ رقم: ١٩٨٥١)

عن أبي وهب الجُشَميِّ، وكانت له صحبةٌ رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: تسمُّوا بأسماء الأنبياء أحب الأسماء إلى اللّٰه عبد اللّٰه وعبد الرحمٰن. وأصدقها: حارثٌ، وهمام. وأقبحها: حربٌ ومُرَّةٌ. (سنن أبي داؤد رقم: ٤٩٥٠ دار الفكر بيروت، ٦٧٦/٢ مكتبة سعد ديوبند)

عن جابر بن سمرة رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: لأن يؤدِّب الرجل ولده خيرٌ من أن يتصدق بصاعٍ. (سنن الترمذي، أبواب البر والصلة / باب ما جاء في أدب الولد ١٦/٢ رقم: ١٩٥١)

عن أيوب بن موسىٰ عن أبيه عن جده رضي اللّٰه عنه أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال: ما نحل والدٌ ولدًا من نحل أفضل من أدب حسن. (سنن الترمذي، أبواب البر والصلة / باب ما جاء في أدب الولد ١٦/٢ رقم: ١٩٥٢)

عن ابن عباس رضي اللّٰه عنهما عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم: أكرموا أولادكم، وأحسنوا أدبهم. (سنن ابن ماجة / باب بر الوالد والإحسان إلى البنات ص: ٢٦١ رقم: ٣٦٧١، الترغيب والترهيب مكمل، كتاب النكاح وما يتعلق به / الترغيب في تأديب الأولاد ص: ٤٤٣ رقم: ٣٠٧٠- ٣٠٧١- ٣٠٧٢ بيت الأفكار الدولية)

عن عبد الملک ابن الربيع بن سبرة عن أبيه عن جده رضي اللّٰه عنه قال: قال النبي صلى اللّٰه عليه وسلم: مروا الصبي بالصلاة إذا بلغ سبع سنين، وإذا بلغ عشر سنين فاضربوه عليها. (سنن أبي داؤد، كتاب الصلاة / باب متى يؤمر الغلام بالصلاة؟ ٧٠/١ رقم: ٤٩٥ دار الفكر بيروت، سنن الترمذي ٩٢/١ رقم: ٤٠٧، مشكاة المصابيح ٥٧/١)

عن أبي سعيد وابن عباس رضي اللّٰه عنهما قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: من ولد له ولد فليحسن إسمه وأدّبه، فإذا بلغ فليزوجه، فإن بلغ ولم يزوجه فأصاب إثمًا فإنما إثمه على أبيه. (مشكاة المصابيح / كتاب النكاح ٢٧١)

عـن عـلي بن أبي طالب رضي اللّٰه عنه أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قـال لـه يـا علي! ثلاثٌ لا تُؤخِّرها: الصلاة إذا اٰنت، والجنازة إذا حضرت، والأيم إذا وجدت لها كفوًا. (سنن الترمذي، كتاب الجنائز / باب ما جاء في تعجيل الجنازة ۲۰٦/۱ رقم: ۱۰۹٦) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۷/۳/۱۴ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

باپ کی نافرمانی باعثِ بدنصیبی ہے؟

سوال (۸۰):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میری آٹھ اَولادیں ہیں، جن میں ۳ لڑکے اور ۵ لڑکیاں ہیں، صرف ایک لڑکا شادی کے لئے باقی ہے، جو کہ میرے ساتھ رہتا ہے، باقی لڑکے الگ الگ مختلف جگہ پر رہتے ہیں، اور اپنا روزگار چلاتے ہیں، ایک لڑکا جو کہ میرے ساتھ میری جوتے کی دوکان (واقع بازار گنج ''جنتا فٹ ویئر'' کے نام سے ہے) پر بیٹھتا تھا، اور جملہ کاروبار میری عدمِ موجودگی میں سنبھالتا تھا جو کہ شادی شدہ ہے، اور ایک بچی کا باپ بھی ہے، اِس درمیان میں اور میری بیوی بیت اللہ شریف حج کے لئے گئے، میں بیت اللہ سے واپس آیا، تو چند دنوں بعد دوکان پر بیٹھا، تو دیکھا کہ میں جتنا مال اور پیسہ چھوڑ کر گیا تھا، اُس میں سے معمولی رقم کا مال موجود ہے، اور سارا مال فروخت کرچکا، جس کا حساب وکتاب مانگا تو ٹال مٹول کرتا رہا، اِسی درمیان باہر کے بیوپاری آئے، جن کو میری غیر حاضری میں وہ لاکر فروخت کر چکا تھا، اِس کا روپیہ بھی واجب الاداء تھا، اُس پر میں نے مزید حساب وکتاب کے لئے کہا اور یہ بھی کہا کہ عرفان الٰہی بیٹے میں جب گیا تھا تو دوکان میں تقریباً ساٹھ ستر ہزار روپئے کی مالیت کا مال چھوڑ کر گیا تھا، وہ روپئے اور یہ مزید نیا قرض آپ نے کیسے کرلیا، آخر روپئے کہاں ڈالے، بس اِس پر تکرار کی اور مجھے چاقو وغیرہ دکھایا دھمکایا، اور گھر میں آکر اپنی والدہ پر بھی کافی غصہ ہوا، اِس پر میں نے دوکان پر بیٹھنے سے منع کیا اور چابی لے لی، بس اِس عمل پر وہ اتنا سرکش اور

آمادہ فوج داری اور فحش فحش گالیاں بکنے لگا، قریب جب تین ماہ کا عرصہ اِن باتوں کو برداشت کرتے کرتے ہوگیا اور میرا اور میرے ساتھ جولڑکا رہتا ہے، جو کہ اَبھی شادی کے لئے باقی ہے، اُس کا اور اپنی ماں کا جینا دشوار کردیا، تب تنگ آ کر میں نے اُس کے خلاف ایک ہندی اور دوسرا اُردو اخبار پر پوسٹر دیا کہ اگر کسی نے اُس کو مال اُدھار دیا یا لین دین کیا، تو وہ خود ذمہ دار ہوگا، دوکان یا میں اُس کا ذمہ دار نہیں ہوں، اُس کو الگ کردیا میرا کوئی تعلق گھریلو یا دوکان سے نہیں رہا ہے؛ لہٰذا آج تک میری زندگی محال بنا رکھی ہے، میں اور میرے گھر والے سب پریشان ہیں، اور جان سے مارنے کی بھی دھمکی دے رکھی ہے، اور میں بیمار کمزوردل کا مریض ہوں، مجھے کیا کرنا چاہئے؟ شریعت کیا کہتی ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: برتقدیرِ صحتِ واقعہ مذکورہ لڑکے کا باپ کے ساتھ اِس طرح کی گستاخیاں کرنا باعثِ بدنصیبی ہے، اُسے فوراً توبہ کرکے باپ کو خوش کرنا چاہئے، ورنہ دنیا اور آخرت کی ذلت میں گرفتار ہوگا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ''اللہ تعالیٰ ہر طرح کے گناہوں کو معاف فرمادیتے ہیں، سوائے والدین کی نافرمانی کے گناہ کو کہ اُس کی سزا اُس کے مرنے سے قبل دنیا ہی میں دی جاتی ہے''۔

عن أبي بكرة رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: كل الذنوب يغفر اللّٰه منها ما شاء إلا عقوق الوالدين؛ فإنه يعجل لصاحبه في الحياة قبل الممات. (مشكاة المصابيح / باب البر والصلة ٤٢١)

عن أبي بكرة رضي اللّٰه عنه عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: كل الذنوب يؤخر اللّٰه منها ما شاء إلى يوم القيامة إلا عقوق الوالدين، فإن اللّٰه يُعجِّلُه لصاحبه في الحياة قبل الممات. (المستدرك للحاكم ١٧٢/٤ رقم: ٧٢٦٣ دار الكتب العلمية بيروت، الترغيب والترهيب مكمل، كتاب البر والصلة / الترهيب من عقوق الوالدين رقم: ٣٨١٥ بيت الأفكار الدولية)

باپ کو حکمتِ عملی کے ساتھ اُس نافرمان لڑکے کو سمجھانے کی کوشش کرنی چاہئے اور اُس کے

لئے ہدایت کی دعا کرتے رہنا چاہئے۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿فَقُوْلَا لَهُ قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهُ يَتَذَكَّرُ اَوْ يَخْشٰى﴾ [طٰہ: ٤٤]

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ﴾ [النحل، جزء آیت: ١٢٥] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۲/۶/۱۴۱۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

نافرمان بیٹے کو گھر سے باہر نکالنا؟

سوال (۸۱): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ہمارا بڑا لڑکا جسے ہم نے پال پوس کر بڑا کیا اور شادی بھی کر دی؛ لیکن وہ ہمیشہ ماں باپ کو تکلیف دیتا رہا اور کوئی کام نہیں کرتا ہے، گھر میں چھوٹے چھوٹے بچے ہیں اور کچھ شادی کے لائق بھی ہیں، کمائی کا کوئی ذریعہ نہیں ہے، اور یہ بڑا لڑکا اُن سب سے بے فکر ہوکر صرف بیوی کی باتیں مانتا ہے اور اُس کی وجہ سے اُس کی بیوی بھی ساس سسر اور دیور ونند سے ہمیشہ جھگڑتی ہے، جھوٹ بولتی ہے اور اُس کے میکے والے بھی جب آتے ہیں تو ہم لوگوں سے لڑتے ہیں، اُس کی وجہ سے ہم لوگ بہت پریشان ہیں، اور چوں کہ میرا اَپنا ذاتی گھر ہے، اِسی وجہ سے میں اپنے لڑکے سے کہتا ہوں کہ تو اِس گھر کو چھوڑ کر چلا جا، تو سوال یہ ہے کہ اِن حالات میں میرا اِس طرح کہنا درست ہے یا نہیں؟ وضاحت فرمائیں۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: باپ کے ذمہ اپنے نابالغ اَولاد کا نفقہ واجب ہوتا ہے اور بالغ ہونے کے بعد اُن کا نان نفقہ واجب نہیں ہے؛ لہٰذا اگر باپ سوال میں مذکور اُمور کی وجہ سے اپنے بڑے لڑکے کو گھر سے نکلنے کے لئے کہتا ہے تو باپ کا یہ کہنا شرعاً درست ہے۔

ولا تجب علی الأب نفقة الذکور الکبار، إلا أن یکون الولد عاجزًا عن

الكسب لزمانة أو مرض. (الفتاویٰ الهندية / كتاب النفقات ٥٦٣/١ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۳/۷/۱۴۲۵ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

بیٹے کا بدچلن ماں کو باپ کے گھر رکھنا اور باپ کو دھمکی دینا؟

سوال (۸۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید کا بالغ لڑکا جس کی اَبھی شادی نہیں ہوئی ہے، بدچلن ماں کو اپنے ساتھ زید ہی کے گھر میں زبردستی رکھے ہوئے ہے، لڑکا زید کا مخالف اور بہن کا موافق ہے، وہ بھی زید کو ہر قسم کی دھمکی دیتا رہتا ہے، جب کہ زید کے پاس اَبھی طاقت وقوت بھی ہے اور سکت وقوت فوت ہونے پر زید کا بہت برا حال ہونے والا ہے، اِس صورت میں زید کے لئے کیا حکم ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسئولہ صورت میں زید کے بیٹے کا زید کے ساتھ جو طرز عمل ذکر کیا گیا ہے، وہ یقیناً گناہِ کبیرہ اور آخرت میں سخت ترین سزا کا موجب ہے، اور زید کو حق ہے کہ وہ اپنے اِس نافرمان لڑکے کو زندگی میں کچھ نہ دے اور اپنے مال سے بے دخل رکھے۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿وَلَا تَقُلْ لَّهُمَا اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا﴾ [بني اسرائيل، جزء آيت: ٢٣]

قال اللّٰہ تعالی: ﴿وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ اِحْسَانًا﴾ [الاحقاف، جزء آيت: ١٥]

عن عبد اللّٰه بن عمرو رضي اللّٰه عنهما قال: قال النبي صلى اللّٰه عليه وسلم: إن من أكبر الكبائر أن يَلعنَ الرجل والديه. (صحيح البخاري، كتاب الأدب / باب لا يسب الرجل والديه ٨٨٣/٢ رقم: ٥٩٧٣)

ولا يعطى منهم من كان فاسقًا فاجرًا. (مجمع الأنهر / كتاب الهبة ٤٩٧/٢ مكتبة فقيه الأمة ديوبند) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۷/۶/۱۴۳۲ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

بیٹے کو لالچ دے کر والدین کا نافرمان بنانا؟

سوال (۸۳):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کوئی شخص کسی کو لالچ دے کر والدین کا نافرمان بنا دے، یہ کون سا گناہ ہے؟ اور روز قیامت اُس کی کیا سزا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: والدین کی نافرمانی بہت بڑا گناہ ہے، اور جو اَولاد کو نافرمانی پر اُکسائے وہ بھی اُس گناہ کا شریک کار ہے، اگر اُس نے توبہ نہ کی تو آخرت میں سخت سزا کا مستحق ہوگا۔

عن عبد الرحمن بن أبي بكرة عن أبيه رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: ألا أحدثكم بأكبر الكبائر! قالوا: بلىٰ يا رسول اللّٰه! قال: الإشراك باللّٰه وعقوق الوالدين. (سنن الترمذي، أبواب البر والصلة / باب ما جاء في عقوق الوالدين ۲/۱۲ المكتبة الأشرفية ديوبند)

عن عبد اللّٰه بن عمرو رضي اللّٰه عنه عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: رضا الرب في رضا الوالد، وسخط الرب في سخط الوالد. (سنن الترمذي، أبواب البر والصلة / باب ما جاء من الفضل في رضا الوالدين ۲/۱۲ رقم: ۱۸۹۹، مشكاة المصابيح، كتاب الآداب / باب البر والصلة، الفصل الثاني ۴۱۹) فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱/۲۰/ ۱۴۳۰ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

لڑکے کی نافرمانی کی وجہ سے باپ کا ناراض ہونا؟

سوال (۸۴):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میرے تین بچے ہیں: ایک لڑکا دو لڑکیاں، بچوں کی والدہ بچپن میں ہی چل بسی تھی، غربت

و بےبسی کا عالم تھا، اللہ کا شکر ہے کسی طرح پال پوس کر بڑا کیا اور کسی کی مدد سے حافظِ قرآن ہوگیا؛ لیکن اِسی لڑکے نے اَب باپ کی نافرمانی کی، والد نے ہر فرض کو ادا کیا، شریعت کے مطابق صرف ایک فرض شادی کا باقی تھا، والد نے شادی کا اِرادہ کیا تو لڑکے نے انکار کردیا اور کہا کہ میں اپنی شادی خود کرلوں گا، باپ کے ہاتھ کی شادی منظور نہیں، چناں چہ شادی کا پیغام آیا، تمام لوگوں نے شرکت کی، باپ کو شریک نہیں کیا، تاریخ شادی کی تقریب میں بھی باپ کو شریک نہیں کیا، اَب والد کی وصیت یہ ہے کہ میری موت لڑکے سے پہلے ہوتی ہے تو میری وراثت اور میرے جنازہ میں شریک نہ ہو وغیرہ، تو کیا میں اِس تحریر کی وجہ سے گنہگار رہوں گا؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورتِ مسئولہ میں لڑکا اپنے والد کی نافرمانی کی وجہ سے سخت گنہگار رہے اور اُس کی نافرمانی پر والد اگر اُس سے ناراضگی کا اظہار کرتا ہے تو اُس پر کچھ گناہ نہ ہوگا، اور نہ اِس عمل کی وجہ سے وہ مستحق جہنم ہوگا۔

عن عبد اللّٰہ بن عمرو رضي اللّٰہ عنہ عن النبي صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال: رضا الرب في رضا الوالد، وسخط الرب في سخط الوالد. (سنن الترمذي، أبواب البر والصلة / باب ما جاء من الفضل في رضا الوالدین ۲/۱۲ رقم: ۱۸۹۹، مشکاة المصابیح، کتاب الآداب / باب البر والصلة، الفصل الثاني ۴۱۹)

عن ابن عباس رضي اللّٰہ عنہما قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: من أصبح مطیعًا للّٰہ في والدیہ أصبح لہ بابان مفتوحانِ من الجنة، وإن کان واحدًا فواحدًا. ومن أصبح عاصیًا للّٰہ في والدیہ أصبح لہ بابان مفتوحانِ من النار، إن کان واحدًا فواحدًا. قال رجل: وإن ظلماہ؟ قال: وإن ظلماہ، وإن ظلماہ، وإن ظلماہ. (مشکاة المصابیح، کتاب الآداب / باب البر والصلة ۴۲۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۶/۳/۱۰ھ

والدین اور بھائیوں کی بے التفاتی پر اولاد کیا کرے؟

سوال (۸۵):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میں صرف آخرت کی فکر میں لکھ رہا ہوں؛ اِس لئے کہ اس سے دنیا وآخرت کا نقصان ہی ہے، فائدہ نہیں ہے؛ کیوں کہ میں بھی آدمی ہی ہوں، دنیا بگڑنے میں زیادہ صبر نہیں کر پاتا ہوں، کچھ نہ کچھ بول ہی دیتا ہوں، اور جدا رہتا ہوتو صرف ایک بگاڑ ہے کہ جدا رہنے کا گناہ ہوگا اور میل کرنے پر سیکڑوں بگاڑ ہیں؛ اِس لئے بتایا جائے کہ ایسی حالت میں جدا رہوں یا میل کروں۔ حالت یہ ہے کہ میرے والدین مجھ سے بچپن سے کام لیتے رہے، جب کام میں کبھی کمی آئی تو پھر بس تم کون اور میں کون؟ ہونے لگا، اگر جدا ہوئے تو اُن لوگوں کو کوئی پرواہ نہیں اور رسٹے تو بس سب چھوڑ کر کے میرا کام کرو اور میرے دوسرے بیٹے کو خوش رکھو، چاہے وہ کہے کہ سماج سے جدا ہو جاؤ؛ تو جدا ہو جاؤ، مسجد جانا بند کرو؛ تو بند کرو، بیوی بچوں کو دیکھ بھال کرنا چھوڑ دو؛ تو چھوڑ د، اور بیوی بچوں کو چھوڑ کر میرے کام میں لگے رہو، ورنہ اُن کو میری کوئی پرواہ نہیں؛ اِس لئے کہ مال سے پر ہیں، دوسرے بیٹے بیوی بچوں کو چھوڑ کر اُن کے حکم میں لگے ہوئے ہیں، اور کوئی کمائی نہیں کرتے، صرف اسی حکم میں لگنے سے مکان ملا، بینک میں رکھنے کو پیسے ملے، تیسرے بیٹے اپنی ہوشیاری سے اپنی بیوی بچوں کو تو الگ رکھتے ہیں، مگر پیسہ لوٹتے رہتے ہیں، میری مخالفت میں اُن کی جے جے ہے، مجھ سے بچپن سے نفرت ہے اور کام لینے میں خوب آگے ہیں، خدا کے ڈر سے کام سب کر دیتا ہوں، بجز دنیا وآخرت کی تباہی والے کام سے ہچکچاتا ہوں، مثلاً اُنہوں نے کہا کہ پڑھائی چھوڑ دو، تو پڑھائی چھوڑ دی، نوکری کرو تو نوکری کر لی، شادی کرلو تو شادی کرلی، پہلی شادی اپنے دوست کی لڑکی سے کی، مگر جب مال ومتاع نہیں ملا تو اُسے بھگادیا وہ میکہ چلی گئی، پہلی ولادت میں انتقال کرگئی، اُس سے میں مایوس رہنے لگا، تو دوسری شادی کردی اُس کے بعد اُس کو بھی نکال دیا، چناں چہ میں اُسے لے کر وہاں چلا گیا جہاں کام کرتا تھا، وہ بڑی حسین تھی، اُوباشوں نے اُس کا پیچھا کیا اور مجھ سے چھڑادیا، پھر میں مایوس رہنے لگا اور گھر لوٹ آیا، اُن لوگوں کی جھڑکی سیاست اور کام کے کرنے کے

حکم کو پورا کرنے وغیرہ سہتا رہا۔ بالآخر یہ لوگ محلّہ میں بدنام ہو گئے، جس سے بعد میں محلّہ چھوڑ کر اُن لوگوں کو بھاگنا پڑا، بدنامی کی شہرت سے متأثر ہو کر اُن لوگوں نے میری تیسری شادی کر دی، مگر یہ عورت اپنے شوہر کی ہے، بھائیوں اور والدین کی حالت سے واقف ہے، آتے ہی اُس نے لڑائی شروع کر دی اور جیسی تیری ویسی میری کرنے لگی، جس سے والدین اور بھائی بوکھلا گئے کہ اَب سیدھا کی معاون لڑکی آ گئی، پھر نکال دیا، یہ نکلی تو ضرور، مگر شہر میں ہلّا ہو گیا، بھائیوں نے یہ حالت دیکھ کر مجھے دس فٹ چوڑی اور ۴۰ر فٹ لمبی ایک زمین دے کر ساری جائیداد دونوں بھائیوں نے اپنے اپنے نام کر لی اور محلّہ چھوڑ کر دوسرے محلّہ میں جا بسے، والدین دونوں سرکاری ٹیچر تھے، اَب ریٹائر ہو کر پنشن پا رہے ہیں، اِس پیسے سے یہی چاروں آدمی مصرف لے رہے ہیں، ذرا بھی میں سٹتا ہوں تو یہ لوگ چوکنا ہو جاتے ہیں، چناں چہ جب بھی میں سٹا تو ہم سے کام لینا شروع کیا اور اُس میں کچھ کمی آئی تو کہنے لگے کہ والدین کے حقوق اَدا نہیں کرتے ہو، اور اُس وقت تک تنگ کرتے ہیں جب تک ہم سٹے رہتے ہیں، اور سٹنا میرا صرف اور صرف خدا کے واسطے ہوتا ہے؛ لیکن بے برداشت ہو کر ہم جدا ہو جاتے ہیں؛ اِس لئے بتایا جائے کہ ایسی حالت میں جدائی کی پکڑ ہوگی یا نہیں؟ اگر ہوگی تو اِس کا تدارک اور بدل بتایا جائے، یا کوئی عمل بتایا جائے کہ اُن لوگوں کی نفرت ختم ہو اور مجھ سے میرے من کے مطابق سلوک کریں؛ کیوں کہ اِس طرح تو میں نے ۵۳ر برس گذار دئے، اَب نہ صحت ہے نہ بیوی بچے اِس معاملہ میں موافق ہیں، میری مالی حالت ہمیشہ خراب رہی، میں کبھی غیر مقروض نہیں رہا، اِس کے لئے بھی کچھ دعا کر دیں اور بتائیں کہ کیا کروں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: آپ والدین سے دلی محبت رکھیں وہ اگرچہ بیزار ہوں، مگر آپ اُن سے بیزار نہ ہوں، موقع ملے تو اُن کی خدمت بھی کیا کریں، بھائی اگر نقصان پہنچانے پر آمادہ ہوں تو اُن سے تعرض نہ کریں، بس اپنے کام سے کام رکھیں، قرآنِ کریم میں ہر حالت میں والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کی تعلیم دی گئی ہے۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ إِحْسَانًا﴾[الأحقاف، جزء آیت: ۱۵]

قال النبي صلى الله عليه وسلم: ليس الواصل بالمكافي؛ ولكن الواصل الذي إذا قطعت رحمه وصلها. (صحيح البخاري، كتاب الأدب / باب ليس الواصل بالمكافي ۸۸٦/۲ رقم: ۵۹۹۱ دار الفكر بيروت)

عن أبي هريرة رضي الله عنه: أن رجلاً قال: يا رسول الله! إن لي قرابة، أصلهم ويقطعوني، وأحسن إليهم ويسيئون إلي، وأحلم عنهم ويجهلون علي، فقال: لئن كنت كما قلت: فكأنما تسفهم المل، ولا يزال معك من الله ظهير ما دمت علىٰ ذٰلك (صحيح مسلم، كتاب البر والصلة والأدب / باب صلة الرحم و تحريم قطيعتها ۳۱۵/۲ رقم: ۲۵۵۸ بيت الأفكار الدولية)

عن الأعمش قال: كان ابن مسعودٍ جالسًا بعد الصبح في حلقةٍ، قال: أنشد الله قاطع رحمٍ لما قام عنَّا، فإنا نريد أن ندعو ربنا وأن أبواب السماء مرتجةٌ دون قطع رحمٍ. (رواه الطبراني ورجاله رجال الصحيح، مجمع الزوائد، كتاب البر والصلة / باب صلة الرحم وقطعها ۱۵۱/۸) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۴/۳/۱۴۲۰ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

باپ کا اَپنی بیٹی سے جسمانی خدمت لینا؟

سوال (۸٦): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زاہد اپنی لڑکی سے خدمت کے وہ سب کام کرواتا ہے جو اپنی بیوی سے کرواتا ہے؟ مثلاً: ٹانگ دبوانا، جسم پر مالش کرانا، اور پورے جسم کو دبوانا وغیرہ، شرعاً باپ کے لئے بیٹی سے ایسی خدمت لینا کیسا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: یہ معاملہ بہت نازک ہے، اگر لڑکی کے پیر دباتے وقت باپ کے دل میں ''نعوذ باللہ'' شہوت پیدا ہو جائے تو لڑکی کی ماں اُس کے باپ پر حرام ہو جائے

گی، اِس لئے اِس میں احتیاط لازم ہے۔

وكذٰلک النظر إلى داخل الفرج بشهوةٍ واللمس بشهوة (الفتاویٰ التاتارخانية ٤٩/٤ رقم: ٥٤٩٠ زكريا)

وكما تثبت حرمة المصاهرة بالوطئ تثبت بالمس والتقبيل والنظر إلى الفرج بشهوة. (الفتاویٰ التاتارخانية ٥٠/٤ رقم: ٥٤٩٣ زكريا)

قال أصحابنا: وتثبت الحرمة بالتقبيل والمس والنظر إلى الفرج بشهوة في جميع النساء. (الفتاویٰ التاتارخانية ٥٣/٤ رقم: ٥٥٩١ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۶/۲/۱۸ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

بیٹے کی بیوی سے جسمانی خدمت لینا؟

سوال (۸۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زاہد اپنی بہو یعنی لڑکے کی بیوی سے بھی اپنے پاؤں اور پورے جسم کی مالش کرواتا ہے، پاؤں بھی دھلواتا ہے، زاہد کی لڑکی بھی جوان ہے، اور بہو بھی جوان ہے، بہت سے علماء کرام فرماتے ہیں کہ یہ سب باتیں جائز ہیں؛ کیوں کہ لڑکی اپنے باپ کی جتنی بھی خدمت کرے، اور بہو اپنے سسر کی جتنی بھی خدمت کرے؛ وہ کم ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جوان بہو سے خدمت لینے میں سخت فتنے کا اندیشہ ہے، اگر خدمت کے وقت شہوت پیدا ہوگئی تو بہو اپنے شوہر پر حرام ہوجائے گی، اِس لئے بہو سے جسمانی خدمت ہرگز نہ لی جائے۔

وأما إذا خاف على نفسه أو عليها الشهوة فلا يحل المس له. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الكراهية / الباب الثامن فيما يحل للرجل النظر إليه وما لا يحل له ٣٨٠/٥ اتحاد ديوبند)

سئل الشيخ أبوبكر رحمه اللّٰه عمن قبّل امرأة ابنه وهي بنت خمس سنين أو ست سنين عن شهوة؟ قال: لا تحرم على ابنه؛ لأنها غير مشتهاة، وإن اشتهاها هٰذا فلا ينظر إلى ذٰلک، قيل له: فإن كبرت حتى خرجت عن حد الاشتهاء والمسألة بحالها؟ قال: تحرم؛ لأن الكبيرة دخلت تحت الحرمة فلا تخرج وإن كبرت، ولا كذٰلک الصغيرة. (الفتاویٰ التاتارخانية، كتاب النكاح / الفصل السابع في أسباب التحريم ٥٢/٤ رقم: ٥٤٩٦ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۸/۲/۱۴۲۶ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

بیٹی کا ماں باپ کے ساتھ ناروا سلوک کرنا اور اپنی میراث کا مطالبہ کرنا؟

سوال (۸۸):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ہندہ زید کے نکاح میں تھی جس سے دولڑکی اور ایک لڑکا پیدا ہوئے، حتی کہ دونوں لڑکیوں کا بعد بلوغت کے زید نے نکاح وشادی بحیثیت ذمہ دار کرا دیا، اور لڑکا بھی بالغ ہے، جس کی ابھی تک شادی نہیں ہوئی ہے، اِس بیچ زید نے ہندہ کی بہت زیادہ بدچلنی پر گرفت کی؛ لیکن پھر بھی وہ اپنی بدچلنی پر قائم رہی، بہت ہی گفت وشنید واِفہام وتفہیم کے بعد بھی اُس کے اندر سدھار کی کوئی راہ سوائے زید کو اپنے سے علیحدہ کرنے کے نظر نہ آئی، اور ہندہ کو تمام دین مہر لوٹاتے ہوئے طلاق دے دی، اور زید نے عارضی طور پر اپنی بیٹی اور داماد کو اپنے گھر پر رہنے کی اِجازت دے دی، جو دردِ سر بن گیا۔ نوبت یہاں تک آ گئی کہ بیٹی نے اپنے باپ زید کی کئی مرتبہ پٹائی بھی کر دی، زید مجبوراً اپنی بیٹی اور داماد سے گھر خالی کرنے کو کہتا ہے، تو وہ کہتے ہیں کہ ہم خالی نہیں کریں گے، زبردستی گھر پر قبضہ کئے ہوئے ہیں، اور بیٹی اپنے باپ زید سے زمین ومکان میں حصہ کی طلب گار ہے، بیٹی کا ظلم اَز حد بڑھ رہا ہے، اور زید اپنی بیٹی کو اپنی زندگی میں حصہ دینے کے لئے تیار نہیں ہے، اِن تمام صورتوں کا شرعی حل کیا ہے؟ تحریر فرما دیں۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفيق: بر تقدیر صحتِ واقعہ مذکورہ بیٹی کا اپنے باپ کے ساتھ

گستاخانہ عمل انتہائی قابلِ مذمت ہے، اور باپ کو یہ حق حاصل ہے کہ اپنی زندگی میں بیٹی اور داماد کو گھر سے باہر کردے، اور باپ کے زندہ رہتے ہوئے بیٹی اپنے حق وراثت کا مطالبہ نہیں کرسکتی، کیوں کہ وراثت زندگی میں نہیں چلتی؛ بلکہ وراثت کا حکم موت کے بعد جاری ہوتا ہے۔

قال اللّٰه تعالیٰ: ﴿وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ اِحْسَانًا﴾[الأحقاف، جزء آیت: ١٥]

عن عبد اللّٰه بن عمرو رضي اللّٰه عنه عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: رضا الرب في رضا الوالد، وسخط الرب في سخط الوالد. (سنن الترمذي، أبواب البر والصلة / باب ما جاء من الفضل في رضا الوالدين ١٢/٢ رقم: ١٨٩٩، مشكاة المصابيح، كتاب الآداب / باب البر والصلة، الفصل الثاني ٤١٩)

ويُروى عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم أنه قال: كل أحد أحق بماله من والده وولده والناس أجمعين. (السنن الكبرىٰ، كتاب النفقات / باب نفقة الأبوين ١١٧/٨ رقم: ١٥٧٥٣)

هل إرث الحي من الحي أم من الميت؟ المعتمد الثاني. (شامي ٤٩٣/١٠ زكريا)

كل يتصرف في ملكه كيف ما شاء. (شرح المجلة ٦٥٤/١) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۲/۶/۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کیا ماں اپنے بالغ بچہ کے رخسار کو چوم سکتی ہے؟

سوال (۸۹): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ماں اَپنے بالغ لڑکے کے گال (رخسار) کا بوسہ لے، تو اِس میں کوئی حرج ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفيق: ماں شفقت میں اپنے بالغ بیٹے کے رخسار کو چوم سکتی ہے۔

المستفاد: عن عائشة رضي اللّٰه عنها قالت: جاء أعرابي إلى النبي صلى اللّٰه عليه وسلم فقال: أتقبلون الصبيان؟ فما نقبلهم، فقال النبي صلى اللّٰه عليه وسلم:

أوَ أملک لک أن نزع اللّٰه من قلبک الرحمة. (مشکاة المصابیح، کتاب الآداب / باب الشفقة والرحمة علی الخلق، الفصل الأول ٤٢١ رقم: ٤٩٤٨)

قیل: التقبیل علی خمسة أوجه: قبلة المودة للولد علی الخد. (الدر المختار مع الشامي ٣٨٤/٦ کراچی، ٥٥١/٩ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۴/۱۰/۲۹ھ

بچوں کا ممی پاپا کہنا؟

سوال (۹۰): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: گھر کے ماحول کی وجہ سے بچے ممی، پاپا کہتے ہیں، تو اگر گناہ نہ ہو تو اُن سے یہی کہلواتے رہیں یا پھر تبدیل کردیں، کیا یہ صحیح ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بچوں کا اپنے والدین کو ممی پاپا نا جائز یا گناہ نہیں، انگریزی زبان میں ماں کو ممی اور باپ کو پاپا کہتے ہیں؛ تاہم اگر اِس کے بجائے اُردو زبان میں یعنی اَمی اور اَبا کا لفظ استعمال کریں تو زیادہ بہتر ہے؛ تاکہ غیروں کی مشابہت لازم نہ آئے۔

عن ابن عمر رضي اللّٰه عنهما قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: من تشبه بقوم فهو منهم. (سنن أبي داؤد، کتاب اللباس / باب في لبس الشهرة رقم: ٤٠٣١ دار الفکر بیروت، مشکاة المصابیح، کتاب اللباس / الفصل الثاني ٣٧٥/٢، مسند أحمد ٥٠/٢)

وکراهة التشبه لا مطلقًا؛ بل في المذموم وفیما قصد به التشبه بهم. (شامي ٧٥٣/٦ کراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۴/۵/۲۸ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

یتیم کسے کہتے ہیں؟

سوال (۹۱):- کیافرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: یتیم کس کو کہتے ہیں؟ آیا جس کے ماں باپ مرگئے ہوں اُس کو کہتے ہیں، یا جس کے پاس علم وعمل کچھ بھی نہیں ہے اُس کو کہتے ہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: یتیم اُس بچہ کو کہتے ہیں جس کا باپ اُس کے بچپن میں انتقال کرگیا ہو، اِس لفظ کا علم وعمل سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ (معجم لغۃ الفقہاء ۵۱۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۱۵/۴/۱ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

ماں اور بیوی میں سے حسنِ سلوک کا زیادہ حق دار کون ہے؟

سوال (۹۲):- کیافرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اگر کسی شخص کی ماں اور بیوی دونوں موجود ہوں، تو اُس کے حسنِ سلوک کی زیادہ حق دار کون ہوگی؟ ماں یا بیوی؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اِنسان کے اُوپر سب سے زیادہ حق اپنی ماں کا ہے، اور بیوی کے اُوپر سب سے زیادہ حق اپنے شوہر کا ہے۔

عن عائشة رضي اللّٰه عنها قالت: قلت يا رسول اللّٰه! أي الناس أعظم حقًا على المرأة، قال: زوجها، قلت: فأي الناس أعظم حقًا على الرجل، قال: أمه.

(المستدرك للحاكم ٤/١٦٧ رقم: ٧٢٤٤) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۷/۳/۱ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

بیوی کے کہنے پر ماں کوستانا؟

سوال (۹۳):- کیافرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میرا ایک لڑکا ہے، میں نے بڑی جانفشانی محنت ومشقت کرکے اُسے پڑھایا لکھایا، اس کے سارے اِخراجات میں نے بڑی مشکل سے پورے کئے، اب جب اس کی شادی ہوگئی ہے، ہر وقت بیوی کے چکر میں پڑا رہتا ہے، نہ گھر کے کام کاج میں حصہ لیتا ہے، میں خود کمزور ہوں، جنگل باہر کا کام اب میرے بس میں نہیں رہا، میں کہتا ہوں تو سنی اَن سنی کردیتا ہے، مزید بیوی کے سکھائے میں آکر اپنی ماں سے لڑتا ہے، اور زبان درازی کرتا ہے، اب میں اس کے لئے کیا کروں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: دنیا میں ماں باپ اللہ کی بہت بڑی نعمت ہیں، اُن کی قدردانی، خدمت واِطاعت اَولاد کا مذہبی واَخلاقی فریضہ ہے، بیوی کے کہنے میں آکر ماں باپ کو ستانا، اُن کے سامنے زبان درازی کرنا، اُن کی اِطاعت سے انحراف کرنا بڑی بے غیرتی اور احسان فراموشی کی بات ہے۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ قیامت کی علامتوں میں سے ایک علامت یہ ہے کہ اولاد بیوی کی اِطاعت کرے اور ماں کی نافرمانی کرے، اِس لئے آپ کے بیٹے پر لازم ہے کہ بیوی کو اُس کا حق دے اور ماں باپ کو اُن کا حق دے کر اُنہیں راضی رکھے۔

عن علي بن أبي طالب رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم إذا فعلت أمتي خمس عشرة خصلة حل بها البلاء، قيل: وما هي يا رسول اللّٰه! قال: إذا كان المغنم دُولاً، والأمانة مغنمًا، والزكاة مغرمًا، وأطاع الرجل زوجته، وعق أمه وبر صديقه وجفا أباه الخ. (سنن الترمذي / أبواب الفتن ٢/ ٤٤)

عن عبد اللّٰه بن عمر أو ابن عمرو رضي اللّٰه عنه قال: رضا الرب تبارك وتعالىٰ في رضا الوالدين، وسخط اللّٰه تبارك وتعالىٰ في سخط الوالدين. (الترغيب والترهيب مكمل ٥٣٧ رقم: ٣٧٩٦ بيت الأفكار الدولية)

عن أبي أمامة رضي اللّٰه عنه أن رجلاً قال: يا رسول اللّٰه! ما حق الوالدين على ولدهما؟ قال: هما جنتك ونارك (سنن ابن ماجة / باب بر الوالدين ص: ٢٦٠ رقم: ٣٦٦٢، الترغيب والترهيب مكمل ٥٣٤ رقم: ٣٧٧٧) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱/۳/۱۴۳۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

ساس کی خدمت بیوی کی اَخلاقی ذمہ داری ہے؟

سوال (۹۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک عورت کا کہنا ہے کہ ہماری ساس کی خدمت کا حق ہمارے اُوپر نہیں ہے؛ بلکہ ہمارے شوہر کے اُوپر ہے، ہمارے اوپر شوہر کا حق ہے ساس کا نہیں۔ تو سوال یہ ہے کہ کیا بیٹے کی والدہ کی خدمت بیوی پر ہے یا شوہر پر؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: یہ صحیح ہے کہ شرعاً عورت کے ذمہ ساس کی خدمت واجب نہیں ہے؛ لیکن اَخلاقی طور پر عورت کو اِس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ وہ اُس کے شوہر کی ماں ہے تو جس طرح اَپنی ماں کی راحت کا خیال رکھتی ہے اِسی طرح شوہر کی ماں کی خدمت اور اُن کو راحت پہنچانا اُس کی اخلاقی ذمہ داری میں شامل ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۱۸/۶۱۵-۶۱۶ ڈابھیل)

وحقه عليها أن تطيعه في كل مباح يأمرها به (الدر المختار) ظاهره أنه عند الأمر به منه يكون واجبًا عليها كأمر السلطان الرعية. (شامي ٣/٢٠٨ كراچی، ٤/٣٨٨ زكريا)

فإن كان لرجل والدة أو أخت أو ولد في غيرها في منزلها، فقالت: صيري في منزل على حدة كان لها ذٰلك (فتاویٰ قاضي خان على الهندية ١/٤٢٨ زكريا، الهداية ٢/٤٤١ إدارة المعارف ديوبند، شامي ٤/٣٨٨ زكريا، البحر الرائق ٣/٢٢١ كراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۳/۱/۱۴۳۵ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

بیوی کے دباؤ میں آکر ماں کو گالی دینا اور بدسلوکی کرنا؟

سوال (۹۵):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک شخص بہت بردبار اور گھر میں بھی سب سے بڑا ہے، اور ماشاء اللہ بہت دین دار اور مسئلہ مسائل سے بھی بہت واقف اور اَرکان جانتا ہے۔ حدیثِ پاک کے بھی خوب اَرکان جانتا ہے، اور نماز بھی پانچوں وقت ادا کرتا ہے، اُس کی بیوی اور وہ اپنی والدہ سے سال دوسال سے ناراض ہے، اور وہ شخص اپنی والدہ سے بدکلامی اور گالیوں سے پیش آتا ہے، گندے الفاظ والدہ کی شان میں کہتا ہے، والدہ کی بے عزتی کرتا ہے، ہر وقت دل میں کینہ کپٹ رکھتا ہے، غرور اور تکبر میں رہتا ہے، پڑوسیوں کو بھی کبھی کبھی تکلیف دیتا ہے، اور اُس شخص کی بیوی اپنے شوہر سے یہ کہتی ہے کہ تم اپنی والدہ سے بولو یا والدہ کو گھر کے اندر لے آؤ، تو میں تمہارے گھر سے چلی جاؤں گی، وہ شخص اپنی بیوی کے حکم کے مطابق اپنے گھر میں والدہ کو نہ بلاتا ہے، نہ والدہ سے بولتا ہے، والدہ کی کوئی خدمت نہیں کرتا ہے، نہ حقوق پر غور کرتا ہے، تو اِس شخص کے بارے میں کیا حکم ہے؟ حدیثِ پاک کا کیا اِرشاد ہے؟ البتہ ایک دوبار ایسا تو ہوا کہ کسی کے کہنے سے اپنی والدہ سے نہ تو معافی مانگی اور نہ اپنی غلطی کا اظہار کیا، نہ بیوی سے غلطی کی معافی منگوائی نہ غلطی کا احساس ہوا، بس ویسے ہی کہہ دیا کہ چل گھر کو چل، اپنی زبان سے اَماں کہہ کر بھی نہ پکارا، اِس حالت میں والدہ کا کیا حکم ہے؟ بہو اپنی ساس سے بیٹا اپنی والدہ سے ناراض ہو تو اُس کے لئے کیا حکم ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: والدین کے ساتھ بدسلوکی اور گالی گلوچ سے پیش آنا اور اُن کو تکلیف پہنچانا سخت ترین گناہ اور ہلاکت کا باعث ہے، اور حدیث میں والدین کی نافرمانی کو گناہِ کبیرہ میں سے سب سے بڑا گناہ بتایا گیا ہے، اِس لئے والدین کی نافرمانی اور اُن کی ایذاء رسانی سے بچنے کی سخت ضرورت ہے، نیز ماں باپ کو بھی اپنے بچوں اور بہو وغیرہ کے ساتھ شفقت وصلہ رحمی اور حسنِ سلوک کا معاملہ کرنا چاہئے۔ حدیث شریف میں ایسے لوگوں سے برأت ظاہر کی گئی

ہے کہ جو اپنے بڑوں کے ساتھ احترام واکرام کا معاملہ نہ کریں اور جو اپنے چھوٹوں کے ساتھ رحمت وشفقت سے پیش نہ آئیں، اِس لئے بڑوں کو چھوٹوں پر رحمت وشفقت کا اور چھوٹوں کو بڑوں کے ساتھ اِحترام واِکرام کا معاملہ کرنا چاہئے۔

عن أبي بكرة رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه تعالىٰ عليه وسلم: ألا أنبئكم بأكبر الكبائر؟ قلنا: بلىٰ يا رسول اللّٰه! قال: الإشراک باللّٰه وعقوق الوالدين. (صحيح البخاري، كتاب الأدب / باب عقوق الوالدين من الكبائر ٨٨٤/٢ رقم: ٥٩٧٦ دار الفكر بيروت، سنن الترمذي ٣/٢ رقم: ١٩٠١)

عن عبد اللّٰه بن عمرو رضي اللّٰه عنهما قال: قال النبي صلى اللّٰه عليه وسلم: إن من أكبر الكبائر أن يَلعنَ الرجل والديه. (صحيح البخاري، كتاب الأدب / باب لا يسب الرجل والديه ٨٨٣/٢ رقم: ٥٩٧٣)

عن جابر بن عبد اللّٰه رضي اللّٰه عنهما قال: خرج علينا رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم فقال: إياكم وعقوق الوالدين؛ فإن ريح الجنة توجد من مسيرة ألف عام، واللّٰه لا يجدها عاق ولا قاطع رحم. (الترغيب والترهيب، كتاب الحدود / الترهيب من الزنا ص: ٥٢٠ رقم: ٣٦٥٨ بيت الأفكار الدولية)

عن ابن عباس رضي اللّٰه عنهما قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: ليس منا من لم يرحم صغيرنا ويؤقر كبيرنا، ويأمر بالمعروف وينه عن المنكر. (سنن الترمذي، أبواب البر والصلة / باب ما جاء في رحمة الصبيان ١٤/٢ رقم: ١٩٢١، المسند للإمام أحمد بن حنبل ٢٥٧/١) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۲۰/۱۰/۱۴۲۲ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

بہو کا ساس کو ستانا؟

سوال (۹۶):- کیا فرماتے ہیں علماءِ دین ومفتیانِ شرعِ متین مسئلہ ذیل کے بارے میں

کہ: کریم کی بیوی کریم کی والدہ سے بہت نالاں رہتی ہے اور اُن سے بات تک کرنا گوارا نہیں کرتی، کریم کی والدہ کا سوائے خدا کے کوئی سہارا بھی نہیں، کریم اپنے گھر سے وسعت والا ہے؛ لہٰذا کریم کی بیوی کا اپنی ساس کو ستانا اور بدسلوکی کرنا کیسا ہے؟ اور شرعاً بہو کو ساس کے ساتھ کس طرح رہنا چاہئے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: کریم کی بیوی کا اَپنی ساس کو ستانا اور کوسنا اور نافرمانی کرنا سخت گناہ ہے، اُسے اپنے فعل سے باز آنا چاہئے اور توبہ واستغفار کرنا چاہئے، اور اَچھے اَخلاق اختیار کر کے دنیا وآخرت کی بھلائی کا مستحق بننا چاہئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ''رحم نہ کرنے والا وہی ہوسکتا ہے جو بدبخت ہو''۔

عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه قال: سمعت أبا القاسم الصادق المصدوق صلى اللّٰه عليه وسلم يقول: لا تنزع الرحمة إلا من شقي. رواه أحمد. (مشكاة المصابيح / باب الشفقة والرحمة على الخلق ۲/۴۲۳)

عن ابن عباس رضي اللّٰه عنهما قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: ليس منا من لم يرحم صغيرنا ويؤقر كبيرنا، ويأمر بالمعروف وينه عن المنكر.

(سنن الترمذي، أبواب البر والصلة / باب ما جاء في رحمة الصبيان ۲/۱۴ رقم: ۱۹۲۱، المسند للإمام أحمد بن حنبل ۱/۲۵۷) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ

۱۴۱۲/۱۲/۷ھ

ساس کا دولہن سے کمر مسلوانا؟

سوال (۹۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اگر ساس دولہن سے کمر مسلواتی ہے اگر یہ حرام ہے تو پھر کس طرح سے کمر مسلوائی جائے؟ لوگ کہتے ہیں یہ حرام ہے، تو پھر عورت بچہ جنتی ہے تو عورتیں کیوں جاتی ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ننگے بدن کمر مسلوانے کی اِجازت نہیں، اگر ضرورت ہو تو کپڑے پہن کر اُو پر سے سہلوایا جائے، اور زچگی کے وقت اُس عورت کے پاس دایہ کا جانا اور اُس کا بدن چھونا صرف ضرورۃً جائز ہے، اُس میں بھی کوشش کی جائے گی کہ کم سے کم ستر ظاہر ہو۔

ولا يجوز لها أن تنظر ما بين سرتها إلى الركبة إلا عند الضرورة بأن كانت قابلة فلا بأس لها أن تنظر إلى الفرج عند الولادة. (بدائع الصنائع، کتاب الاستحسان / حکم دخول بيت الغير ۲۹۹/٤ المكتبة النعيمية ديوبند) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۵/۳/۱۴۲۰ھ

والدین کی حکم عدولی کرکے اُستاذ کی اِطاعت کرنا؟

سوال (۹۸):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کسی نیک کام کے لئے کوئی اپنی اَولاد کو حکم دے وہ نہیں کرتا، مگر جب اُسی کام کا حکم اُس کے اُستاذ کرتے ہیں تو وہ کر لیتا ہے، ایسے میں کیا اُسے والدین سے زیادہ اُستاذ کو فوقیت دینی چاہئے یا وہ اُن سے ڈر کر کر رہا ہے، تو یہ ڈر کیا قیامت کے دن والدین کے دل توڑنے سے زیادہ ہوگا؟ کیا اللہ کے بعد والدین کا حکم نہیں ہے یا ماں باپ گھر میں ہیں اِس لئے کم عزت ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: والدین کا حق اپنی جگہ اور اُستاذ کی عظمت اپنی جگہ ہے، چوں کہ عموماً والدین کی طرف سے شفقت ومحبت کا اظہار زیادہ ہوتا ہے، اِس لئے اَولاد اُن کی حکم عدولی کرنے پر جری ہوجاتی ہے، جب کہ اُستاذ کی طرف سے تنبیہ ہوتی رہتی ہے اِس بناء پر شاگرد کو اُستاذ کی حکم عدولی کی ہمت نہیں ہوتی، تو اِس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اَولاد والدین کی عزت میں کچھ کمی کر رہی ہے، اِس وہم کو دل سے نکال دینا چاہئے۔

قال اللّٰه سبحانه تعالیٰ: ﴿وَقَضَی رَبُّکَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اِیَّاهُ وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا اِمَّا یَبْلُغَنَّ عِنْدَکَ الْکِبَرَ اَحَدُهُمَا اَوْ کِلَاهُمَا فَلَا تَقُلْ لَهُمَا اُفٍّ وَلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَهُمَا قَوْلاً کَرِیْمًا . وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا کَمَا رَبَّیَانِیْ صَغِیْرًا﴾ [الإسراء: ٢٣-٢٤]

فإنه دل على الاجتناب عن جميع الأقوال المحرمة، والإتيان بجميع كرائم الأقوال والأفعال، من التواضع والخدمة والإنفاق عليهما، ثم الدعاء لهما في العاقبة. (مرقاة المفاتيح / باب البر والصلة ١٩١/٩ المكتبة الأشرفية ديوبند)

قال القاضي: وأجمعوا على أن الأم والأب آكد حرمة في البر ممن سواهما. (شرح النووي على صحيح مسلم ٣١٣/٢ المكتبة الأشرفية ديو بند)

ويقدم حق معلمه على حق أبويه وسائر المسلمين. (الفتاویٰ الهندية / كتاب الكراهية ٣٧٨/٥) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۸/۵/۱۴۳۴ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

سوتیلی ماں کے ساتھ اَولاد کا ناروا سلوک کرنا؟

سوال (۹۹): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: محمد قاسم کی پہلی بیوی کا انتقال ہوگیا، اُس بیوی سے تین لڑکیاں اور دو لڑکے ہیں، محمد قاسم نے اِس کے بعد دوسری شادی کرلی جس سے ایک لڑکے کی پیدائش ہوئی، اُس کی عمر چھ سال ہے۔ اِسی دوران محمد قاسم کا انتقال ہوگیا، محمد قاسم کے انتقال کے بعد سوتیلی اولاد لڑکے ولڑکیوں نے اپنی سوتیلی ماں کو گھر سے نکلنے کا حکم کردیا، کیا شرعی اعتبار سے سوتیلی ماں کا گھر سے نکالنا درست ہے؟ کیا وہ عورت اپنی وراثت اور اپنے چھ سالہ لڑکے کی وراثت کے ذریعہ اُس گھر میں رہنے کا حق نہیں رکھتی؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: محمد قاسم مرحوم کی دوسری بیوی کو اُس کے ترکہ میں سے

آٹھواں حصہ ملے گا، اور اُس کا بیٹا دیگر بھائی بہنوں کے ساتھ حسبِ حصصِ شرعیہ مستحق وراثت ہوگا، صلہ رحمی کا تقاضہ یہی ہے کہ پہلی بیوی کی اَولاد اپنی سوتیلی ماں کو عزت وتکریم کے ساتھ اپنے گھر میں رکھیں، اگر وہ ایسا نہیں کریں گے تو قطع رحمی اور حق تلفی کے مرتکب ہوکر گنہگار رہوں گے۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ اِنْ لَمْ يَكُنْ لَكُمْ وَلَدٌ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُمْ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوْصُوْنَ بِهَا اَوْ دَيْنٍ﴾ [النساء، جزء آیت: ۱۲]

عن أبي سلمة رضي اللّٰه عنه قال: اشتكى أبو الدرداء، فعاده عبد الرحمٰن بن عوف رضي اللّٰه عنه فقال: خيرهم وأوصلهم ما علمت أبو محمد، فقال: عبد الرحمٰن: سمعت رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم يقول: قال اللّٰه تبارك وتعالىٰ: أنا اللّٰه وأنا الرحمٰن وهي الرحم وشققت لها من اسمي، فمن وصلها وصلته، ومن قطعها بتتّه. (سنن الترمذي، أبواب البر والصلة / باب ما جاء في قطيعة الرحم ۱۲/۲، سنن أبي داؤد ۲۳۲/۱ رقم: ۱۶۹٤ دار الفكر بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۱/۵/۲۵ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مورتی کو پوجنے والے ماں باپ سے الگ رہ کر زندگی گذارنا؟

سوال (۱۰۰): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میں ایک گاؤں کا رہنے والا ہوں، دعوت وتبلیغ سے منسلک ہوں، پابندی سے نماز ادا کرتا ہوں، والدین حیات ہیں اور ہم تین بھائی سب ساتھ ہی رہتے ہیں، اور ساتھ ہی کاروبار تجارت ہوتا ہے، میرے ماں باپ کفر وشرک میں مبتلا ہیں، گھر میں ایک چھوٹا سا مندر بنائے ہوئے ہیں، اُس کے اندر دو مورت ہیں اور ایک پتھر ہے، ماں باپ دونوں اُس کی پوجا پاٹ کرتے ہیں، منع کرتا ہوں، مگر مانتے نہیں ہیں، وہ اپنے فعل پر اٹل ہیں، اَب میں کیا کرو؟ اُن کے بارے میں کیا حکم ہے؟ اُن سے الگ ہوکر اپنی زندگی گزارنا چاہتا ہوں، الگ ہونے کی اِجازت شریعت کی طرف ہے یا نہیں؟

ایسے حالات میں ماں باپ کو چھوڑ دوں یا نہیں؟ کیا کروں؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں واضح فرمادیں، اور مزید معتبر مشورہ عنایت فرمائیں۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسئولہ صورت میں اگر اپنے بچوں اور گھر والوں پر ماں باپ کی غلط باتوں اور مشرکانہ اَعمال کے اثر انداز ہونے کا خطرہ ہو، تو آپ کے لئے اُن سے الگ رہنے کی گنجائش ہے؛ البتہ گاہے بگاہے اُن کے ساتھ حسنِ سلوک اور خدمت کرتے رہیں۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰى وَهْنٍ وَفِصَالُهٗ فِيْ عَامَيْنِ اَنِ اشْكُرْ لِيْ وَلِوَالِدَيْكَ، اِلَيَّ الْمَصِيْرُ وَاِنْ جَاهَدَاكَ عَلٰى اَنْ تُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا، وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا، وَاتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ، ثُمَّ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ﴾ [لقمان: ١٤-١٥]

يجب بهٰذه الآية الإنفاق على الأبوين الفقيرين وصلتهما وإن كانا كافرين ...... لا يجوز إطاعة الوالدين إذا أمر بترك فريضةٍ أو مكروه تحريمًا، لأن ترك الامتثال لأمر اللّٰه، والامتثال لأمر غيره إشراك معنى، ولما روينا من قوله عليه السلام: لا طاعة للمخلوق في معصية الخالق. (تفسير المظهري ٢٦٣/٧ زكريا)

عن أسماء رضي اللّٰه عنها قالت: قدمت أمي وهي مشركة في عهد قريش ومدتهم إذا عاهدوا النبي صلى اللّٰه عليه وسلم مع أبيها، فاستفتيت النبي صلى اللّٰه عليه وسلم، فقالت: إن أمي قدمت وهي راغبة؟ قال: نعم صلي أمك (صحيح البخاري ٨٨٤/٢ رقم: ٥٧٤٥، ف: ٥٩٧٩) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۱/۷/۱۴۳۱ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

ضرورت کی وجہ سے اَولاد کی مرضی کے بغیر مکان فروخت کرنا

سوال (۱۰۱): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں

کہ: میری اِنکم قطعی نہیں اُس پر ہر سال ہاؤس ٹیکس، پانی بل ادا کرنے اور ہر۲/ ماہ بعد بجلی بل کے لئے رقم بھیک مانگ کر خود جا کر ادا کرتے کرتے میں عاجز آ چکا ہوں، اَب طاقت نہیں کیا کروں؟ میری ستر سالہ ضعیف العمری میں چوطرفہ صدمات، فکرات، فاقوں اور اپنی زوجہ کی بیماریوں میں کسی طرف سے کوئی سہارے ہمدردی کی قطعی اُمید نہیں، آخر مانگ مانگ کر کب تک اور کیسے گذارا کروں، پسران کو سمجھانے والا کوئی نہیں، پسران سمجھنے کے لائق بھی نہیں، موجودہ قانون میں عاق کی کیا اَہمیت ہے، اِن حالات میں کیا میں عاق کرسکتا ہوں؟

مجبوراً میں مکان بیچنا چاہتا ہوں، مختلف طور سے پیسہ لینے کی خواہش مند سب اولادیں ہیں؛ لیکن ہمدرد کوئی نہیں، اگر مکان نہ بیچوں تو مکان کی ادائیگیاں اور ہما شما کی تمام ضروریات کیسے پوری ہوں؟ اگر بیچوں تو میں کہاں جاؤں؛ کیوں کہ دختران و پسران میں نہ کسی کا مکان ذاتی ہے، نہ کسی کے طور طریقے اپنی پسند ہیں، جس کے ساتھ میں گذارہ ہو سکے، اگر بغیر دخل بیچوں تو قیمت کم ملے گی جو ہمارے لئے تو کافی ہوگی؛ لیکن اَولاد نہ چھوڑے گی، اور اپنی سکونت کے لئے جگہ پھر بھی چاہئے، کوئی اَولاد اِس قابل نہیں کہ مکان خریدے، اگر اِس شرط پر مکان بک جائے کہ ہم پورشن میں بدستور تاوفات دونوں رہتے رہیں اور پسران کا دیگر جگہ انتظام ہو جائے، مجھ کو نیک مشورہ سے نوازیں، کیا اولاد کو مقابلے اور مکان بیچنے سے روکنے کا حق ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: آپ زندگی میں اپنے مکان کے خود مالک ہیں، جب کہ آپ کے لڑکے آپ کے مصارف اَدا نہیں کررہے اور نافرمانی پر اُترے ہوئے ہیں، جیسا کہ آپ نے سوال نامہ میں لکھا ہے، اِس لئے آپ اپنے مصارف پورے کرنے کے لئے مکان فروخت کرسکتے ہیں، لڑکوں کو اِس میں دخل دینے کا کوئی حق نہیں ہے، آپ مکان بیچ کر اپنی ضروریات پوری کریں اور آمدہ رقم سے کوئی معمولی کاروبار کرلیں اور کرایہ کے مکان میں رہائش کریں، اگر لڑکے مکان بیچنے میں رکاوٹ ڈالیں تو آپ اُن سے مطالبہ کریں کہ وہ والدین کا ضروری خرچ

اپنے ذمہ لیں؛ تاکہ مکان فروخت کرنے کی ضرورت نہ رہے۔

عن أبي حرة الرقاشي عن عمه رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه ﷺ: ألا لا تظلموا! ألا لا يحل مال امرء إلا بطيب نفس منه. (مشكاة المصابيح / باب الغصب والعارية، الفصل الثاني ٢٥٥، مرقاة المفاتيح / باب الغصب والعارية، الفصل الثاني ١١٨/٦ المكتبة الأشرفية ديوبند، المسند للإمام أحمد بن حنبل ٧٢/٥، شعب الإيمان للبيهقي ٣٨٧/٤ رقم: ٥٤٩٢ دار الكتب العلمية بيروت)

والنفقة لأصوله الفقراء ولو قادرين على الكسب (الدر المختار) أشار إلىٰ أن جميع ما وجب للمرأة وجب للأب والأم على الولد من طعامٍ وشرابٍ وكسوةٍ وسكنى. (شامي ٣٥٥/٥ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۸/۱/۱۴۲۵ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

یتیم پوتوں اور پوتیوں کی کفالت کس کے ذمہ ہے؟

سوال (۱۰۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک شخص کا انتقال ہوگیا اُس نے بیوی اور چار بچے چھوڑے، شوہر مرحوم کا گھر تنگ تھا، شوہر کے رشتہ دار بھی اُس مکان میں رہتے تھے، اِس لئے عورت اپنے دو بچوں کے ساتھ میکے چلی آئی اور دو بچے اور سامان جہیز سسرال میں رہ گیا، اُن دونوں بچوں کی سسرال والے یعنی دادا دادی دیکھ بھال کرتے رہے، اور ننہیال والے بھی یعنی نانا نانی دو بچوں کی دیکھ بھال کرتے رہے، اور دادا دادی نے اُن بچوں کی طرف کوئی توجہ نہیں کی، اور اَب میکے میں رہنے والے بچوں میں سے لڑکی بالغ ہوچکی ہے، لڑکا نابالغ ہے، اَب بچوں کے نکاح کے اُمور کا ذمہ دار کون ہوگا؟ دادا یا نانا؟ نیز اَب بالغ ہونے کے بعد اُن کی کفالت کون کرے گا؟ عندالشرع جو بھی حکم ہو، مدلل تحریر فرمائیں۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسئولہ صورت میں پوتوں اور پوتیوں کی کفالت اور

پرورش کی ذمہ داری شرعاً دادا پر ہے؛ کیوں کہ باپ کے انتقال کے بعد دادا کو ولایتِ شرعیہ حاصل ہوتی ہے، خواہ وہ بچے ددھیال میں رہے ہوں یا ننہیال میں۔

الجد بمنزلة الأب فيه فيما ذكر أي من أحكام البكر والثيب والغلام والتأديب. (شامي / مطلب لو كانت الإخوة أو الأعمام غير مامونين ٢٧١/٥ زكريا)

وبعد ما استغنى الغلام وبلغت الجارية فالعصبة أولىٰ يقدم الأقرب فالأقرب، كذا في فتاوىٰ قاضي خان. (الفتاوىٰ الهندية / الباب السادس عشر في الحضانة ٥٤٢/١) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۷/۲/۱ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

زوجین کے حقوق

شوہر کی نافرمانی

سوال (۱۰۳):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: شوہر کی نافرمانی کے بارے میں کیا حکم ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جائز معاملات میں شوہر کی نافرمانی کرنا بیوی کے لئے ہرگز درست نہیں؛ بلکہ اُس پر شوہر کی اِطاعت لازم ہے، اَحادیثِ شریفہ میں عورت کو اپنے شوہر کی اِطاعت کی تاکید وارد ہے اور نافرمانی کرنے والی عورت کے لئے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سخت وعیدیں ارشاد فرمائی ہیں؛ لہٰذا کسی بھی عورت کے لئے اپنے شوہر کی نافرمانی ہرگز جائز نہ ہوگی۔

عن أنس رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: المرأة إذا صلت – وأطاعت بعلها فلتدخل من أي أبواب الجنة شاءت. (مشكاة المصابيح ۲۸۱/۲)

عن جابر رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه ﷺ: ثلاثة لا تقبل لهم صلاة ولا تصعد لهم حسنة: العبد الآبق حتى يرجع إلىٰ مواليه، فيضع يده في أيديهم، والمرأة الساخط عليها زوجها الخ. (شعب الإيمان للبيهقي ٤١٧/٦ رقم: ٨٧٢٧) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۶/۶/۴ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

غلط کار شوہر کے ساتھ عورت کیسا برتاؤ کرے؟

سوال (۱۰۴):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: میں ایک شادی شدہ خاتون ایک سات سالہ بچی کی والدہ ہوں، میرے شوہر ایک نامحرم لڑکی سے بہت قریبی تعلق اور انسیت رکھتے ہیں اور اُس سے موبائل پر باتوں میں مشغول رہتے ہیں، ایسی صورت میں میرے لئے شریعت کا کیا حکم ہے؟

(۱) میں اپنے شوہر سے کوئی شکایت نہ کروں اور صبر وشکر سے رہتی رہوں؟

(۲) شوہر کے گناہ کو نظر انداز کرنے کی شکل میں اُن کے گناہ کا ارتکاب مجھ پر بھی ہوگا یا نہیں؟

(۳) اپنے شوہر سے علیحدگی اختیار کر کے مائیکہ چلی جاؤں؟

(۴) مائیکہ جانے کی شکل میں بچی کو لے کر جاؤں یا شوہر کے پاس چھوڑ دوں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسئولہ صورت میں آپ کو چاہئے کہ مناسب موقع دیکھ کر اچھے انداز میں شوہر کو مذکورہ غلط بات سے روکنے کی کوشش کریں، اگر وہ باز آجائیں تو بہتر ہے، اور اگر آپ کے سمجھانے کے باوجود وہ غلطی پر قائم رہیں، تو آپ پر اُس کے گناہ کی کوئی ذمہ داری نہیں ہوگی، اور بہتر ہے کہ آپ شوہر سے علیحدگی کا اِرادہ نہ کریں؛ بلکہ حتی الامکان نبھانے کی کوشش کریں، اور اگر بالفرض علیحدگی کی نوبت آتی ہے، تو بچی کے بالغ ہونے تک اُس کی پرورش کا حق آپ کو رہے گا۔

وأما الطلاق فإن الأصل فیه الحظر بمعنی أنه محظور إلا لعارض یبیحه ...... فحیث تجرد عن الحاجة المبیحة له شرعًا یبقیٰ علی أصله من الحظر. (شامي ۲۲۸/۳ کراچی، ٤۲۸/٤ زکریا)

ولا بأس به عند الحاجة للشقاق بعدم الوفاق بما یصلح للمهر. (الدرالمختار مع الشامي ۳/٤٤۱ کراچي، ۸۷/۵ زکریا)

والأم والجدة أحق بها حتی تحیض. (شامي ۲٦۸/۵ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۷/۱/۱۴۳۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

بیوی کے والدین کا شوہر سے بات چیت کرنے سے منع کرنا؟

سوال (۱۰۵):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: بیوی کے اپنے والدین کے گھر جانے کے بعد بیوی کے والد کا اُس سے یہ کہنا کہ اپنے شوہر سے بالکل بات نہیں کرنی ہے، حتی کہ فون بھی نہیں کرنا ہے، تو اِس طرح اُس بیوی کو شوہر سے بات چیت سے روکنا والد کے لئے درست ہے یا نہیں؟ اور بیوی پر والد کے حکم کی تعمیل ضروری ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: والدین کے لئے بلاوجہ بیٹی کو اپنے شوہر سے بات چیت کرنے سے منع کرنا درست نہیں ہے، اور والدین کے اِس حکم کی تعمیل کرنا بیٹی پر لازم نہیں؛ لیکن اگر کسی معقول وجہ سے والدین نے یہ حکم دیا ہے تو اُس وجہ کو ظاہر کیا جائے، اُس کے بعد ہی مسئلہ واضح ہوسکے گا، اور بہرحال والدین کو چاہئے کہ بیٹی کا گھر بگڑنے سے بچانے کی ہر ممکن کوشش کریں، اور کوئی ایسا کام نہ کریں جس سے تلخیوں میں اضافہ ہو۔

عن علي رضي اللّٰه عنه أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال: لا طاعة في معصية اللّٰه، إنما الطاعة في المعروف. (صحيح مسلم / باب وجوب طاعة الأمراء في غير معصية وتحريمها في معصية ١٢٥/٢، مشكاة المصابيح ٣١٩)

قال القاريؒ: أي لأحد ...... من الإمام وغيره كالوالد والشيخ، إنما الطاعة في المعروف أي ما لا ينكره الشيخ. (مرقاة المفاتيح ٢٠٠/٧)

لأنها كانت مأمورة إلى طاعة زوجها في غير معصية. (مرقاة المفاتيح، كتاب النكاح / باب عشرة النساء وما لكل واحدة من الحقوق ٢٦٣/٦) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۴۳۷/۲/۱۸ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کیا عورت شوہر کی اجازت کے بغیر بے وقت میکے جاسکتی ہے؟

سوال (۱۰۶): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کیا عورت اپنے شوہر کی اِجازت ومرضی کے بغیر وقت بے وقت اپنے میکہ وغیرہ جاسکتی ہے یا شوہر کی اِجازت ضروری ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بیوی کو شوہر کی اِجازت کے بغیر گھر سے باہر کہیں نہیں جانا چاہئے؛ البتہ شوہر کے لئے مناسب ہے کہ وہ حسبِ دستور اور حسبِ سہولت وقتاً فوقتاً بیوی کو اس کے والدین کی ملاقات کا موقع دیا کرے، خواہ میکے بھیج کر یا والدین کو اپنے گھر بلا کر۔ اِسی طرح بیوی کے قریبی اَعزاء کی کبھی کبھار ملاقات میں بھی شوہر کو رکاوٹ نہیں ڈالنی چاہئے؛ تاکہ حسنِ معاشرت کا اظہار ہو اور باہم اعتماد کے ساتھ اِزدواجی زندگی گذرے۔

فلا تخرج إلا لحق لها أو عليها أو زيارة أبويها كل جمعة مرةً ذو المحارم كل سنةٍ. (الدر المختار مع الشامي ٢٩٣/٤ زكريا)

والصحيح المفتى به أنه لا يمنعها من الخروج إلى الوالدين، ولا من دخولهما عليها في الجمعة مرةً، وفي غيرهما من المحارم في السنة مرةً به يفتي.

(الدر المنتقى على هامش مجمع الأنهر ١/١ ٥٠، الفتاویٰ الولوالجية ٣٨٤/١) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴؍۵؍۱۴۳۰ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

شوہر کا بیوی سے کھانا اور چائے وغیرہ بنانے کے لئے کہنا؟

سوال (۱۰۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کیا شوہر بیوی سے اپنے لئے کھانا اور چائے وغیرہ تیار کرنے کے لئے کہہ سکتا ہے؟ ایک صاحب کہتے ہیں کہ شوہر کو یہ حق نہیں ہے کہ کھانا تیار کرنے، چائے بنانے یا مہمانوں کے لئے

کھانے تیار کرانے کے لئے مجبور کرے، کیا اُن کا یہ قول درست ہے؟ شریعت کیا حکم ہے۔ کوئی مہمان آئے تو بیوی سے کھانا بنانے کے لئے کہہ سکتے ہیں یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: شوہر بچوں اور چند مہمانوں (جن کی تعداد نا قابل تحمل نہ ہو) کے لئے کھانا پکانا عام حالات میں عورت پر دیانۃً ضروری ہے؛ البتہ اگر کوئی عذر ہو مثلاً بیماری، یا افراد کی زیادتی وغیرہ تو شوہر اُس پر جبر نہیں کرسکتا۔

امرأة منكوحة أو معتدة أبت أن تطبخ أو تخبز، إن كانت المرأة لها علة لا تقدر على الطبخ أو الخبز، أو كانت من بنات الأشراف، فعلى الزوج أن يأتيها بمن يطبخ أو يخبز؛ لأنها غير متعنتة، أما إذا كانت تقدر، وهي بمن يخدم بنفسها تجب؛ لأنها متعنتة، فإن رسول الله صلى الله عليه وسلم جعل الخدمة التي هي داخل البيت على المرأة، كذا قضى بين علي وفاطمة. (الفتاویٰ الولوالجية ۱/ ۳۸۵)

استئجار امرأته لتخبز له خبزًا للأكل لم يجز، وللبيع جاز. (الدر المختار)
وفي الشامي: لأن هٰذا العمل من الوجوب عليها ديانةً؛ لأن النبي صلى الله عليه وسلم قسم الأعمال بين فاطمة وعلي، فجعل عمل الداخل على فاطمة وعمل الخارج على علي. (شامي ۹/ ۸٦ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴/ ۵/ ۱۴۳۰ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

ضرورت اور مصلحت کے وقت بیوی کو میکے آنے جانے کی اِجازت دینا؟

سوال (۱۰۸): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میری بیوی میری اِجازت سے اپنے میکہ جاتی ہے اور میکہ والے بھی لے جاتے ہیں، مگر

جب میں اپنی بیوی کو لینے جاتا ہوں تو میکہ والے بھیجنے میں رکاوٹ بنتے ہیں، جس کی وجہ سے کڑواہٹ پیدا ہو جاتی ہے، حالاں کہ میں اپنی طرف سے پوری کوشش کرتا ہوں کہ میری بیوی کو میرے پاس رہتے ہوئے کوئی تکلیف نہ ہو اور ایسا بارہا ہو چکا ہے۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ رواجاً آنے جانے کو ختم کر کے ضرورت و مصلحت کے وقت اپنی بیوی کو آنے جانے کی اِجازت دوں، تو کیا شرعاً مجھے اِس کی اجازت ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفيق: مسئولہ صورت میں بیوی کو شوہر کی اِجازت کے بغیر اپنے میکہ نہیں جانا چاہئے، اور جب بھی میکہ جائے تو شوہر کے بلانے پر فوراً واپس آجانا چاہئے، نہ وہ بلا عذر خود رو کے اور نہ میکے والے اسے روکیں؛ تاکہ میاں بیوی کے درمیان بگاڑ پیدا نہ ہو، اور یہ بھی مناسب نہیں ہے کہ شوہر میکے جانے کی بالکل پابندی لگادے؛ کیوں کہ اِس سے مزید ناگواری بڑھے گی؛ بلکہ بہتر ہے کہ شوہر خود ہی میکہ قریب ہونے کی صورت میں ہفتہ میں ایک مرتبہ بیوی کو اپنے ہمراہ لے جا کر میکے والوں سے ملا لایا کرے، اور کبھی کسی خاص تقریب کے موقع پر حسبِ ضرورت میکہ میں چھوڑ دیا کرے۔ (فتاویٰ محمودیہ ۱۸/۵۸۶ ڈابھیل)

ليس لها أن تخرج بلا إذنه أصلاً فافهم. (الدر المختار ۳/۱٤٦ كراچی)

ولا يمنعها من الخروج إلى الوالدين في كل جمعة إن لم يقدر على إتيانها على ما اختاره في الاختيار. (الدر المختار ۳/۶۰۲-۶۰۳ كراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۲/۵/۱۴۳۰ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

شوہر سے لڑنے والی عورت کا کیا حکم ہے؟

سوال (۱۰۹): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: جو عورت اپنے شوہر سے لڑتی و بحث کرتی ہو، اُس کے بارے میں کیا عذاب ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: عورت پر اپنے شوہر کی اِطاعت لازم ہے، اور شوہر سے بحث وجھگڑا کرکے اُسے ناراض کرنا بیوی کے لئے قطعاً جائز نہیں ہے۔ اَحادیثِ شریفہ میں شوہر کی نافرمان عورتوں کے بارے میں سخت وعیدیں آئی ہیں۔

ایک حدیث میں وارد ہے کہ: ’’آخرت میں شوہر کی نافرمان بیوی کو سب سے سخت عذاب دیا جائے گا‘‘۔

اور دوسری حدیث میں آیا ہے کہ: ’’جب تک شوہر ناراض ہو بیوی کی نماز قبول نہیں ہوتی‘‘۔

اور خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی نافرمان بیوی پر لعنت فرمائی ہے؛ لہٰذا ہر شادی شدہ عورت کو شوہر کی نافرمانی اور اُس سے بحث وتکرار سے احتراز کرنا چاہئے۔

عن عمرو بن الحارث بن المصطلق قال: كان يقال: أشد الناس عذابًا اثنان: امرأة عصت زوجها، وإمام قومٍ وهم له كارهون. (سنن الترمذي، أبواب الصلاة / باب ما جاء من أمّ قومًا وهم له كارهون ۱/ ۸۳)

عن أبي أمامة رضي الله عنه يقول: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ثلاثة لا تجاوز صلاتهم آذانهم: العبد الآبق حتى يرجع، وامرأت باتت وزوجها عليها ساخط، وإمام قوم وهم له كارون. (سنن الترمذي، أبواب الصلاة / باب ما جاء من أمّ قومًا وهم له كارهون ۱/ ۸۳)

عن أنس بن مالک رضي اللّٰه عنه قال: لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم ثلاثةً: رجل أمّ قومًا وهم له كارهون، وامرأة باتت وزوجها عليها ساخط، ورجل سمع ’’حي على الفلاح‘‘ ثم لم يجب. (سنن الترمذي، أبواب الصلاة / باب ما جاء من أمّ قومًا وهم له كارهون ۱/ ۸۲-۸۳)

عن عبداللّٰه ابن الحارث قال: ثلاثة لا تجاوز صلاة أحدهم رأسه ......

وامرأة تعصي زوجها. (المصنف لابن أبي شيبة ٣٦٣/٣ عوامه) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۲/۶/۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

بیوی کا شوہر کو ناحق بات سے روکنا؟

سوال (۱۱۰): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اگر بیوی شوہر کو ناحق بات پر ٹوکے اور وہ بات صحیح ہو؛ لیکن شوہر برا مان جائے تو کیا یہ گناہ ہے؟ اور وہ بات بے دھڑک اُسی وقت کہہ دیں یا بعد میں آرام سے کہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ناحق بات پر ٹوکنے کی وجہ سے شوہر کو برا نہیں ماننا چاہئے؛ لیکن بیوی پر لازم ہے کہ وہ حکمتِ عملی اور حسنِ تدبیر کو اختیار کرے، اِس طرح نہ ٹوکے کہ شوہر اپنی ہتک سمجھے یا اُسے برا لگے۔ اِسی طرح گھر کے دیگر لوگوں کے سامنے شوہر پر روک ٹوک نہ کرے؛ بلکہ اُسے جو بھی فہمائش کرنی ہو تنہائی میں کیا کرے۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ﴾ [النحل، جزء آیت: ۱۲۵]

قال العلامة الألوسيؒ: أي بالمقالة المحكمة وهي الحجة القطعية المزيحة للشبه وهي أحسن طرق ...... من الرفق واللين واختيار الوجه الأيسر.

(روح المعاني ٢٧٦/٨ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۳/۴/۳۰ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

بیوی سے جسمانی خدمت لینا

سوال (۱۱۱): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں

کہ: زاہد اپنی بیوی سے پاؤں بھی دبواتا ہے اور اپنا پورا وجود بھی دبواتا ہے، پورے جسم پر مالش بھی کرواتا ہے، کیا یہ سب باتیں جائز ہیں یا ناجائز؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: کوئی بھی شوہر اپنی بیوی پر جسمانی خدمت کے لئے دباؤ نہیں ڈال سکتا ہے، اور اس طرح بیوی پر جبر کرنا بڑی بے غیرتی کی بات ہے؛ لیکن اگر کوئی بیوی اپنی خوشی سے سعادت سمجھ کر شوہر کی خدمت کرے تو اُس کی گنجائش ہے۔ (عزیز الفتاویٰ ۱؍۵۲۷)

وأحل النظر إليه حل مسه، ونظره، وغمزه من غير حائل. (الفتاویٰ الهندية ۵/۳۲۸) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۶/۲/۱۸ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

عذر کی بنا پر بیوی کو والدین سے الگ رکھنا؟

سوال (۱۱۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ضروری عرض تحریر یہ ہے کہ احقر نے اُس خط کا مطالعہ کیا جو ایک طویل داستان ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ صاحب شادی شدہ تین چار بچوں کے باپ ہیں، اُن کے مکان پر شاید جادو وغیرہ کے اثرات ہونے کی بنا پر بیوی ہمیشہ پریشانی وتکلیف میں رہتی تھی، مثلاً اذان کے وقت چیخنا چلانا وغیرہ، اِس بنا پر اُنہوں نے اپنی بیوی بچوں کو کرایہ کے مکان میں منتقل کردیا اور وہ وہاں ٹھیک ہے، اُن صاحب کے والدین اپنی بہو کو گھر زبردستی بلانا چاہتے ہیں اور بیوی بالکل آنا نہیں چاہتی۔ اَب دریافت طلب امر یہ ہے کہ والدین کا کہنا مانیں یا بیوی کا؟ جب کہ بیوی کا کہنا ہے کہ اگر تمہیں میری اور بچوں کی زندگی دیکھنا ہے تو ہمیں اُس گھر میں نہ لے جانا، ورنہ میں خود کو ہلاک کردوں گی، اِس کے بعد بیوی اپنے والدین کے گھر چلی گئی اور یہ صاحب اپنے والدین کے گھر میں ہیں، اگر والدین کا کہنا مانتے ہیں تو بیوی بچوں کی جان خطرہ میں ہے، اگر بیوی کا کہنا مانتے ہیں تو والدین کو چھوڑنا لازم آتا ہے، اِس سلسلہ میں آنجناب سے مفید مشورہ کا طالب ہوں۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: عذر کی بناپر بیوی کو الگ کرایہ کے مکان میں رکھنے پر والدین کو ناراض ہونا بے جا ہے، آپ اُنہیں سمجھائیں، اگر وہ پھر بھی نہ مانیں تو آپ گنہگار نہ ہوں گے۔

وکذا تجب لها السکنٰی في بیت خال عن أهله. (الدر المختار) **لأنها تتضرر بمشارکة غیرها فیه؛ لأنها لا تأمن علی متاعها الخ.** (الدر المختار مع الشامي ۳۱۹/۵-۳۲۰ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۱/۱/۱۴۲۵ھ

شوہر کے فسق وفجور میں مبتلا ہونے کی وجہ سے عورت کا شوہر سے الگ لیٹنا؟

سوال (۱۱۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ہمارے گھر ہمارے مرد لہو ولعب میں لگے رہتے ہیں، اور نماز وغیرہ بھی نہیں پڑھتے ہیں، اور اِس کی وجہ سے رات کو میں الگ لیٹتی ہوں، جس سے گھر میں انتشار ہو جاتا ہے، کیا اِس صورت میں عورت گنہگار ہوگی یا نہیں؟ کیا مرد کی معاوضہ دار ہوگی یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: محض مرد کے فاسق ہونے کی بناپر عورت کا اُس سے ناراض ہوکر الگ لیٹنا درست نہیں ہے، عورت کو چاہئے کہ خوش اخلاقی اور حکمتِ عملی سے مرد کو راہِ راست پر لانے کی کوشش کرتی رہے، کوئی ایسا عمل نہ کرے جس سے انتشار پیدا ہو، ورنہ وہ خود گنہگار ہوگی۔ (فتاویٰ رحیمیہ ۱۰۶/۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱/۴/۱۴۲۱ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

میاں بیوی کا معمولی مذاق میں بات چیت بند کرنا اور آپس میں ناراض رہنا؟

سوال (۱۱۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک دن زید کی بیوی نے دورانِ گفتگو دیور سے کہا کہ آپ کے پاس چاقو ہے اُس کو نکال کر اِس بچے کو ڈرائیے؛ کیوں کہ یہ کھانا نہیں کھا رہا ہے، اِس پر زید جو کہ وہاں موجود تھا، اُس نے اپنے بھائی سے بطور مذاق کہا کہ تمہارے پاس جو بڑا چاقو ہے اُس کو نکال کر دکھانا؛ کیوں کہ تمہاری بھابھی کا زور بہت ہے، حالاں کہ زید نے یہ بات ہنستے ہوئے کہی اور بات یہیں پر ختم ہوگئی۔ تھوڑی دور کے بعد زید کے ملنے والے آجاتے ہیں، تو زید کی بیوی نے زید کی طرف اِشارہ کرتے ہوئے یہ بات کہی کہ آج آپ نے جو حرکت کی ہے وہ تو کوئی نیچی قوم بھی نہیں کرسکتی، اِس پر زید نے اپنی بیوی سے پوچھا کہ کون سی حرکت؟ تو اُس نے اوپر ذکر کئے ہوئے الفاظ نقل کردئے، اور کہا کہ کیا آپ اپنے بھائی سے کٹوائیں گے، زید نے کہا کہ وہ تو ایک مذاق کی بات تھی، تم اپنے بیٹے کے لئے کہہ رہی تھی، تو میں نے تمہارے لئے کہہ دیا، اور تم نے اُن مہمانوں کے سامنے اس طرح کی بدتمیزی کیوں کی؟ اس پر زید کی بیوی نے کہا کہ اگر آپ اِس طرح باتیں کریں گے، تو میں اِسی طرح رسوا کروں گی، اِس بات پر زید کو غصہ ہے، اور زید دس دن سے اپنی بیوی سے کلام نہیں کر رہا ہے، اور نہ ہی بیوی زید سے کلام کرتی ہے؛ لہٰذا آپ اِس مسئلہ کے بارے میں قرآن وسنت کی روشنی میں فتویٰ دیں، نیز عورت کا اپنے شوہر سے چیخ چیخ کر باتیں کرنا کہاں تک مناسب ہے؟ اور شوہر کا چیخ کر باتیں کرنا غلطی کی بنا پر کہاں تک درست ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: میاں بیوی کا معمولی ہنسی مذاق کی باتوں پر واقعۃً ناراض ہوجانا اور آپس میں بات چیت بند کردینا ہرگز مناسب نہیں ہے، بسا اوقات یہی ناراضگی آگے بڑھ کر تفریق تک پہنچ جاتی ہے، اِس لئے اگر کوئی ناگواری کی بات پیش آجائے تو جلد از جلد

اُسے درگذر کرکے بات چیت کا سلسلہ شروع کردینا چاہئے، اور میاں بیوی دونوں کو صبر وتحمل سے کام لینا چاہئے۔ بیوی پر لازم ہے کہ وہ شوہر کا اَدب کرے اور گستاخی کے انداز میں بات نہ کرے، اور شوہر پر لازم ہے کہ وہ اپنی دانش مندی کا ثبوت دیتے ہوئے خوش اُسلوبی کے ساتھ بیوی سے نبھاؤ کی کوشش کرے، اور غصہ ہونے کے بجائے سنجیدگی سے معاملہ حل کرے۔

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: استوصوا بالنساء خيرًا، فإنهن خلقن من ضلع، وإن أعوج شيء في الضلع أعلاه، فإن ذهبت تقيمه كسرته، وإن تركته لم يزل أعوج، فاستوصوا بالنساء خيرًا. (صحيح البخاري، كتاب النكاح / باب الوصاة بالنساء ٧٧٩/٢ رقم: ٥١٨٦ دار الفكر بيروت، صحيح مسلم، كتاب الرضاع / باب الوصية بالنساء ٤٧٥/١ رقم: ١٤٦٨ بيت الأفكار الدولية، مشكاة المصابيح ٢٨٠) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۴/۲/۲۵ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

شوہر کی اِجازت کے بغیر بیوی کا اپنے بہنوئی کے گھر قیام کرنا؟

سوال (۱۱۵):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: بغیر شوہر کی مرضی کے بیوی کا کہیں بھی آنا جانا جائز ہے یا نہیں؟ ایک مرتبہ میاں بیوی میں جھگڑ ہوا، تو میرے سالے، ساڑھو اور لڑکی کے ماموں آئے اور لے جانے کا ذکر کرنے لگے، میں نے یہ کہا کہ میں اَبھی نہیں بھیج سکتا؛ لیکن وہ لوگ ضد کرکے ممیا خسر کے یہاں لے گئے، اور وہاں سے اپنے بہنوئی کے یہاں چلی گئی اور اَب بھی بہنوئی کے یہاں ہے، تو میری بیوی کا میری مرضی کے بغیر اپنے بہنوئی کے یہاں رہنا شرعاً کیسا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: برتقدیرِ صحتِ واقعہ صورتِ مسئولہ میں شوہر کی مرضی اور

اِجازت کے بغیر بیوی کا اپنے بہنوئی کے گھر جا کر رُک جانا ناجائز اور سخت گناہ ہے، ایسی عورت پر فرشتے لعنت کرتے ہیں جس سے اُس کا شوہر ناراض ہو۔ بریں بنا بیوی کو چاہئے کہ وہ فوراً اپنے شوہر کے گھر واپس آئے اور اُس کو خوش کر کے اللہ تعالیٰ سے معافی واستغفار کرے۔

عن أبي هريرة رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: إذا دعا الرجل امرأته إلى فراشه فأبت أن تجيء، لعنتها الملائكة حتى تصبح. (صحيح البخاري، كتاب النكاح / باب إذا باتت المرأة مهاجرةً فراشَ زوجها ۷۸۲/۲ رقم: ۵۱۹۳ دار الفكر بيروت، مشكاة المصابيح ۲۸۰/۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۵/۴/۱۴۲۶ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

حرام آمدنی سے بیوی بچوں کو کھلانے کی وجہ سے بیوی کا شوہر کے گھر کو چھوڑنا؟

سوال (۱۱۶): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک شخص کے تین لڑکیاں دو لڑکے ہیں، سب بچے چھوٹے ہیں، وہ پھیری کا کام کرتے ہیں، اور شام کو کام سے واپس آ کر یا تو قبر پر قرآن پڑھنے جاتے ہیں، یا لاٹری اور جوا کھیلتے ہیں، اُنہی روپیوں سے بیوی بچوں کا خرچ چلاتے ہیں، اگر بچے وغیرہ ایک روپیہ بھی مانگتے ہیں تو وہ اُن تمام بچوں کو مارتا پیٹتا ہے، اگر بچوں کی ماں کچھ بولتی ہے تو وہ اُس کو بھی مارتا ہے اور جھگڑا کرتا ہے، اور بیوی پانچوں وقت کی نمازی ہے، وہ اِن سب باتوں سے منع کرتی ہے۔ کہتی ہیں کہ مجھے حرام کا کھانا نہیں کھانا ہے، مجھے حلال کی چٹنی روٹی ہی کھلاؤ، مگر تم یہ سب کام چھوڑ دو، اِس پر وہ بیوی کو خوب مارتا ہے اور کہتا ہے کہ میرا گھر چھوڑ دو اور اپنے ماں باپ کے یہاں چلی جاؤ، یہاں وہ رکھنا نہیں چاہتا، تو کیا وہ اپنے چھوٹے چھوٹے بچوں کو چھوڑ کر اپنے ماں باپ کے یہاں جاسکتی ہے یا نہیں؟ سب سے بڑی لڑکی دس گیارہ سال کی ہے، اور سب سے چھوٹا لڑکا ڈیڑھ سال کا ہے، ان سب پریشانیوں

کے ہوتے ہوئے اور حرام کھانے سے بچنے کے لئے اگر عورت اپنے تمام بچے چھوڑ کر اپنے ماں باپ کے گھر چلی جاتی ہے تو اس کا کیا حکم ہے؟ بچوں کو چھوڑنے کی صورت میں وہ اِس بات سے ڈرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اُس سے ناراض تو نہیں ہوں گے، اور قیامت کے دن اُس کو سزا تو نہیں ملے گی، تو اِس کا کیا حکم ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مذکورہ شخص سے منسوب اَعمال سخت قابل مذمت اور لائق توبہ ہیں، جس پر دین دار بیوی کو طبعی تکلیف ہونا فطری ہے؛ تاہم اُس عورت کو صبر سے کام لینا چاہئے، جہاں تک ممکن ہو معاملات نبھانے کی کوشش کرے، اور اُس کے گھر کو چھوڑ کر نہ جائے؛ کیوں کہ گھر چھوڑ کر جانے سے مزید گمراہی اور بچوں کی بربادی کا خطرہ ہے، اگر حرام آمدنی سے شوہر کھانا کھلاتا ہے تو وہ خود اپنے فعل کا ذمہ دار ہے، بیوی بچوں پر کوئی وبال نہ ہوگا۔ (فتاویٰ محمودیہ ۵/۲۲۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۲۴/۳/۷ ۱۴۲۴ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

بیوی کو سرکاری نوکری کرنے پر مجبور کرنا اور حلیہ بگاڑنے کی دھمکی دینا؟

سوال (۱۱۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلۂ ذیل کے بارے میں کہ: ایک تعلیم یافتہ خاتون کو اگر اُس کا شوہر سرکاری نوکری کرنے پر مجبور کرے، اور اُس کے منع کرنے پر ظلم وزیادتی کرے، اور نوکری کے امتحان میں پاس نہ ہونے پر حلیہ بگاڑنے تک کی دھمکی دے، تو ایسی حالت میں اُس خاتون کو کیا کرنا چاہئے؟ حالاں کہ وہ خاتون نوکری کرنے کی بالکل خواہش نہیں رکھتی؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: شوہر کی طرف سے عورت کو سرکاری نوکری کرنے پر

مجبور کرنا قطعاً جائز نہیں، اگر عورت اِس بارے میں اُس کا حکم ماننے سے انکار کردے تو عورت پر کوئی گناہ نہ ہوگا، عورت کے نان نفقہ کی ذمہ داری شوہر پر ہے، جب کہ شوہر کے اِخراجات کی کوئی ذمہ داری عورت پر نہیں ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۶/۴۱۸)

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ذٰلِكَ اَدْنٰى اَلَّا تَعُوْلُوْا﴾ [النساء، جزء آيت: ۳]

وفي الدر المختار: يجب ظاهر الآية أنه فرض أن يعدل، أي أن لا يجوز فيه أي في القسم بالتسوية، وفي الملبوس والمأكول. (شامي ۳/۳۷۷ زكريا)

قال في الدر المختار ناقلاً عن النهر: والذي عليه العمل في ديارنا لايسافر بها جبرًا عليها، وعليه الفتوىٰ. (شامي ۳/۲۹٤ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۰/۳/۱۴۲۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

اپنی نجی کمائی سے تیار کرکے بیوی کو دیا ہوا زیور کس کی ملک ہے؟

سوال (۱۱۸): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مرحوم محمد آصف نے اپنی شادی میں جو زیور اور کپڑا اپنی بیوی کو چڑھایا ہے وہ کس کا ہے؟ مرحوم نے اپنی شادی اپنی نجی کمائی سے کی تھی؟ اور مرحوم نے اپنی اہلیہ سے یہ بھی کہا تھا کہ میرے بعد جو بھی چیز میری ہے وہ تمہاری ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: شادی میں جو کپڑے بیوی کو دئے جاتے ہیں، وہ عام طور پر مالکانہ طور پر ہی دینے کا معمول ہے، اِس لئے وہ کپڑے بیوی ہی کی ملکیت ہوں گے، اُن میں محمد آصف کی وراثت جاری نہ ہوگی، اور زیورات کے بارے میں برادری کے عرف کو دیکھا جائے گا، اگر عرف یہ ہو کہ بیوی کو مالک بنا دیا جاتا ہو تو وہ بیوی کے سمجھے جائیں گے، اور اگر عرف یہ

ہوکہ شوہر ہی اُن کا مالک رہتا ہے تو یہ زیورات محمد آصف مرحوم کے ترکہ میں شامل ہوکر وارثین میں تقسیم ہوں گے۔

المستفاد: قال الشیخ الإمام الأجل الشهیدؒ: المختار للفتویٰ أن یحکم بکون الجهاز ملکًا لا عاریةً؛ لأنه الظاهر الغالب إلا في بلدة جرت العادة بدفع الکل عاریة، فالقول للأب الخ. (شامي ٤/٣٠٩ زکریا)

اور شوہر نے بیوی کے متعلق جو وصیت کی ہے اُس کا اگرچہ شرعاً اعتبار نہیں؛ لیکن دیگر وارثین اگر بخوشی اُس کے نفاذ کی اجازت دیں تو حرج نہیں۔

الوصیة للوارث لا تجوز إلا بإجازة الورثة بعد الموت. (الفتاویٰ السراجیة ۵۷۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۲/۱۰/۱۳ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

اَساتذہ اور علماء کے حقوق وآداب

''مولانا'' کسے کہتے ہیں

سوال (۱۱۹):- کیافرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اگر کوئی شخص نماز تو پڑھا سکتا ہو، مگر کسی مدرسہ سے تعلیم حاصل نہیں کی، تو کیا وہ شخص اپنے نام کے ساتھ ''مولانا'' لکھوایا خود لکھ سکتا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: عرف میں ''مولانا'' اسی کو کہا جاتا ہے جس نے باقاعدہ دینی تعلیم مکمل کی ہو؛ لہٰذا جو شخص عالم نہ ہو اُس کے لئے اپنے کو ''مولانا'' کہلوانا درست نہیں ہے۔

من تزين للناس بما يعلم الله منه غير ذلك شانه الله (كشف الخفاء للعجلوني ۳۳۲/۵، اتحاف السادة المتقين للزبيدي ۵۲۶/۷ بحواله: أطراف الحديث ۱۹۱/۸)

من تعذر بغير ما أعز الله فذلك الذي يقال له ذق (الدر المنثور ۳۷/۶ بحواله أطراف الحديث ۱۹۶/۸) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۲/۳/۱۴۲۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

بزرگوں کیلئے ''حضرت'' یا ''مولانا'' کے اَلفاظ استعمال کرنا؟

سوال (۱۲۰):- کیافرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کہا جاتا ہے کہ بڑوں بزرگوں کے لئے حضرت یا مولانا جیسے الفاظ کا استعمال شرک ہے، اِس کے بجائے شیخ کہنا چاہئے، صحیح کیا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: ''حضرت'' کا لفظ اُردو میں تعظیم کے لئے مستعمل ہے اور عربی زبان میں ''مولیٰ'' کے معنی متعدد آتے ہیں، مثلاً: آزاد کردہ غلام، دوست، مقتدیٰ اور مددگار، اَب موقع محل کے اعتبار سے معنی کی تعیین کی جاتی ہے، جب اُس کی نسبت اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف ہوگی تو اُس سے مددگار کے معنی مراد ہوں گے، جب اُس کی نسبت اپنے کسی قریبی عزیز کی طرف ہوگی تو دوست کے معنی مراد ہوں گے، اور علماء کو جو ''مولانا'' کہا جاتا ہے اُس میں مقتدیٰ کے معنی پیش نظر ہوتے ہیں؛ لہٰذا اِس معنی کے اعتبار سے کسی عالم کو ''مولانا'' کہنے میں شرعاً کوئی حرج نہیں ہے، اِس میں شرک وغیرہ کا کوئی شائبہ نہیں پایا جاتا، صدیوں سے علماء کے طبقہ میں اِس لفظ کا استعمال بلانکیر جاری ہے۔

عن أبي سريحة أو زيد بن أرقم رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: من كنت مولاه فعلي مولاه. (سنن الترمذي، أبواب المناقب / مناقب علي بن أبي طالب ۲۱۲/۲)

عن رباح بن الحارث قال: جاء رهط إلى علي لرحبة، فقالوا: السلام عليك يا مولانا، فقال: كيف أكون مولاكم وأنتم عرب؟ قالوا: سمعنا رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول يوم غدير خم: من كنت مولاه فعلي مولاه. فقال رباح بن الحارث: فلما مضوا تبعتهم فسألت من هؤلاء؟ قالوا: نفر من الأنصار، فيهم أبو أيوب الأنصاري.

(المسند للإمام أحمد بن حنبل ٤١٩/٥، كذا في مرقاة المفاتيح ٢٥٨/١١ دار الكتب العلمية بيروت)

قال البراء رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم: "أنت أبونا ومولانا" أي محبنا، لفظ المولى يطلق على المالك والمعتق والسيد والمحب. (صحيح البخاري ٥٢٨/١)

المولىٰ يقع على جماعة كثير كالرب والمالك والسيد والناصر والمعتق والمحب والجار ...... وأكثرها قد جاءت في الأحاديث فيضاف كل واحد إلى ما يقتضيه الحديث والوارد فيه. (مرقاة المفاتيح ٢٤٧/١١ دار الكتب العلمية بيروت)

قال اللّٰه تعالیٰ: ﴿اَنْتَ مَوْلاَنَا﴾ أي مالكنا و سيدنا، وجواز أن يكون بمعنى متولی الأمر و أصله مصدرًا، أريد به الفاعل. (روح المعاني ۳/۱۱۵، المسائل المهمة ۲۸/۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۴/۱۱/۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

اُستاذ کے سامنے سر جھکانا کیسا ہے؟

سوال (۱۲۱): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ہمارے اُستاذ جو ہم لوگوں کو تیرائی سکھلاتے ہیں، اُن کے سامنے سر جھکاتے ہیں، وہ اُن کے سر پر ہاتھ رکھتے ہیں، یہ درست ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفيق: شفقت کے طور پر اُستاذ سے سر پر ہاتھ رکھوانے میں مضائقہ نہیں ہے؛ البتہ اُس کے سامنے اِس طرح سر نہ جھکایا جائے جیسے مشرکین اپنے معبودوں کے سامنے سر جھکاتے ہیں۔

عن أبي أمامة رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: من مسح رأس يتيم لم يمسحه إلا للّٰه كان له بكل شعرة يمرّ عليها يده حسنات.

(مشكاة المصابيح / باب النفقة والرحمة على الحلق ۴۲۳/۲)

والظاهر أن المراد حقيقة مسح الرأس على وجه الشفقة والتلطف. (حاشية مشكاة المصابيح ۴۲۳/۲)

عن عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده رضي اللّٰه عنه أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال: ليس منا من تشبه بغيرنا لا تشبهوا باليهود ولا بالنصارىٰ، فإن تسليم اليهود الإشارة بالأصابع وتسليم النصارىٰ الإشارة بالأكف. (مشكاة المصابيح ۳۹۹/۲ باب السلام)

وفـي الـمرقاة: كأنه صلى اللّٰه عليه وسلم كوشف له أن بعض أمته يفعلون ذٰلک أو مثـل ذٰلک من الإنحناء أو مطاطاة الرأس. (مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح ٥٧/٩ المكتبة الأشرفية ديوبند) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۱۷/۵/۲ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کسی کی آمد پر تعظیماً کھڑے ہونے کا مسئلہ؟

سوال (۱۲۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کسی کے لئے احتراماً کھڑا ہونا کیسا ہے، جائز ہے یا ناجائز؟ جب کہ اَحادیثِ شریفہ میں کھڑے ہونے کا ثبوت ہے، اور کھڑے ہونے پر ممانعت بھی وارد ہے، اِس طرح کی تمام روایات کو سامنے رکھ کر مسئلہ کو واضح فرمائیں، نوازش ہوگی۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: کسی قابلِ تکریم شخص کے اعزاز میں کھڑے ہونے کے جواز اور عدمِ جواز کے متعلق حضرات علماء نے بہت بحثیں فرمائی ہیں، اُن سب کا خلاصہ یہ ہے کہ قیام نہ مطلقاً مستحسن ہے، اور نہ ہی منع ہے؛ بلکہ حالات وکیفیات کے اعتبار سے حکم الگ الگ ہے، مثلاً:

الف:- اگر آنے والا شخص دینی اعتبار سے باعظمت ہے اور وہ خود اِس بات کا طالب نہیں ہے کہ لوگ اُس کی تکریم میں تکلف کریں، تو ایسے شخص کی آمد پر اُس کے احترام میں کھڑے ہونے میں شرعاً کوئی ممانعت نہیں ہے؛ بلکہ یہ مستحسن ہے، جیسا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی آمد پر صحابہ سے فرمایا تھا کہ: قُـوْمُـوْا إِلـیٰ سَیِّـدِکُـمْ (یعنی اپنے سردار کا کھڑے ہوکر استقبال کرو)

نـزل أهل قريظة على حكم سعد بن معاذ رضي اللّٰه عنه فأرسل رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم إلى سعد، فأتاه على حمار، فلما دنى قريبًا من المسجد، قال

رسول اللّٰہ صلى اللّٰہ عليه وسلم للأنصار: قوموا إلى سيدكم. (صحيح مسلم ۹۵/۲)

ب:- اگر یہ کھڑا ہونا اِس طریقہ پر ہو کہ جیسے متکبر اُمراء اور بادشاہوں کا طریقہ ہے کہ مجلس میں صرف اَمیر بیٹھا ہو اور بقیہ لوگ مسلسل کھڑے رہیں، تو یہ بالکل ناجائز ہے، اِس سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف منع فرمایا ہے، چنانچہ آپ کا ارشاد ہے:

لا تقوموا كما تقوم الأعاجم يعظم بعضها بعضًا. (سنن أبي داؤد ۷۱۰/۲)

ج:- اگر کوئی شخص خود دل سے اِس بات کا متمنی رہے کہ لوگ کھڑے ہو کر اُس کا اکرام کریں، تو ایسے شخص کے لئے کھڑے ہونے کا اہتمام مکروہ ہے؛ اِس لئے کہ یہ اُس کے دل میں غلط اخلاق پیدا کرنے کا سبب ہے۔

د:- اور اگر کسی جگہ یہ اندیشہ ہو کہ جو شخص آنے والے کے لئے کھڑے ہو کر اِکرام نہیں کرے گا اُس کی طرف سے آنے والے یا اہلِ مجلس کے دل میں بدگمانیاں پیدا ہو جائیں گی، جیسا کہ آج کل کا ماحول ہے، تو ایسی صورت میں کھڑا ہونا محض مباح ہے۔

الغرض یہ مسئلہ اپنے اندر مختلف جہات رکھتا ہے؛ لہٰذا اِس میں شدت مناسب نہیں ہے، اور جن اکابر رحمہم اللہ سے قیام کی ممانعت سے متعلق شدت منقول ہے، وہ اُن کی حد درجہ تواضع پر مبنی ہے۔

عن أنس رضي اللّٰه عنه قال: لم يكن شخص أحب إليهم من رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم، وكانوا إذا رأوه لم يقوموا لما يعلمون من كراهيته لذلك.

(سنن الترمذي، أبواب الآداب / باب ما جاء في كراهية قيام الرجل للرجل ۱۰٤/۲)

عن أبي مجلز قال: خرج معاوية، فقام عبد اللّٰه بن الزبير وابن صفوان حين رأوه، فقال: اجلسا، سمعت رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم يقول: من سرّه أن يتمثل له الرجال قيامًا، فليتبوأ مقعده من النار. (سنن الترمذي ۱۰٤/۲)

عن عبد اللّٰه بن عمرو رضي اللّٰه عنه قال: كان رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم يكره أن يطأ أحد عقبه، ولكن يمين وشمال. (المستدرك للحاكم ۳۱۱/٤ رقم: ۷۷٤٤)

الحاصل: أنه لا دليل فيما ذكر على كراهة القيام لمجرد الإكرام، فالأولىٰ أن يقال: إن مثل هٰذا الإكرام لم يثبت من السلف، فلو كان داخلاً في عموم نصوص التوقير والإكرام كانوا أحق بالعمل بها نعم! لما كان مثل هٰذا القيام متعارفًا بين الناس، وفي نزعهم عن عادتهم حرج عظيم؛ بل قد يفضي إلى الحقد والعداوة والضرر والإضرار، ومع ذٰلک هو من المسائل الاجتهادية التي اختلف فيها العلماء، فلا ينبغي التشديد فيه والانكار على فاعله؛ بل ينبغي أن من غلب في ظنه كراهته يحتاط فيه لنفسه إن لم يترتب على تركه مفسدة، وهو عندي أعدل الأقوال في هٰذا الباب. (تكملة فتح الملهم ١٢٨/٣) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۴/۶/۲۱ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

درس گاہ میں کسی شخص کے آنے پر طلبہ کو کھڑا کرنا؟

سوال (۱۲۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اگر کوئی اُستاذ خواہ دنیوی تعلیم دینے والا ہی کیوں نہ ہو، اگر وہ کہے کہ کوئی شخص باہر سے درس گاہ میں داخل ہو تو سب لوگ کھڑے ہو جانا، خواہ ادباً ہو یا تعظیماً، تو یہ کھڑا ہونا کیسا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: کسی قابلِ تعظیم شخصیت (مثلاً اُستاذ، بزرگ وغیرہ) کے مجلس میں تشریف لانے پر اہل مجلس کا تعظیماً کھڑے ہوجانا اگرچہ شرعاً جائز ہے؛ لیکن حسبِ تحریر سوال اُستاذ کی طرف سے لڑکوں پر یہ پابندی لگانا کہ جو شخص بھی درس گاہ میں داخل ہو اُس کے اَدب کیلئے وہ کھڑے ہوجایا کریں یہ پابندی درست نہیں، اُستاذ صاحب کو ایسی پابندی نہیں لگانی چاہئے۔

عن أبي سعيد الخدري رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: قوموا إلى سيدكم. متفق عليه (مشكاة المصابيح، كتاب الآداب / باب القيام، الفصل الأول ٤٠٣)

وقال بعض العلماء: في الحديث إكرام أهل الفضل من علم أو صلاح أو شرف بالقيام لهم إذا أقبلوا، هٰكذا احتج بالحديث جماهير العلماء. (مرقاة المفاتيح، كتاب الآداب / باب القيام ٤٧٤/٨ رشيدية)

يجوز بل يندب القيام تعظيمًا للقادم أي إن كان ممن يستحق التعظيم. (الدر المختار مع الشامي ٥٥١/٩)

عن أبي أمامة رضي الله عنه قال: خرج علينا النبي صلى الله عليه وسلم متوكئًا على عصا فقمنا له، فقال: لا تقوموا كما تقوم الأعاجم بعضهم لبعض. (فتح الباري، كتاب الاستئذان / باب قول النبي صلى الله عليه وسلم قوموا إلىٰ سيدكم ٤٩/١١ رقم: ٦٢٦٢ دار الفكر بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۴/۵/۸ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

بوڑھی عورتوں کا عالم کے سر پر ہاتھ رکھنا؟

سوال (۱۲۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید عالم دین ہے تقریباً ۴۰؍ سال کی عمر ہے، مرد وعورت سب ہی عزت کرتے ہیں، گاؤں کی بڑی بوڑھی عورتیں زید کے پاس دین کی بات معلوم کرنے مسئلہ معلوم کرنے آتی ہیں، تو آتے وقت بھی سلام کر کے زید کے سر پر ہاتھ پھیرتی ہیں، اور جاتے وقت بھی سلام کر کے سر پر ہاتھ پھیرتی ہیں، اور دعائیں دیتی ہوئی چلی جاتی ہیں، جب کہ یہ سب غیر محرم ہوتی ہیں۔ معلوم یہ کرنا ہے کہ کیا عورتوں کا از راہِ شفقت یہ طریقہ صحیح ہے یا زید منع کر دے کہ تم غیر محرم ہو سر پر ہاتھ مت پھیرو، شرعاً کیا حکم ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: اگر عورت بہت بوڑھی ہو تو فی نفسہٖ اُس کا آپ کے سر

پر ہاتھ پھیرنا اگر چہ جائز ہے؛ لیکن بہتر یہی ہے کہ اُس سے اجتناب کیا جائے، اور اگر کوئی عورت اِس طرح کا ارادہ کرے تو اُسے نرمی سے منع کردیا جائے۔

أما العجوز التي لا تشتهي فلا بأس بمصافحتها ومس يدها إذا أمن، وفي الشامي: وفي رواية: يشترط أن يكون الرجل أيضًا غير مشتهي، وفي الذخيرة: وإن كانت عجوزًا لا تشتهي فلا بأس بمصافحتها أو مس يدها، وكذلک إذا كان شيخًا يأمن على نفسه. وعليها فلا بأس أن يصافحها، وإن كان لا يأمن على نفسه. أو عليها فليجتنب. ثم إن محمدًا أباح المس للرجل إذا كانت المرأة عجوزًا ولم يشترط كون الرجل بحال لا يجامع مثله، وفيما إذا كان الماس هي المرأة الخ. (شامي / كتاب الحظر والإباحة ۵۲۹/۹ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۱/۲/۱۴۲۹ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

اُستاذ کا طالبِ علم سے جسمانی خدمت لینا؟

سوال (۱۲۵):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید جو کہ اُستاذ ہے اپنے شاگرد سے جسمانی خدمت لے سکتا ہے یا نہیں؟ جواز وعدمِ جواز کے جو حدود ہیں بیان فرما کر ممنون ومشکور فرمائیں، مدرسہ ہٰذا کے ایک اُستاذ مظاہری ہیں، وہ خدمت کو گناہ بتاتے ہیں، شریعت کی روشنی میں جواز کے طلب گار ہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بہت سخت ضرورت ہو اور کوئی فتنہ کا اندیشہ نہ ہو، مثلاً اُستاذ ضعیف العمر ہو اور تنہائی بھی نہ ہو، اور شاگرد پر جبر بھی نہ ہو، تو شاگرد کے لئے فی نفسہٖ اُستاذ کی جسمانی خدمت کی گنجائش ہے؛ لیکن اگر فتنہ کا اندیشہ ہو مثلاً اُستاذ نوجوان ہو اور شاگرد بے ریش ہو یا تنہائی ہو اور تہمت کا موقع ہو تو یہ جسمانی خدمت بلاشبہ گناہ ہوگی، سوال میں جن اُستاذ صاحب نے اِس

خدمت کو گناہ کہا ہے، وہ اُسی صورت کے بارے میں ہے جس میں عام ابتلاء ہے۔ بریں بناء شاگرد سے خدمت لینے میں سب کو احتیاط لازم ہے، خاص طور پر شاگردوں کو اپنا بے گاری خادم سمجھنا اور اُن کی تعلیم وتربیت پر توجہ دینے سے زیادہ اُن سے خدمت لینے کا اہتمام کرنا بہت زیادہ قابلِ مذمت عمل ہے، مدارس کی زندگی میں بالخصوص اِس سے احتیاط ضروری ہے؛ کیوں کہ احتیاط نہ ہونے کی بناپر بہت سے فتنے رونما ہوتے ہیں، جن سے علماء اور مدارس کا وقار مجروح ہوتا ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۳۶/۶ میرٹھ)

المستفاد: قال أنس رضي اللّٰه عنه قدم رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم المدينة وأنا ابن ثمان سنين، فذهبت بي أمي فقالت: يا رسول اللّٰه! إن رجال الأنصار ونسائهم فقالت قد أتحفك غيري، وإني لم أجد ما أتحفك به إلا ابني هٰذا، فاقبل مني يخدمك ما بدا لك، قال؛ فخدمت رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم عشر سنين. (تهذيب الكمال ٣٣٥/٢-٣٣٦)

وكان محمد بن الحسن صبيحًا، وكان أبو حنيفة رحمة اللّٰه يجلسه في درسه خلف ظهره أو خلف سارية، مخافة خيانة العين، مع كمال تقواه. (الفتاویٰ التاتارخانية ٩٨/١٨ رقم: ٢٨١٦١ زكريا)

اتقوا مواضع التهم ذكره في الأحياء عن سعيد بن المسيب قال: وضع عمر بن الخطاب: ثماني عشر كلمة ...... ومن عرض نفسه للتهمة فلا يلومنّ من أساء به الظن. (كشف الخفاء ٤٥/١ بيروت)

درء المفاسد أولىٰ من جلب المصالح. (الأشباه والنظائر / القاعدة الخامسة ١٤٧)

وإن كان صبيحًا فحكمه حكم النساء، وهو عورة من قرنه إلى قدمه لا يحل النظر إليه عن شهوة، وفيه إشارة إلى أنه لو علم منه الشهوة أو شك حرم النظر كما في المحيط وغيره. (شامي ٥٢٤/٩ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفر لہ ۱۷/۱/۳۴ ۱۴ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

اَکابر کا جسمانی خدمت لینا؟

سوال (۱۲۶): -کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: جسمانی خدمت اَکابر بالخصوص حضرت مدنیؒ سے منقول ہے، یقیناً اُستاذ کی خدمت کا ثبوت بھی ہوگا، ایک صاحب کہنے لگے کہ خادم رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت انس رضی اللہ عنہ سے جسمانی خدمت کے متعلق کوئی روایت منقول نہیں ہے، کوئی ثبوت روایۃً ہو تو تحریر کریں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جسمانی خدمت سے متعلق کوئی روایت نہیں ملی، مگر صحابہ کے عمل اور عباراتِ فقہیہ سے خوفِ فتنہ سے حفاظت کی شرط کے ساتھ جسمانی خدمت کا ثبوت ملتا ہے، چناں چہ حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ ایک بوڑی عورت سے اپنا پیر دبوایا کرتے تھے۔

عن عبد الله بن الزبير رضي الله عنه استاجر عجوزًا لتمرضه وكانت تغمز رجليه. (الهداية ٤٥٩/٤ مكتبة الأمين ديوبند)

اپنی اولاد سے علی الاطلاق خواہ باریش ہوں یا بے ریش، اور مرد کامل باریش سے جسمانی خدمت لینا درست ہے، مگر ران دبوانے سے احتراز کرنا چاہئے، اگر ران دبوانے کی ضرورت ہو اور فتنہ کا بھی کوئی خطرہ نہ ہو تو صرف کپڑے کے اوپر سے دبوانے کی گنجائش ہے۔

يغمز الرجل رجل والديه ولا يغمز فخذ والديه، لا بأس بأن يغمز الرجل الرجل إلى الساق، ويبيح أن يغمز الفخذ ويمسها وراء الثوب. (الفتاوىٰ الهندية ٣٢٨/٥)

اور اَمرد سے دبوانا جائز نہیں ہے، اور اہلِ مدارس کو بہر حال طلبہ سے جسمانی خدمت لینے میں احتیاط کرنی چاہئے؛ کیوں کہ اِس میں بہت مفاسد پائے جاتے ہیں۔

وفتنة الأمرد ظاهرة ولا يحتاج إلى خبر، وقد افتى الشيخ محي الدين النووي بمنع النظر إليه، سواء كان بشهوة أو بغير شهوة – إلى قوله – أولىٰ في

هٰـذا الزمان أن يفتى بقول الشيخ محي الدين بظهور الفسق والتنازعة بين الناس.
(عيني شرح الهداية ٢٢٦/٤) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۲/۴/۱۴۱۹ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

بالغ شاگرد سے اُستانی کا خدمت لینا؟

سوال (۱۲۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک لڑکا محمد نعیم جو بچپن سے اُن کے یہاں رہتا ہے اور مرحوم کا شاگرد ہے، اُس کو اس گھر میں رہتے ہوئے ۱۹/سال ہوگئے ہیں؛ لہٰذا محمد نعیم اپنی اُستانی کے لئے دوا وغیرہ اور دیگر خدمت کرنا چاہتا ہے تو وہ کیا کرے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر وہ لڑکا عورت کا قریبی عزیز اور محرم نہیں؛ بلکہ اَجنبی اور محض شاگرد ہے تو باہر پردے میں رہ کر اپنی اُستانی کی خدمت کرسکتا ہے؛ لیکن گھر میں آنا جانا اور جسمانی خدمت کرنا جائز نہ ہوگا۔

الخلوة بالأجنبية حرام. (الدر المختار، كتاب الحظر والإباحة / فصل في النظر والمس ٣٦٨/٦ كراچی، ٥٣٩/٩ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۸/۱۱/۱۴۱۴ھ

اَساتذہ کے ساتھ ہنسی مذاق کرنا؟

سوال (۱۲۸): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: طالبِ علم کا اپنے اَساتذۂ کرام کے ساتھ دوستی کرنا کھیلنا اور ہنسی مذاق کرنا اَدب کے دائرے میں کیسا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: طالبِ علم کو بہرحال اپنے اَساتذہ کا اَدب کرنا چاہئے۔ کوئی بھی ایسا عمل جس سے بے اَدبی کا شائبہ پیدا ہوتا ہو، یا اُستاذ کی تحقیر لازم آتی ہو، طالبِ علم کے محرومی کا سبب بن سکتا ہے، ایسی باتوں سے احتراز کرنا چاہئے؛ البتہ باوقار انداز میں خوش طبعی اور حقیقی دوستی کسی سے منع نہیں ہے۔

عن زربی قال: سمعت انس أبن مالک رضي اللّٰہ عنه یقول: جاء شیخ یرید النبي صلی اللّٰہ علیه وسلم فأبطأ القوم عنه أن یُوسِّعوا له، فقال النبي صلی اللّٰہ علیه وسلم: لیس منا من لم یرحم صغیرنا ولم یؤقر کبیرنا، وقال: بعض أهل العلم: معنی قول النبي صلی اللّٰہ علیه وسلم لیس منا لیس من سنتنا، یقول: لیس من أدبنا. (سنن الترمذي / أبواب البر والصلة ١٤/٢)

وفي الحاشیة: الظاهر أن ضمیر المتکلم کنایة عن المسلمین، فالتخصیص لکمال العنایة والاهتمام وإلا فرحمة الصغیر وتوقیر الکبیر في الجملة یشمل المسلمین وغیرهم من جهة الصغر والکبر. (حاشیة: سنن الترمذي ١٤/٢) فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۲/۶/۱۴۳۵ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللّٰہ عنہ

پڑوسیوں اور رشتہ داروں کے حقوق

پڑوسیوں کو ستانے والے کا اَنجام

سوال (۱۲۹):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایسے شخص کا کیا انجام ہوگا جو اپنے پڑوسی کو مسلسل ستاتا ہو، اور ہر وقت تکلیف پہنچانے کے درپے رہتا ہو؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ایسے شخص کو بہت ڈرنے کی اور انجامِ بد سے خوف کرنے کی ضرورت ہے، اَحادیثِ شریفہ میں پڑوسی کو ستانے پر بڑی سخت وعیدیں وارد ہوئی ہیں، ایک حدیث میں ہے کہ: قیامت کے دن سب سے پہلے دو پڑوسیوں کو دربار خداوندی میں فیصلہ کے لئے کھڑا کیا جائے گا۔ اور ایک حدیث میں ہے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے پڑوسی کو ستایا، گویا اُس نے مجھے ستایا، اور جس نے مجھے دکھ دیا، گویا اُس نے اللہ تعالیٰ کو ایذاء پہنچائی۔ اسی طرح ایک حدیث میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے دریافت کیا کہ فلاں عورت نماز، روزہ اور صدقہ خیرات خوب کرتی ہے؛ لیکن اپنی زبان سے پڑوسی کو تکلیف پہنچاتی ہے، آپ نے فرمایا کہ یہ عورت جہنم میں جائے گی، اس کے علاوہ اور بھی بہت سی اَحادیث میں پڑوسیوں کو ستانے والے کے اَنجامِ بد کا تذکرہ ہے، ایک حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے پڑوسیوں کے حقوق کے بارے میں مجھے اتنی تاکید کی کہ مجھے گمان ہونے لگا کہ شاید پڑوسی کو میراث میں حصہ دار بنانے کا حکم دیا جائے گا۔ اِس لئے مذکورہ شخص کو چاہئے کہ اپنے پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک کرے، اور اُس کی ایذاءرسانی سے باز رہنا چاہئے۔

عن عقبة بن عامر رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: أول خصمين يوم القيامة جاران. (المسند للإمام أحمد بن حنبل ٤/ ١٥١)

عن أنس بن مالک رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: من آذى جاره فقد آذاني ومن آذاني فقد آذى اللّٰه، ومن حارب جاره فقد حاربني، ومن حاربني فقد حارب اللّٰه عزوجل. (رواه أبو الشيخ ابن حبان في كتاب التوبيخ، الترغيب والترهيب مكمل، كتاب البر والصلة وغيرهما / الترهيب من آذى الجار وما جاء في تاكيد حقه ص: ٥٤٨ رقم: ٣٨٨٥ بيت الأفكار الدولية)

عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه قال: جاء رجل إلىٰ رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم يشكو جاره، فقال: اذهب فاصبر، فأتاه مرتين أو ثلاثًا، فقال: اذهب فاطرح متاعک في الطريق، فطرح متاعه في الطريق، فجعل الناس يسألونه، فيُخبرهم خبره، فجعل الناس يلعنونه، فعل اللّٰه به وفعل وفعل، فجاء إليه جاره، فقال: ارجع، لا ترى مني شيئًا تكرهه. (سنن أبي داؤد ٢/ ٧٠١ رقم: ٥١٥٣ دار الفكر بيروت، صحيح ابن حبان ١/ ٣٦٨ رقم: ٥٢١ دار الكتب العلمية بيروت، المستدرك للحاكم ٤/ ١٨٣ رقم: ٧٣٠٢)

عن ابن عمر وعائشة رضي اللّٰه عنهم قالا: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: ما زال جبرئيل عليه السلام يوصيني بالجار حتى ظننت أنه سيورثه. (صحيح البخاري ٢/ ٨٨٩ رقم: ٦٠١٤-٦٠١٥، صحيح مسلم ٢/ ٣٢٩ رقم: ٢٦٢٤-٢٦٢٥، سنن الترمذي ٢/ ١٦ رقم: ١٩٤٢-١٩٤٣، سنن أبي داؤد ٢/ ٧٠١ رقم: ٥١٥١-٥١٥٢، سنن ابن ماجة رقم: ٣٦٧٣-٣٦٧٤) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴/۳/۱۴۳۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

پڑوسی کے کیا کیا حقوق ہیں؟

سوال (۱۳۰): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: ایک پڑوسی کے دوسرے پڑوسی پر شریعت نے کیا کیا حقوق متعین فرمائے ہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ایک پڑوسی کے دوسرے پڑوسی پر بہت سے حقوق ہیں، حدیث شریف میں ہے کہ اچھا پڑوسی نیک بختی کی علامت ہے۔ پڑوسی کا حق یہ ہے کہ: (۱) اُس کے ساتھ حسنِ سلوک کیا جائے (۲) اُس کو تکلیف نہ پہنچائی جائے (۳) گاہے بگاہے اُسے ہدیہ بھیجا جائے (۴) اگر وہ ہدیہ دے تو اُسے حقیر نہ سمجھیں؛ بلکہ خوش دلی سے قبول کرلیں (۵) اپنے پڑوسی کے لئے وہی پسند کیا جائے جو خود تم اپنے لئے پسند کرتے ہو (۸) پڑوسیوں کی تھوڑی بہت غلطیوں اور تکالیف کو نظر انداز کردیا جائے، وغیرہ۔

عن سعد بن أبي وقاص رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: أربع من السعادة: المرأة الصالحة، والمسكن الواسع، والجار الصالح، والمركب الهنيء. وأربع من الشقاء: الجار السوء، والمرأة السوء، والمركب السوء، والمسكن الضيق. (صحيح ابن حبان رقم: ٣٢)

عن أبي شريح الخزاعي رضي اللّٰه عنه أن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: من كان يؤمن باللّٰه واليوم الآخر فليُحسن إلىٰ جاره. (صحيح مسلم، كتاب الإيمان / باب باب الحث على إكرام الجار والضيف الخ ٥٠/١ رقم: ٤٨ بيت الأفكار الدولية، صحيح البخاري رقم: ٦٠١٩)

روي عن ابن عمر رضي اللّٰه عنهما قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: كم من جارٍ متعلق بجاره يقول: يا رب سل هٰذا لِمَ أغلق عني بابه، ومنعني فضله. (رواه الأصبهاني، الترغيب والترهيب مكمل، كتاب البر والصلة / الترهيب من أذى الجار وما جاء في تاكيد حقه رقم: ٣٨٩٩ بيت الأفكار الدولية)

عن أنس بن مالك رضي اللّٰه عنهما قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: ما آمن بي من بات شبعانًا وجاره جائعٌ إلى جنبه وهو يعلم. (رواه الطبراني

والبزار، وإسناده حسن، الترغيب والترهيب مكمل، كتاب البر والصلة / الترهيب من أذى الجار وما جاء في تاكيد حقه رقم: ٣٨٩٦ بيت الأفكار الدولية)

عن عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده رضي اللّٰه عنه عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: من أغلق بابه دون جاره مخافةً على أهله وماله، فليس ذٰلك بمؤمن، وليس بمؤمن من لم يأمن جاره بوائقه. أتدري ما حق الجار؟ إذا استعانك أعنته، وإذا استقرضك أقرضته، وإذا افتقر عدت عليه، وإذا مرض عدته، وإذا أصابه خير هنَّأته، وإذا أصابته مصيبة عزّيته، وإذا مات اتبعت جنازته، ولا تستطيل عليه بالبنيان فتحجب عنه الريح إلا بإذنه، ولا تؤذه بقُتار ريح قدرك إلا أن تغرف له منها، وإن اشتريت فاكهةً فأهد له، فإن لم تفعل فأدخِلها سرًّا، ولا يخرج بها ولدك ليغيظ بها ولده(الترغيب والترهيب مكمل، كتاب البر والصلة / الترهيب من أذى الجار وما جاء في تاكيد حقه رقم: ٣٨٩٢ بيت الأفكار الدولية)

عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: من كان يؤمن باللّٰه واليوم الآخر فيكرم جاره، قالوا يا رسول اللّٰه! وما حق الجار على الجار؟ قال: إن سألك فأعطه(الترغيب والترهيب مكمل، كتاب البر والصلة / الترهيب من أذى الجار وما جاء في تاكيد حقه رقم: ٣٨٩٤ بيت الأفكار الدولية)

عن أنس رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: والذي نفسي بيده لا يؤمن عبدٌ حتى يُحبَّ لجاره، أوقال: لأخيه، ما يحب لنفسه. (صحيح مسلم رقم: ٤٥، الترغيب والترهيب مكمل، كتاب البر والصلة / الترهيب من أذى الجار وما جاء في تاكيد حقه رقم: ٣٨٨٠ بيت الأفكار الدولية)

عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: يا نساء المسلمات! لا تحقرنّ جارةٌ لجارتها ولو فرسنَ شاةٍ. (صحيح البخاري، كتاب الهبة /

باب الهبة و فضلها رقم: ٢٥٦٦، صحيح مسلم رقم: ١٠٣٠) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۴/۳/۱۴۳۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

غیر مسلم پڑوسیوں کے ساتھ کیا سلوک کرنا چاہئے؟

سوال (۱۳۱): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اگر ہمارا کوئی دوست یا پڑوسی غیر مسلم ہو، اور اُس کے گھر میں کوئی پیدا ہونے سے لے کر اُس کی موت تک ہم مسلمانوں کو اُس کے ساتھ کس طرح کا معاملہ اور اَخلاق پیش کرنا چاہئے؟ اِس کے بارے میں کچھ حدیثیں اور واقعات تحریر فرمائیں۔

اگر اُن کا کوئی تہوار ہو تو اُن میں ہمارا کردار کیا ہو؟ اور ہمارے تہوار میں، خوشی یا غم میں اُن لوگوں کے ساتھ کیسا پیش آنا چاہئے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: غیر مسلم پڑوسی کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے کی اِسلام میں تعلیم دی گئی ہے؛ لہٰذا اگر پڑوس میں غیر مسلم ہو تو مسلمان کو اُس کی غمی اور خوشی میں شریک رہنا چاہئے، بشرطیکہ شریعت کے کسی حکم کی خلاف ورزی نہ ہو، یعنی مذہبی رسومات کو چھوڑ کر دیگر مواقع میں اُس کی دلجوئی کرنے کے لئے ہر طرح کی پیش قدمی درست اور مستحسن ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غیر مسلموں کی عیادت بھی فرمائی ہے، اور اُن کے ساتھ حسنِ سلوک بھی کیا ہے۔

عن أنس بن مالک رضي اللّٰه عنه أن غلامًا من الیهود کان مرض، فأتاه النبي صلی اللّٰه علیه وسلم یعوده. (سنن أبي داؤد / باب العیادة ٢/٤٤١)

عن مجاهد أن عبد اللّٰه ابن عمر رضي اللّٰه عنهما ذبحت له شاة في أهله، فلما جاء قال: أهدیتم لجارنا الیهودي؟ أهدیتم لجارنا الیهودي؟ سمعت رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم یقول: ما زال جبرئیل یوصیني بالجار حتی ظننت أنه

سیورثه. (سنن الترمذي، أبواب البر والصلة / باب ما جاء في حق الجوار ۱۶/۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۴۲۷/۸/۹ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

رشتہ داروں کے کیا کیا حقوق ہیں؟

سوال (۱۳۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: رشتہ داروں کے شریعت میں کیا کیا حقوق وآداب ہیں؟ جن کو برتنا رشتہ داری باقی رکھنے کے لئے ضروری ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: شریعت میں رشتہ داری کونبھانے اور آپس میں صلہ رحمی کرنے کی بہت اہمیت ہے، حدیث شریف میں آتا ہے کہ قیامت کے دن رشتہ داری اور امانت کو مجسم شکل میں پل صراط کے کنارے پر کھڑا کردیا جائے گا، اور جس نے دنیا میں رشتہ داری کو توڑا ہوگا، اُس سے مؤاخذہ ہوگا، اس لئے رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی اور حسن سلوک کا معاملہ کرنا نہایت ضروری ہے، شریعت نے رشتہ داروں کے بہت سے حقوق متعین کئے ہیں، مثلاً: (۱) رشتہ داروں سے گاہے گاہے ملتے جلتے رہنا؛ تاکہ صلہ رحمی برقرار رہے (۲) رشتہ داروں پر خرچ کرنا، اس میں دوہرا اَجر ہے، ایک صلہ رحمی کا، دوسرے صدقہ کرنے کا (۳) قریبی رشتہ داروں کو صلہ رحمی میں مقدم رکھنا (۴) رشتہ داروں کی دینی خبرگیری رکھنا، اُنہیں اچھی باتوں کا حکم کرنا اور بری باتوں سے منع کرنا (۵) معمولی لغزشوں کو درگذر کرنا، وغیرہ۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَکَ الْاَقْرَبِيْنَ﴾ [الشعراء: ۲۱٤]

عن جابر رضي اللّٰہ عنه قال: أعتق رجلٌ من بني عُذرة عبدًا له، عن دُبُرٍ، فبلغ ذٰلک رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم فقال: ألک مالٌ غیره؟ فقال: لا، فقال: من یشتریه مني؟ فاشتراه نعیمابن عبد اللّٰہ العدويُّ بثمان مائة درهم، فجاء بها

رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فدفعها إليه، ثم قال: ابتدأ بنفسک فتصدق علیها، فإن فضل شيءٌ فلأهلک، فإن فضل عن أهلک شيء فلذي قرابتک، فإن فضل عن ذي قرابتک شيء فهٰکذا وهٰکذا، یقول: فبین یدیک وعن یمینک وعن شمالک. (صحیح مسلم، کتاب الزکاة / باب الابتداء في النفقة بالنفس ثم أهله ثم القرابة ۳۲۲/۱ رقم: ۹۹۷ بیت الأفکار الدولیة)

عن حذیفة رضي اللّٰہ عنه قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم: في حدیث طویل: وترسل الأمانة والرحم، فتقومان جنبتي الصراط یمیناً وشمالاً ...... قال: وفي حافتي الصراط کلالیب معلقة مأمورةٌ بأخذ من أمرت به، فمخدوش ناجٍ ومکدوس في النار. (صحیح مسلم ۱۱۲/۱ رقم: ۱۹۵ بیت الأفکار الدولیة)

عن سلمان بن عامر یبلغ به النبي صلی اللّٰہ علیه وسلم قال: ...... الصدقة علی المسکین صدقة وهي علی ذي الرحم ثنتان: صدقة وصلة. (سنن الترمذي، أبواب الزکاة / باب ما جاء في الصدقة علی ذی القرابة ۱۴۲/۱)

عن ابن عمر رضي اللّٰہ عنهما قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم: المؤمن الذي یخالط الناس، ویَصبر علی أذاهم، أعظم أجرًا من المؤمن الذي لا یُخالط الناس ولا یصبرُ علی أذاهم. (سنن ابن ماجة / باب الصبر علی البلاء رقم: ۴۰۳۲)

عن العلاء بن خارجة رضي اللّٰہ عنه أن النبي صلی اللّٰہ علیه وسلم قال: تعلموا من أنسابکم ماتصلون به أرحامکم. (رواه الطبراني في الکبیر، مجمع الزوائد / باب في علم النسب ۱۹۲/۱، الأحادیث المنتخبة، إکرام المسلم / باب صلة الأرحام ۲۸۶ رقم: ۱۰۸۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۴۳۷/۳/۴ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

رشتہ ناطہ کو توڑنے کا گناہ

سوال (۱۳۳۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: ہمارے ایک بہت قریبی رشتہ دار ہیں، معمولی بات چیت پر ناراضگی بڑھ گئی، ہم نے معافی بھی مانگ لی؛ لیکن وہ نہ سلام کا جواب دیتے ہیں، نہ بلانے پر گھر آتے ہیں، اور بار بار کہتے ہیں کہ زندگی میں کبھی تمہاری دہلیز پر قدم نہ رکھوں گا۔ اُن کے بارے میں شریعت میں کیا حکم ہے؟ جب کہ وہ رشتہ ناطہ بالکل ختم کرنے پر لگے ہوئے ہیں، نہ خود آتے ہیں نہ اپنے بچوں اور بچیوں کو بھیجتے ہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر وہ رشتہ دار آپ کے معافی مانگنے کے باوجود آپ کے سلام کا جواب نہیں دیتے ہیں، اور بلانے پر آپ کے گھر بھی نہیں آتے ہیں، تو شرعاً وہی گنہگار ہوں گے؛ تاہم آپ برابر اُن کے ساتھ صلہ رحمی اور حسن اخلاق کا مظاہرہ کرتے رہو، اور بہتر ہے کہ کسی ثالث کو جس پر دونوں متفق ہوں، درمیان میں ڈال کر معاملہ کی صلح صفائی کر لیں، بغیر کسی عذر شرعی کے تین دن سے زیادہ بات چیت بند کرنے پر اَحادیث میں سخت وعیدیں وارد ہوئی ہیں۔ ایک حدیث میں ہے کہ رشتہ ناطہ توڑنے والا جنت میں نہیں جائے گا۔

قال اللّٰہ تبارک وتعالیٰ: ﴿وَالصُّلْحُ خَيْرٌ﴾ [النساء، جزء آیت: ۱۲۸]

عن جبير بن مطعم رضي اللّٰه عنه أنه سمع النبي صلى اللّٰه عليه وسلم يقول: لا يدخل الجنة قاطع. (صحيح البخاري / باب إثم القاطع ۲/ ۸۸۵ رقم: ٥٩٨٤)

عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه أن رجلاً قال: يا رسول اللّٰه! إن لي قرابةً، أَصِلُهم ويقطعونّي، وأحسن إليهم ويسيؤن إلي، وأحلم عنهم ويجهلون علي، فقال: لئن كنت كما قلت، فكأنما تسفُّهم الملَّ، ولا يزال معك من اللّٰه ظهير عليهم ما دمت على ذٰلك(صحيح مسلم / باب صلة الرحم ۲/ ۳۱۵ رقم: ٦٥٢٥)

عن عبد اللّٰه بن عمرو رضي اللّٰه عنهما عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: ليس الواصل بالمكافي، ولكن الواصل الذي إذاقُطعت رحمه وصلها.

(صحيح البخاري / باب ليس الواصل بالمكافي ۲/ ۸۸٦ رقم: ٥٩٩١)

عن أبي الدرداء رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: ألا أخبركم بأفضل من درجة الصيام والصلاة والصدقة؟ قالوا: بلىٰ! قال: صلاح ذات البين، فإن فساد ذات البيت هي الحالقة. (سنن الترمذي / باب في فضل صلاح ذات البيت ۷۷/۲ رقم: ۲۵۰۹)

عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: لا يحل لمسلم أن يهجر أخاه فوق ثلاث، فمن هجر فوق ثلاث فمات دخل النار. (سنن أبي داؤد / باب في هجرة الرجل أخاه ٦٧٣/٢ رقم: ٤٩١٤ دار الفكر بيروت)

عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه أن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: لا يحل لمؤمن أن يهجر مؤمنًا فوق ثلاث، فإن مرَّت به ثلاثٌ فليَلْقَهُ فليسلم عليه، فإن ردَّ عليه السلام فقد اشتركا في الأجر، وإن لم يردَّ عليه فقد باء بالإثم. (سنن أبي داؤد / باب في هجرة الرجل أخاه ٦٧٣/٢ رقم: ٤٩١٢ دار الفكر بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۷/۳/۴ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

اگر رشتہ دار سلام کا جواب نہ دے تو کیا کرے؟

سوال (۱۳۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اگر کوئی رشتہ دار قطع رحمی پر بضد ہو، اور سلام کا جواب بھی نہ دیتا ہو، تو اُس کا کیا حکم ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: آپ اُن کو برابر سلام کرتے رہیں، اگر وہ جواب نہیں دیتے ہیں، تو سارا گناہ اُن کے اُوپر ہوگا۔

عن عائشة رضي اللّٰه عنها أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال: لا يكون لمسلم أن يهجر مسلمًا فوق ثلاثة، فإذا لقيه سلَّم عليه ثلاث مرارٍ، كل ذٰلك

لا يردُّ عليه، فقد باء بإثمه. (سنن أبي داؤد / باب في هجرة الرجل أخاه ٢/ ٦٧٣ رقم: ٤٩١٣)

عن هشام بن عامرٍ رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: لا يحل لمسلم أن يهجر مسلمًا فوق ثلاث ليالٍ، فإنهما ناكبان عن الحق ما داما على صِرامِهما، وأولهما فيء يكون سبقُه بالفيء كفارةً له، وإن سلم فلم يقبل وردّ عليه سلامَه، ردَّت عليه الملائكة، وردَّ على الآخرِ الشيطانُ، وإن ماتا على صرامهما لم يدخلا الجنة جميعًا أبدًا. (المسند للإمام أحمد بن حنبل ٤/ ٢٠، كذا في الترغيب والترهيب مكمل ص: ٥٨٤ رقم: ٤١٩٢ بيت الأفكار الدولية) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۴/۳/ ۱۴۳۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

ایک سال تک بھائی سے نہ بولنا؟

سوال (۱۳۵): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میرا بھائی مجھ سے ایک سال سے زیادہ ہوگیا، ناراض رہتا ہے، میں بات چیت کرنے کی کوشش کرتا ہوں، تو کہتا ہے کہ میرا تیرا زندگی میں کوئی واسطہ نہیں، میرے پاس نہ آیا کر، اَب مجھے ڈر ہے کہ اگر اِسی حال میں موت آگئی تو اللہ کے یہاں کیا منہ دکھانا ہوگا؟ آپ بتائیں میں کیا کروں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حدیث میں آتا ہے کہ جس نے ایک سال تک اپنے بھائی سے بات چیت بند رکھی، گویا اُس نے اپنے اِس بھائی کا خون کردیا، یعنی ایک سال تک قطع تعلقی کا اتنا بڑا گناہ ہے جیسے ناحق قتل کرنے کا، اس لئے آپ کے بھائی کو چاہئے کہ اُخوت اور بھائی چارگی کے رشتہ کو برقرار رکھے، قطع تعلقی کر کے ناحق آخرت کی سزا کو مول لینا عقل مندی نہیں، اللہ تعالیٰ معاف کرنے والوں سے خوش ہوتے ہیں۔ حدیث میں ہے کہ جو دنیا میں کسی کو معاف کرے گا اللہ تعالیٰ آخرت میں اُسے معاف کردے گا، آپ اپنے بھائی تک یہ سب باتیں پہنچائیں، اور

اُن کے ساتھ صلہ رحمی کے ساتھ مسلسل دعا واستغفار کرتے رہیں، اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ اُن کے دل کو نرم فرمادیں گے۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ﴾ [البقرة: ٤٠]

وقال اللّٰہ سبحانه وتعالیٰ: ﴿وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ، وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ﴾

[آل عمران، جزء آیت: ١٣٤]

عن أبي خراش السلمي رضي اللّٰہ عنه أنه سمع رسول اللّٰہ صلى اللّٰہ عليه وسلم يقول: من هجر أخاه سنةً فهو كسفك دمه (سنن أبي داؤد، كتاب الأدب / باب في هجرة الرجل أخاه ٦٧٣/٢ رقم: ٤٩١٥ دار الفكر بيروت)

عن جَودَان رضي اللّٰہ عنه قال: قال رسول اللّٰہ صلى اللّٰہ عليه وسلم: من اعتذر إلى أخيه بمعذرةٍ فلم يقبلها، كان عليه مثل خطيئة صاحبِ مَكسٍ. (سنن ابن ماجة / باب المعاذير رقم: ٣٧١٨) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۴/۳/۱۴۳۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

عام مسلمانوں کے حقوق

کسی کی عیب جوئی کرنا؟

سوال (۱۳۶): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کسی کا عیب تلاش کرنا، ہر وقت اُس کی ٹوہ میں لگے رہنا، اور معمولی غلطی نظر آجانے پر لوگوں میں اُسے رسوا کرنا شرعاً کیسا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ایک مسلمان کے لئے ہرگز یہ بات روا نہیں کہ دوسرے مسلمان بھائی کے عیوب پر نظر رکھے، اور لوگوں کے سامنے اُسے رسوا کرے، قرآن کی اِصطلاح میں اُسے ''تجسس'' کہتے ہیں، جس سے منع کیا گیا ہے؛ لہٰذا اگر مسلمان کا کوئی عیب نظر پڑے تو اُسے چھپالے، لوگوں کے سامنے ظاہر کرکے اُسے ذلیل نہ کرے۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِنَ الظَّنِّ، اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَلاَ تَجَسَّسُوْا﴾ [الحجرات، جزء آیت: ۱۲]

عن معاوية رضي اللّٰه عنه قال: سمعت رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم يقول: إنک إن اتبعت عورات الناس أفسدتهم، أو كدت أن تفسدهم (سنن أبي داؤد، كتاب الأدب / باب في التجسس ۲/ ٦٧٠ رقم: ٤٨٨٨ دار الفكر بيروت)

عن أبي برزة الأسلمي رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: يا معشر من آمن بلسانهٖ ولم يدخل الإيمانُ قلبه! لا تغتابوا المسلمين ولا تتبعوا عوراتهم، فإنه من اتبع عوراتهم يتّبع اللّٰه عورته، ومن يتبع اللّٰه عورته

يفضحه في بيته. (سنن أبي داؤد، كتاب الأدب / باب في الغيبة ٦٦٨/٢ رقم: ٤٨٨٠ دار الفكر بيروت)

عن ابن عباس رضي اللّٰه عنهما عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: من ستر عورة أخيه المسلم ستر اللّٰه عورته يوم القيامة، ومن كشف عورة أخيه المسلم كشف اللّٰه عورته حتى يَفضَحَه بها في بيته. (سنن ابن ماجة، كتاب الحدود / باب الستر على المؤمن ودفع الحدود بالشبهات ١٨٣/١ رقم: ٢٥٤٦) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۷/۳/۱ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر کیا کیا حقوق ہیں؟

سوال (۱۳۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: حضرت مفتی صاحب حقوق المسلمین سے متعلق تفصیل مطلوب ہے، آپ قرآن وحدیث کی روشنی میں مدلل حوالوں کے ساتھ تمام حقوق المسلمین کا استقصاء کر کے تحریر فرمانے کی زحمت فرمائیں؛ تاکہ قارئین کے فائدہ کے لئے اُسے ہم بحیثیت ایجنڈے کے دوسروں تک بھی پہنچا سکیں، اور ممکن ہو تو علیحدہ سے بھی کتابچہ کی شکل میں چھاپ سکیں؛ اس لئے کہ آج کے اِس پرفتن دور میں مسلمان کی آبروریزی، اُس کی عزت سے کھلواڑ، اُس کے مال کا بے محابہ استعمال ہے، اور عام معاشرتی زندگی کے اُصولِ شریعت یہ ہیں کہ: سلام، بڑوں کا اَدب واحترام، بچوں پر شفقت، ایک دوسرے کے عیوب پر پردہ داری، برسرعام ہر ایک کو رسوا نہ کرنا، مسلمان کی عزتِ نفس کا احترام وغیرہ ہو، اور اب اسلامی آداب واُصول سے ہٹ کر جانوروں کی طرح زندگی گذاری جارہی ہے، جس میں تحفظ انسانیت کے جملہ حقوق وآداب اور اُصول کو بالائے طاق رکھ دیا گیا ہے۔ اُمید ہے کہ اگر آنجناب تفصیل اور تتبع کے ساتھ ایک فہرست کی شکل میں حقوق وآدابِ اِنسانیت کو جمع فرمادیں، تو یہ ایک صدقہ جاریہ کی طرح گھر گھر میں پہنچے گا، اور عام وخاص اس سے فیض یاب ہوں گے۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: شریعتِ اسلامیہ میں ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر بہت سے حقوق عائد کئے گئے ہیں، اگر انسانی معاشرے میں اُن کا لحاظ رکھا جائے تو بہت جلد پورا معاشرہ برائیوں سے پاک اور اِنسانیت کی اَقدار سے بھر جائے گا، اور اَمن کا گہوارہ بن جائے گا، اِس لئے ذیل میں اَحادیث کے حوالوں کے ساتھ مختصر انداز میں ایک مسلمان کو دوسرے مسلمان کے ساتھ کس طرح پیش آنا چاہئے، اُس کے متعلق چند اُصول اور آداب ذکر کئے جاتے ہیں:

(۱) ہر مسلمان کو دوسرے مسلمان کے ساتھ خیرخواہی کا برتاؤ کرنا چاہئے۔

عن جرير بن عبد اللّٰه رضي اللّٰه عنه قال: بايعت رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم على إقام الصلاة وإيتاء الزكاة والنصح لكل مسلم. (صحيح البخاري، كتاب الإيمان / باب قول النبي ﷺ: الدين النصيحة الخ ١٣/١ رقم: ٥٧، صحيح مسلم رقم: ٥٦)

عن أبي هريرة رضي اللّٰه تعالىٰ عنه عن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال: إن الدين النصيحة، إن الدين النصيحة، إن الدين النصيحة، قالوا: لمن يا رسول اللّٰه؟ قال: للّٰه ولكتابه ولرسوله ولأئمة المسلمين وعامتهم. (سنن النسائي / باب النصيحة للإمام رقم: ٤٢٠٤)

(۲) حتی المقدور اُنہیں نفع پہنچانے کی کوشش کرنی چاہئے۔

عن جابر بن عبد اللّٰه رضي اللّٰه عنه يقول: لدغت رجلاً منا عقرب، ونحن جلوس مع رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم، فقال رجل: يا رسول اللّٰه! أرقِي؟ قال: من استطاع منكم أن ينفع أخاه فليفعل. (صحيح مسلم، كتاب السلام / باب استحباب الرقية من العين والنملة ٢٢٣/٢ رقم: ٢١٩٩ بيت الأفكار الدولية)

(۳) ملاقات کے وقت سلام کو عام کرنا چاہئے۔

عن عبد اللّٰه بن عمرو بن العاص رضي اللّٰه عنهما أن رجلاً سأل رسول

اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم: أي الإسلام خيرٌ؟ قال: تطعم الطعام وتقرأ السلام على من عرفت ومن لم تعرف. (صحيح البخاري، كتاب الإيمان / باب إطعام الطعام من الإسلام ٦/١ رقم: ١٢، صحيح مسلم، كتاب الإيمان / باب بيان تفاضل الإسلام رقم: ٤٢ بيت الأفكار الدولية)

عن ابن مسعود رضي اللّٰہ عنه قال: قال رسول اللّٰہ صلى اللّٰہ عليه وسلم: إن من أشراط الساعة أن يسلم الرجل على الرجل لا يسلم عليه إلا للمعرفة.

(المسند للإمام أحمد بن حنبل ٤٠٦/١)

(۴) اگر کوئی عذر نہ ہو تو مسلمان کی دعوت قبول کرنی چاہئے۔

عن ابن عمر رضي اللّٰہ عنهما قال: قال رسول اللّٰہ صلى اللّٰہ عليه وسلم: ائتوا الدعوة إذا دُعيتم. (صحيح مسلم، كتاب النكاح / باب الأمر بإجابة الداعي ٤٦٢/١ رقم: ١٤٢٩ بيت الأفكار الدولية)

(۵) مسلمان کی چھینک کا جواب دینا یعنی ''الحمد للّٰہ'' کے جواب میں ''یرحمک اللّٰہ'' کہنا۔

عن أبي هريرة رضي اللّٰہ عنه عن النبي صلى اللّٰہ عليه وسلم: إن اللّٰہ يحب العطاس ويكره التثاؤب، فإذا عطس أحدكم وحمد اللّٰہ كان حقًّا على كل مسلم سمعه أن يقول له: يرحمك اللّٰہ، وأما التثاؤب فإنما هو من الشيطان، فإذا تثاءب أحدكم فليرده ما استطاع، فإن أحدكم إذا تثاءب ضحك منه الشيطان (صحيح البخاري، كتاب الأدب / باب إذا تثاءب فليضع يده على فيه ٩١٩/٢ رقم: ٦٢٢٦ دار الفكر بيروت)

(٦) مسلمان بیمار ہو جائے تو اُس کی عیادت کرنا۔

عن أبي هريرة رضي اللّٰہ عنه قال: قال رسول اللّٰہ صلى اللّٰہ عليه وسلم: من عاد مريضًا أو زار أخا له في اللّٰہ ناداه منادٍ أن طبتَ وطاب ممشاك وتبوأت من الجنة منزلاً. (سنن الترمذي / باب ما جاء في زيارة الإخوان ٢١/٢ رقم: ٢٠٠٨)

عن ثوبان رضي اللّٰه عنه مولیٰ رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم عن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قال: من عاد مریضًا لم یزل في خرفة الجنة. قیل: یا رسول اللّٰه! وما خُرفة الجنة؟ قال: جناها. (صحیح مسلم/ باب فضل عیادة المریض ۳۱۸/۲ رقم: ٦٥٥٤ بیت الأفکار الدولیة)

(۷) مسلمان کا انتقال ہوجائے تو اُس کے جنازہ کے ساتھ قبرستان تک جانا۔

عن أبي هریرة رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: من شهد الجنازة حتی یُصلّٰی علیها فله قیراط، ومن شهدها حتّٰی تُدفن فله قیراطان، قیل: وما القیراطان؟ قال: مثل الجبلین العظیمین. (صحیح مسلم/ باب فضل الصلاة علی الجنازة واتباعها ۳۰۷/۱ رقم: ۲۱۸۹ بیت الأفکار الدولیة)

(۸) مسلمان بھائی کے لئے وہی پسند کرنا جو اپنے لئے پسند ہو۔

عن أنس بن مالک رضي اللّٰه عنه عن النبي صلی اللّٰه علیه وسلم قال: لا یؤمن أحدکم حتی یحب لأخیه ما یحب لنفسه. (صحیح البخاري، کتاب الإیمان/ باب من الإیمان أن یحب لأخیه ٦/۱ رقم: ۱۳ دار الفکر بیروت)

(۹) مسلمان بھائی کی طرف سے آنے والی تکلیف پر صبر کرنا، اور اُس کے ساتھ حسن سلوک کا معاملہ کرنا۔

عن حذیفة رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: لا تکونوا إمّعة تقولون: إن أحسن الناس أحسنّا، وإن ظلموا ظلمنا، ولکن وطّنوا أنفسکم، إن أحسن الناس أن تُحسنوا، وإن أساء وا فلا تظلموا. (سنن الترمذي/ باب ما جاء في الإحسان والعفو ۲۱/۲ رقم: ۲۰۰۷)

(۱۰) اگر کسی مسلمان سے تکلیف پہنچے یا وہ ذاتی نقصان کردے تو حتی المقدور اُس سے درگذر کردینا اور انتقام نہ لے۔

عـن عـائشة رضـي اللّٰه عنها أنها قالت: ما انتقم رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسـلـم لنفسه في شيء قطُّ إلا أن تُنتهک حرمة اللّٰه فينتقم بها للّٰه (صحيح البخاري، كتاب الأدب / باب قول النبي يسروا ولا تعسروا ۹۰٤/۲ رقم: ٦١٢٦ دار الفكر بيروت)

(۱۱) مقروض کوقرض کی اَدائیگی میں مہلت دینا۔

عـن عـمـران بـن حـصين رضي اللّٰه عنهما قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عـليه وسلم: من كان له على رجل حقٌ فمن أخره كان له بكل يوم صدقة. (المسند للإمام أحمد بن حنبل ٤٤٢/٤)

(۱۲) بوڑھے مسلمان کا اِکرام واحترام کرنا اور اُس کو سہارا دینا۔

عـن أبـي مـوسـى الأشـعري رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عـليـه وسـلـم: إن مـن إجـلال اللّٰه إكرام ذي الشيبة المسلم، وحامل القرآن غير الغالي فيثه والجافي عنه، وإكرام ذي السلطان المقسط. (سنن أبي داؤد / باب في تنزيل الناس منازلهم ٦٦٥/٢ رقم: ٤٨٤٣ دار الفكر بيروت)

(۱۳) بڑوں کا اَدب کرنا، چھوٹوں پر شفقت کرنا، علماء کی عزت کرنا۔

عـن عبـادة بن الصامت رضي اللّٰه عنه أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قـال: ليـس مـن أمتـي مـن لـم يُجلَّ كبيرنا، ويرحم صغيرنا، ويعرف لعالمنا حقه. (المسند للإمام أحمد بن حنبل، مجمع الزوائد / باب في معرفة حق العالم ۱۲۷/۱)

عـن أبـي أمـامة رضـي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: أُوصِـي الـخـليـفة مـن بـعـدي بتـقـوى اللّٰه، وأوصيه بجماعة المسلمين أن يعظم كبيرهم، ويرحم صغيرهم، ويوقر عالمهم، وأن لا يضربهم فيذلهم، ولا يوحِشهم فيـكـفـرهـم، وأن لا يـخصيَهم فيقطع نسلهم، وأن لا يغلق بابه دونه فيأكل قويهم ضعيفهم. (السنن الكبرىٰ للبيهقي ۳۹٦/۸ رقم: ١٦٦٤٤ دار الحديث القاهرة)

(۱۴) بڑے لوگوں کی غلطیوں سے صرف نظر کرنا۔

عن عائشة رضي اللّٰه عنه قالت: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: أقيلوا ذوى الهيئات عثراتهم إلا الحدود. (سنن أبي داؤد / باب في الحد يشفع فيه ٦٠١/٢ رقم: ٤٣٧٥ دار الفكر بيروت)

(۱۵) مسلمان بھائی سے مسکرا کر خندہ پیشانی سے پیش آنا۔

عن أبي ذر رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: تبسمک في وجه أخيک لک صدقة الخ. (سنن الترمذي / باب ما جاء في صنائع المعروف ١٧/٢ رقم: ١٩٥٦)

(۱۶) مسلمان بھائی کی مدد کرنا، اس کے کام کاج میں ہاتھ بٹانا، اور اُس کی ضرورت پورا کرنا۔

عن ابن عباس رضي اللّٰه عنهما عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: من مشى في حاجة أخيه كان خيرًا له من اعتكافه عشر سنين، ومن اعتكف يومًا ابتغاء وجه اللّٰه جعل اللّٰه بينه وبين النار ثلاث خنادق، كل خندق أبعدُ ما بين الخافقين. (رواه الطبراني في الأوسط وإسناده جيد، مجمع الزوائد / باب فضل قضاء الحوائج ١٩٢/٨)

(۱۷) مسلمان کی آبروریزی سے بچنا۔

عن جابر بن عبد اللّٰه وأبي طلحة بن سهل الأنصاري رضي اللّٰه عنهم يقولان: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: ما من امرئ يخذلُ امرءًا مسلمًا في موضع يُنتهک فيه حرمته ويُنتقص فيه من عرضه إلا خذله اللّٰه في موطنٍ يحب فيه نصرته، وما من امرئ ينصر مسلمًا في موضع يُنتقص فيه من عِرضه ويُنتهک فيه من حرمته إلا نصره اللّٰه في موطن يُحبّ نصرته. (سنن أبي داؤد / باب الرجل يذب عن عرض أخيه ٦٦٩/٢ رقم: ٤٨٨٤ دار الفكر بيروت)

(۱۸) اگر کسی مسلمان کو کوئی برائی کرتا دیکھے تو حسن اخلاق سے اُس کو منع کرے اور اچھی

بات کی اُسے دعوت دے۔

عـن أبـي مـوسـى الأشـعـري رضي الله عنه قال: قال النبي صلى الله عليه وسـلـم: عـلـى كـل مسلم صدقة، قالوا: ...... فإن لم يفعل؟ قال: فليأمر بالخير أو قال: بالمعروف الخ. (صحيح البخاري / باب كل معروف صدقة رقم: ٦٠٢٢ دار الفكر بيروت)

(۱۹) مسلمان بھائی کو اپنی زبان اور ہاتھ سے تکلیف نہ دے، حدیث شریف میں سب سے اچھا مؤمن اُس شخص کو بتایا گیا ہے جس کے ہاتھ اور زبان کے شر سے دوسرے لوگ محفوظ رہیں۔

عـن عبـد الـلّـه بـن عـمرو رضي الله عنهما عن النبي صلى الله عليه وسلم قـال: الـمسـلـم من سلم المسلمون من لسانه ويده، والمهاجر من هجرها ما نهى الله عنه. (صحيح البخاري، كتاب الإيمان / باب المسلم من سلم المسلمون الخ ٦/١ رقم: ١٠)

عـن أبـي مـوسـىٰ الأشـعـري رضـي الله عنه قال: قالوا: يا رسول الله! أي الإسـلام أفضل؟ قال: من سلم المسلمون من لسانه ويده. (صحيح البخاري / باب أي الإسلام أفضل ٦/١ رقم: ١١ دار الفكر بيروت)

(۲۰) مسلمان کے ساتھ خرید وفروخت، لین دین اور دیگر سبھی معاملات میں سچائی اور اَمانت داری کا معاملہ کرنا اور دھوکہ دہی اور خیانت سے باز رہنا۔

عـن أبـي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الـمسلم أخو المسلم لا يخونه ولا يكذبه ولا يخذله، كل المسلم على المسلم حرام عرضه وماله ودمه، التقوىٰ ههنا، بحسب امرئ من الشر أن يحتقر أخاه المسلم.

(سنن الترمذي، أبواب البر والصلة / باب ما جاء في شفقة المسلم على المسلم ١٤/٢)

(۲۱) کسی کے سودے پر اپنا سودا نہ کرنا۔

عـن عـقبة بـن عـامر رضي الله عنه على المنبر يقول: إن رسول الله صلى الـلّـه عـليـه وسـلـم قال: المؤمن أخو المؤمن، فلا يحل للمؤمن أن يَبتاع على بيع

أخيـه، ولا يخطب على خطبة أخيه حتى يذر. (صحيح مسلم، كتاب النكاح / باب تحريم الخطبة على خطبة أخيه الخ ٤٥٤/١ رقم: ١٤١٤ بيت الأفكار الدولية)

(۲۲) کسی کے پیغامِ نکاح پر اپنا پیغامِ نکاح نہ بھیجنا۔

عـن عـقبة بـن عـامر رضي اللّٰه عنه على المنبر يقول: إن رسول اللّٰه صلى اللّٰـه عـليـه وسـلم قال: المؤمن أخو المؤمن، فلا يحل للمؤمن أن يَبتاع على بيع أخيـه، ولا يخطب على خطبة أخيه حتى يذر. (صحيح مسلم، كتاب النكاح / باب تحريم الخطبة على خطبة أخيه الخ ٤٥٤/١ رقم: ١٤١٤ بيت الأفكار الدولية)

(۲۳) مسلمان کی خوشی اور اُس کے غم میں شریک ہونا۔

عـن أبي موسىٰ الأشعري رضي اللّٰه عنه عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: إن المؤمن للمؤمن كالبنيان يشد بعضه بعضًا. وشبّك صلى اللّٰه عليه وسلم أصابعه. (صحيح البخاري، كتاب الصلاة / باب تشبيك الأصابع في المسجد وغيره ٦٩/١ رقم: ٤٨١ دار الفكر بيروت)

(۲۴) کسی کے نسب میں طعن وتشنیع کرنے سے بچنا۔

عـن أبـي هريرة رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: إثـنتـان في الناس هما بهم كفر: الطعن في النسب، والنياحة على الميت. (صحيح مسلم، كتاب الإيمان / باب إطلاق اسم الكفر على الطعن ٥٨/١ رقم: ٦٧ بيت الأفكار الدولية)

(۲۵) گاہے گاہے مسلمان بھائی کو ہدیہ دیتے رہنا، اس سے محبت میں اِضافہ ہوگا، اور اگر کوئی مسلمان بخوشی آپ کو ہدیہ پیش کرے تو اُسے قبول کرنا؛ کیوں کہ اِس سے ہدیہ دینے والے کو خوشی ہوگی۔

قـال الـنبـي صلى اللّٰه عليه وسلم: أجيبوا الداعي ولا تردوا الهدية. (الأدب المفرد / باب حسن الملكة ٦٧/١ رقم: ١٥٧)

عـن عـطاء الخراساني أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال: تصافحوا

یذهب عنکم الغِلُّ، وتهادَوا تحابوا وتذهب الشحناء. (المؤطا للإمام مالك ۲/ ۹۰۸،
الأدب المفرد / باب قبول الهدية ۱/ ۲۰۸ رقم: ٥٩٤)

(۲۶) کسی مسلمان کو حقیر نہ سمجھنا۔

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم في حديث طويل: ...... بحسب امرئ من الشر أن يحقر أخاه المسلم الخ. (صحيح مسلم، كتاب البر والصلة / باب تحريم ظلم المسلم وخزله واحتقاره ۱/ ۳۱۷ رقم: ٢٥٦٤ بيت الأفكار الدولية)

(۲۷) حسد، بغض، باہمی نفرت وعداوت سے بچنا اور ایک دوسرے کے ساتھ اُخوت وہمدردی کا معاملہ کرنا۔

عن أبي هريرة رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم: إياكم والظن، فإن الظن أكذب الحديث، ولا تحسسوا ولا تجسسوا ولا تحاسدوا ولا تدابروا ولا تباغضوا وكونوا عباد الله إخوانًا. (صحيح البخاري، كتاب الأدب / باب ما يُنهى من التحاسد والتدابر رقم: ٦٠٦٤، صحيح مسلم، كتاب البر والصلة / باب تحريم ظلم المسلم وخزله واحتقاره ۱/ ۳۱٦ رقم: ٢٥٦٣ بيت الأفكار الدولية)

(۲۸) اپنے مسلمان بھائی کے لئے اُس کی پیٹھ پیچھے دعا کرنا۔

عن أبي الدرداء رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ما من عبد مسلم يدعو لأخيه بظهر الغيب إلا قال الملكُ: ولک بمثل. (صحيح مسلم، كتاب الذكر والدعاء / باب فضل الدعاء للمسلمين بظهر الغيب ۲/ ۳٥١ رقم: ۲۷۳۲)

(۲۹) مسلمان کے مرنے کے بعد اُس کی خوبیوں کا تذکرہ کرنا۔

عن ابن عمر رضي الله عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: أذكروا محاسن موتاكم وكفوا عن مساويهم. (سنن أبي داؤد، كتاب الأدب / باب في النهي عن سب الموتىٰ ۲/ ٦٧١ رقم: ٤٩٠٠) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۴۲۷/۳/۴ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

اِحسان کا بدلہ اِحسان؟

سوال (۱۳۸): -کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اِسلام میں اِحسان ماننے سے متعلق کیا حکم ہے؟ اُس حدیث مقدسہ کی روشنی میں جو اِس طرح سنی ہے کہ ''جو انسان کا شکر گزار نہیں وہ خدائے پاک کا شکر گزار نہیں ہوسکتا''؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اِحسان کا بدلہ اِحسان کرکے ہی دینا چاہئے۔ آیت قرآنی: ﴿هَلْ جَزَآءُ الْإِحْسَانِ إِلَّا الْإِحْسَانُ﴾ [الرحمٰن: ٦٠] سے بھی یہی حکم مستفاد ہوتا ہے۔

نیز حدیث میں ہے کہ: ''جو شخص لوگوں کا شکریہ اَدا نہ کرے وہ اللہ تعالیٰ کا بھی کامل شکریہ ادا نہیں کرسکتا''۔

عن أبي هريرة رضي الله عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من لم يشكر الناس لم يشكر الله. (سنن الترمذي/ باب ما جاء في الشكر رقم: ١٩٥٤) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۵/۱۱/۱۴۱۴ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

اِمام صاحب پر اِحسان کرکے بے عزتی کرنا اور اِحسان جتلانا؟

سوال (۱۳۹): -کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید ایک مسجد میں ۹/سال سے امام ہے، ۳/سال پہلے زید کی ملاقات مسجد کے مؤذن صاحب کے ذریعہ ایک بزرگ صاحبہ سے ہوئی، جو آسیب کے اَثرات سے پریشان تھیں، زید نے اُن کا کرتا دیکھ کر کہا کہ آپ پر اَثرات ہیں؛ لیکن میں آپ کا علاج نہیں کرسکتا؛ کیوں کہ میں عامل نہیں ہوں؛ البتہ میرے جاننے والے ایک عامل ہیں اگر آپ کہیں تو آپ کا علاج اُن سے کرادوں، تو اُن صاحبہ نے کہا کہ بیٹا تمہارا بڑا اِحسان رہے گا اور تم مجھے اپنی ماں سمجھو، زید نے اپنی ماں کی طرح ہی سمجھ کر اُن صاحبہ کی ملاقات ایک عامل صاحب سے کرادی، علاج ہوا اور فائدہ بھی الحمد للہ بہت ہوا، اور زید نے مذکورہ صاحبہ کو یہ نہیں کہا کہ آپ علیل صاحبہ کو یہ دیں، انہوں نے جو

بھی دیا اپنی خوشی سے دیا اور اپنے لئے بھی کچھ سوال نہیں کیا، بعد میں یہ کہہ کر علاج بند کر دیا کہ اَب فائدہ نہیں ہو رہا ہے، مذکورہ صاحبہ نے زید کو بیٹا بنا کر زید کے آپریشن میں بصد ہدیہ دیا اور ایک موبائل اور ایک بیڈ بھی بنوا کر دیا، اور اِس کے علاوہ بھی دیا، اور یہ کہا کہ بیٹا یہ تمہاری خدمت کا اَجر نہیں ہے، اَجر تو اللہ دے گا، میں تو اپنا بیٹا بنا کر دے رہی ہو، لوں میرا بھی تو کچھ فرض ہے، اور اللہ شاہد و ناظر ہے، زید نے کبھی کوئی سوال اُن صاحبہ سے نہیں کیا، اور بعد میں وہ اپنے طور پر ناراض ہوگئیں، اور زید کے مقتدیوں کو ورغلانہ شروع کر دیا کہ زید کو میں نے یہ دیا یہ دیا۔

اَب جواب طلب بات یہ ہے کہ اِحسان کر کے جتلانا یا لوگوں میں بے آبرو کرنے کی کوشش کرنا کیسا ہے؟ اور اُس احسان کا اَجر باقی رہتا ہے یا ختم ہوجاتا ہے؟ اور لوگوں کا یہ کہنا کہ زید نے یہ کام غلط کیا ہے، اور زید کے پیچھے اَب نماز جائز نہیں ہے۔ اَز روئے شرع زید کیا ایک مریض کو معالج سے ملوا کر اتنا بڑا مجرم بن گیا کہ اُس کے پیچھے نماز بھی جائز نہیں رہی، اگر ایسا نہیں ہے تو اُن لوگوں کے لئے کیا حکم ہے اور مذکورہ صاحبہ کے لئے بھی؟ اور کیا اِس وجہ سے زید کو اِمامت سے برطرف کرنے کا حق ہے یا نہیں؟ اور ایک مؤمن یا اِمام کی آبروریزی کرنا شریعت کی نظر میں کیسا ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں مدلل و مفصل جواب سے نوازیں، عین کرم ہوگا؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سوال میں ذکر کردہ تفصیلات اگر واقعہ کے مطابق ہیں، اور مذکورہ صاحبہ نے اِمام صاحب کو بلاطلب ہدایا دئے ہیں، تو اَب ناراضگی کی وجہ سے اُن احسانات کو جتا کر اِمام صاحب کی بے عزتی کرنا سخت ناپسندیدہ عمل ہے، حدیث شریف میں ایسے شخص پر لعنت آئی ہے، جو اِحسان کر کے اُسے جتایا کرتا ہو۔ اور محض اِس بنیاد پر اِمام کی اِمامت میں کوئی فرق نہیں آتا، اور نہ ہی اِس وجہ سے اِمام مسجد سے برطرفی کا مستحق ہوسکتا ہے۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿يٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقَاتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى﴾

[البقرۃ، جزء آیت: ٢٦٤]

عن أبي ذر رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم أنـه قال: ثلاثة لا يكلمهم اللّٰه ولا ينظر إليهم يـوم القيامة، ولا يزكيهم ولهم عذاب أليم. قلت: من هم يا رسول اللّٰه! فقد خابوا وخسـروا؟ فـأعـادهـا ثـلاثًـا، قـلـت: مـن هم يا رسول اللّٰه! خابو وخسروا؟ قال: المسبل، والمنان، والمنفق سلعته بالحلف الكاذب أو الفاجر. (سنن أبي داؤد ۲/ ٥٦٥)

فـأمـا الـمـعـطـي إذا التـمس بعطائه الجزاء، وطلب به الشكر والثناء كان صـاحـب سمعةٍ ورياءٍ، وهذهين من الذم ما ينافي السخاء، وإن طلب الجزاء كان تأجرًا مربحًا، لا يستحق حمدًا ولا مدحًا. (تفسير القرطبي ۳/ ۳۰۸ بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۲/۵/۲۶ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

اِحسان جتلانا اور مسلمان کو ذلیل کرنا؟

سوال (۱۴۰): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کسی مسلمان پر اِحسان کر کے اُس احسان کو جتلانا؛ بلکہ اُس کو پریشان کرنا اور کسی نہ کسی بہانہ سے اِس موضوع کو چھیڑ کر ایک مسلمان کو شرمندہ کرنا کیسا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: احسان جتلانا قابلِ لعنت عمل ہے، اور کسی مسلمان کو ذلیل کرنا قطعاً جائز نہیں۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا یُتْبِعُوْنَ مَآ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّلَآ اَذًی لَّهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ﴾ [البقرة: ۲٦۲]

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿لاَ نُرِیْدُ مِنْكُمْ جَزَاءً وَّلاَ شُكُوْرًا﴾ [الدهر، جزء آیت: ۹]

عـن أبـي ذر رضـي الـلّٰـه عـنه عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: ثلاثة لا يـكـلـمهـم الـلّٰـه يـوم الـقيامة: المنان الذي لا يعطي شيئًا إلا مَنّهُ، والمنفِّقُ سلعتَه

بالحلف الفاجر، والمسبلُ إزاره. (صحيح مسلم، كتاب الإيمان / باب بيان غلظِ تحريم إسبال الإزار والمنِّ بالعطيبة وتنفيقِ السِّلعة بالحلفِ و بيان الثلاثة ۱/ ۷۱ رقم: ۱۰٦ بيت الأفكار الدولية)

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: المسلم أخو المسلم لا يخونه ولا يكذبه ولا يخذله، كل المسلم على المسلم حرام، عرضه وماله ودمه، التقوىٰ هٰهنا، بحسب امرئ من الشر أن يحقر أخاه المسلم.

(سنن الترمذي، أبواب البر والصلة / باب ما جاء في شفقة المسلم على المسلم ۲/ ۱٤) **فقط واللہ تعالیٰ اعلم**

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۴/۱۱/۱۴۳۲ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کیا جھگڑالو پڑوسی بھی حسنِ سلوک کا مستحق ہے؟

سوال (۱۴۱): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ہمارے یہاں کچھ لوگ نماز روزے کے پابند نہیں ہیں، لڑائی جھگڑے میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں، کیا یہ ہمسایہ کے حقوق کے مستحق ہیں؟ اُن کے ساتھ اچھا سلوک کرنا چاہئے یا علیحدگی اختیار کرنی چاہئے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: پڑوسی کے ساتھ حسنِ سلوک ہر حالت میں مسنون ہے، خواہ پڑوسی نیک ہو یا غلط کار، اِس لئے آپ کو اپنی جانب سے مذکورہ پڑوسی کے ساتھ اچھا برتاؤ ہی کرنا چاہئے، ممکن ہے کہ آپ کا برتاؤ بعد میں اُس کے لئے ہدایت و اِصلاح کا سبب بن جائے۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿وَاعْبُدُوْا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَبِذِى الْقُرْبٰى وَالْيَتَامٰى وَالْمَسَاكِيْنِ وَالْجَارِ ذِى الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ﴾ [النساء، جزء آیت: ۳٦]

عن عبد الله ابن عمرو رضي الله عنه قال: قال رسول الله الله صلى الله

علیـه وسـلـم: خیـر الأصحاب عند اللّٰہ خیرهم لصاحبه، وخیر الجیران عند اللّٰہ خیرهم لجاره. (سنن الترمذي، أبواب البر والصلة / باب ما جاء في حق الجوار ۲/ ۱٦)

عـن جـابـر بن عبد اللّٰہ رضي اللّٰہ عنه قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسـلم: الجیران ثلاثة: جار له حق واحدٌ وهو أدنی الجیران حقًا ...... فأما الذي له حـق واحدٌ فجاء مشرک لا رحم له، له حق الجوار (رواه البـزار والطبراني، تفسیر ابن کثیر مکمل ۳۲۳ دار السلام ریاض)

عـن مجاهد أن عبد اللّٰہ ابن عمر رضي اللّٰہ عنهما ذبحت له شاة في أهله، فـلـما جاء قال: أهدیتم لجارنا الیهودي؟ أهدیتم لجارنا الیهودي؟ سمعت رسول اللّـٰه صـلـی اللّٰہ علیه وسلم یقول: ما زال جبرئیل یوصیني بالجار حتی ظننت أنه سیورثه. (سنن الترمذي،أبواب البر والصلة / باب ما جاء في حق الجوار ۲/ ۱٦)

قـوله: یوصیني بالجار أي بالإحسان إلیه وحسن العشرة معه، واسم الجار یشـمـل المسلم والکافر والعابد والفاسق والصدیق والعدو والغریب والبلدي والنافع والضار. (تکملة فتح المهلم / باب الوصیة بالجار والإحسان إلیه ۵/ ٤٤۵ مکتبة دار العلوم کراچی)

وقـال ابن أبي جمرة: حفظ الجار من کمال الإیمان، وکان أهل الجاهلیة یحافظون علیه، ویحصل امتثال الوصیة به بإیصال ضروب الإحسان إلیه بحسب الـطـاقة، کالهدیة والسلام ...... وقد نفی النبي صلی اللّٰہ علیه وسلم الإیمان عمن لم یأمن جاره بوائقه ...... وأن إضراره من الکبائر، ویفترق الحال في ذٰلک بالنسبة لـلـجـار الـصالح وغیر الصالح ...... وغیر الصالح کفه عن الذي یرتکبه بالحسنیٰ عـلـی حسـب مـراتبِ الأمر بالمعروف والنهي عن المنکر ...... ویعظ الفاسق بما یـناسبه بالرفق أیضًا ویستر علیه زلله عن غیره، وینهاه برفق. (تکملة فتح المهلم / باب الوصیة بالجار والإحسان إلیه ۵/ ٤٤۵-٤٤٦) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۷/۱۰/۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

ناحق کسی مسلمان کو رسوا کرنا؟

سوال (۱۴۲):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: بکر کے کچھ شاگردوں نے بالکل مکمل طریقہ پر اپنے اُستاذ بکر کو رسوا اور ذلیل کرنے کا پورا اِرادہ کرلیا ہے، کسی قسم کی کمی باقی نہیں رکھی ہے، تین چار شخصوں نے منظّم سازش ومشورہ کرکے ایک ہوکر بغرضِ دشمنی وعداوت کے تحت اپنے اُستاذ بکر کے کچھ عیوبِ مخفی کا اظہار کھلم کھلا بغرضِ دشمنی اور بکر کو عار دلانے اور رسوا ذلیل کرنے کے لئے اُس پر گناہِ کبیرہ کا جرم عائد کیا، وہ ایک طرف تھے اِس لئے بکر نے کہا جو کچھ یہ لوگ کہتے ہیں ٹھیک ہے۔ واضح ہو کہ جن مذکورہ شخصوں نے جرم عائد کیا ہے، وہ مذکورہ شخص نہ اپنے قول کے پابند ہیں نہ عہد کے، وہ خود ہی فسق وفجور میں مبتلا رہتے ہیں، اُنہوں نے ہر ممکن کوشش اپنے اُستاذ بکر کو مدرسہ سے رسوا وذلیل کرکے نکلوانے کی کی، اپنے اُستاذ یا کسی مسلمان کو ذلیل کرنا اور عار دلانا اور طعنہ دینا کیسا ہے؟ اَزراہِ شرع خدانخواستہ معاذ اللہ بکر سے یا کسی مسلمان سے کوئی گناہِ کبیرہ جیسے کہ لواطت وغیرہ کا جرم سرزد بھی ہوجائے، پھر وہ یعنی بکر یا کوئی دیگر شخص بالکل سچے دل سے توبہ کرلے، اُس کو ذلیل کرنا کیسا ہے؟ جب کہ بکر سے لوگ مانوس بھی ہیں اور ایک دینی کام بھی بکر کے ذریعہ چل رہا ہے، اور یہ خطرہ لاحق ہے کہ دینی کام بند ہوجائے گا، ایسی صورت میں بکر کو مدرس رکھنا اور نماز پڑھانے کے لئے اِمام رکھنا کیسا ہے؟ از روئے شرع اور اُن مذکورہ شخصوں کا فعل کس درجہ قباحت کا ہے، جنہوں نے اپنے اُستاذ کو رسوا کیا اور ایک بہت بڑا فتنہ پیدا کرنے کے کوشاں ہیں؟ ایسے وقت میں فتنہ کو دفع کرنے والے اور بکر کی حمایت کرنے والے حق پر ہیں یا نہیں؟ اور ایسے لوگ جو فتنہ پرور ہیں اور اُن کا منشا صرف اپنے اُستاذ کو بغرضِ دشمنی ذلیل کرنے کا ہے اُن کا عمل از روئے شرع کس درجہ مذموم ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں مدلل ومفصل جواب مطلوب ہے۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: کسی کو ناحق رسوا اور ذلیل کرنا اچھا نہیں ہے، احادیث

میں اُس پر سخت وعیدیں وارد ہوئی ہیں، توبہ کرنے کے بعد گناہ کرنے والے کا گناہ معاف ہوجاتا ہے، اِس لئے ایسے شخص کو اِمام ومدرس بنانے میں کوئی حرج نہ ہوگا، اِلا یہ کہ مدرسہ یا مسجد کی بدنامی یا کسی اور فتنہ کا اَندیشہ ہوتو اور بات ہے۔

عن عبد اللّٰه بن مسعود رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: التائب من الذنب كمن لا ذنب له. (سنن ابن ماجة ٢٦٩/٥ رقم: ٤٢٥٠، مشكوٰة المصابيح ٢٠٦، مرقاة المفاتيح ٢٦٩/٥ رقم: ٢٣٦٣ دار الكتب العلمية بيروت)

عن ابن عباس رضي اللّٰه عنهما عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: من ستر عورةَ أخيه ستر اللّٰه عورته يوم القيامة، ومن كشف عورةَ أخيه المسلم كشف اللّٰه عورته حتى يفضحه بها في بيته. (سنن ابن ماجة رقم: ٢٥٤٦، الترغيب والترهيب مكمل، كتاب الحدود وغيرها / الترغيب في ستر المسلم والترهيب من هتكه وتتبع عورته رقم: ٣٥٦٧ بيت الأفكار الدولية)

عن ابن عمر رضي اللّٰه عنهما قال: صعد رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم المنبر، فنادىٰ بصوت رفيع، فقال: يا معشر من أسلم بلسانه ولم يفض الإيمان إلى قلبه، لا تؤذوا المسلمين ولا تعيّروهم، ولا تتبعوا عوراتهم؛ فإنه من يتبع عورة أخيه المسلم يتبع اللّٰه عورته، ومن يتبع اللّٰه عورته يفضحه ولو في جوف رحله. (سنن الترمذي ٢٣/٢، مشكاة المصابيح، كتاب الآداب / باب ما ينهى عنه من التهاجر والتقاطع واتباع العورات، الفصل الثاني ٤٢٨-٤٢٩) فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۲۳/۲/۱۴۱۳ھ

کسی پر مار پیٹ کر کے ظلم کرنا؟

سوال (۱۴۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: فی الوقت میری عمر ۶۲ رسال سے زائد ہورہی ہے، میرے والد مرحوم نے میری شادی پر ذرہ

برابر بھی توجہ نہیں دی تھی، جب کہ میں اپنی بے شرمی سے کہتا بھی تھا، ایک دفعہ میرے والد مرحوم کے تینوں بھائیوں نے مجھے بے دردی سے متواتر تین گھنٹے تک مارا، جس کو چالیس سال کا عرصہ گذر گیا، یہ لوگ جنھوں نے مجھے مارا گنہگار رہوں گے یا میں گنہگار رہوں؟ جب کہ نکاح کرنا سنت ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جن لوگوں نے آپ کو مارا پیٹا اور ظلم کیا وہ گنہگار ہیں، آپ اُنہیں معاف کردیں تو فبہا ورنہ اُنہیں آپ سے معافی مانگ لینی چاہئے؛ تاکہ آخرت میں گرفت سے بچ جائیں۔

عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: من كانت له مظلمة لأخيه من عرضه أو شيء فلتحلله منه اليوم قبل أن لا يكون دينار ولا درهم، إن كان له عمل صالح أخذ منه بقدر مظلمته، وإن لم يكن له حسنات أخذ من سيئات صاحبه فحمل عليه. (مشكاة المصابيح / باب الظلم ٤٣٥/٢) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۱/۷/۱۴۱۴ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

جس سے بات نہ بنتی ہو اُس کے لئے بددُعا کرنا؟

سوال (۱۴۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کیا جس سے بات نہ بنتی ہو، اُس کو بددعا کرنا درست ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اَفضل تو یہی ہے کہ کسی ذاتی وجہ سے کسی پر بددعا نہ کی جائے؛ لیکن اگر کسی شخص کے ذریعہ قومی وملی نقصان ہو تو ایسے شخص کے شر سے بچنے کے لئے اُس پر بددعا کرنا مباح ہے، ایسے معاملات میں بعض صحابہ رضی اللہ عنہم کا بددعا کرنا ثابت ہے۔

عن عروة رضي اللّٰه عنه أن أروى بنت أويس ادعت على سعيد بن زيد أنه

أخـذ شيـئًـا من أرضها، فخاصمته إلى مروان – إلى قوله – فقال: اللّٰهم إن كانت كـاذبة فعم بصرها واقتلها في أرضها، قال: فما ماتت حتى ذهب بصرها، ثم بينا هـي تمشي في أرضها إذا وقعت في حفرة فماتت. (صحيح مسلم، كتاب المساقاة / باب تحريم الظلم وغصب الأرض وغيرها ۳۳/۲ رقم: ۱۶۱۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۴/۷/۱۴۲۹ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

دوسرے کی اَولاد کو بہکانا اور گمراہ کرنا؟

سوال (۱۴۵): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اگر کوئی شخص کسی دوسرے کی اَولاد کو بہکائے اور گمراہ کردے، تو کیا وہ شیطان کے درجہ میں آتا ہے؟ اُس کے لئے روزِ قیامت کیا عذاب اور سزا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بہکانا اور گمراہ کرنا شیطانی عمل ہے؛ لہٰذا جو شخص بھی دوسرے کو برائی پر آمادہ کرے وہ گنہگار اور موجبِ سزا ہے، اگر اُس نے توبہ نہ کی تو جہنم کا مستحق ہوگا۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا، اِنَّمَا يَدْعُوْا حِزْبَهٗ لِيَكُوْنُوْا مِنْ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ﴾ [الفاطر: ٦]

وقال اللّٰہ سبحانہ تعالیٰ: ﴿وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ﴾ [الشوریٰ، جزء آیت: ۲۱] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۰/۱/۱۴۳۰ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

پسِ پشت دشمنانہ رویہ اختیار کرنے والے کا حکم؟

سوال (۱۴۶): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: کوئی شخص جب ہمارے سامنے ہوتا ہے تو ہمیں اپنا بھائی کہہ کر پکارتا ہے، مگر ہمارے پس پشت دشمنانہ رویہ اختیار کرتا ہے، کیا روز قیامت اُس کا شمار منافقین میں کیا جائے گا، اُس کے لئے روز قیامت کیا عذاب یا سزا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: قرآنِ کریم اور اَحادیثِ شریفہ میں پیٹھ پیچھے برائی کرنے اور کسی بھی مسلمان کی بدخواہی کی سخت ممانعت آئی ہے، اور ایسا کام کرنے والوں کے لئے جہنم کی وعیدیں وارد ہیں؛ اِس لئے ہر مسلمان کو اِن بری باتوں سے بچنے کا اہتمام کرنا چاہئے۔

عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: تجدون من شر الناس ذي الوجهين الذي يأتي هؤلاء بوجه وهؤلاء بوجهٍ. (صحيح مسلم ۲/ ۳۲۵)

عن حذيفة رضي اللّٰه عنه قال: سمعت رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم يقول: لا يدخل الجنة قتات (متفق عليه) **وفي رواية مسلم: نمام.** (مشكاة المصابيح ۴۱۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۰/۱/۱۴۳۰ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

لوگ آپس میں جلن حسد اور بغض کیوں رکھتے ہیں؟

سوال (۱۴۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: لوگوں کو جب معلوم ہے کہ اللہ رب العزت کے سوا کوئی نفع ونقصان کا اختیار نہیں رکھتا، تو آپس میں جلن حسد اور بغض کیوں رکھتے ہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: دنیا کی محبت کی بناپر جب عقل پر پردہ پڑ جاتا ہے، تو پھر حسد وبغض جیسے امراض جنم لیتے ہیں، ورنہ اگر آدمی اللہ تعالیٰ کی ذات کا واقعی استحضار رکھے، تو پھر

حسد اور بغض کا سوال ہی پیدا نہ ہوگا، اِسی لئے قرآنِ کریم اور اَحادیثِ شریفہ میں حسد وغیرہ سے بچنے کی تلقین فرمائی گئی ہے۔ ایک حدیث میں ارشادِ نبوی ہے کہ: ''حسد سے بچتے رہو؛ کیوں کہ حسد نیکیوں کو اِس طرح کھا جاتا ہے جیسے آگ لکڑی کو جلا کر خاکستر کردیتی ہے''۔ (مشکوٰۃ شریف ۲/۴۲۸)

عن الزبير رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: دبَّ إليكم داء الأمم قبلَكم الحسدُ، والبغضاءُ هي الحالقةُ، لا أقول: تحلقُ الشعر، ولكن تحلقَ الدين. (رواه أحمد والترمذي)

عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: إياكم والحسد؛ فإن الحسد يأكل الحسنات كما تأكل النارُ الحطبَ. (سنن أبي داؤد، كتاب الأدب / باب الحسد ٢/٦٧٢)

عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: إياكم وسوءَ ذاتِ البين؛ فإنها الحالقةُ. (سنن الترمذي ٢/٧٧، مرقاة المفاتيح، كتاب الآداب / باب ما ينهى عنه من التهاجر والتقاطع واتباع العورات ٩/٢٤١-٢٤٣ رقم: ٥٠٣٩-٥٠٤٠-٥٠٤١ دار الكتب العلمية بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۰/۴/۱۴۲۴ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کیا معافی مانگنے کے لئے تفصیل بتانا بھی ضروری ہے؟

سوال (۱۴۸): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کیا کسی معافی مانگنے کے لئے تفصیل بھی بتانی ضروری ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفيق: تفصیل بتانا بہتر ہے؛ تاکہ معاف کرنے والا شرحِ صدر کے ساتھ معاف کرسکے؛ لیکن اگر کسی مصلحت سے تفصیل نہ بتائے مجمل معافی مانگ لے، اِس کی بھی گنجائش ہے۔

قال الشامي رحمه اللّٰه تعالیٰ: والمراد أن يبين له ذٰلک ويعتذر إليه ليسمح عنه بأن يبالغ في الثناء عليه، والتودد إليه ويلازم ذٰلک حتی يطيب قلبه ...... وقال ملا علي القاري في شرح المشكاة: وهل يكفيه أن يقول: اغتبتک فاجعلني في حل أم لا بد أن يبين ما اغتاب؟ قال بعض علمائنا في الغيبة إلا بعلمه بها: بل يستغفر اللّٰه به إن علم أن إعلامه يثير فتنة. (شامي، كتاب الحظر والإباحة / باب الاستبراء ۹/۵۸۸-۵۸۹ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۹/۷/۸ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

معذرت کے وقت پیر پکڑنا؟

سوال (۱۴۹): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اپنے کسی رشتہ دار یا دوست سے معذرت معافی کی ضرورت پیش آئے، تو کیا اُن کو منانے کے لئے اُن کے پیر بھی پکڑے جاسکتے ہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفيق: معذرت کے موقع پر پیر پکڑنا ثابت نہیں ہے؛ البتہ بطور اِکرام کسی عظمت والے شخص کی قدم بوسی کی بعض فقہاء نے اِجازت دی ہے؛ لیکن آج کے بدعت زدہ دور میں کسی بڑے شخص کے ساتھ بھی ایسا عمل کرنا دینی مصلحت کے خلاف ہے۔

طلب من عالم أو زاهد أن يدفع إليه قدمه يمكنه من قدمه ليقبله أجابه، وقيل: لا يرخص فيه. (الدر المختار، كتاب الحظر والإباحة / باب الاستبراء ۹/۵۵۰، كذا في الفتاویٰ الهندية، كتاب الكراهية / الباب الثامن والعشرون في ملاقاة الملوك والتواضع لهم ۵/۳۶۹ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۰/۵/۲۴ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

داڑھی والے کو ’’ملا جی‘‘ کہنا؟

سوال (۱۵۰):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک شخص جو جاہل ہے اور اُس نے داڑھی رکھ لی ہے، تو اُس شخص کو صرف ملا جی کہہ سکتے ہیں، یا ایسے شخص کو مولانا بھی کہہ سکتے ہیں؟ یا صرف عالم وفاضل کو ہی مولانا کہنا صحیح ودرست ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مولانا عرف میں ایسے شخص کو کہتے ہیں، جس نے باقاعدہ دینی تعلیم حاصل کی ہو؛ لہٰذا جو شخص اِس صفت کا حامل نہ ہو اُسے مولانا نہ کہا جائے اور محض داڑھی رکھنے والے کو ملا جی کہنے کی بھی ضرورت نہیں ہے، اُس کا نام لے کر پکارا جائے۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ، بِئْسَ الْاِسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِیْمَانِ﴾ [الحجرات، جزء آیت:] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲/۱۱/۱۴۱۳ھ

نیک بوڑھی عورت کو اِحترام میں ’’اَمّاں‘‘ اور ’’آپا‘‘ کہنا؟

سوال (۱۵۱):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ہمارے یہاں ایک نیک خاتون ہے، اُن کے شوہر بھی بزرگ اور نیک ہیں، اِس نیک خاتون کو ہمارے گاؤں کی سب ہی عورتیں ’’اَماں‘‘ کہتی ہیں، چاہے جوان ہو یا بوڑھی ہو، جب کہ کسی عورت سے چچی کا رشتہ کسی سے بھتیجی کا رشتہ کسی سے بہن کا رشتہ کسی سے دیورانی یا جٹھانی کا رشتہ؛ مگر سب ہی عورتیں ’’اَماں‘‘ کہتی ہیں، کیا شرعاً یہ اصطلاح درست ہے؟ ایسے ہی ہمارے نہٹور میں ایک نیک عورت کو سارے شہر کی عورتیں ’’آپا‘‘ کہتی ہیں، کیا شرعاً یہ اصطلاح درست ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: کسی بزرگ عورت کو احترام کی بنا پر ’’اَمّاں‘‘ یا ’’آپا‘‘

کہہ دینا یا کسی چھوٹے شخص کو شفقت کے طور پر بیٹا یا بھتیجہ کہہ دینا فی نفسہٖ درست ہے؛ کیوں کہ اِس سے حقیقت مراد نہیں ہوتی؛ بلکہ مجاز مراد ہوتا ہے۔

عن القاسم بن محمد قال: دخلت علی عائشة فقلت: یا أماه اکشفي لي من قبر النبي صلی اللّٰہ علیه وسلم وصاحبیه الخ، قوله: فقلت: یا أماه وهي عمته، لکن قال: یا أماه؛ لأنها بمنزلة أمه. (مرقاۃ المفاتیح ٤/٧٨)

فلما انصرفوا قال: یا ابن أخي! أحسن. (الموطأ لإمام مالك ٣٧٢)

وقال الزرقاني: یا ابن أخي في الإسلام. (أوجز المسالك ١٦/٣٦١ ٤)

عن أنس بن مالک رضي اللّٰہ عنه قال لي رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم یا بني. (صحیح مسلم ٢/٢١٠)

قوله: یا بني: فیه جواز قول الإنسان لغیر ابنه ممن هو أصغر سنًا منه، یا ابني ویا بني مصغرًا، ویا ولدي، ومعناه تلطف، وإنک عندي بمنزلة ولدي في الشفقة، وکذا یقال له: ولمن هو في سن المتکلم :یا أخي للمعنی الذي ذکرناه. (تکملة فتح الملهم ٤/٢٢٨) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۸/۳/۱۴۲۹ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

راستہ میں کولہو لگانا؟

سوال (۱۵۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: راستے میں سڑک پر جو کولہو کی لکڑی گھومتی ہے، راستہ چلنے والوں کو سخت تکلیف ہوتی ہے، کیا یہ درست ہے؟ شریعت کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اِس طرح راستہ میں کولہو لگانا شرعاً جائز نہیں ہے؛ کیوں کہ اس سے عوام کو تکلیف ہوتی ہے۔

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الإيمان بضع وسبعون، أو بضعٌ وستون شعبة، فأفضلها قول لا إله إلا الله، وأدناها إماطة الأذى عن الطريق، والحياء شعبة من الإيمان. (صحيح مسلم، كتاب الإيمان / باب بيان عدد الإيمان وأفضلها وأدناها، وفضيلة الحياء وكونه من الإيمان ٤٧/١ رقم: ٣٥ بيت الأفكار الدولية، صحيح البخاري رقم: ٩، سنن أبي داؤد، كتاب السنة / باب في رد الإرجاء ٦٤٣/٢ رقم: ٤٦٧٦ دار الفكر بيروت، سنن الترمذي، أبواب الإيمان / باب ما جاء في التكمال الإيمان ٨٩/٢ رقم: ٢٦١٤، سنن ابن ماجة رقم: ٥٧، سنن النسائي ١١٠/٨، مشكاة المصابيح ١٢/١)

عن أبي ذرٍ رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: عُرضت علي أعمالُ أمتي حسنها وسيئها، فوجدت في محاسن أعمالها الأذى يُماطُ عن الطريق الخ. (صحيح مسلم، كتاب المساجد ومواضع الصلاة / باب النهي عن البصاق الخ ٢٠٧/١ رقم: ٥٥٣ بيت الأفكار الدولية، سنن ابن ماجة، كتاب الأدب / باب إماطة الأذى عن الطريق رقم: ٣٦٨٣)

عن أبي ذرٍ رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: إن أبواب الخير لكثيرة، وتميط الأذى عن الطريق. (المسند لابن حبان رقم: ٣٣٦٨، شعب الإيمان للبيهقي رقم: ٧٦١٨، الترغيب والترهيب مكمل، كتاب الأدب / الترغيب في إماطة الأذى عن الطريق وغير ذلك مما يذكر ص: ٦٢٢ رقم: ٤٥٠١ بيت الأفكار الدولية) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۱/۱/۱۴ھ

ظالم کے مقابلہ میں مظلوم کی مدد کرنا؟

سوال (۱۵۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میرے پڑوس میں معین الدین بھائی رہتے ہیں، جو کافی غریب ہیں، آئے دن پڑوسیوں کے لڑانے کی وجہ سے آپس میں لڑائی ہوتی رہتی ہے، کئی بار مجھ سے کہا کہ میں کیا کروں، کیسے

سمجھاؤں؟ اِس لڑائی میں دو حاجی صاحبان بھی سرگرم ہیں، میں چاہتا ہوں کہ دینی روشنی میں جواب ارسال فرمائیں کہ ایسے حاجیوں کو خدا کی طرف سے کیا عذاب یا ثواب ملے گا، جو ایک غریب خاندان کے لئے مصیبت بنے ہوئے ہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر سوال میں ذکر کردہ واقعہ صحیح ہے، تو اہلِ محلّہ کو حق کے معاملہ میں مذکورہ غرباء کا ساتھ دینا چاہئے، جو لوگ اُنہیں پریشان کررہے ہیں اُنہیں مؤثر انداز میں سمجھانا چاہئے، اگر وہ آسانی سے نہ سمجھیں تو برادری اور محلّہ کے باأثر افراد قانونی طریقہ پر اُنہیں ظلم سے باز رکھنے کی کوشش کریں؛ تاکہ دوسروں کو بھی اِس سے عبرت حاصل ہو۔

عن أنس بن مالک رضي اللّٰه عنه يقول: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: انصر أخاک ظالمًا أو مظلومًا(صحيح البخاري، كتاب المظالم والغضب / باب أعِن أخاك ظالمًا أو مظلومًا ۱/ ۳۳۰ رقم: ۲٤٤۳ دار الفكر بيروت)

عن ابن عمر رضي اللّٰه عنه عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: الظلم ظلماتٌ يوم القيامة. (سنن الترمذي، أبواب البر والصلة / باب ما جاء في الظلم ۲/ ۲۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۴/۱/۱۴۲۵ھ

لوجہ اللہ کسی سے محبت کرنا؟

سوال (۱۵۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک مسلمان کا اپنے مسلمان بھائی کی نیکی اور دین داری وصلاح وتقویٰ کی وجہ سے اُس سے محبت کرنا اور اُسے اپنا دوست بنانا کیسا ہے؟ کیا شریعت میں کسی کو اپنا دوست بنانا جائز ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: محض خواہشات اور حصولِ دنیا اور مال وجاہ طلبی کی

غرض سے کسی سے دوستی کرنا کوئی اچھی بات نہیں، اور نہ ہی شریعت میں محمود ہے؛ البتہ کسی کی ذاتی دین داری اور صلاح وتقویٰ کی وجہ سے لوجہ اللہ اُس سے محبت کرنا اور دوستی کرنا نہ صرف یہ کہ شرعاً جائز ہے؛ بلکہ عند اللہ یہ چیز کمالِ ایمان کی علامتوں میں سے ہے، حدیث شریف میں ہے کہ جس نے اللہ کے لئے محبت کی، اللہ کے لئے دشمنی کی، اللہ کے لئے دیا اور اللہ ہی کے لئے روکا، تو بس اُس کا ایمان کامل ہوگیا، نیز حدیث میں یہ حکم بھی دیا گیا ہے کہ جب تمہیں کسی سے لوجہ اللہ مخلصانہ محبت ہو، تو اُس سے اُس کا اظہار کردو، چناں چہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا: ''یـا معاذ! واللّٰہ إني لأحبک.'' (سنن أبي داؤد رقم: ۱۵۲۲) لہٰذا ایسی مخلصانہ محبتیں معاشرہ میں عام کرنے کی ضرورت ہے۔

عن أبي أمامة رضي اللّٰه عنه عن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم أنه قال: من أحب للّٰه وأبغض للّٰه، وأعطىٰ للّٰه، ومنع للّٰه، فقد استكمل الإيمان. (سنن أبي داؤد، كتاب الإيمان / باب الدليل على زيادة الإيمان ونقصانه ٦٤٣/٢ رقم: ٤٦٨١ دار الفكر بيروت)

عن أنس رضي اللّٰه عنه قال: ثلاث من كل فيه وجد حلاوة الإيمان: أن يكون اللّٰه ورسوله أحب إليه مما سواهما، وأن يحب المرءَ لا يحبه إلا للّٰه، وأن يكره أن يعود في الكفر كما يكره أن يُقذف في النار. (صحيح البخاري، كتاب الإيمان / باب حلاوة الإيمان ٧/١ رقم: ١٦ دار الفكر بيروت، صحيح مسلم رقم: ٤٣)

عن المقدام بن معديكرب – وقد كان أدركه عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: إذا أحب الرجل أخاه فليخبره أنه يحبه. (سنن أبي داؤد، كتاب الأدب / باب إخبار الرجل: بمحبته إياه ٦٩٨/٢ رقم: ٥١٢٤، سنن الترمذي رقم: ٢٣٩٢) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۱/۳/۱۴۳۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

دوستی کس سے کی جائے؟

سوال (۱۵۵): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: اگر کوئی شخص کسی سے دوستی کرنے کا اِرادہ کرے، تو اُسے دوست بنانے کے لئے کن چیزوں کو اپنے ہونے والے دوست میں تلاش کرنا چاہئے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حدیث میں آتا ہے کہ آدمی کو اپنے جگری دوست کے ساتھ ہم رائے سمجھا جاتا ہے، اِس لئے خوب غور کرلو کہ کس کو دوست بنا رہے ہو، اِس لئے ایسے آدمی کو دوست بنانا چاہئے کہ جس کے اَخلاق وکردار اور دین داری سے نفع پہنچنے کی اُمید ہو۔

عن عبد اللّٰہ رضي اللّٰہ عنه عن النبي صلی اللّٰہ علیه وسلم أنه قال: المرء مع من أحب. (صحیح البخاري، کتاب الأدب / باب علامة الحب في اللّٰہ عزوجل ۲/۱ ۹۱ رقم: ۶۱۶۸ بیروت)

عن أبي هریرة رضي اللّٰہ عنه قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم: الرجل علی دین خلیله، فلینظر أحدکم من یُخالِلُ. (سنن الترمذي / أبواب الزهد ۶۳/۲ رقم: ۲۳۸۷)

عن أبي سعید رضي اللّٰہ عنه عن النبي صلی اللّٰہ علیه وسلم قال: لا تصاحب إلا مؤمنًا ولا یأکل طعامک إلا تقي (سنن أبي داؤد، کتاب الأدب / باب من یؤمر أن یجالس رقم: ۴۸۳۲، سنن الترمذي ۶۵/۲ رقم: ۲۳۹۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۱/۳/۱۴۳۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

دوستی کے آداب

سوال (۱۵۶): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: دوستی نبھانے کا شریعت میں کیا طریقہ ہے؟ اُس کے کیا اُصول وآداب ہیں؟ اور ایک دوست کو اپنے دوست کے ساتھ کس طرح رہن سہن اور معاملات کرنا چاہئے، جس سے دونوں کی دوستی باقی رہے۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: شریعت میں ہر چیز کے اندر اعتدال اور میانہ روی پسند

ہے، اِفراط وتفریط اورغلوکسی چیز میں بھی جائز نہیں ،اس لئے محبت اور دوستی میں بھی اعتدال اورمیانہ روی کا معاملہ رکھنا چاہئے، ممکن ہے کہ آج تم نے جس سے بہت زیادہ محبت کا اظہار کیا ہے،کل وہ تمہارا دشمن بن جائے ، اورجس سے تم نے حد درجہ عداوت اختیار کررکھی ہے، ہوسکتا ہے آئندہ چل کر تمہیں اُس سے نظریں ملانا پڑے، اور پھر شرمندگی کا سامنا ہو؛ اِس لئے کوتاہی اورغلطیوں سے صرف نظر کرتے ہوئے دوستی کے حقوق ادا کرنے چاہئیں۔

عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه أُراه رفعه قال: احبب حبيبک هونامًا، عسیٰ أن يكون بغيضک يوماما، وأبغض بغيضک هوناما عسیٰ أن يكون حبيبک يومامًا.

(سنن الترمذي، أبواب البر والصلة / باب ما جاء في الاقتصاد في الحب والبغض ۲۰/۲ رقم: ۱۹۹۷)

هٰذا حديث غريبٌ لا نعرفه بهٰذا الإسناد إلا من هٰذا الوجه، وقد روی هٰذا الحديث عن أيوب بإسناد غير هٰذا، رواه الحسن بن أبي جعفر وهو حديثٌ ضعيفٌ أيضًا بإسناد له عن علي عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم، والصحيح هٰذا عن علي موقوف. (سنن الترمذي ۲۰/۲)

وفي شعب الإيمان عن علي رضي اللّٰه عنه عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم وروي من أوجه آخر ضعيفة والمحفوظ موقوف. (شعب الإيمان ۲۶۰ رقم: ۶۵۹۷)

قال النبي صلى اللّٰه عليه وسلم: ما تواد اثنان في اللّٰه فيفرق بينهما، إلا بذنب يحدثه أحدهما. (الأدب المفرد / باب هجرة المسلم ۱۴۵/۱ رقم: ۴۰۱)

قال الإمام الشافعي: من صدق في أخوة أخيه قبل عِللِه، وسدَّ خللَه، وغفر زللَه. (مقدمة شرح المهذب / فصل في تلخيص جملة من حال الشافعي ۱۳/۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاه: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۲/۳/۱۴۳۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

اِسلامی نام

''آلِ خدا'' اَور ''آلِ اللہ'' نام رکھنا؟

سوال (۱۵۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ہمارے محلّہ میں دولڑکے پیدا ہوئے، اُن کے والد نے اُن کا نام آلِ خدا اور آلِ اللہ رکھا ہے، اُن ناموں میں کسی قسم کی کوئی شرعی قباحت ہے یا نہیں؟ جواب سے نوازیں۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ''آل'' کے لغوی معنی اَولاد اور اَہل خانہ کے آتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ اَولاد سے قطعاً منزہ ہے، اِس لئے ''آلِ خدا'' اور ''آل اللہ'' نام رکھنا جائز نہ ہوگا۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ. وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا اَحَدٌ﴾ [الاخلاص: ۳-٤]

وقال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿اَنّٰى يَكُوْنُ لَهُ وَلَدٌ وَلَمْ تَكُنْ لَهُ صَاحِبَةٌ﴾ [الانعام، جزء آیت: ۱۰۱] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۲/۲/۱۴ھ

''عاقب'' نام رکھنا؟

سوال (۱۵۸): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: عاقب نام رکھنا درست ہے یا نہیں؟ اور سلف میں کسی کا نام گذرا ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: عاقب کے معنی نائب اور اَچھے جانشین کے آتے ہیں۔

(مصباح اللغات ۵۶۵) نیز یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک بھی ہے، اِس لئے فی نفسہٖ یہ نام رکھنا درست ہے؛ لیکن امام زہریؒ نے اِس لفظ کے معنی آخری نبی کے کئے ہیں، جو صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت ہے؛ لہٰذا مناسب ہے کہ ایسا نام رکھنے میں احتیاط برتی جائے۔

وفـي الحديث الطويل قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: وأنا العاقب، والعاقب الذي ليس بعده نبي. (شمائل الترمذ ۲۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۴/۶/۱۴۱۲ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

''پرویز'' نام رکھنا؟

سوال (۱۵۹):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: بچے کا نام پرویز عالم ہے، یہ نام شریعتِ محمدی کی نظر میں درست ہے یا نہیں؟ کوئی اچھا نام تحریر فرمائیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: پرویز کے معنی فاتح اور خوش نصیب کے ہیں۔(فیروز اللغات ۱۶۵) اِس اعتبار سے یہ نام رکھنا مباح ہے، مگر اَفضل اور اَولیٰ یہ ہے کہ عربی نام رکھے جائیں اور نیکوں کے نام اختیار کئے جائیں۔

قال سعيد بن المسيب: أحب الأسماء إلى اللّٰه أسماء الأنبياء. (المصنف لابن أبي شيبة، كتاب الأدب / باب ما تستحب من الأسماء ۱۳/۲۴۶ رقم: ۲٦٤٣٠ المجلس العلمي بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ

۷/۵/۱۴۱۴ھ

''اَرسلان'' کے معنی؟

سوال (۱۶۰):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں

کہ: اَرسلان اور سلیم کے معنی لکھ کر دے دیجئے، اَرسلان اتوار کی رات ۹/بج کر ۳۰/منٹ پر پیدا ہوئے تھے، پیدائش کی تاریخ ۱۲/۶/۱۹۹۴ء ہے، اَرسلان کے بڑے بھائی کا نام سلمان سلیم ہے، اِسی وزن پر اور نام لکھ دیں اور اَرسلان کے معنی بھی لکھ دیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: اَرسلان کے معنی شیر کے آتے ہیں۔ (فیروز اللغات ۵۷) بہتر ہے کہ اِس کے بجائے حضراتِ انبیاء وصالحین کے نام رکھے جائیں، مثلاً سلمان کے وزن پر، عثمان، سلیمان، عمران وغیرہ۔

عن أبي وهب الجُشمي، وكانت له صحبةٌ رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: تسمّوا بأسماء الأنبياء، وأحب الأسماء إلى الله: عبد الله، وعبد الرحمن. وأصدقها: حارثٌ، وهمّامٌ. وأقبحها: حربٌ ومُرّةٌ. (سنن أبي داؤد ۲/٦٧٦ رقم: ٤٩٥٠، الترغيب والترهيب مكمل، كتاب النكاح وما يتعلق به / الترغيب في الأسماء الحسنة رقم: ٣٠٦٣ بيت الأفكار الدولية) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفر لہ ۹/۲/۱۴۱۵ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

”غلام غوث“ اور ”غلام محمد“ وغیرہ نام رکھنا کیسا ہے؟

سوال (۱٦۱): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: غلام غوث، غلام محمد، غلام علی، غلام حسین، کیا یہ نام رکھنا شرکِ جلی ہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: اِن ناموں کو شرکِ جلی تو نہیں کہہ سکتے؛ کیوں کہ ناموں سے عموماً معانی مقصود نہیں ہوتے؛ بلکہ محض تعارف مقصود ہوتا ہے، باقی ایسے نام رکھنا بہتر نہیں ہے؛ کیوں کہ اِن میں شرک کا واہمہ پایا جاتا ہے۔ (امداد الفتاویٰ ۴/۱۵۷)

التسمية باسم ...... لا استعمله المسلمون والأولىٰ أن لا يفعل. (الفتاویٰ البزازية، كتاب الكراهية / الباب الثاني والعشرون في تسمية الأولاد وكناهم والعقيقة ٥/٤١٨ زكريا)

لكن التسمية بغير هٰذه الأسماء في هٰذا الزمان أولىٰ؛ لأن العوام يصغّرون هٰذه الأسماء عند النداء. (الفتاویٰ السراجية، كتاب الحظر والإباحة / باب التسمية ۷۲ كراچی)

ولا عبد فلان أقول ويؤخذ من قوله ولا عبد فلان منع التسمية بعبد النبي، ونقل المناوي عن الدميري أنه قيل بالجواز بقصد التشريف النسبة، والأكثر على المنع خشية اعتقاد حقيقة العبودية كما لا يجوز عبد الدار. (شامي، كتاب الحظر والإباحة / باب الاستبراء ٦/٤١٨ كراچی، ٩/٥٩٩ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۹/۷/۱۴۱۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

لڑکے کا ''ہمام'' نام رکھنے کے لئے محمد لگائیں یا اَحمد؟

سوال (۱۶۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: لڑکے کا نام ''ہمام'' رکھا ہے، ہمام سے پہلے یا آخر میں کوئی اور نام ملایا جاسکتا ہے یا نہیں؟ اگر کوئی نام ملایا جاسکتا ہے تو وہ نام بتانے کی مہربانی فرمائیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ''ہمام'' عربی لفظ ہے، جس کے معنی لغت میں ''عالی ہمت، بادشاہ، بہادر، سخی، سردار'' کے آتے ہیں، ہمام سے پہلے احمد ہمام، محمد ہمام اور آخر میں ہمام احمد وغیرہ ملایا جاسکتا ہے۔ (مصباح اللغات ۱۰۰۲)

عن أبي وهب الجشمي رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: ...... أصدقها حارث وهمام. (سنن أبي داؤد ٢/٦٧٦) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۸/۵/۱۴۲۱ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

''خالد'' اور ''اَمان'' کے کیا معنی ہیں؟

سوال (۱۶۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: محمد خالد اور محمد اَمان کے کیا معانی ہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: خالد کے معنی ہمیشہ رہنے والا ہے۔ (فیروز اللغات ۳۱۰)

اور اَمان کے معنی پناہ، حفاظت اور آرام کے ہیں۔ (فیروز اللغات ۸۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۳/۷/۱۴۲۱ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

''عبدالنور'' نام رکھنا؟

سوال (۱۶۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کیا نور ''اللہ'' کا صفاتی نام ہے یا ذاتی اور عبدالنور نام رکھنا کیسا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ''نور'' اللہ کا صفاتی نام ہے، اللہ تعالیٰ کے جو اَسماءِ حسنیٰ قرآن وحدیث سے ثابت ہیں، جن کی تعداد بخاری ومسلم ترمذی وغیرہ کے بیان کے مطابق ۹۹ ہیں، اِنہی میں سے ایک اسم نور بھی ہے؛ لہٰذا عبدالنور نام رکھنا شرعاً درست ہے۔ (مستفاد: معارف القرآن ۴/۱۲۹، روح المعانی ۱۸/۱۶۴، ترمذی شریف ۲/۱۸۸)

أحب الأسماء إلى اللّٰه تعالىٰ عبد اللّٰه وعبد الرحمٰن، ولكن التسمية بغير هٰذه الأسماء في هٰذا الزمان أولىٰ؛ لأن العوام يصغرون هٰذه الأسماء للنداء، والتسمية باسم يوجد في كتاب اللّٰه تعالىٰ كالعلي والكبير والرشيد والبديع جائزة؛ لأنه من الأسماء المشتركة ويراد في حق العباد غير ما يراد في حق اللّٰه تعالىٰ، كذا في السراجية. وفي الفتاوىٰ: التسمية باسم لم يذكره اللّٰه تعالىٰ في

عباده ولا ذكره رسول الله صلى الله عليه وسلم ولا استعمله المسلمون تكلموا فيه، والأولىٰ أن لا يفعل، كذا في المحيط. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الكراهية / الباب الثاني والعشرون في تسمية الأولاد ٥/٣٦٢ زكريا، وكذا في المحيط البرهاني، كتاب الاستحسان والكراهية / الفصل الرابع والعشرون في تسمية الأولاد ٦/١٢٩ المكتبة الغفارية كوئٹہ) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۱/۱۱/۲۷ھ

''عبدالسبحان'' نام رکھنا؟

سوال (۱۶۵):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ''عبدالسبحان'' نام رکھنا کیسا ہے؟ اگر جائز نہیں تو عدمِ جواز کس درجہ کا ہے؟ نیز نام رکھنے والا مسلسل گنہگار رہوگا یا ایک مرتبہ؟ یہ گناہ نام رکھنے والے کے ساتھ خاص ہے یا مسمی کو بھی لاحق ہوگا؟

ناجائز ہونے کی صورت میں یہ بھی بتلا دیجئے کہ عدمِ جواز معنی کی خرابی کی وجہ سے ہے یا اُس کے بے معنی ہونے کی وجہ سے؟ درصورتِ اول: سبحان کے ایسے کیا معنی ہیں جس سے اِیہامِ شرک یا کوئی اور خرابی لازم آتی ہے؟ درصورتِ ثانی: کیا بے معنی نام رکھنا صحیح نہیں؟ نیز اگر ''عبد السبحان'' کی کوئی صحیح تاویل ہوتو واضح فرمادیں۔

اگر مسمی کی عمر کافی ہوچکی ہو، اور اسی نام سے لوگوں میں مشہور رہو، نیز سرکاری اور غیر سرکاری کاغذات میں یہی نام درج ہو، اور اِس نام کی تبدیلی میں خاصی مشکل اور کئی پیچیدہ مراحل ہوں تو کیا اِس کی کوئی اور صورت نکل سکتی ہے؟ تفصیلی جواب عنایت فرما کر عنداللہ ماجور رہوں۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ''سبحان'' یا تو بابِ تفعیل کے مصدر ''تسبیح'' کا ہم معنی مصدر ہے، جس کے معنی ''پاکی بیان کرنے'' کے آتے ہیں، یا تسبیح کرنے کے فعل کا اسم علم ہے، بہرکیف جب اِس لفظ کو صرف مصدری معنی میں رکھ کر اِس کی طرف عبدیت کی نسبت کی جائے گی، تو یہ بے معنی نام ہوگا؛ کیوں کہ ایسی صورت میں ''عبدالسبحان'' کا ترجمہ ہوگا: ''پاکی بیان کرنے کا

بندہ'' اِسی پہلو کو سامنے رکھتے ہوئے ہمارے بعض اَکابر جیسے حضرت مولانا عبدالحیؒ لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ اور فقیہ الامت حضرت مولانا مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ''عبدالسبحان'' نام رکھنے سے منع فرمایا ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ۱۹/۳۸۵-۳۸۶ ڈابھیل)

لیکن یہاں دوسرا پہلو یہ ہے کہ ''سبحان'' میں مصدری معنی مراد نہ لے کر صفاتی معنی مراد لئے جائیں (جو ہر مصدر میں مضمر ہوتے ہیں) گویا ''سبحان'' کو ''سبوح'' کے معنی میں لے کر اُس کی طرف عبدیت کی نسبت کی جائے، تو قیاساً جواز کی گنجائش نکل سکتی ہے، ایسی صورت میں ''عبدالسبحان'' کا مطلب یہ ہوگا کہ اُس ذات کا بندہ جس کی بہت پاکی بیان کی جائے۔ بریں بنا اگرچہ بہتر یہی ہے کہ ایسا مختلف فیہ نام نہ رکھا جائے؛ لیکن اگر رکھ لیا گیا ہے تو اِس کی وجہ سے رکھنے والے کو یا مسمّٰی کو گنہگار قرار نہیں دیا جائے گا۔ اِسی طرح اگر نام بدلنے میں دشواری ہو تو اُسے تبدیل کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

''سبحان'' كلمة تنزيه عبرية، سبحان اللّٰه أي أنزه اللّٰه عن كل ما لا يليق بجلاله. (المنجد في اللغة العربية المعاصرة ص: ٦٤٢)

''سبحان'' علم للتسبيح ولذٰلک منع صرفه للعلمية وزيادة الألف والنون ...... فالسبّوح والقدّوس فعول من التسبيح. (عمدة الحفاظ في تفسير أشرف الألفاظ ٢٢٨-٢٢٩)

قلت: ومن هٰهنا وضع ذٰلک أن تسمية العوام أطفالهم بعبد السبحان مما لا معنى لها، ويجب نهيهم عنه؛ فإن العبودية لا تضاف إلا إلى أسماء اللّٰه تعالىٰ، والسبحان ليس علمًا له ولا وصفًا له؛ بل هو مصدر فاحفظ، فإنه من الفوائد النفيسة. (السعاية ٢/١٦٤)

ثم العدول عن المصدر إلى الاسم الموضوع له خاصةً لا سيما، وعلم يشير إلى الحقيقة الحاضرة في الذهن وما فيه من قيامه مقام المصدر مع الفعل؛ فإن انتسابه بفعل متروک، ولهٰذا لم يجز استعماله إلا فيه تعالىٰ أسماءه وعظم كبرياءه. (روح المعاني ٩/٥ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۲۹/۲/ ۱۴۳۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

''محمد قرآن'' نام رکھنا؟

سوال (۱٦٦):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کسی کا نام محمد قرآن علی نام رکھنا کیسا ہے؟ تحریر فرمادیجئے۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: لفظ ''قرآن'' کلام اللہ کے ساتھ خاص ہے، اور یہ اللہ کی صفاتِ ذاتیہ میں سے ہے؛ لہٰذا کسی شخص کا قرآن نام رکھنا درست نہیں ہے۔

المستفاد: أكثر العلماء على أن الرحمٰن مختص باللّٰه عز وجل لايجوز أن يسمى به غيره. (الجامع لأحكام القرآن للقرطبي ١٠٦/١) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۹/۱۱/۱۴۳۵ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

لڑکی کا ''حسنات'' نام رکھنا؟

سوال (۱٦۷):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ہم نے لڑکی کا نام حسنات رکھا ہے، حسنات سے پہلے یا آخر میں کوئی اور نام ملایا جاسکتا ہے؟ اگر کوئی نام ملایا جاسکتا ہے تو وہ نام بتانے کی زحمت فرمائیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حسنات کے معنی ہے: ''نیکیاں'' اِس طرح کا نام رکھنے میں شرعاً کوئی ممانعت نہیں ہے، اور اِس کے آگے خاتون وغیرہ جیسے الفاظ بھی لگائے جاسکتے ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۸/۱/۱۴۲۴ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

''اِرم'' نام رکھنا

سوال (۱۶۸): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اَزروئے شرع ''اِرم'' نام رکھنا کیسا ہے؟ جائز ہے یا ناجائز؟ یا مکروہ حرام؟ جب کہ اِسی نام سے قرآن شریف کی سورۂ فجر میں ایسی قوم کا ذکر آیا ہے، جس پر اللہ تعالیٰ کا نہایت سخت اور عبرت ناک عذاب آیا ہے؟

اگر کسی نے اپنی بچی کا یہ نام رکھ لیا ہے، تو اُس کے لئے شریعت کا کیا حکم ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ''ارم'' کے معنی ''نشانی کے طور پر رکھے گئے پتھر'' کے آتے ہیں، اِس معنی کے اعتبار سے اِرم نام رکھنے میں کوئی حرج نہیں ہے؛ البتہ چوں کہ قرآن میں ''اِرم'' نام کی ایک قوم کا ذکر ہے جو قومِ عاد کی ایک ذیلی شاخ تھی، اور اپنے جداعلیٰ ارم بن عاد بن سام بن نوح علیہ السلام کی طرف منسوب تھی، اور اِس پوری قوم پر نافرمانی کی وجہ سے عذاب آیا تھا؛ اِس لئے اگر یہ نام نہ رکھا جائے تو بہتر ہے؛ تاکہ نام میں معذب قوم کے ساتھ تشبیہ نہ ہو، اور ہمیشہ نیک لوگوں اور اَچھے معانی والے نام رکھنے چاہئیں، اور مشتبہ نام رکھنے سے احتراز کرنا چاہئے۔

الإرَم و الأرِم میدان میں رہنمائی کے لئے نصب کئے ہوئے پتھر۔ (مصباح اللغات ۳۲)

وإنها اسم قبيلة من عاد كان فيهم الملك وكانوا، وكان في الأصل اسمًا لأبي قبيلة وهو إرم بن عاد بن سام بن نوح عليه السلام. (تفسير المظهري ۱۰/ ۲۳۰ زكريا)

عن أبي الدرداء رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إنكم تدعون يوم القيامة بأسماء كم وأسماء آباء كم، فأحسنوا أسماء كم. (سنن أبي داؤد ۲/ ٦٧٦ رقم: ٤٩٤٨، المسند للإمام أحمد بن حنبل ٥/ ١٩٤) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۱/۶/۳۰ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

بچوں کے دو نام رکھنا؟

سوال (۱۶۹):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: آج کے زمانہ میں دیکھا جاتا ہے کہ لوگ بچوں کے دو نام رکھتے ہیں، مدرسہ میں ایک نام ہوتا ہے اور گھر میں دوسرا، جب کہ ہم نے سنا ہے کہ قیامت کے دن اُسی نام سے پکارا جائے گا جو دنیا میں لیا جاتا ہے، تو کیا دو نام رکھنا صحیح ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: فی نفسہٖ متعدد نام رکھنا جائز ہے، اور قیامت میں بظاہر اُسی نام سے پکارا جائے گا جس سے وہ شخص زیادہ مشہور ہو، اور جس آدمی کے دو نام ہوتے ہیں تو ایسا نہیں ہوتا کہ دونوں نام یکساں استعمال ہوتے ہوں، یقیناً ایک کا استعمال دوسرے کے مقابلہ میں زیادہ ہوتا ہے، اور وہی اُس کا عرفی نام سمجھا جاتا ہے۔ (أحسن الفتاویٰ ۸/۱۷۵)

عن أبي الدرداء رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: **إنکم تدعون یوم القیامة بأسماء کم وأسماء آباء کم، فأحسنوا أسماء کم.** (سنن أبي داؤد ۲/۶۷۶ رقم: ۴۹۴۸، المسند للإمام أحمد بن حنبل ۵/۱۹۴)

التسمیة باسم ...... **لا استعمله المسلمون والأولیٰ أن لا یفعل.** (الفتاویٰ البزازیة، کتاب الکراهیة / الباب الثاني والعشرون في تسمیة الأولاد وکناهم والعقیقة ۵/۴۱۸ زکریا) فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۹/۱۱/۱۴۳۲ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کی کنیت ''اُم عبد اللہ'' کیسے پڑی؟

سوال (۱۷۰):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ''ریاض الصالحین'' کے باب ''الاخلاص للہ تعالیٰ'' میں ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت ہے، اُس میں آپ کے نامِ نامی سے پہلے ''اُم عبد اللہ'' لکھا ہوا ہے۔

یہ دیکھ کر حیرت ہوئی؛ اِس لئے کہ ہماری معلومات کے مطابق حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے یہاں کوئی اَولاد نہیں ہوئی، تو اُن کی کنیت ''اُم عبداللہ'' کیسے رکھی گئی؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب باللّٰہ التوفیق: عرب کے معاشرہ میں بطورِ اَعزاز نام کے ساتھ کنیت رکھنے کا بھی دستور رہا ہے، اِس بناپر اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے درخواست کی تھی کہ میرے علاوہ آپ کی دیگر اَزواجِ مطہرات کی اپنی اپنی کنیت اور اَلقاب ہیں، تو آپ میری بھی کوئی کنیت مقرر فرمادیں۔ تو اُن کی اِس درخواست پر نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دل جوئی فرماتے ہوئے اُنہیں مشورہ دیا کہ اپنے بھانجے حضرت عبداللہ بن الزبیر (جو حضرت اَسماء رضی اللہ عنہا کے صاحب زادہ ہیں) کے نام پر اَپنی کنیت رکھ لیں؛ کیوں کہ بھانجہ بھی ایک طرح سے خالہ کے لئے بیٹے کے درجہ میں ہوتا ہے۔

حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ کنیت مقرر کرنے کے لئے حقیقی اَولاد کا ہونا ضروری نہیں؛ بلکہ دیگر قریبی اَعزہ کی طرف منسوب کرکے بھی کنیت رکھی جاسکتی ہے۔

عن هشام بن عروة عن أبيه عن عائشة رضي اللّٰه عنها أنها قالت: يا رسول اللّٰه! كل صواحبي لهن كني، قال: فاكتني بابنك عبد اللّٰه – يعني ابن اختها – قال مسدد: عبد اللّٰه بن الزبير، قالت: فكانت تُكنَّي بأم عبد اللّٰه. (سنن أبي داؤد، كتاب الأدب / باب في المرأة تكني رقم: ٤٩٧٠)

وأخرج البيهقي بهذا الإسناد وقالت: قلت يا رسول اللّٰه! كل نسائك لهن كني غيري، قال: تكني بابنك عبد اللّٰه بن الزبير، فكانت تكني بأم عبد اللّٰه حتى ماتت. (السنن الكبرىٰ للبيهقي ٥٢٢/٩ رقم: ١٩٣٣٤ دار الكتب العلمية بيروت، كذا في المعجم الكبير للإمام الطبراني: عبد اللّٰه بن الزبير بن العوام جزء: ١٧٥/١٤ الشاملة) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری ۱۴۳۶/۲/۲۲ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

سلام ومصافحہ اور معانقہ

سلام کا مسنون طریقہ

سوال (۱۷۱): -کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلۂ ذیل کے بارے میں کہ: سلام کرنے کا سنت طریقہ کیا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سلام کرنے کا سنت اور بہتر طریقہ یہ ہے کہ مسلمان سے ملاقات اور جدائی کے وقت ''السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'' کے الفاظ کے ساتھ پورا سلام کرے۔

عن عمران بن حصين رضي الله عنه قال: جاء رجل إلى النبي صلى الله عليه وسلم، فقال: السلام عليكم، فرد عليه، ثم جلس، فقال النبي صلى الله عليه وسلم: عشرٌ، ثم جاء آخر، فقال: السلام عليكم ورحمة الله، فرد عليه فجلس، فقال: عشرون، ثم جاء آخر، فقال: السلام عليكم ورحمة الله وبركاته، فرد عليه فجلس، فقال: ثلاثون. (سنن أبي داؤد، كتاب الأدب / باب كيف السلام ۲/ ۷۰٦ رقم: ۵۱۹۵ دارالفكر بيروت، سنن الترمذي ۲/ ۹۸ رقم: ۲٦۸۹)

والأفضل للمسلم أن يقول: السلام عليكم ورحمة الله وبركاته، والمجيب كذٰلک يرد، ولا ينبغي أن يزاد على البركات شيء (الفتاویٰ التاتارخانية ۱۸/ ۷۷ زكريا)

ثم إن أكثر ما ينتهي إليه السلام إلى البركة، فتقول: السلام عليكم ورحمة الله وبركاته، وهو الذي عليه العمل. (الموسوعة الفقهية ۲۵/ ۱۵۸ كويت)

في النوازل: إذا أتى إنسان باب دار غيره يجب أن يستأذنه ثم إذا دخل

يسـلـم، م: وهذا في البيوت، أما في الفضاء يسلم أولاً ثم يتكلم. (الفتاویٰ التاتارخانية ۱۸/۷۶ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۲/۳/۱۴۳۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

سلام کرنے پر نیکی؟

سـوال (۱۷۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: سلام کرنے پر کتنی نیکی ملتی ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجـواب وباللّٰـه التوفيق: اگر پورا سلام کرے گا، یعنی ''السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'' تو تیس نیکیاں ملیں گی، اور اگر سلام میں دو کلمات کا تلفظ کیا ہے، یعنی ''السلام علیکم ورحمۃ اللہ'' تو بیس نیکیاں ملیں گی، اور اگر صرف ''السلام علیکم'' کہا ہے، تو صرف دس نیکیاں ملیں گی۔

عـن عـمـران بن حصين رضي اللّٰه عنه قال: جاء رجل إلى النبي صلى اللّٰه عليه وسلم، فقال: السلام عليكم، فرد عليه، ثم جلس، فقال النبي صلى اللّٰه عليه وسـلـم: عشرٌ، ثم جاء آخر، فقال: السلام عليكم ورحمة اللّٰه، فرد عليه فجلس، فـقـال: عشـرون، ثـم جـاء آخر، فقال: السلام عليكم ورحمة اللّٰه وبركاته، فرد عـليـه فجلس، فقال: ثلاثون. (سنن أبي داؤد، كتاب الأدب / باب كيف السلام ۲/۷۰۶ رقم: ۵۱۹۵ دارالفكر بيروت، سنن الترمذي ۲/۹۸ رقم: ۲۶۸۹) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۲/۳/۱۴۳۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

سلام میں پہل کرنا؟

سـوال (۱۷۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: جوشخص سلام میں پہل کرے اُس کے لئے کیا انعام ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب کسی مسلمان سے ملاقات ہوتو سلام میں پہل کرنا مزید فضیلت کا باعث ہے، ایک حدیث میں وارد ہے کہ لوگوں میں اللہ تعالیٰ کے قرب کا سب سے مستحق وہ شخص ہے جو سلام کرنے میں پہل کرے، اور ایک دوسری حدیث میں ہے کہ سلام میں پہل کرنے والا تکبر سے بری ہے۔

عن أبي أمامة رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: إن أولی الناس باللّٰه تعالیٰ من بدأهم بالسلام. (سنن أبي داؤد، کتاب الأدب / باب في فضل من بدأ بالسلام ۲/۷۰٦ رقم: ۵۱۹۷ دار الفکر بیروت)

عن عبد اللّٰه رضي اللّٰه عنه عن النبي صلی اللّٰه علیه وسلم قال: البادئ بالسلام بريءٌ من الکبر. (رواه البیهقي في شعب الإیمان ٦/٤٣٣ رقم: ٨٧٨٦ دار الکتب العلمیة بیروت)

عن أبي الدرداء رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: أفشوا السلام کي تعلوا. (رواه الطبراني، وإسناده حسن، کذا في مجمع الزوائد ۸/۳۰) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۱/۳/۱۴۳۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کسی کے یہاں اِجازت طلبی کے لئے کتنی مرتبہ سلام کریں؟

سوال (۱۷۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اگر کسی کے یہاں داخل ہونے کی اِجازت لینے کے لئے دستک دی یا سلام کیا؛ لیکن اندر سے کوئی جواب نہ ملے، تو کتنی مرتبہ دستک دینا یا سلام کرنا چاہئے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: کسی سے ملاقات کے لئے جانا ہوتو تین مرتبہ سلام

کرکے اِجازت طلب کریں، اگر اِس کے بعد بھی اِجازت نہ ملے اور جواب نہ آئے، تو واپس آجائیں۔

عن أبي سعيد الخدري رضي اللّٰه عنه قال: كنت في مجلس من مجالس الأنصار، إذ جاء أبو موسىٰ كأنه مذعورٌ، فقال: استأذنتُ على عمر ثلاثًا فلم يؤذن لي، فرجعت، فقال: ما منعك؟ قلت: استأذنت ثلاثًا فلم يؤذن لي فرجعت، وقال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: إذا استأذن أحدكم ثلاثًا فلم يؤذن له فليرجع. (صحيح البخاري، كتاب الاستئذان / باب التسليم والاستئذان ثلاثًا ٢/ ٩٢٣ رقم: ٦٢٤٤-٦٢٤٥ دار الفكر بيروت)

عن أبي سعيد الخدري رضي اللّٰه عنه يقول: كنا في مجلس عند أبي بن كعب فأتى أبوموسىٰ الأشعري مغضبًا حتى وقف، فقال: أنشدكم اللّٰه هل سمع أحد منكم رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم يقول: الاستئذان ثلاث، فإن أذن لك وإلا فارجع. (شعب الإيمان للبيهقي / باب في مقاربة وموادة أهل الدين ٦/ ٤٤١ رقم: ٨٨١٧ دار الكتب العلمية بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۱/۳/۱۴۳۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

اپنے گھر میں اِطلاع دے کر جانا؟

سوال (۱۷۵): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک مولوی صاحب بیان کر رہے تھے کہ جب گھر میں داخل ہو تو اِجازت اور اطلاع دے کر جاؤ، خواہ صراحۃً ہو یا دلالۃً۔ تو دریافت یہ کرنا ہے کہ کیا اپنے گھر میں جہاں صرف بیوی بچے ہوں، وہاں بھی اِجازت اور اطلاع کی ضرورت ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اپنے ذاتی گھر میں جانے کے لئے اطلاع واجازت کی

ضرورت نہیں؛ البتہ بہتر ہے کہ داخل ہوتے وقت بلند آواز سے سلام کرے یا کھانس کر اندر آجائے۔ ممکن ہے کہ گھر والے غیر محتاط حالت میں ہوں، یا کوئی پردہ والی عورت ہوتو وہ پردہ کرلے۔

عن زينب رضي الله عنها قالت: ...... كان عبد الله إذا دخل تنحنح وصوّت.

(سنن ابن ماجة، كتاب الطب / باب تعليق التمائم ۲۵۲/۲ رقم: ۳۵۳۰ دار الفكر بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۱/۳/۱۴۳۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

محرم زنان خانہ میں جاتے وقت اِجازت لینا؟

سوال (۱۷۶): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کیا اپنے گھر میں جہاں والدہ یا بہن وغیرہ رہتی ہوں، اُن کے کمرہ میں جانے کے لئے بھی اِجازت واطلاع ضروری ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: اِنسان مرد ہو یا عورت، محرم ہو یا غیر محرم، جب بھی اُس کے خلوت کدہ میں جانے کا اِرادہ ہوتو اِجازت لے کر ہی جانا چاہئے، ممکن ہے کہ وہ کسی ایسی حالت میں ہو جس کا دیکھنا آپ کے لئے جائز نہ ہو، اِس لئے محرم زنان خانہ میں بھی اِجازت لے کر ہی جانا چاہئے۔

عن عطاء بن يسار رحمه الله أن رسول الله صلى الله عليه وسلم سأله رجلٌ، فقال: يا رسول الله! استأذن علىٰ أمي؟ فقال: نعم، فقال الرجل: إني معها في البيت، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: استأذِن عليها، فقال الرجل: إني خادمها، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: استأذِن عليها، أتحبُ أن تراها عريانةً؟ قال: لا، قال: فاستأذِن عليها. (المؤطا للإمام المالك / باب الاستئذان ص: ۳۸۰) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۱/۳/۱۴۳۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

خالی گھر میں داخل ہوتے وقت سلام کرنا؟

سوال (۱۷۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: حدیث میں ہے کہ جب گھر میں داخل ہوتو اہل خانہ کو سلام کرو، اب اگر کوئی شخص خالی مکان میں داخل ہو، تو کیا سلام کرے گا یا نہیں؟ اگر سلام کرے گا تو کن الفاظ سے سلام کرنا چاہئے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب خالی مکان میں داخل ہوں تو اِس طرح سلام کرنا چاہئے: ''السلام علینا وعلی عباد اللّٰہ الصالحین''.

وإن دخل بيتًا ليس فيه أحدٌ يقول: السلام علينا وعلىٰ عباد اللّٰه الصالحين، فالملائكة ترد عليه السلام. (شامي، كتاب الحظر والإباحة / باب الاستبراء وغيره ۵۹۲/۹ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۴۳۷/۳/۴ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

ہاتھ کے اِشارہ سے سلام کرنا؟

سوال (۱۷۸): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: موجودہ انتہائی مصروفیت کے دور میں اکثر لوگ ہاتھ کے اِشارے سے سلام کردیتے ہیں، اور اگر قریب ہوں تو ہاتھ ملا لیتے ہیں، کیا اِس طرح سلام ہوجاتا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ہونٹ ہلائے بغیر محض ہاتھ سے سلام کرنا ایک مہمل عمل ہے، اِس سے سلام کی سنت اَدا نہیں ہوتی؛ البتہ اگر جس کو سلام کیا جارہا ہے وہ دور ہو، تو زبان سے سلام کرنے کے ساتھ ساتھ ہاتھ سے اِشارہ کردیا جائے، تو اِس کی گنجائش ہے۔

عن عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده رضي اللّٰه عنه أن رسول اللّٰه صلى

اللّٰـه عليه وسلم قال: ليس منا من تشبه بغيرنا، لا تشبهوا باليهود ولا بالنصاریٰ؛ فإن تسليم اليهود الإشارة بالأصابع، وتسليم النصاریٰ الإشارة بالكف. (سنن الترمذي ۹۹/۲ رقم: ۲٦۹٥، المسند للإمام أحمد بن حنبل ٤۹۹/۲)

لا تشبهوا بهم جميعًا في جميع أفعالهم خصوصًا في هاتين الخصلتين، ولعلهم كانوا يكتفون في السلام، أو رده، أو فيهما بالإشارتين من غير نطق بلفظ السلام الذي هو سنة آدم وذريته من الأنبياء والأولياء. (مرقاة المفاتيح، كتاب الآداب / باب السلام ٤٧٠/۸ دار الكتب العلمية بيروت، ٥٧/۹ المكتبة الأشرفية ديوبند)

كراهية إشارة اليد في السلام أي مكتفيًا بها مقتصرًا عليها، أما إذا كان التلفظ بلفظ التسليم أيضًا فلا. (الكوكب الدري ١٣٦/٢ سهارن فور)

فإن كانت الإشارة مقرونة بالنطق بحيث وقع التسليم أو الرد باللسان مع الإشارة، أو كان المسلم عليه بعيدًا من المسلم، بحيث لا يسمع صوته فيشير إليه بالسلام بيده أو رأسه ليعلمه أنه يسلم فلا كراهة. (الموسوعة الفقهية ١٥٩/٢٥ إدارة الأوقاف والشئون الإسلامية الكويت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۹/۱۱/۱۴۳۲ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

دور والے شخص کو ہاتھ کے اِشارہ سے سلام کرنا؟

سوال (۱۷۹): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اگر کوئی شخص دور ہو، جہاں تک آواز پہنچنا بظاہر مشکل ہو، یا قریب ہی ہو؛ لیکن اُس تک آواز پہنچنے میں کوئی مانع ہو، تو ایسے شخص کو سلام کرنے کا کیا طریقہ ہے؟ کیا صرف ہاتھ کے اِشارہ سے سلام کرنا کافی ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: دور والے شخص کا سلام کرنے کے لئے صرف ہاتھ کا

اِشارہ کافی نہ ہوگا؛ بلکہ ہاتھ کے اِشارہ کے ساتھ ساتھ زبان سے بھی سلام کے الفاظ بولنا ضروری ہے۔

عن عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده رضي الله عنهم أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: ليس منا من تشبه بغيرنا ولا تشبهوا باليهود ولا بالنصارىٰ، فإن تسليم اليهود الإشارةُ بالأصابع، وإن تسليم النصارىٰ بالأكف. (سنن الترمذي ۲/۹۹ رقم: ۲٦۹٥، الترغيب والترهيب مكمل، كتاب الأدب / الترغيب في المصافحة والترهيب من الإشارة في السلام ٥۷۷ رقم: ٤١٤١ بيت الأفكار الدولية)

عن جابر رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: تسليم الرجل بإصبع واحدة يشير بها فعل اليهود. (المسند لأبي يعلى الموصلي رقم: ١٨٧٥)

عن جابر رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا تسلموا تسليم اليهود والنصارىٰ؛ فإن تسليمهم إشارة (بالكفوف) والحواجب.

ويحتمل والله أعلم أن يكون المراد به كراهية الاقتصار على الإشارة في التسليم دون التلفظ بكلمة التسليم إذا لم يكن في صلاة تمنعه من التكليم.

(شعب الإيمان للبيهقي / باب في مقاربة وموادة أهل الدين ٦/٤٦٤ رقم: ٨٩١١-٨٩١٥ دار الكتب العلمية بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۷/۳/۴ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

وضو، اَذان اور کھانا کھاتے وقت سلام کرنا یا جواب دینا؟

سوال (۱۸۰): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: وضو کرتے وقت، اَذان کے وقت اور کھاتے وقت سلام کرنا جب کہ آدمی اِن تینوں اَوقات میں دنیاوی باتوں میں مشغول ہو، اور عام طور پر ذہنوں میں یہ بات ہے کہ اِن تینوں حالتوں میں سلام نہیں کرنا چاہئے، تو اِن اَوقات میں سلام کرنا کیسا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: وضوء، اَذان اور کھانا کھاتے وقت سلام کرنا مسنون نہیں، اور اگر کوئی کرے تو اُس کا جواب دینا واجب نہیں؛ لیکن اگر جواب دیدے تو کوئی حرج بھی نہیں ہے۔

یکره السلام علی العاجر عن الجواب حقیقة کالمشغول بالأکل أو الاستفراغ، أو شرعًا کالمشغول بالصلاة وقراءة القرآن، لو سلّم لا یستحق الجواب …… یأثم بالسلام علی المشغولین بالخطبة …… أو الأذان والإقامة ویردون في الباقي لإمکان الجمع بین فضیلتي الرد. (شامي، کتاب الصلاة / باب ما یفسد الصلاة وما یکره فیها، مطلب: المواضع التي یکره فیها السلام ۲/۳۷۵ زکریا) **فقط واللہ تعالیٰ اعلم**

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۳/۱۰/۳۰ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

وضو کرتے ہوئے کو سلام کرنا اور سلام کا جواب دینا؟

سوال (۱۸۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اگر کوئی شخص وضو کررہا ہے، اور اُس کو کسی نے سلام کیا، تو وہ جواب دے سکتا ہے یا نہیں؟ اور وضو کرنے والے کو سلام کرنا کیسا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر وضو کرنے والا بوقتِ وضو دعائیں پڑھ رہا ہو، تو اُس کو سلام نہ کیا جائے، اور اگر یہ معلوم ہو کہ دعائیں نہیں پڑھ رہا ہے، تو اُس کو سلام کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ۵/۲۳۰، فتاویٰ رحیمیہ ۱/۱۲۴)

والأظهر کما ذکر النووي: أنه إن کان مستغرقًا بالدعاء مجمع القلب علیه، فالسلام علیه مکروه للمشقة التي تلحقه من الرد، والتي تقطعه عن الاستغراق بالدعاء. (الموسوعة الفقهیة ۲۵/۱٦٤) **فقط واللہ تعالیٰ اعلم**

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۳/۶/۱۳ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

عورت کوسلام کرنا یا اُس کے سلام کا جواب دینا؟

سوال (۱۸۳):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کیا عورت کوسلام کرنا یا اُس کے سلام کا جواب دینا جائز ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: محرم عورتوں کوسلام کرنا اور جواب دینا دونوں جائز ہے، اور نامحرم بوڑھی عورت کوبھی سلام کرنا جائز ہے؛ البتہ جوان عورت کوسلام کی ابتداء نہ کی جائے، اگر وہ سلام کرلے تو آہستہ سے جواب دے دیں۔

عن يحی بن أبي كثير قال: بلغني أنه يكره أن يسلم الرجل على النساء، والنساء على الرجل. ...... قلت لعطاء: أأُسلِّم على النساء؟ قال: إن كن شواب فلا. (شعب الإيمان للبيهقي / باب في مقاربة ومواداة أهل الدين ٤٦٠/٦ رقم: ٨٨٩٦-٨٨٩٨ بيروت)

كان قتادة يقول: أما امرأة من القواعد فلا بأس أن يسلم عليها، وأما الشابة فلا. (شعب الإيمان للبيهقي، باب في مقاربة ومواداة أهل الدين / فصل في السلام على النساء ٤٦٠/٦ رقم: ٨٨٩٧ دار الكتب العلمية بيروت)

الفتيات جمع فتية: المرأة الشابة، ومفهومه جوازه على العجوز؛ بل صرحوا بجواز مصافحتها عند أمن الشهوة. (شامي ٣٧٤/٢)

رد السلام واجب إلا على ...... أو سلم الطفل أو السكران أو شابة يخشى بها افتتان. (شامي ٣٧٦/٢ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۱/۳/۱۴۳۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

غیر محرم عورت کوسلام کرنا اور اُس کے سلام کا جواب دینا؟

سوال (۱۸۴):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: ہمارے علاقہ میں کچھ لوگ یہ مسئلہ بتاتے ہیں کہ غیر محرم عورت کو سلام کرنا جائز نہیں ہے، اور اگر غیر محرم سلام کرے تو زبان سے جواب نہیں دینا چاہئے، دل ہی دل میں جواب دے دو، ایک عالم بھی اِسی طرح بغیر قید کے مسئلہ بتارہے ہیں، ہم لوگوں کے سامنے بڑی پریشانی ہوگئی؛ کیوں کہ ہم رشتہ داری میں ماموں ممانی کے یہاں جاتے ہیں، یا دوسری رشتہ داری میں جاتے ہیں اور گھر میں اکثر غیر محرم ہی ہوتی ہیں، اور وہ پردہ بھی کرتی ہیں، ہم اِس مسئلہ کی وجہ سے اپنے رشتہ داروں کی عورتوں کو سلام نہیں کرتے، چپ چاپ جا کر بیٹھ جاتے ہیں، تو رشتہ داروں کو شکایت ہے، ہم نے آپ کی کتاب انوار رحمت میں مسئلہ پڑھا کہ اگر فتنہ اور ہیجان کا خطرہ نہ ہو تو غیر محرم سے سلام کرنے میں کوئی قباحت نہیں، ہم کو تفصیل سے اس کا فتوی لکھ دیں؛ تاکہ ہم یہاں سب کو سنادیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جہاں فتنہ کا اندیشہ ہو، وہاں اَجنبی عورت کو سلام کرنا ممنوع ہے؛ لیکن جہاں فتنہ کا اندیشہ نہ ہو، مثلاً بہت بوڑھی عورت ہو یا کسی عورت کو خاص کر کے سلام نہ کیا جائے؛ بلکہ عمومی سلام کرلیا جائے، تو اِسی طرح اَجنبی رشتہ دار عورتوں کو سلام کرنے میں حرج نہیں۔ (انوار رحمت ۱۱۰)

عن شهر بن حوشب يقول: أخبرته أسماء بنت يزيد رضي الله عنها مر علينا النبي صلى الله عليه وسلم في نسوة، فسلم علينا. (سنن أبي داؤد ۷۰۷/۲ رقم: ۵۲۰٤، سنن الترمذي ۹۹/۲ رقم: ۲٦۹۷)

وكثير من العلماء لم يكرهوا تسليم كل منهما على الآخر، وقال الحليمي: كان صلى الله عليه وسلم مامونًا عن الفتنة فمن وثق من نفسه بالسلامة، فليسلم وإلا فالصمت أسلم. (بذل المجهود ۵۸۸/۱۳ مركز الشيخ أبي الحسن الندوي) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۱/۲/۱۴۲۹ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

سر کھلے ہونے کی حالت میں محرم عورت کو سلام کرنا؟

سوال (۱۸۵): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کیا محرم عورت کو ایسی حالت میں سلام کرنا جائز ہے، جب کہ وہ اِن اعضاء کو کھولے ہوئے ہو، جن اعضاء کو محرم کا دیکھنا جائز ہے؛ لیکن اَجنبی مرد کا دیکھنا جائز نہیں، جیسے ناف، آستین، کپڑے پہننے کے وقت سر کھلا ہونے کے وقت، جیسا کہ اُس کی تفصیل عالمگیری ۳۲۸ پر مذکور ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسئولہ صورت میں محرم عورت کو سلام کرنے کی اِجازت ہے۔

عن أنس رضي اللّٰه عنه قال: قال لي رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: يا بُنيَّ! إذا دخلت علىٰ أهلک فسلِّم يكون بركةً عليک وعلىٰ أهل بيتک. (سنن الترمذي / باب ما جاء في التسليم إذا دخل بيته ۲/۹۹ رقم: ۲٦۹۸)

عن قتادة رحمه اللّٰه عنه قال: قال النبي صلى اللّٰه عليه وسلم: إذا دخلتم بيتًا فسلموا على أهله، وإذا خرجتم فاودِعوا أهله السلام. (المصنف لعبد الرزاق ۱۰/۳۸۹ رقم: ۱۹٤٥۰)

إذا دخل الرجل في بيته يسلم على أهل بيته الخ، ويسلم في كل دخلة. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الكراهية / الباب السابع في السلام ٥/۳۲٥) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱٦/۸/۱۴۲۹ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

فون یا خط کے اختتام پر ''خدا حافظ'' یا ''اللہ حافظ'' کہنا؟

سوال (۱۸٦): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: آج کل ''خدا حافظ'' کے بجائے ''اللہ حافظ'' کہتے ہیں، فون پر یا خط کے اختتام پر یا ملاقات کے بعد واپسی پر ''خدا حافظ'' یا ''اللہ حافظ'' کہنا کیسا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: فون یا خط کے اختتام پر اصل سنت ''السلام علیکم'' کہنے کی ہے، سلام کے ساتھ کوئی شخص خدا حافظ بھی لگائے تو حرج نہیں؛ لیکن بات ختم کرنے کی علامت کے طور پر ''خدا حافظ'' یا ''اللہ حافظ'' کہنا اور سلام کو چھوڑ دینا، جیسا کہ آج کل نئے طبقہ کا دستور ہو گیا ہے، یہ صحیح نہیں ہے، یہی حکم ملاقات کے بعد واپسی کے وقت سلام ودعا کرنے کا ہے۔

عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: إذا انتهى أحدكم إلى مجلس فليسلم، فإن بدا له أن يجلس فليجلس، ثم إذا قام فليسلم فليست الأولىٰ بأحق من الآخرة. (سنن الترمذي، أبواب الاستيذان والآداب / باب التسليم عند القيام والقعود ۲/ ۱۰۰)

إذا كان جالسًا مع قومٍ ثم قام ليفارقهم فالسنة أن يسلم. (الموسوعة الفقهية ۲۵/ ۱۷۲ كويت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۵/۷/ ۱۴۲۳ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

محفل میں آنے پر سلام واجب ہے یا جانے پر؟

سوال (۱۸۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: محفل میں آنے پر سلام واجب ہے یا محفل سے جانے پر؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: محفل میں آنے اور جانے پر سلام واجب تو نہیں؛ لیکن مسنون ہے۔

عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال: إذا انتهىٰ أحدكم إلىٰ مجلسٍ فليُسلم، فإن بدا له أن يجلس فليجلس، ثم إذا قام

فليُسلِّم فليست الأولىٰ بأحق من الآخرة. (سنن الترمذي / باب ما جاء في التسليم عند القيام ١٠٠/٢ رقم: ٢٧٠٦)

ويسلم على القوم حين يدخل عليهم وحين يفارقهم. (شامي ٥٩٢/٩ زكريا)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۹/۸/۱۴۱۹ھ

مجلس والوں کو سلام کرنے پر جواب کس پر واجب ہے؟

سوال (۱۸۸): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اگر کسی جگہ بہت سے لوگ بیٹھے ہوں، اور ایک آدمی اُن کے پاس سے گذرتا ہوا سلام کرے، تو اُس کا جواب دینا کس پر واجب ہے؟ آیا سب پر الگ الگ واجب ہے یا کسی ایک کا جواب دینا سب کی طرف سے کافی ہوجائے گا؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اہل مجلس میں سے اگر کوئی ایک بھی جواب دیدے، تو سب کی طرف سے کافی ہوجائے گا، اور اگر کسی نے بھی جواب نہ دیا تو تمام اہل مجلس ذمہ دار ہوں گے، ہاں اگر سلام کرنے والے نے کسی کا نام لے کر سلام کیا ہے، تو پھر صرف اُسی کے ذمہ جواب دینا واجب ہوگا۔

عن أبي هريرة رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: يسلم الصغير على الكبير، والمار على القاعد، والقليل على الكثير. (صحيح البخاري، كتاب الاستئذان / باب تسليم القليل على الكثير ٩٢١/٢ رقم: ٦٢٣١ دار الفكر بيروت)

لو دخل شخص مجلسًا فإن كان الجمع قليلاً يعمهم سلام واحد فسلم كفاه، فإن زاد فخصّص بعضهم فلا بأس ويكفي أن يرد منهم واحد، فإن زاد فلا

بأس، وإن كانوا كثيرًا بحيث لا ينتشر فيهم فيبتدئ أول دخوله إذا شاهدهم وتتأدى سنة السلام في حق جميع من يسمعه، ويجب على من سمعه الرد على الكفاية. (فتح الباري ١٤/١١-١٥ رياض)

قال الفقيه أبو الليث: إذا دخل جماعة على قوم، فإن تركوا السلام فكلهم آثمون في ذٰلک، وإن سلم واحد منهم جاز عنهم جميعًا، وإن تركوا الجواب فكلهم آثمون، وإن ردّ واحد منهم أجزأهم. (تكملة فتح الملهم ٢٤٣/٤ المكتبة الأشرفية ديوبند) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۱/۳/۱۴۳۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

رخصتی کے وقت سلام ومصافحہ کرنا؟

سوال (۱۸۹): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: (۱) ندائے شاہی نومبر ۱۹۹۷ء موضوع ''رخصتی کے وقت مصافحہ'' صفحہ ۳۸ ؍ پر پڑھنے کا شرف حاصل ہوا، جس میں سلام ومصافحہ کے جواز پر فتویٰ دیا گیا ہے، بطور استدلال جو حدیث درج ہے اُس حدیث میں صرف مصافحہ کا تذکرہ ہے نہ کہ سلام کا۔

(۲) رخصتی کے وقت سلام اور مصافحہ کے موضوع پر کیا اختلافِ ائمہ بھی ہے، احناف کا مسلک مصافحہ کے حق میں ہے یا نہیں؟ واضح فرمائیں۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: (۱) حدیث شریف میں مصافحہ کو متمم سلام فرمایا گیا ہے؛ لہٰذا رخصتی کے وقت سلام ومصافحہ کے جواز پر جو عبارت: ''والمشهور على الألسنة أن المصافحة عند الوداع لا يثبت وليس بصحيح لروايات ذكرتها على هامش جمع الفوائد''. (بذل المجهود ١٤٨/٢) ندائے شاہی میں پیش کی گئی ہے، اگرچہ اِس میں صرف

مصافحہ کا تذکرہ ہے، مگر اِس سے سلام کا عدم ثبوت لازم نہیں آتا۔

عن أبي أمامة رضي اللّٰه عنه أن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قال: …… وتمام تحیاتکم بینکم المصافحة. (مشکاة المصابیح / باب المصافحة والمعانقة ٤٠٢)

(۲) بعض علماء کرام وداعی مصافحہ کو بدعت کہتے ہیں، مگر ہمارے علماء اَحناف کے نزدیک وہ جائز ہے؛ اِس لئے کہ رخصتی کے وقت سلام نصوص سے ثابت ہے، اور مصافحہ متمم سلام ہے، تو مصافحہ رخصتی کے وقت درست ہوا۔ اِسی بنا پر ندائے شاہی میں شائع کردہ مسئلہ میں سلام ومصافحہ کا جواز ثابت کیا گیا ہے۔

عن قتادة رضي اللّٰه عنه قال: قال النبي صلی اللّٰه علیه وسلم: إذا دخلتم بیتًا فسلموا علی أهله، وإذا خرجتم فاودعوا أهله بسلام. (مشکاة المصابیح، باب السلام / الفصل الثاني ٣٩٩، معارف الحدیث ١٥٨/٦)

عن أبي هریرة رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: إذا انتهی أحدکم إلیٰ مجلس فلیسلم ……، ثم إذا قام فلیسلم، فلیست الأولیٰ بأحق من الاٰخرة. (سنن الترمذي / باب ما جاء في التسلیم عند القیام ١٠٠/٢ رقم: ٢٧٠٦، بذل المجهود ١٤٥/٢، دلیل الفالحین ٣٤٢/٣، عون المعبود ٥٢٠/٢، مرقاة المفاتیح ٥٦٦/٤)

حصن حصین میں ذکر کردہ ایک حدیث سے تو معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے سفر کے موقع پر سلام ومصافحہ دونوں فرمایا ہے:

وإن کان سفرًا صافح، وقال أي المقیم: استودع اللّٰه دینک وأمانتک وخواتیم عملک، واقرأ: علیک السلام (حصن حصین ٧٤/٤) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۵/۶/۱۴۱۹ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

سلام نہ کرنے پر لعن طعن کرنا؟

سوال (۱۹۰): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں

کہ: نسیم الدین صاحب و اِحسان علی صاحب راستہ میں چل رہے تھے، محمد احمد پیچھے سے گزرا، اُس نے سلام نہیں کیا، کیا اُس پر اِسلام کی رو سے سلام کرنا واجب تھا؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورتِ مسئولہ میں محمد احمد کو سلام کرنا چاہئے تھا؛ لیکن اگر اُس نے بھول کر یا کسی اور بنا پر سلام نہیں کیا تو اُس پر لعن طعن کرنا درست نہ ہوگا۔

ویسلم الذي یأتیک من خلفک (الفتاویٰ الهندیة، کتاب الکراهیة / الباب السابع في السلام ۵/ ۳۲۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۳/۹/۲۳ھ

کیا سلام کا جواب دینا واجب ہے؟

سوال (۱۹۱): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کیا سلام کا جواب دینا شرعاً واجب ہے؟ اگر واجب ہے تو اُس سے واجب اصطلاحی مراد ہے یا صرف بیانِ تاکید کے لئے وجوب کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر من جملہ حقوق کے سلام کا جواب دینا بھی ہے، اور یہ معاشرتی واجبات میں سے ہے۔

عن أبي هریرة رضي اللّٰہ عنه قال: سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم یقول: حق المسلم علی المسلم خمس: رد السلام ...... الخ. (صحیح البخاري، کتاب الجنائز / باب الأمر باتباع الجنائز ۱/ ۱۶۶ رقم: ۱۲۴۰ دار الفکر بیروت، صحیح مسلم رقم: ۲۱۶۲ بیت الأفکار الدولیة)

السلام ابتداء وجوابًا، والأول أفضل مع أنه سنة، ومن القواعد أن

الـواجـب ثـوابه أكمل، ولعل وجهه أنه مشتمل على التواضع مع كونه سببًا لأداء الفرض، ونظيره النظرة عن المعسر إلى الميسرة؛ فإنها واجبة. (مرقاة المفاتيح، كتاب الآداب / باب السلام ٩/٤٥-٤٦ المكتبة الأشرفية ديوبند)

قـال الـنـووي: نـقل ابن عبد البر إجماع المسلمين على أن ابتداء السلام سنة وأن رده فرض (أي واجب). (تكملة فتح الملهم ٤/٤٥ ٢ المكتبة الأشرفية ديوبند)

إن السـلام سنة واستماعه مستحب، وجوابه أي رده فرض كفاية، وإسماع رده واجب. (شامي / كتاب الحظر والإباحة ٦/٤١٣ كراچی، ٩/٥٩٣ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۲/۳/۱۴۳۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کیا سلام کا جواب بلند آواز سے ہی دینا ضروری ہے؟

سوال (۱۹۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کیا سلام کا جواب بلند آواز سے ہی دینا ضروری ہے؟ اگر کوئی آہستہ سے جواب دیدے، اِس طور پر کہ سلام دینے والے کو سنائی نہ دے، تو کیا حکم ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سلام کا جواب اتنی آواز میں دینا واجب ہے کہ سلام کرنے والا جواب سن لے۔

إن السلام سنة واستماعه مستحب، وجوابه أي ردّه فرض كفاية وإسماع رده واجب. (شامي / كتاب الحظر والإباحة ٦/٤١٣ كراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۱/۳/۱۴۳۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کیا سلام کرنے والے کو سلام کا جواب سنانا ضروری ہے؟

سوال (۱۹۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: حضرت مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم نے فتح الملہم ۲۴۵ کے اخیر میں لکھا ہے کہ:

”کتب شيخ مشايخنا الإمام محمّد أشرف علی التهانوي رحمه اللّٰه إن رد السلام واجب وإسماعه مستحب، وفيه سعة لمن يشكل عليه الإسماع، ولكني لم أجده في كتب الفقهاء القذافي“.

اِس مسئلہ کی تحقیق کے لئے روح المعانی دیکھی تو اُس میں یہ عبارتیں ملیں:

”ولا بد في الابتداء والرد من رفع الصوت بقدر ما يحصل به السماع بالفعل الخ“ واستظهر أنه لا بد من سماع جميع الصيغة ابتداء وردًا. (روح المعاني ۱۰۰/۵ بيروت تحت قوله تعالى: إذا حييتم بتحية فحيوا بأحسن منها)

تو اَب سوال یہ ہے کہ کیا اِن عبارات سے اسماع کا وجوب ثابت ہوتا ہے یا استحباب؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفيق: آپ کے مسئولہ مسئلہ سے متعلق ایک فقہی عبارت مل گئی، جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ سلام کے جواب میں اِسماع ضروری ہے، اور اگر کسی وجہ سے اِسماع ممکن نہ ہو، تو ایسا اِشارہ ضروری ہے کہ سلام کرنے والے کو پتہ چل جائے کہ اس نے جواب دیا ہے، عبارت ملاحظہ فرمائیں:

قال في شرح الشرعة: واعلم أنهم قالوا: إن السلام سنة، وإسماعه مستحب وجوابه: أي رده فرض كفاية وإسماع رده واجب، بحيث لو لم يسمعه لا يسقط هٰذا الفرض عن السامع حتى قيل: لو كان المسلم أصم يجب على الراد أن يحرك شفتيه ويريه بحيث لو لم يكن أصم لسمعه. (شامي، كتاب الحظر والإباحة / باب الاستبراء ۵۹۳/۹ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۹/۱۰/۱۲ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

خط میں ''السلام علیکم'' لکھنے والے کے جواب میں ''وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'' لکھنا؟

سوال (۱۹۴):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: السلام علیکم زبان اور تحریری کہنے لکھنے والوں کو جواب میں صرف وعلیکم السلام ہی کہنا لکھنا چاہئے یا وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ اور وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ بھی کہہ اور لکھ سکتے ہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: السلام علیکم کے جواب میں وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ بھی کہہ سکتے ہیں؛ بلکہ یہ زیادہ اَفضل ہے۔

قال تعالیٰ: ﴿وَاِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَا﴾ **قال العلامة الاٰلوسي: أي بتحية أحسن من التحية التي حييتم بها، بأن تقولوا: وعليكم السلام ورحمة اللّٰه تعالىٰ.** (روح المعاني ۹۹/۵)

عن عمران بن حصين رضي اللّٰه عنهما قال: جاء رجلٌ إلى النبي صلى اللّٰه عليه وسلم فقال: السلام عليكم، فردّ عليه السلام، ثم جلس، فقال النبي صلى اللّٰه عليه وسلم: عشرٌ، ثم جاء آخرُ، فقال: السلام عليكم ورحمة اللّٰه، فرد عليه فجلس، فقال: عشرون، ثم جاء آخرُ، فقال: السلام عليكم ورحمة اللّٰه وبركاته، فرد عليه فجلس، فقال: ثلاثون. (سنن أبي داؤد، كتاب الأدب / باب كيف السلام ۷۰٦/۲ رقم: ۵۱۹۵ دار الفكر بيروت، سنن الترمذي ۹۸/۲ رقم: ۲٦۸۹) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۰/۱۱/۱۴۱۹ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

غائبانہ سلام

سوال (۱۹۵):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: مسلمان بھائیوں یا رشتہ داروں کا آپس میں ایک دوسرے کو غائبانہ سلام پہنچانے کا کیا طریقہ ہے؟ اور جو شخص سلام لے کر آئے گا، اُس کو جوابی الفاظ کس طرح کہے جائیں گے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: غائبانہ سلام کے لئے تو کوئی خاص الفاظ مخصوص نہیں ہے؛ بلکہ یہ کہہ دینا کافی ہے کہ فلاں سے ہمارا سلام کہہ دینا یا پہنچا دینا، وغیرہ؛ البتہ جو شخص دوسرے کا سلام لے کر آئے، اُس کے جواب میں سلام لانے والے اور سلام کہلوانے والے دونوں کو سلامتی کی دعا دی جائے گی، اور اِس طرح سے جواب دیں گے: ”**علیک وعلیہ السلام**“ اگر سلام کہلوانے والی عورت ہے، تو: ”**علیک وعلیہا السلام**“ کے الفاظ کہیں گے۔ ایک صحابی نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنے والد کا سلام پیش کیا، تو آپ نے جواب میں فرمایا: ”**علیک وعلی أبیک السلام**“ اِسی طرح ایک روایت میں ہے کہ خود نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُم المؤمنین سیدتنا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو حضرت جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سلام پیش کیا تھا۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿وَاِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَا اَوْ رُدُّوْهَا اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَسِيْبًا﴾ [النساء: ٨٦]

عن عائشة رضي اللّٰه عنها حدثته أن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال لها: إن جبرئيل يقرئک السلام، قالت: وعليه السلام ورحمة اللّٰه (صحيح البخاري، كتاب الاستئذان / باب إذا قال: فلان يقرئك السلام ٢/٩٢٣ رقم: ٦٢٥٣ دار الفكر بيروت)

عن غالب قال: إنا لجلوس بباب الحسن إذ جاء رجلٌ، فقال: حدثني أبي عن جدي، قال: بعثني أبي إلى رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم فقال: ائته فاقرأه السلام، قال: فأتيته، فقلته: إن أبي يقرئک السلام، فقال: عليک وعلى أبيک السلام. (سنن أبي داؤد، كتاب الأدب / باب في الرجل يقول: فلان يقرئك السلام رقم: ٥٢٣١ دار

الـفـكـر بيروت، صـحـيـح البخاري، كتاب الاستيذان / باب إذا قال: فلانٌ يقرئك السلام رقم: ٦٢٥٣ دار الفكر بيروت، سنن الترمذي ۲/ ۹۹۰) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۷/۳/۴ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

غیر مسلم اور اہلِ کتاب کو سلام کرنا؟

سوال (۱۹۶): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ماہنامہ ''تحفۂ خواتین'' میں غیر مسلم کو سلام کرنے کے سلسلہ میں آپ کا فتویٰ بحوالہ مرقاۃ نظر نواز ہوا، حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ کی درج ذیل عبارت:

''﴿وَاِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ﴾ فعل مجہول ہے، مگر اِجماعاً اِس کا فاعل مسلم ہے قطعاً یا احتمالاً، پس اگر یقینی کافر سلام کرے تو جواب دینا واجب نہیں گو جائز ہے۔ اور حدیث میں جو اِس کے جواب کا خاص صیغہ آیا ہے کہ صرف ''علیکم'' کہے، تو وہ جب ہے جب احتمال ہو کہ اُس نے شرارت سے سلام کیا ہے، ورنہ جائز ہے؛ بلکہ حاجت کے وقت ابتداء بھی درست ہے۔ **نقله في الروح عن الحسن وعن الشعبي وقتادة وابن عباس رضي الله عنهم**''. (بيان القرآن [النساء: ۸٦] ۱/ ۱٤۰ مكتبة الحق جوگيشوري ممبئي)

آپ کے نقل کردہ قول کے خلاف ہے، اِس سلسلہ میں راجح قول کیا ہے، اگر وضاحت فرمادیں تو نوازش ہوگی، اگر آپ کا نقل کردہ قول ہی راجح ہے، تو حضرت تھانویؒ کے قول کی وضاحت کیا ہوگی؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: غیر مسلم کو سلام کرنے کی تحقیق کی گئی، جس سے یہ معلوم ہوا کہ اِس بارے میں شروع ہی سے علماء کے درمیان دو قول رہے ہیں، ایک بڑی جماعت اِس بات کی قائل ہے کہ کسی بھی غیر مسلم کو ''السلام علیکم'' کے لفظ سے ابتداءً سلام نہ کیا جائے، اور اگر کوئی غیر مسلم مسلمان کو سلام کرے، تو اُس کے جواب میں صرف ''وعلیکم'' یا ''وعلیک'' کہا جائے، ''وعلیکم

السلام ورحمۃ اللہ‘‘ نہ کہا جائے، اِس جماعت کا استدلال اُس حدیث سے ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لا تبدؤوا اليهود ولا النصارىٰ بالسلام، فإذا لقيتم أحدهم في طريقٍ فاضطروه إلى أضيقه. (صحيح مسلم، كتاب السلام / باب النهي عن ابتداء أهل الكتاب بالسلام وكيف يُردُّ عليهم ٢/٢١٤ رقم: ٢١٦٧، سنن أبي داؤد رقم: ٥٢٠٥، سنن الترمذي / باب ما جاء في كراهية التسليم على الذمي ٢/٩٩ رقم: ٢٧٠٠)

نیز دوسری روایت میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إذا سلّم عليكم أهل الكتاب فقولوا: وعليكم. (صحيح البخاري / كيف الرد على أهل الذمة السلام ٢/٩٢٦ رقم: ٦٢٥٨، صحيح مسلم ٢/٢١٣ رقم: ٢١٦٣ بيت الأفكار الدولية، سنن أبي داؤد ٢/٧٠٧ رقم: ٥٢٠٧ دار الفكر بيروت)

جمہور علماء وفقہاء اور شارحین حدیث کی یہی رائے ہے، نیز اِمام ابوحنیفہ اور امام اَبویوسفؒ سے بھی صراحتاً یہی منقول ہے، اِس کے برخلاف ایک دوسری جماعت کی رائے یہ ہے کہ اگر کسی ضرورت سے کسی کافر کو ابتداءاً سلام کرلیا جائے، یا اس کے جواب میں ’’وعلیکم السلام‘‘ کہہ دیا جائے تو کوئی حرج نہیں ہے، یہ رائے حضرت عبداللہ بن عباسؓ، حضرت ابوامامہؓ، حضرت حسن بصریؒ اور حضرت عمر بن عبدالعزیز رضوان اللہ علیہم اجمعین کی طرف منسوب ہے، یہ حضرات اُس حدیث سے استدلال کرتے ہیں جس میں یہ مضمون ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلم اور غیر مسلم کے مخلوط مجمع پر سلام سے ابتداء فرمانے کا ذکر ہے۔ (صحیح البخاری ۲/۹۲۴)

نیز سلام کو مطلقاً عام کرنے کی روایت سے بھی استدلال کرتے ہیں، اِسی اعتبار سے آیت: ﴿وَإِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا﴾ کی تفسیر میں دو رائے ہوگئیں: بعض نے اُسے مسلمانوں کے ساتھ خاص فرمایا اور بعض نے اُس کو عام فرمایا ہے۔ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے بیان القرآن میں اِسی دوسری رائے کی طرف اِشارہ فرمایا ہے، مگر عموماً فقہی کتابوں اور

شروحاتِ حدیث میں فتویٰ پہلی رائے پر دیا گیا ہے، خاص کر اِس لئے کہ ’’السلام علیکم‘‘ محض ایک دعا ہی نہیں؛ بلکہ ایک اِسلامی شعار ہے، اِس لئے اُس کا استعمال اِسلامی علامت کے طور پر ہونا چاہئے، جیسا کہ دیگر شعار صرف مسلمانوں کے ساتھ مخصوص ہیں، اَب اِس سلسلہ میں چند عبارات برائے ملاحظہ تحریر کی جاتی ہیں:

۱:– ثم اختلف في أنه خاص في أهل الإسلام، أو عام في أهل الإسلام وأهل الكفر، فقال عطاء: هو في أهل الإسلام خاصة؛ وقال ابن عباس وإبراهيم وقتادة: هو عام في الفريقين. (أحكام القرآن لأبي بكر الجصاص ٢١٨/٢)

۲:– ولو سلّم يهودي أو نصراني أو مجوسي فلا بأس بالرد، ولكن لا يزيد في الجواب على قوله: وعليک؛ كما في الخانية: وروي ذٰلک مرفوعًا في الصحيح، ولا يسلم ابتداء على كافر لقوله عليه الصلاة والسلام: لا تبدؤوا اليهود ولا النصارىٰ بالسلام، فإذا لقيتم أحدهم في طريق فاضطروه إلى أضيقه.

(صحيح البخاري رقم: ٢١٦٧، سنن أبي داؤد ٧٠٧/٢ رقم: ٥٢٠٥)

وأوجب بعض الشافعية رد سلام الذمي بعليک فقط، وهو الذي يقتضيه كلام الروضة، لكن قال البلقيني والآذرعي والزركشي: إنه يسن ولا يجب، وعن الحسن يجوز أن يقال للكافر: وعليک السلام؛ ولا يقل: ورحمة اللّٰه تعالىٰ؛ فإنها استغفار، وعن الشعبي أنه قال لنصراني: سلم عليه ذلک، فقيل له فيه، فقال: أليس في رحمة اللّٰه يعيش؟

وأخرج ابن المنذر من طريق يونس بن عبيد الحسن أنه قال في الآية: إن حيوا بأحسن منها – للمسلمين – أو ردوها – لأهل الكتاب، وورد مثله عن قتادة، ورخّص بعض العلماء ابتداءهم به إذا دعت إليه داعية، ويؤدي حينئذ بالسلام، فعن ابن عباس رضي اللّٰه عنهما أنه كان يقول للذمي: والظاهر عند

الـحـاجة السـلام عـليک ويريد – کما قال اللّٰه تعالیٰ عليک – أي هو عدوک، ولا مـانـع عـندي إن لم يقصد ذٰلک من أن يقصد الدعاء له بالسلامة بمعنی البقاء حيا ليسـلـم، أو يعطي الجزية ذليلاً. وفي الأشباه النص علی ذٰلک في الدعاء له بطول البقاء. (روح المعاني ١٤٧/٤، تحت رقم الآية: ٨٦ زکريا)

٣:– لـنـذکـر المواضع التي لا يسلم فيها، وهي ثمانية: الأول: روی أن النبي صـلـی اللّٰه عليه وسلم قال: "لا يبدأ اليهودي بالسلام" وعن أبي حنيفة أنه قال: لا يبدأ بـالسـلام فـي کتـاب ولا فـي غيره، وعن أبي يوسفؒ: لا تسلم عليهم ولا تصافحهم، وإذا دخـلـت فـقـل: السـلام عـلـی مـن اتبع الهدیٰ، ورخص بعض العلماء في ابتداء السـلام عـليهـم، إذا دعـت إلی ذٰلک حاجة، وأما إذا سلموا علينا، فقال أکثر العلماء: ينبغي أن يقال: وعليک(تفسير الفخر الرازي الجزء العاشر، النساء: ٨٦، ٢٢١/٥ دار الفکر بيروت)

٤:– التـاسعة: وأما الکافر فحکم الرد عليه أن يقال له: وعليکم؛ قال ابن عبـاس وغيره: المراد بالآية: ﴿وَإِذَا حُيِّيْتُم بِتَحِيَّةٍ﴾ فإذا کانت من مؤمن ﴿فَحَيُّوا بِأَحْسَنَ مِنْهَا﴾ وإن کانت من کافرٍ فردوا علی ما قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه وسلم أن يقال لهم: ''وعليکم''. وقال عطاء: الآية في المؤمنين خاصة، ومن سلّم من غيرهم، قيل له: "عليک'' کما جاء في الحديث(الجامع لأحکام القرآن لأبي عبد اللّٰه محمد بن أحمد القرطبي ٢٦١/٣ المکتبة التجارية، ٣٠٣/٥ بيروت)

٥:– وهـو مـفـرع عـلـی مـنع ابتداء الکافر بالسلام، وقد ورد النهي عنه صـريـحًـا فـي ما أخرجه مسلم والبخاري في ''الأدب المفرد" من طريق سهل بن أبـي صـالـح عـن أبيـه عـن أبـي هـريرة رفعه: لا تبدؤا اليهود والنصاری بالسلام، واضـطـروهـم إلـی أضيـق الطريق؛ وللبخاري في ''الأدب المفرد" والنسائي من حـديـث أبـي بصرة وهو بفتح الموحدة وسکون المهملة الغفاري أن النبي صلی

اللّٰه عليه وسلم قال: إني راكبٌ غدًا إلى اليهود فلا تبدء وهم بالسلام، وقالت طائفة: يجوز ابتداءهم بالسلام: فأخرج الطبري من طريق بن عيينة قال: يجوز ابتداء الكافر بالسلام لقوله تعالىٰ: ﴿لايَنۡهَاكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيۡنَ لَمۡ يُقَاتِلُوۡكُمۡ فِي الدِّيۡنِ﴾ وقول إبراهيم لأبيه: سلام عليک. وأخرج ابن أبي شيبة من طريق عون بن عبد اللّٰه عن محمد بن كعب أنه سأل عمر بن عبد العزيز عن ابتداء أهل الذمة بالسلام، فقال: نرد عليهم ولا نبدء هم. قال عون: فقلت له: فكيف تقول أنت؟ قال: ما أرى بأسًا أن نبدؤهم، قلت: لم؟ قال: لقوله تعالى: ﴿فَاصۡفَحۡ عَنۡهُمۡ وَقُلۡ سَلامٌ﴾ وقال البيهقي بعد أن ساق حديث أبي أمامة أنه كان يسلم على كل من لقيه، فسئل عن ذلک، فقال: إن اللّٰه جعل السلام تحية لأمتنا وأمانا لأهل ذمتنا، هٰذا رأي أبي أمامة، وحديث أبي هريرة في النهي عن ابتداء هم أولى، وأجاب عياض عن الآية، وكذا عن قول إبراهيم عليه السلام لأبيه، بأن القصد بذلک المتاركة والمباعدة، وليس القصد فيهما التحية. وقد صرح بعض السلف بأن قوله تعالى: ﴿وَقُلۡ سَلامٌ فَسَوۡفَ يَعۡلَمُوۡنَ﴾ نسخت بآية القتال. وقال الطبري: لا مخالفة بين حديث أسامة في سلام النبي صلى اللّٰه عليه وسلم على الكفار حيث كانوا مع المسلمين، وبين حديث أبي هريرة في النهي عن السلام على الكفار؛ لأن حديث أبي هريرة عام، وحديث أسامة خاص، فيختص من حديث أبي هريرة ما إذا كان الابتداء لغير سبب ولا حاجة من حق صحبة أو مجاورة أو مكافأة أو نحو ذلک، والمراد منع ابتداء هم بالسلام المشروع، فأما لو سلّم عليهم بلفظ يقتضي خروجهم عنه، كأن يقول: السلام علينا وعلى عباد اللّٰه الصالحين فهو جائز، كما كتب النبي صلى اللّٰه عليه وسلم إلى هرقل وغيره: سلام على من اتبع الهدى. (فتح الباري ١١/٣٩-٤٠ دار الكتب العلمية بيروت، ٤٧/١٤ رقم: ٦٢٥٤ دار الفكر بيروت)

٦:- واختلف العلماء في رد السلام على الكفار وابتداء هم به، فمذهبنا تحريم ابتداء هم به، ووجوب رده عليهم، بأن يقول: وعليكم أو عليكم فقط، ودليلنا في الابتداء قوله صلى الله عليه وسلم: لا تبدؤا اليهود ولا النصارىٰ بالسلام، وفي الرد قوله صلى الله عليه وسلم: فقولو: وعليكم، وبهذا الذي ذكرنا عن مذهبنا، قال أكثر العلماء وعامة السلف: وذهبت طائفة إلى جواز ابتداء نا لهم بالسلام، روى ذلک عن ابن عباس وأبي أمامة وابن أبي محيريز، وهو وجه لبعض أصحابنا، حكاه الماوردي، لكنه قال: يقول: السلام عليک، ولا يقول: عليكم بالجمع، واحتج هؤلاء بعموم الأحاديث بإفشاء السلام، وهي حجة باطلة؛ لأنه عام مخصوص بحديث: لا تبدؤا اليهود ولا النصارى بالسلام، وقال بعض أصحابنا: يكره ابتداء هم بالسلام ولا يحرم، وهذا ضعيف أيضًا؛ لأن النهي للتحريم، فالصواب تحريم ابتداء هم، وحكى القاضي عن جماعة أنه يجوز ابتداء هم به للضرورة والحاجة أو سبب، وهو قول علقمة والنخعي، وعن الأوزاعي أنه قال: إن سلمت فقد سلم الصالحون، وإن تركت فقد ترک الصالحون، وقالت طائفة من العلماء: لا يرد عليهم السلام، ورواه ابن وهب وأشهب عن مالک، وقال بعض أصحابنا: يجوز أن يقول في الرد عليهم: وعليكم السلام، ولكن لا يقول: ورحمة الله، حكاه الماوردي، وهو ضعيف، مخالف للأحاديث، والله أعلم. ويجوز الابتداء بالسلام على جمع فيهم مسلمون وكفار أو مسلم وكفار، ويقصد المسلمين للحديث السابق أنه صلى الله عليه وسلم: سلّم على مجلس فيه أخلاط من المسلمين والمشركين. (شرح النووي على صحيح مسلم ٢/ ٢١٤)

٧:- ولابأس برد السلام على أهل الذمة، ولكن لا يزاد على قوله وعليكم، قال الفقيه أبو الليث رحمه الله: إن مررت بقوم وفيهم كفار، فأنت بالخيار إن شئت قلت: السلام عليكم، وتريد به المسلمين، وإن شئت قلت:

السلام علی من اتبع الهدی، کذا في الذخیرة. (الفتاوی الهندیة ۳۲۵/۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۲۶/۱۱/۲۲ھ

جس مجلس میں مسلم وغیر مسلم دونوں ہوں وہاں سلام کرنا؟

سوال (۱۹۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اگر کسی مجلس میں مسلم وغیر مسلم دونوں بیٹھے ہوں، تو کیا مسلم کو مخاطب کرکے یا اُس کی نیت کرکے سلام کرسکتے ہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ایسی مجلس میں مسلمانوں کو سلام کی نیت کرکے ابتداء بالسلام کرسکتے ہیں۔

عن عروة بن الزبیر أن أسامة بن زید رضي اللّٰه عنه أخبره أن النبي صلی اللّٰه علیه وسلم مر بمجلس فیه أخلاط من المسلمین والیهود والمشرکین عبدة الأوثان فسلّم علیهم أجمعین. (شعب الإیمان للبیهقي / فصل في التسلیم علی أهل المجلس فیه أخلاط المسلمین والمشرکین ٤٦٤/٦ رقم: ٨٩١٦ دار الکتب العلمیة بیروت، صحیح البخاري، کتاب الاستئذان / باب التسلیم في مجلس فیه اخلاط من المسلمین والمشرکین ٩٢٤/٢ رقم: ٦٢٥٤ دار الفکر بیروت)

أما التسلیم علی أهل الذمة، فقد اختلفوا فیه: قال بعضهم: لا بأس بأن یسلم علیهم. وقال بعضهم: لا یسلم علیهم. وهٰذا إذا لم یکن للمسلم حاجة إلی الذمي، وإذا کان له حاجة، فلا بأس بالتسلیم علیه. ولا بأس برد السلام علی أهل الذمة، ولکن لا یزاد علی قوله: ''وعلیکم''. قال الفقیه أبو اللیث: إن مررت بقوم وفیهم کفار، فأنت بالخیار: إن شئت قلت: السلام علیکم، وترید به المسلمین، وإن شئت قلت: السلام علی من اتبع الهدیٰ الخ. (الفتاویٰ الهندیة، کتاب الکراهیة /

الباب السابع في السلام ٥/٣٢٥ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۷/۳/۴ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

غیر مسلم سے ملاقات ہونے پر کیا کہیں؟

سوال (۱۹۸): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اگر غیر مسلم سے ملاقات ہو تو سلام کی جگہ اُس سے کن الفاظ سے گفتگو شروع کرنی چاہئے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: غیر مسلم سے اگر ملاقات ہو تو سلام کے بجائے ''آداب'' وغیرہ کلمات کہہ دینے چاہئیں۔

عن أبي نضرة رضي اللّٰه عنه أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال لهم: إني راكب إلى يهود فمن انطلق معي منكم فلا تبدأوهم بالسلام، فإن سلموا عليكم فقولوا: وعليكم، فلما جئناهم سلموا علينا، فقلنا: وعليكم.

عن قتادة قال: التسليم على أهل الكتاب إذا دخلت عليهم بيوتهم أن تقول: السلام على من اتبع الهدىٰ. (شعب الإيمان للبيهقي / فصل في السلام على أهل الذمة ٦/٤٦٢ رقم: ٨٩٠٤-٨٩٠٧ دار الكتب العلمية بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۷/۳/۴ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

''نمستے'' کہنا؟

سوال (۱۹۹): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ''نمستے'' کے معنی کیا ہیں؟ اور سلام کی جگہ ''نمستے'' کہنا کیسا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ''نمستے'' کا لفظ ہمارے علاقہ میں غیر مسلموں کا سلام

ہےاور اُن کا خاص مذہبی شعار ہے؛ اِس لئے کسی مسلمان کو سلام کی جگہ ''نمستے'' کہنا ہرگز جائز نہیں۔

عن ابن عمر رضي اللّٰه عنهما قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: من تشبه بقوم فهو منهم. (سنن أبي داؤد، كتاب اللباس / باب في لبس الشهرة ۵۵۹/۲ رقم: ۴۰۳۱ دار الفكر بيروت، مشكاة المصابيح، كتاب اللباس / الفصل الثاني ۳۷۵/۲)

عن أنس رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: إذا سلّم عليكم أهل الكتاب، فقولوا: وعليكم. متفق عليه. (مشكاة المصابيح، كتاب الأدب / باب السلام، الفصل الأول ۳۹۸)

قال النووي: اتفقوا على الرد على أهل الكتاب إذا سلموا، لكن لا يقال لهم: ''وعليكم السلام'' يعني ولا ''عليكم السلام'' ولا ''عليكم السلام'' بقرينة قوله: وأما إذا كان منفردًا فلا يأتي بصيغة الجمع؛ لإيهامه التعظيم، وإن كان المراد عليكم ما تستحقونه من إرادة التعظيم. (مرقاة المفاتيح / باب السلام ۴۲۱/۸ زكريا، وكذا في شرح النووي على صحيح مسلم، كتاب السلام / باب النهي عن ابتداء أهل الكتاب ۲۱۳/۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۵/۳/۶ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

سیاستدانوں کا غیر مسلم بھائیوں کی ملاقات پر ''نمستے، نمسکار'' کہنا؟

سوال (۲۰۰): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: توفیق خداوندی سے زید دین دار صوم وصلاۃ کا پابند، اِسلامی وضع قطع سے متصف وظیفہ یاب پولیس آفسر ہے، الحمد اللہ! دوارنِ ملازمت بھی انتہائی دیانت دار فرض شناس رہا، رشوت ناجائز اور حرام کاموں، غیر اسلامی اُمور سے کوسوں دور رہا، اور عزم رکھتا ہے کہ آخر دم تک شریعتِ مقدسہ پر عمل پیرا رہے، آمین۔

زید کے بعض دوست واَحباب اور کرم فرماؤں کا کہنا ہے کہ سیاسی میدان سے نیک سیرت نیک کردار مسلمانوں کا دور رہنا بہت سی برائیوں کا سبب بن رہا ہے، اور حالات سنگین صورت اختیار کررہے ہیں، اِس بگاڑ کو دور کرنے کے لئے اچھے قابل اَفراد کا اِس میدان میں آنا اور آگے قدم بڑھانا بہت ضروری ہے، اُن کے اِسی مشورہ اور شدید اِصرار پر زید ملکی سیاست میں داخل ہونے کا اِرادہ رکھتا ہے، اور یہ بات سو فیصد سچ ہے کہ سچا پکا صحیح العقیدہ مسلمان سیاست دان دین کی ملک وملت کی بحسن وخوبی خدمت اَنجام دے سکتا ہے، نیز ایوانِ حکومت کے اندر ہو یا باہر، شریعت میں مداخلت ہو یا اسلام ومسلمانوں کے خلاف پیش آنے والے اقدامات پر آواز بلند کرسکتا ہے، اور ایسی نازیبا باتوں کو روکنے کی پوری پوری کوشش کرسکتا ہے، اور دنیا نے بار ہا اِس کا مشاہدہ بھی کیا ہے۔ مذکورہ باتیں بالکل صحیح ہیں، یقیناً ہمدرد قوم وملت مرد مجاہد سے ضرور فائدہ پہنچ سکتا ہے، مگر زید کا خیال ہے کہ عملی سیاست میں داخلہ کے بعد انتخابات میں بھی حصہ لینا پڑتا ہے، مسلم غیر مسلم بھائیوں سے ملنا بھی پڑتا ہے، ایسے موقع پر ہمارے خالص دینی بھائی ہوں تو سلام ودعا کے الفاظ استعمال کئے جاسکتے ہیں، اور ایسا کرنے کی اِسلام ہمیں اِجازت ہی نہیں؛ بلکہ حکم کرتا ہے، رہی بات غیر مسلم برادرانِ وطن سے ملاقات پر اُن کو سلام ودعا تو نہیں کرسکتے: اِس لئے بادلِ ناخواستہ کبھی صرف ہاتھ ہلا کر اِشارہ کرنا پڑتا ہے، اور کبھی اُن لوگوں کے سامنے دونوں ہاتھ جوڑنا پڑتا ہے، تو کبھی (نفرت کے ساتھ غیر اِسلامی فعل سمجھتے ہوئے) نمستے، نمسکار کے صرف اور صرف زبانی الفاظ استعمال کرنے پڑتے ہیں، خط کشیدہ الفاظ زید کو اُلجھن میں مبتلا کئے ہوئے ہیں، کیا ایک عظیم مقصد کے حصول کے لئے اور سیاست میں رہ کر دین کی خدمت کے سچے جذبہ کے ساتھ واللہ ثم واللہ صرف مذکورہ طریقہ پر عمل کرنا اور اِن الفاظ کو بکراہت استعمال کرنے کی اِجازت ہے یا نہیں؟ بحیثیت مؤمن ومسلمان اِس کا ارتکاب صحیح ہے یا نہیں؟ دینِ اِسلام میں اِس کی گنجائش ہے یا نہیں؟ بصورتِ دیگر بتائیں کہ برادرانِ وطن سے ملاقات پر کن اَلفاظ کا استعمال مناسب رہے گا؟ برائے مہربانی شرعِ متین کی روشنی میں جواب مرحمت فرمائیں۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ’’نمستے - نمسکار‘‘ غیر مسلموں کے مذہبی شعائر میں

سے ہے؛ اِس لئے کسی بھی مسلمان کے لئے اِس لفظ کا استعمال درست نہیں ہے، اِس کے بجائے مشترک الفاظ مثلاً ''آداب'' کا استعمال کرنا چاہئے ،اِسی طرح ہندوؤں کی طرح ہاتھ جوڑنا بھی جائز نہیں ہے، اِس سے احتراز لازم ہے۔(مستفاد: محمودیہ ۹۶/۱۹-۹۸ ڈابھیل)

عن ابن عمر رضي اللّٰه عنهما قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: من تشبه بقوم فهو منهم. (سنن أبي داؤد، كتاب اللباس / باب في لبس الشهرة ٥٥٩/٢ رقم: ٤٠٣١ دار الفكر بيروت، مشكاة المصابيح، كتاب اللباس / الفصل الثاني ٣٧٥/٢)

قال الطيبي: هٰذا عام في الخَلق والخُلق والشعار، ولمّا كان الشعار أظهر في الشبه ذكر في هٰذا الباب. قلت: بل الشعار هو المراد بالتشبه لا غير. (مرقاة المفاتيح، كتاب اللباس / الفصل الثاني ١٥٥/٨ المكتبة الحقانية پشاور)

وقال العلامة المناوي رحمه اللّٰه تعالىٰ: وقال بعضهم: قد يقع التشبه في أمور قلبية من الاعتقادات وإرادات وأمور خارجيةٍ من أقوال وأفعال، قد تكون عبادات وقد تكون عادات في نحو: طعام ولباس ومسكن ونكاح واجتماع وافتراق وسفر وإقامة وركوب وغيرها، وبين الظاهر والباطن ارتباط ومناسبة. وقد بعث اللّٰه المصطفىٰ صلى اللّٰه عليه وسلم بالحكمة التي هي سنة، وهي الشرعة والمنهاج الذي شرعه له، فكان مما شرعه له من الأقوال والأفعال ما يباين سبيل المغضوب عليهم والضالين، فأمر بمخالفتهم في الهدى الظاهر في هٰذا الحديث. وإن لم يظهر فيه مفسدة لأمور: منها أن المشاركة في الهدى تؤثر تناسبات وتشاكلاً بين المتشابهين، تعود إلى موافقة ما في الأخلاق والأعمال، وهٰذا أمر محسوس ...... الخ. (فيض القدير ٥٧٤٣/١١-٥٧٤٤ رقم: ٨٥٩٣ مكة المكرمة رياض) **فقط واللہ تعالیٰ اعلم**

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۴۲۹/۱۱/۱۳ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

غیر مسلم کے سلام کا جواب دینا؟

سوال (۲۰۱):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اگر غیر مسلم سلام کرے تو جواب میں کیا کہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر غیر مسلم سلام کرے تو اُس کے جواب میں صرف ''وعلیکم'' کہنا چاہئے۔

عن أنس بن مالک رضي اللّٰه عنه قال: قال النبي صلی اللّٰه علیه وسلم: إذا سلم علیکم أهل الکتاب فقولوا: وعلیکم. (صحیح البخاري، کتاب الاستئذان / باب کیف یرد علی أهل الذمة السلام ۲/۹۲۵ رقم: ۶۲۵۸ دار الفکر بیروت، صحیح مسلم ۲/۲۱۳ رقم: ۲۱۶۳)

عن عائشة رضي اللّٰه عنها قالت: دخل رهطٌ من الیهود علی رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم فقالوا: السام علیک، ففهمتُها، فقلت: علیکم السام واللعنة، فقال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: مهلاً یا عائشة! فإن اللّٰه یحب الرفق في الأمر کله، فقلت: یا رسول اللّٰه! أو لم تسمع ما قالوا؟ قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: فقد قلت: وعلیکم. (صحیح البخاري، کتاب الاستئذان / باب کیف یرد علی أهل الذمة السلام ۲/۹۲۵ رقم: ۶۲۵۶ دار الفکر بیروت)

ولو سلم یهودي أو نصراني أو مجوسي علی مسلم فلا بأس بالرد ولکن لا یزید علی قوله وعلیک کما في الخانیة. (شامي ۶/۴۱۲-۴۱۳ کراچی)

ولا بأس برد السلام علی أهل الذمة ولکن لا یزاد علی قوله وعلیکم. (الفتاویٰ الهندیة ۵/۳۲۵ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۱/۳/۱۴۳۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

غیر مسلم کے نمستے اور نمسکار کے جواب میں کیا کہنا چاہئے؟

سوال (۲۰۲):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک مسلمان شخص کسی کمپنی میں کام کرتا ہے اور وہاں بہت سے غیر مسلم ورکر بھی ہیں، اُن میں بعض غیر مسلم تو مسلمان سے ''آداب، نمستے، نمسکار'' وغیرہ کے الفاظ سے لے کر ہاتھ ملاتے ہیں، اور بعض مسلمانوں کی طرح سلام تک کرتے ہیں، اَب بتائیں اِن دونوں کو کس طرح جواب دیں گے اور اِن کے علاوہ بھی غیر مسلم سے کس طرح ملیں گے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: غیر مسلم کے نمستے کے جواب میں آپ نمستے نہ کہیں؛ بلکہ ''آداب'' کہہ کر جواب دے دیں، اِسی طرح اُن سے ملاقات کے وقت سلام کے الفاظ نہ کہیں بلکہ ''آداب عرض ہے'' جیسے الفاظ کہہ دیں، اگر وہ سلام کریں تو آپ جواب میں صرف ''وعلیکم'' کہہ دیں، مسلمانوں کی طرح ''وعلیکم السلام'' نہ کہیں۔ (مستفاد: کفایت المفتی ۹/۹۰-۹۱، فتاویٰ رحیمیہ ۱۰/۱۳۲-۱۳۳)

عن عبد اللّٰه بن عمر رضي اللّٰه عنهما أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال: إذا سلم عليكم اليهود فإنما يقول أحدهم: السام عليك، فقل: وعليك.

(صحيح البخاري ۲/۹۲۵ رقم: ۶۲۵۷-۶۲۵۸، سنن أبي داؤد ۲/۷۰۷ رقم: ۵۲۰۶)

عن أنس بن مالك رضي اللّٰه عنه قال: قال النبي صلى اللّٰه عليه وسلم: إذا سلّم عليكم أهل الكتاب فقولوا: وعليكم. (صحيح البخاري، كتاب الاستئذان / باب كيف يرد على أهل الذمة السلام ۲/۹۲۵ رقم: ۶۲۵۸ دار الفكر بيروت، صحيح مسلم، كتاب السلام / باب النهي عن ابتداء أهل الكتاب بالسلام وكيف يُرد عليهم رقم: ۲۱۶۳ بيت الأفكار الدولية) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۴/۲/۱۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

''سلام'' کی جگہ ''بندگی'' کہنا؟

سوال (۲۰۳):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ''بندگی'' کے معنی کیا ہیں اور سلام کی جگہ ''بندگی'' کہنا کیسا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ''بندگی'' کے معنی عبادت کے آتے ہیں، اور اِسلام میں اللہ کے علاوہ کسی کی بندگی جائز نہیں ہے؛ لہٰذا ''سلام'' کی جگہ ''بندگی'' کا لفظ استعمال کرنا جائز نہیں۔ (مستفاد: بہشتی زیور ۷/۱۰، فیروز اللغات ۲۱۸) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۵/۳/۶ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مصافحہ کی فضیلت

سوال (۲۰۴):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مصافحہ کرنے کی فضیلت کیا ہے؟ کیا مصافحہ کرنے سے گناہ جھڑتے ہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مصافحہ دراَصل سلام کی تکمیل ہے، اور حدیث میں وارد ہے کہ جب دو مسلمان آپس میں ملتے ہیں اور مصافحہ کرتے ہیں، تو جدا ہونے سے پہلے دونوں کے گناہ معاف کردئے جاتے ہیں۔ اور ایک روایت میں ہے کہ دونوں کے گناہ اس طرح جھڑتے ہیں جیسے درخت کے پتے جھڑتے ہیں۔

عن البراء رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: ما من مسلمين يلتقيان فيتصافحان إلا غفر لهما قبل أن يفترقا. (سنن أبي داؤد، كتاب الأدب / باب ما جاء في الفصافحة ۲/۷۰۸ رقم: ۲۷۳۰ دار الفكر بيروت)

عن حذيفة بن اليمان رضي اللّٰه عنه عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال:

إن الـمـؤمن إذا لقي المؤمن، فسلَّم عليه، وأخذ بيده فصافحه، تناثرت خطاياهما كـما يتناثر ورق الشجر. (الـمـعـجـم الأوسط للطبراني ۸٥/۱ رقم: ۲٤٥، مجمع الزوائد / باب المصافحة والسلام ونحو ذلك ۳۷/۸)

عـن سلمان الفارسي رضي اللّٰه عنه أن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: إن الـمسـلـم إذا لـقـي أخـاه المسلم فأخذ بيده تحاتَّتْ عنهما ذنوبهما كما يتحاتُّ الورق عن الشجرة اليابسة في يوم ريح عاصفٍ وإلا غفر لهما ولو كانت ذنوبهما مثل زبد البحر. (الـمـعجم الأوسط للطبراني ۳۷۹/٦ رقم: ۷٦۷۲، مجمع الزوائد / باب المصافحة والسلام ونحو ذلك ۳۷/۸) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۴/۳/۱۴۳۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کیا مصافحہ ومعانقہ حضور ﷺ سے ثابت ہے؟

سوال (۲۰۵): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کیا مصافحہ اور معانقہ کرنا حضور ﷺ سے ثابت ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول مبارک تھا کہ اکثر سلام کے ساتھ مصافحہ بھی فرماتے تھے، اور کبھی کبھار معانقہ کرنا بھی ثابت ہے۔ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں جب بھی رسول اللہ ﷺ سے ملا، تو آپ نے ہمیشہ مجھ سے مصافحہ فرمایا، اور ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے ساتھ بہت شاندار طریقہ پر معانقہ بھی فرمایا۔

عـن رجـل مـن عنزة رحمه اللّٰه أنه قال لأبي ذر: هل كان رسول اللّٰه صلى اللّٰـه عليه وسلم يصافحكم إذا لقيتموه؟ قال: ما لقيته قط إلا صافحني وبعث إلي ذات يـوم ولـم أكـن فـي أهلي، فلما جئت أخبرتُ أنه أرسل إلي، فأتيته وهو على

سريره، فالتزمني، فكانت تلك أجود وأجود (سنن أبي داؤد، كتاب الأدب / باب في المعانقة ۲/ ۷۰۸ رقم: ٥١٤ ٢ دارالفكر بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۷/۳/۴ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مصافحہ ایک ہاتھ سے یا دونوں ہاتھ سے؟

سوال (۲۰۶): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مصافحہ کا شرعی طریقہ کیا ہے؟ ایک طبقہ صرف ایک ہاتھ سے مصافحہ کرنے کو ترجیح دیتا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مصافحہ ایک ہاتھ سے ثابت ہے یا دونوں ہاتھوں سے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اَفضل یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کیا جائے، یہ طریقہ سنت سے ثابت ہے۔ سیدنا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تشہد سکھلائی، جب کہ میرا ہاتھ آپ کے دونوں ہاتھوں کے بیچ میں تھا۔

باقی اگر ایک ہاتھ مشغول ہو تو ایک ہاتھ سے بھی مصافحہ کیا جاسکتا ہے۔

عن ابن مسعود رضي اللّٰه عنه يقول: علَّمني رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم – وكفِّي بين كفيه – التشهد، كما يعلمني السورةَ من القرآن: ''التحيات للّٰه والصلوات والطيبات، السلام عليك أيها النبي ورحمة اللّٰه وبركاته، السلام علينا وعلى عباد اللّٰه الصالحين، أشهد أن لا إلٰه إلا اللّٰه، وأشهد أن محمدًا عبده ورسوله'' وهو بين ظهرانينا، فلما قُبِضَ، قلنا: السلامُ على، يعني على النبي صلى اللّٰه عليه وسلم. (صحيح البخاري، كتاب الاستئذان / باب الأخذ باليدين ٢/ ٩٢٦ رقم: ٦٢٦٥ دار الفكر بيروت)

السنة في المصافحة بكلتا يديه. (مجمع الأنهر، كتاب الكراهة / فصل في النظر ٤/ ٢٠٤ مكتبة فقيه الأمة ديوبند)

السنة أن تكون بكلتا يديه. (شامي ٩/ ٥٤٨ زكريا)

قال: رأيت حماد بن زيد وجاءه ابن المبارك بمكة فصافحه بكلتا يديه.

(عمدة القاري ۲۲/ ۲۵۳ بيروت)

فذهب الحنفية وبعض المالكية إلى أن السنة في المصافحة أن تكون بكلتا اليدين. (الموسوعة الفقهية ۳۷/ ۳۶۳ كويت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاه: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۲/۳/ ۱۴۳۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مصافحہ دونوں ہاتھوں سے یا ایک ہاتھ سے؟

سوال (۲۰۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: سلام ومصافحہ کا دونوں ہاتھوں سے کرنا مسنون ہے یا ایک ہاتھ سے؟ ہمارے غیر مقلدین بھائیوں کا کہنا ہے کہ ایک ہاتھ سے سلام ومصافحہ کرنا افضل ومسنون ہے اور یہی ثابت ہے۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: مصافحہ دونوں ہاتھوں سے کرنا ثابت ہے، امام بخاریؒ نے بخاری شریف میں دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کے ثبوت کے لئے باقاعدہ ایک ترجمۃ الباب قائم فرمایا ہے، اور اُس کے تحت حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی یہ روایت نقل فرمائی ہے:

عن عبد الله بن سخبَرَةَ أبو معمرٍ قال: سمعت ابن مسعود رضي الله عنه يقول: علّمني رسول الله صلى الله عليه وسلم – وكفي بين كفيه – التشهد، كما يُعلمني السورةَ من القرآن …… الخ. (صحيح البخاري، كتاب الاستئذان / باب الأخذ باليدين ۲/ ۹۲٦ دار الفكر بيروت)

عن أبي أمامة رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: إذا تصافح المسلمان لم تفرق أكفهما حتى يغفر لهما. (المعجم الكبير للطبراني ۸/ ۲۸۱ رقم: ۸۰۷٦، مجمع الزوائد ۸/ ۳۷)

باب الأخذ باليدين وصافح حمادُ بن زيد ابن المبارك بيديه (صحيح البخاري ۹۲٦/۲)

السنة في المصافحة بكلتا يديه. (الدر المختار، كتاب الحظر والإباحة / باب الاستبراء ٥٤٨/٩ زكريا، مجمع الأنهر / كتاب الحظر والإباحة ٥٤١/٢، الفتاوى الهندية، كتاب الكراهية / الباب السابع ٣٦٩/٥) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۱/۸/۶ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

دو ہاتھ سے مصافحہ کرنا مسنون ہے

سوال (۲۰۸):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مصافحہ دونوں ہاتھ سے کرنا چاہئے یا ایک ہاتھ سے؟ دونوں ہاتھوں سے کرنے کا ثبوت کہاں سے ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مصافحہ کرنا دونوں ہاتھوں سے مسنون اور اَفضل ہے، اور اِس کا ثبوت بخاری شریف میں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت سے ہوتا ہے، اور جن روایتوں میں صرف ایک ہاتھ سے مصافحہ کا تذکرہ ہے، اُن میں دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کا احتمال موجود ہے؛ اِس لئے بہتر یہی ہے کہ دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کا اہتمام کیا جائے۔

عن عبد اللّٰه بن سخبَرَةَ أبو معمرٍ قال: سمعت ابن مسعود رضي اللّٰه عنه يقول: علّمني رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم – وكفي بين كفيه – التشهد، كما يُعلمني السورةَ من القرآن ...... الخ. (صحيح البخاري، كتاب الاستئذان / باب الأخذ باليدين ۹۲٦/۲ دار الفكر بيروت)

عن أبي أمامة رضي اللّٰه عنه أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال: إذا تصافح المسلمان لم تفرق أكفهما حتى يغفر لهما. (المعجم الكبير للطبراني ۲۸۱/۸ رقم: ۸۰۷٦، مجمع الزوائد ۳۷/۸)

صافح حمادُ بن زيد ابن المبارك بيديه (صحيح البخاري ۲/ ۹۲۶ رقم: ۶۰۲۳)

السنة في المصافحة بكلتا يديه. (الدر المختار، كتاب الحظر والإباحة / باب الاستبراء ۹/ ۵۴۸ زكريا، مجمع الأنهر / كتاب الحظر والإباحة ۲/ ۵۴۱، الفتاوى الهندية، كتاب الكراهية / الباب السابع ۵/ ۳۶۹) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۳/ ۴/ ۱۴۳۴ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کراس کر کے مصافحہ کرنا؟

سوال (۲۰۹): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: بہت سے لوگ مصافحہ کرتے ہیں وہ بھی کراس کر کے ملاتے ہیں کیوں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مصافحہ کا شرعی طریقہ یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں سے ایک دوسرے کی ہتھیلیاں آپس میں ملائی جائیں، اور کراس کر کے مصافحہ کرنا جیسا کہ آج کل کے اہلِ بدعت کا شعار ہے، اُس کا التزام ہماری نظر سے نہیں گزرا، جو لوگ اِس طرح مصافحہ کرتے ہیں، اس کی دلیل اُنہیں سے پوچھی جائے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۱۷/ ۳۸۶، کفایت المفتی ۹/ ۹۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۸/ ۴/ ۱۴۲۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

عورتوں سے مصافحہ کرنا کیسا ہے؟

سوال (۲۱۰): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کیا مرد محرم عورتوں سے یا عورتیں آپس میں ایک دوسرے سے سلام مصافحہ کرسکتی ہیں؟ نیز غیر محرم عورت سے مصافحہ کرنا کیسا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: عورتوں کا آپس میں ایک دوسرے سے اور محرم مرد کا

محرم عورت سے مصافحہ کرنے میں شرعاً کوئی مضائقہ نہیں ہے؛ البتہ نامحرم مرد کے لئے نامحرم جوان عورت سے مصافحہ کرنا جائز نہیں ہے۔

أطلق الفقهاء القول بسنية المصافحة ولم يقصروا ذلك على ما يقع منها بين الرجال، وإنما استثنوا مصافحة الرجل للمرأة الأجنبية، فقالوا: بتحريمها ولم يستثنوا مصافحة المرأة للمرأة من السنية فيشملها هذا الحكم. (الموسوعة الفقهية ۳۵۷/۳۷ کویت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۲/۳/۱۴۳۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

محرم عورتوں سے مصافحہ کرنا؟

سوال (۲۱۱): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: محرم عورتوں سے مصافحہ کرنا کیسا ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: جائز ہے۔

عن عائشة رضي الله عنها قالت: ما رأيت أحدًا كان أشبه ...... حديثًا وكلامًا برسول الله صلى الله عليه وسلم من فاطمة كانت إذا دخلت عليه قام إليها، فأخذ بيدها، فقبّلها وأجلسها في مجلسه. (مشكاة المصابيح، كتاب الأدب / باب المصافحة والمعانقة، الفصل الثاني ۴۰۲/۲)

قال الملا علي القاري: وكان إذا دخل عليها قامت إليه، فأخذت بيده فقبلته أي عضو من أعضائه الشريفة، والظاهر أنه اليد المنيفة. (مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، كتاب الأدب / باب المصافحة والمعانقة، الفصل الثاني ۴۶۹/۸ رشيدية)

وما حل النظر إليه حل مسه. (الفتاوى الهندية ۳۲۸/۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۳/۳/۱۴۱۸ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

غیر محرم مرد عورتوں کا آپس میں مصافحہ کرنا؟

سوال (۲۱۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کیا غیر محرم لوگ (مرد عورت) آپس میں مصافحہ کرسکتے ہیں؟ قرآن و حدیث کی روشنی میں جواب سے نوازیں۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: نامحرم مرد وعورت کا آپس میں مصافحہ کرنا شرعاً ناجائز ہے، اِس میں سخت فتنہ کا اندیشہ ہے۔

وما حل نظره حل لمسه ...... إلا من أجنبية، فلا يحل مس وجهها وكفيها، و إن أمن الشهوة؛ لأنه أغلظ، ولذا تثبت به حرمة المصاهرة. (شامي / كتاب الحظر والإباحة ۵۲۸/۹ زكريا)

ولا يحل له أن يمسها وجهها ولا كفها، و إن كان يأمن الشهوة. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الكراهية / الباب الثامن ۳۸۱/۵ مكتبة الإتحاد ديوبند) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۵/۴/۱۴۳۴ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

معانقہ کا مسنون طریقہ

سوال (۲۱۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: معانقہ کا مسنون طریقہ کیا ہے؟ بعض حضرات فرماتے ہیں کہ سیدھی جانب سے ملنا ثابت ہے۔ اور بعض حضرات فرماتے ہیں کہ بائیں جانب سے معانقہ کرنا چاہئے، اِس کی وجہ بیان فرماتے ہیں کہ بائیں جانب قلب ہے؛ لہٰذا دل سے دل ملنا چاہئے، اِس بارے میں حکم شرعی کی نشان دہی مع دلائل فرمائیں۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اِس بارے میں حدیث شریف میں کوئی صراحت تو

موجود نہیں؛ لیکن چوں کہ ہر اَچھے کام میں دائیں جانب کی پسندیدگی حدیث میں وارد ہے؛ اِس لئے بہتر یہی معلوم ہوتا ہے کہ معانقہ میں بھی دائیں جانب کا لحاظ رکھا جائے۔

عن عائشة رضي اللّٰه عنها قالت: كان النبي صلى اللّٰه عليه وسلم يحب التيمن ما استطاع في طهوره وتنعُّلهٖ وترجلهٖ، وكان قال بواسطٍ قبل هٰذا، في شأن كله. (صحيح البخاري، كتاب الأطعمة / باب التيمن في الأكل وغيره ۲/ ۸۱۰ دار الفكر بيروت)

المراد به الأمور التي فيها التكريم، كذا في الخير الجاري. (حاشية: صحيح البخاري ۲/ ۸۱۰) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۲۴/۷/۱۴۲۶ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کتنی مرتبہ معانقہ کرنا سنت ہے؟

سوال (۲۱۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: معانقہ کا صحیح طریقہ کیا ہے، یعنی دائیں طرف سے ملنا ہے یا بائیں طرف سے؟ نیز ایک دفعہ یا دو دفعہ یا تین دفعہ، پوری وضاحت فرمائیں۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: نفس معانقہ کا ثبوت تو اَحادیثِ شریفہ سے ملتا ہے؛ لیکن اُس میں دو یا تین بار کی صراحت کہیں نہیں ہے؛ اِس لئے ایک مرتبہ معانقہ سے بھی سنت معانقہ اَدا ہوجائے گی، نیز اِس میں دائیں یا بائیں جانب کی بھی کوئی تخصیص منقول نہیں ہے؛ البتہ چوں کہ تمام کاموں میں دائیں طرف سے شروع کرنے کو مطلقاً مستحب کہا گیا ہے، اِس عموم کے پیش نظر اگر معانقہ میں بھی دائیں جانب کی رعایت رکھی جائے تو بہتر ہے؛ لیکن لازم نہیں ہے۔

(انوار نبوت ۳۰۸، فتاوی محمودیہ جدید ۱۹/ ۱۱۸ ڈابھیل، رسالہ مصافحہ ومعانقہ، احسن الفتاویٰ ۸/ ۳۹)

عن أبي هريرة الدوسي رضي اللّٰه عنه حديثًا طويلاً طرفه هٰذا: فجاء يشتد

حتّٰی عانقه وقبله، وقال: اللّٰهم أحبه وأحب من يحبه. (صحيح البخاري / باب ما ذكر في الأسواق ۲۸۵/۱ رقم: ۲۰۷۵)

وفيه جواز المعانقة، وروى الطحاوي عن جماعة من الصحابة أنهم كانوا يتعانقون الخ. (عمدة القاري ۲٤۰/۱۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۱/۲/۳ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

تین مرتبہ معانقہ کرنا ثابت نہیں

سوال (۲۱۵): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید کہتا ہے کہ معانقہ میں مطلقاً صرف ایک بار ہی گلے لگانا سنت ہے اور یہی حدیث شریف میں ہے اور اس پر زیادتی کرنا خلافِ سنت ہے، جب کہ عمر یہ کہتا ہے کہ تین بار گلے لگانا معانقہ ہے اور یہی اصل ہے، اور زمانہ قدیم سے یہی چلتا آرہا ہے۔ آپ مدلل بحوالہ قرآن وحدیث وفقہ حنفی کی روشنی میں جواب مرحمت فرمائیں۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفيق: معانقہ کے متعلق جتنی روایتیں ہمارے سامنے سے گذریں اُن سب میں صرف ایک مرتبہ معانقہ کا ذکر ہے؛ لہٰذا معانقہ کی سنت ایک مرتبہ سے یقیناً ادا ہوجاتی ہے، تین مرتبہ پر اِصرار کرنا صحیح نہیں ہے، اِس کی تائید اِس سے بھی ہوتی ہے کہ مصافحہ بالاتفاق ایک مرتبہ سنت ہے، تین مرتبہ مصافحہ کہیں سے ثابت نہیں ہے؛ لہٰذا معانقہ بھی ایک ہی مرتبہ ہونا چاہئے۔

عن أبي ذر الغفاري ﷺ قال: أرسل إلي في مرضه الذي توفي فأتيته وهو مضطجع فاكببت عليه، فرفع يديه فالتزمني. (شعب الإيمان للبيهقي ٤٧٥/٦ رقم: ٨٩٦٠)

عن عائشة رضي اللّٰه عنها قالت: قدم زيد بن حارثة المدينة، ورسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم في بيتي، فأتاه فقرع الباب، فقام إليه رسول اللّٰه صلى اللّٰه

عليه وسلم عريانًا يجرّ ثوبه ...... فأعتنقه وقبله. (سنن الترمذي، أبواب الاستئذان والآداب / باب ما جاء في المعانقة والقبلة ۲/ ۱۰۲)

عن جعفر بن أبي طالب رضي اللّٰه عنه في قصة رجوعه من أرض الحبشة، قال: فخرجنا حتى أتينا، فتلقاني رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم، فأعتنقني. (مشكاة المصابيح، كتاب الأدب / باب المصافحة والمعانقة، الفصل الثاني ۲/ ٤۰۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۲۷/ ۱۱/ ۱۴۲۴ھ

حج کو جاتے اور آتے وقت معانقہ

سوال (۲۱۶): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: حج بیت اللہ کی روانگی اور آمد پر ایک دوسرے سے گلے ملتے ہیں، شریعت کا کیا حکم ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفيق: حج کیلئے جاتے اور آتے وقت معانقہ کرنا درست ہے۔

عن الشعبي أن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم تلقى جعفر بن أبي طالب، فالتزمه وقبّل ما بين عينيه. (مشكاة المصابيح ۲/ ٤۰۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۷/ ۱/ ۱۴۲۵ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

دروازہ کے سامنے کھڑا ہونا اور تانک جھانک کرنا؟

سوال (۲۱۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: بعض لوگ ہمارے گھروں پر ہم سے ملنے آتے ہیں، اور دروازوں کے باہر کھڑے ہوکر درازوں سے تانک جھانک کرتے ہیں، اُن سے نام پوچھتے ہیں تو ''میں میں'' کرتے ہیں، بلکہ کبھی تو دروازہ کے بالکل اس طرح سامنے کھڑے ہوجاتے ہیں کہ اگر اندر سے دروازہ کھلے تو گھر کے

اندر رہوں، اور بعض مرتبہ نامحرموں پر نظر پڑ جاتی ہے، ایسے لوگوں کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟ اور اِجازت طلبی اور ملاقات کے کیا آداب ہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: کسی کے گھر کے بالکل دروازہ کے سامنے کھڑا ہوکر درجوں سے اندر کی تانک جھانک کرنا بہت بڑا گناہ ہے، ایک حدیث شریف میں ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں دروازے سے تانک جھانک کررہا تھا، اُس وقت آپ کے ہاتھ میں ایک لکڑی تھی، جس سے آپ اپنا سر مبارک کھجلا رہے تھے، آپ نے فرمایا کہ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ تو جھانک رہا ہے، تو میں یہ لکڑی تیری آنکھوں میں گھونپ دیتا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی سے ملنے جاتے تو دروازہ کے دائیں یا بائیں جانب کھڑے ہوتے تھے۔

عن سهل بن سعد قال: اطَّلع رجل من حُجرٍ في حُجَرِ النبي صلى اللّٰه عليه وسلم، ومع النبي صلى اللّٰه عليه وسلم، مِدرًى يحكُّ به رأسه، فقال: لو أعلم أنك تنتظر لطعنت به في عينك، إنما جُعل الاستئذان من أجل البصر (صحيح البخاري، كتاب الاستئذان / باب الاستئذان من أجل البصر ۲/۹۲۲ رقم: ٦٢٤١ دار الفكر بيروت)

عن عبد اللّٰه بن بسر رضي اللّٰه عنه قال: كان رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم إذا أتى بابَ قومٍ لم يستقبل الباب من تِلقاء وجهه ولكن من ركنه الأيمن أو الأيسر، ويقول: السلام عليكم، السلام عليكم، وذٰلك أن الدُورَ لم تكن عليها يومئذٍ سُتورٌ. (سنن أبي داؤد، كتاب الأدب / باب كم مرة يسلم الرجل في الاستئذان ۲/۷۰۵ رقم: ٥١٨٦ دار الفكر بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۱/۳/۱۴۳۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

سونے کی سنتیں اور آداب

لیٹنے کا سنت طریقہ کیا ہے؟

سوال (۲۱۸): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: رات کو سوتے وقت اگر سر پچھّم کی طرف ہو اور پاؤں پورب کی طرف ہوں اور سونے والا داہنی کروٹ پر سوئے تو کیا یہ طریقہ سونے کا مسنون طریقہ نہیں کہلائے گا۔ زید عالم دین کا کہنا ہے کہ مسنون طریقہ تو سونے کا صرف یہی ہے کہ سر شمال کی جانب ہو اور پاؤں جنوب کی جانب اِس سلسلہ میں اَحادیث کی روشنی میں وضاحت مطلوب ہے، کیا پہلا طریقہ خلافِ سنت ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: یہاں دو سنتیں الگ الگ ہیں، ایک داہنی کروٹ پر لیٹنا یہ مستقل مسنون ہے، خواہ قبلہ رخ ہو یا نہ ہو، اور دوسری سنت یہ ہے کہ آدمی قبلہ رخ ہو، اَب اگر داہنی کروٹ پر قبلہ رو لیٹے گا تو دونوں سنتوں کو اَدا کرنے والا ہوگا، اور اگر اِس طرح لیٹا کہ داہنی کروٹ تو ہوئی؛ لیکن قبلہ کی طرف رخ نہیں ہوا تو قبلہ رخ ہونے کی سنت پر عمل نہیں ہوسکا؛ لیکن واضح رہے کہ یہ دونوں چیزیں سنن زوائد میں سے ہیں، جن کے ترک پر کوئی گناہ لازم نہیں آتا۔

عن عائشة رضي اللّٰه عنها أنها قالت: كان رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم يأمر بفراشة فيفرش له فيستقبل القبلة فإذا آوىٰ إليه توسّد كفه اليمنى ثم همس. (مجمع الزوائد ۱۰/۱۲۱)

عن حذيفة رضي اللّٰه عنه قال: كان رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم إذا أخذ مضجعه من الليل وضع يد على خده، ثم قال: باسمک (عمل اليوم والليلة ۶۵۰)

وكـان إذا عـرس بـليل اضطجع على شقه الأيمن، وإذا عرس قبيل الصبح نصب ذراعه ووضع رأسه على كفه. (زاد المعاد ١٥٨/١)

يستـحـب أن يـؤجـه إلـى الـقبلة لما روي ...... والسنة أن يكون على شقه الأيمن، كما هو السنة في النوم. (غنية المستملي ٥٧٦) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۷/۲/۱۴۳۴ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

سونے کی مسنون ہیئت

سوال (۲۱۹): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: سونے کے لئے لیٹنے کا سنت طریقہ کیا ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: سونے کے لئے لیٹنے کا سنت طریقہ یہ ہے کہ دائیں کروٹ پر دایاں ہاتھ رخسار کے نیچے رکھ کر سوئے۔ اور منہ کے بل اُلٹا لیٹ کر سونا ناپسندیدہ اور ممنوع ہے، اِسی طرح اگر ستر کھلنے کا اندیشہ ہو تو ایک پیر کھڑا کر کے دوسرا پیر اُس کے اُوپر رکھ کر سونا منع ہے۔

عـن البراء بن عازب رضي الله عنهما قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسـلم إذا اٰوى إلى فراشه نام على شقه الأيمن. (صـحيح البخاري، كتاب الدعوات / باب النوم على الشق الأيمن ٩٣٤/٢ رقم: ٦٣١٥ دار الفكر بيروت)

عـن حـذيـفة رضـي الله عنه قال: كان النبي صلى الله عليه وسلم إذا أخذ مـضـجـعـه من الليل وضع يده تحت خده، ثم يقول: اللّٰهم باسمك أموت وأحيا، وإذا استيـقظ قال: الحمد لله الذي أحيانا بعد ما أماتنا وإليه النشور. (صحيح البخاري، كتاب الدعوت / باب وضع اليد اليمنى تحت الخد الأيمن ٩٣٤/٢ رقم: ٦٣١٤ دار الفكر بيروت)

عن حفصة زوج النبي صلى اللّٰه عليه وسلم أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم كان إذا أراد أن يرقد وضع يده اليمنىٰ تحت خدّه، ثم يقول: اللّٰهم قني عذابك يوم تبعث عبادك، ثلاث مرات. (سنن أبي داؤد، كتاب الأدب / باب ما يقول عند النوم ٦٨٨/٢ رقم: ٥٠٤٥ دار الفكر بيروت)

عن البراء بن عازب رضي اللّٰه عنه قال: قال لي رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: إذا آويت إلى فراشك وأنت طاهرٌ فتوسّد يمينك. (سنن أبي داؤد، كتاب الأدب / باب ما يقول عند النوم ٦٨٨/٢ رقم: ٥٠٤٧ دار الفكر بيروت)

عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه قال: رأى رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم رجلاً مضطجعًا على بطنه، فقال: إن هٰذه ضجعة لا يحبها اللّٰه. (سنن الترمذي / باب ما جاء في كراهية الاضطجاع على البطن ١٠٥/٢)

عن جابر رضي اللّٰه عنه أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم نهى عن ...... وأن يرفع الرجل إحدى رجليه على الأخرىٰ، وهو مستلقٍ على ظهره. (سنن الترمذي / باب ما جاء في كراهية ذٰلك ١٠٥/٢) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۵/۳/۱۴۳۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

سونے سے پہلے کیا کام کرنے چاہئیں؟

سوال (۲۲۰):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اَحادیثِ شریفہ میں سونے سے پہلے کرنے کے کیا کیا کام مذکور ہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ایک حدیث میں ہے کہ جب سونے کا اِرادہ کرو، تو گھر کا دروازہ بند کردو، کھانے پینے کے برتن ڈھک دو، چراغ گل کردو، آگ بجھادو، رات کو دروازہ کھلا چھوڑنے سے گھر میں شیطان گھس جاتا ہے، اسی طرح سونے سے پہلے سرمہ لگانا، کنگھی کرنا،

بستر جھاڑنا بھی مسنون اعمال میں ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں سوتے وقت آپ کے لئے وضو کا پانی، پینے کا پانی اور مسواک کا انتظام کر کے سوتی تھی۔

عن أبي موسیٰ رضي اللّٰه عنه قال: احترق بيتٌ بالمدينة على أهله من الليل، فحُدِّث بشأنهم النبي صلى اللّٰه عليهم قال: إن هٰذه النار إنما هي عدوٌّ لكم فإذا نِمتم فأطفؤوها عنكم. (صحيح البخاري، كتاب الاستئذان / باب لا تترك النار في البيت عند النوم ۹۳۱/۲ رقم: ٦٢٩٤، صحيح مسلم رقم: ٢٠١٦)

عن جابر رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: اطفؤوا المصابيح بالليل إذا رقدتم، وأغلقوا الأبواب وأوكوا الأسقيةَ، وخمِّروا الطعام والشراب. (صحيح البخاري، كتاب الاستئذان / باب لا تترك النار في البيت عند النوم رقم: ٦٢٩٦ دار الفكر بيروت)

عن عائشة رضي اللّٰه عنها قالت: كنت أصنع لرسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم ثلاثة آنية من الليل مخمَّرةً: إناءً لطهوره، وإناءً لسواكه، وإناءً لشرابه. (سنن ابن ماجة، كتاب الطهارة / باب تغطية الإناء رقم: ٣٦١ دار الفكر بيروت)

عن ابن عباس رضي اللّٰه عنهما قال: كان النبي صلى اللّٰه عليه وسلم يكتحل قبل أن ينام بالإثمد. (شمائل ترمذي / باب ما جاء في كحل رسول اللّٰه ﷺ ص: ٤)

عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: إذا قام أحدكم من فراشه ثم رجع إليه فليفضه بداخله إزاره؛ فإنه لا يدري ما حدث بعده، وإذا وضع جنبه فليقل: باسمک يا رب وضعت جنبي وباسمک أرفعه، فإن أمسكت نفسي فاغفر لها، وإن أرسلتها فاحفظها بما تحفظ به عبادک الصالحين. (كتاب الدعاء للطبراني / باب القول عند أخذ المضاجع رقم: ٢٥٢ دار الكتب العلمية بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۵/۳/۱۴۳۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

باوضوسونے کاحکم

سوال (۲۲۱): -کیافرماتے ہیں علماءدین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: باوضوسونے کی کیا فضیلت ہے؟ اورحدیث میں سونے سے پہلے وضوکرنے کاحکم کیوں دیا گیاہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: باوضوسونا مسنون ہے۔حدیث شریف میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم جب سونے کا اِرادہ کروتو نماز کی طرح وضوکیا کرو۔ایک حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا کہ جوشخص پاکی کی حالت میں رات گذارے، پھراُسی رات انتقال کرجائے، تووہ شہید ہوگا،باوضوسونے والے کےساتھ ایک فرشتہ رات گذارتا ہے،اور ہرکروٹ پراُس کے لئے مغفرت کی دعا کرتا ہے۔ایک حدیث میں یہ بھی ہے کہ وضوکے ساتھ سونے والا پوری رات عبادت میں شمار ہوتا ہے،اوراُس کی دعائیں قبول ہوتی ہیں،اس لئے ہر مسلمان کوسونے سے پہلے وضوکرنا چاہئے۔

عن البراء بن عازب رضي اللّٰه عنه قال: قال لي النبي صلى اللّٰه عليه وسلم: إذا أتيت مضجعك فتوضأ وضوءك للصلاة. (صحيح البخاري، كتاب الوضوء / باب فضل من بات على الوضوء ۱/۳۸ رقم: ۲٤۷ دار الفكر بيروت، سنن أبي داؤد، كتاب الأدب / باب ما يقول عند النوم ۲/٦۸۸ رقم: ٥٠٤٦ دار الفكر بيروت)

عن أنس بن مالك رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: من بات على طهارة ثم مات من ليلته مات شهيدًا. (عمل اليوم والليلة / باب فضل من بات طاهرًا رقم: ۷۳۳ دار الزمان المدينة المنورة)

عن ابن عمر رضي اللّٰه عنهما قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: من بات طاهرًا بات في شِعاره ملكٌ فلا يستيقظ إلا قال الملك: اللّٰهم اغفر

لعبدک فلانٍ؛ فإنه بات طاهرًا(صحيح بن حبان رقم: ١٠٤٨، الترغيب والترهيب مكمل، كتاب النوافل / الترغيب في أن ينام الإنسان طاهرًا ناويًا للقيام رقم: ٨٨٥ بيت الأفكار الدولية)

عن مجاهد قال: قال لي ابن عباس: لا تبيتن إلا على وضوء، فإن الأرواح تبعث على ما قبضت عليه. ...... ومن طريق أبي مراية العجلي قال من اٰوى إلى فراشه طاهرًا ونام ذاكرًا كان فراشه مسجدًا وكان في صلاة وذكر حتى يستيقظ.

(فتح الباري، كتاب الدعوت / باب إذا بات طاهرًا ١٣٢/١٤ تحت رقم: ٦٣١١ دار الكتب العلمية بيروت)

عن معاذ بن جبل رضي اللّٰه عنه عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: ما من مسلم يبيت على ذكر طاهرٍ فيتعارُّ من الليل فيسأل اللّٰه خيرًا من أمر الدنيا والآخرة إلا أعطاه إياه. (سنن أبي داؤد، كتاب الأدب / باب في النوم على طهارة ٦٨٧/٢ رقم: ٥٠٤٢ دار الفكر بيروت، سنن ابن ماجة رقم: ٣٨٨١) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۵/۳/۱۴۳۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کیا سوتے وقت عطر لگانا مسنون ہے؟

سوال (۲۲۲):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: احقر ابھی قریب میں تبلیغی جماعت میں گیا تھا، اس میں ایک بات یہ آئی کہ رات میں سوتے وقت عطر لگا کر سونا سنت ہے، خدا معاف فرمائے یہ تو میں نے کبھی نہیں سنا تھا، اِس لئے اِس مسئلہ کو آپ بتائیں؛ تاکہ عمل کرنے میں سہولت ہو، اور رات کی کیا کیا سنتیں ہیں، وہ بھی تحریر فرمادیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: عطر لگانا مطلقاً مسنون ہے؛ لیکن خاص سوتے وقت لگانے کی تخصیص ثابت نہیں ہے؛ البتہ سوتے وقت سرمہ لگانا، باوضو ہونا، داہنی کروٹ پر لیٹنا، بستر کو جھاڑنا وغیرہ مسنون ہے۔ (رسول اللہ ﷺ کی سنتیں)

عـن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه قال: قال النبي صلى اللّٰه عليه وسلم: من نام وفـي يـده غـمـرٌ ولـم يغسله فأصابه شيء فلا يلومن إلا نفسه. (سنن أبي داؤد، كتاب الأطعمة / باب في غسل اليد من الطعام ٢/ ٥٣٨ رقم: ٣٨٥٢ دار الفكر بيروت)

عن عون بن أبي جحيفة عن أبيه رضي اللّٰه عنه قال: ...... فقال: إن لنفسک عليک حقًا (سنن الترمذي، أبواب الزهد / باب ٢/ ٦٧ رقم: ٢٤١٣)

عـن البـراء بـن عـازبٍ رضـي الـلّٰـه عـنه قال: قال لي النبي صلى اللّٰه عليه وسـلم: إذا أتيت مضجعک فتوضأ وضوء ک للصلاة (صحيح البخاري، كتاب الوضوء / باب فضل من بات على الوضوء ١/ ٣٨ رقم: ٢٤٧ دار الفكر بيروت)

عـن ابـن عبـاس رضـي الـلّٰـه عـنهما قال: كان النبي صلى اللّٰه عليه وسلم يـكتـحـل قبل أن ينام بالإثمد ثلاثًا في كل عينٍ. (شـمـائل ترمذي / باب ما جاء في كحل رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم ص: ٤) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ

۱۴۲۴/۱۱/۲۸ھ

سونے سے پہلے اور بعد میں مسواک کرنا؟

سـوال (۲۲۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: سونے سے پہلے اور بعد میں مسواک کرنا کیسا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سونے سے پہلے مسواک کرنا سنت ہے، اور دانتوں کی صفائی کا ذریعہ ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سونے سے پہلے اور اُٹھنے کے بعد مسواک کا اہتمام فرماتے تھے۔ اور رات میں بھی جب آپ نماز وغیرہ کے لئے بیدار ہوتے، تو پہلے مسواک فرمانے کا معمولِ مبارک تھا۔

عـن أبـي هريرة رضي اللّٰه عنه أن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: لو لا أن

أشق على أمتي لأمرتهم بتأخير العشاء والسواک عند كل صلاة(شعب الإيمان للبيهقي / باب في الطهارات ٢٦/٣ رقم: ٢٧٧٠ دارالكتب العلمية بيروت)

عن حذيفة رضي الله عنه قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا قام من الليل يشوص فاه بالسواک(سنن النسائي، كتاب الطهارة / باب السواك إذا قام من الليل ٢/١ رقم: ٢ دارالفكر بيروت، صحيح البخاري ٣٨/١ رقم: ٢٤٥، صحيح مسلم ١٢٨/١ رقم: ٢٥٥)

عن عبد الله بن عباس رضي الله عنه قال: بتُّ ليلةً عند النبي صلى الله عليه وسلم، فلما استيقظ من منامه أتى طهوره فأخذ سواكه فاستاک، ثم تلا هٰذه الآية: ﴿إِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَآيَاتٍ لِاُوْلِيْ الْاَلْبَابِ﴾ حتّٰى قارب أن يختم السورة حتى قارب أن يختم السورة أو ختمها، ثم توضأ فأتى مصلاه فصلّٰى ركعتين، ثم رجع إلى فراشه فنام ما شاء الله، ثم استيقظ ففعل مثل ذٰلک، كل ذٰلک يستاک ويصلي ركعتين ثم أوتر(سنن أبي داؤد، كتاب الطهارة / باب السواك لمن قام بالليل ٨/١ رقم: ٥٨ دارالفكر بيروت، المسند للإمام أحمد بن حنبل رقم: ٤٥٦٩، كنز العمال ٦٩/٧ رقم: ١٨٥٧٣)

عن ابن عباس رضي الله عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: عليكم بالسواک، فإنه مطهرة للفم مرضاة للرب، مفرحة للملائكة، يزيد في الحسنات، وهو من السنة، ويجلوا البصر، ويذهب الحفر ويشد اللثة، ويذهب البلغم ويطيب الفم. (شعب الإيمان للبيهقي ٢٧/٣ رقم: ٢٧٧٦)

قال أبوهريرة رضي الله عنه: لقد كنت استن قبل أن أنام وبعدما استيقظ، وقبل أن آكل حين سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول ما قال. (شعب الإيمان للبيهقي ٢٦/٣ رقم: ٢٧٧١)

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: السواک شفاء من كل داءٍ إلا السام،

والسام: الموت. (المسند للإمام أحمد بن حنبل ٤٣٦/٣) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۷/۳/۱۲ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

جنابت کی حالت میں سونا؟

سوال (۲۲۴):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اگر کسی شخص کو سوتے ہوئے غسل کی حاجت پیش آجائے، یا بیوی سے صحبت کرنے کے بعد سونے کا اِرادہ ہوتو شرعاً کیسا ہے؟ کیا جنابت کی حالت میں سونا ممنوع ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: اگر کسی شخص کو جنابت لاحق ہو جائے، تو بہتر تو یہ ہے کہ وہ غسل کرکے طہارت حاصل کرلے؛ تاہم اگر کسی عذر کی وجہ سے اُسی حالت میں سونے کا اِرادہ ہو تو چاہئے کہ شرم گاہ کو دھوکر نماز کی طرح وضو کرکے سوجائے۔

عن ابن عمر أن عمر بن الخطاب رضي الله عنه سأل رسول الله صلى الله عليه وسلم: أيرقد أحدنا وهو جنب؟ قال: نعم! إذا توضأ أحدكم فليرقد وهو جنب. (صحيح البخاري، كتاب الغسل / باب نوم الجنب ٤٣/١ رقم: ٢٨٧ دار الفكر بيروت، صحيح مسلم ١٤٤/١ رقم: ٣٠٦ بيت الأفكار الدولية)

عن عائشة رضي الله عنها قالت: كان النبي صلى الله عليه وسلم إذا أراد أن ينام وهو جنب غسل فرجه وتوضأ للصلاة. (صحيح البخاري، كتاب الغسل / باب الجنب يتوضأ ثم ينام ٤٣/١ رقم: ٢٨٨ دار الفكر بيروت، صحيح مسلم ١٤٤/١ رقم: ٣٠٥)

عن عائشة رضي الله عنها أن النبي صلى الله عليه وسلم كان إذا أراد أن ينام أو يأكل وهو جنبٌ توضأ. (المسند للإمام أحمد بن حنبل ١٩٢/٦ رقم: ٢٥٤٧٣ دار الحديث القاهرة) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۷/۳/۱۱ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مکان میں تنہا سونا؟

سوال (۲۲۵): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: خالی مکان میں تنہا سونا کیسا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بلاعذر یابلا کسی خاص وجہ کے خالی مکان میں اکیلے سونا مناسب نہیں ہے، خدانخواستہ کوئی ڈر یابیماری لاحق ہوجائے، یااور کوئی بات پیش آجائے، جس میں دوسرے کے تعاون کی ضرورت ہو، تو کون اُس کی مدد کرے گا؟ اِس لئے حدیث میں گھر میں اکیلے سونے سے منع فرمایا گیا ہے۔

عن ابن عمر رضي اللّٰه عنهما أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم نهى عن الوحدة أن يبيت الرجل وحده. (المسند للإمام أحمد بن حنبل، كذا في الكنز العمال، كتاب المعيشة والعادات / محظورات النوم ١٥٣/١٤ رقم: ٤١٣٥٨ دار الكتب العلمية بيروت)

عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال: يعتري الشيطان المرءَ عند أربع خصال: إذا نام وحده الخ. (كنز العمال، كتاب المعيشة والعادات / محظورات النوم ١٥٤/١٤ رقم: ٤١٣٦٧ دار الكتب العلمية بيروت، حاشية: المسند للإمام أحمد بن حنبل ٢١٩/٦ دار الفكر بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۲/۳/۱۴۳۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

سونے کے ممنوع اَوقات کیا ہیں؟

سوال (۲۲۶): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کن اَوقات میں سونا ممنوع ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اَحادیثِ شریفہ میں مغرب کے بعد سونے سے منع فرمایا گیا ہے؛ کیوں کہ اس میں عشاء کی نماز فوت ہونے کا قوی اندیشہ ہے۔ نیز بعض روایات میں عصر کے بعد اور فجر کے بعد سونے کا معمول بنانے کی ممانعت بھی وارد ہے۔

عن أبي برزة الأسلمي رضي اللّٰه عنه قال: كان – رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم – يصلي الهجير، وهي التي تدعونها الأولىٰ حين تدحض الشمس ...... وكان يستحب أن يؤخر العشاء، قال: وكان يكره النوم قبلها والحديث بعدها الخ. (صحيح البخاري، كتاب مواقيت الصلاة / باب ما يكره من السمر بعد العشاء ۸٤/۱ ف: ٥٩٩)

عن عبد اللّٰه ابن مسعود رضي اللّٰه عنه قال: ذُكر عند النبي صلى اللّٰه عليه وسلم رجلٌ، فقيل: ما زال نائمًا حتى أصبح، ما قام إلى الصلاة! فقال: بال الشيطان في أذنيه. (صحيح البخاري، كتاب التهجد / باب إذا نام ولم يصل بال الشيطان في أذنه ۱٥۳/۱ رقم: ۱۱٤٤ دار الفكر بيروت، صحيح مسلم رقم: ۷۷٤، الترغيب والترهيب مكمل رقم: ۹٥۹)

عن فاطمة بنت رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قالت: مرّ بي رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم وأنا مضجعة متصحبة، فحرّكني برجله، وقال: يا بنيَّةَ! قومي فاشهدي رزق ربک، ولا تكوني من الغافلين، فإن اللّٰه يقسم أرزاق الناس ما بين طلوع الفجر إلى طلوع الشمس. (كنز العمال، كتاب المعيشة والعادات / باب محظور النوم ۲۲۲/۱٥ رقم: ٤۲۰۲۱ دار الكتب العلمية بيروت)

عن أسلم قال: كتب عمر أن لا ينام قبل أن يصلي العشاء، فمن نام فلا نامت عينه. (كنز العمال، كتاب المعيشة والعادات / باب أدب النوم وأذكارها ۲۰۹/۱٥ رقم: ٤۱۹٤٦ دار الكتب العلمية بيروت)

عن عائشة رضي اللّٰه عنها أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال: من نام

بعد العصر فاختلس عقله، فلا يلومن إلا نفسه. (كنز العمال، كتاب المعيشة والعادات / محظورات النوم ١٥/١٥٣ رقم: ٤١٣٥٥ دار الكتب العلمية بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۷/۳/۵ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

نماز فجر کے بعد سونے کا معمول بنانا؟

سوال (۲۲۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اگر کوئی شخص نماز فجر کے بعد سونے کا معمول بناتا ہے، تو کیا یہ طریقہ صحیح ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: فجر کے بعد بلاضرورت سونا اگر چہ شرعاً حرام نہیں؛ لیکن طبی اور جسمانی اعتبار سے نقصان دہ ہے، نیز رزقِ خداوندی سے محرومی کا سبب بھی ہے، اِس لئے اِس طرح کی عادت سے باز آجانا چاہئے۔

وأردؤه نوم أول النهار وأردأ منه النوم اٰخره بعد العصر، ورأى عبد اللّٰه بن عباس ابنًا له نائمًا نومة الصبحة، فقال له: أتنام في الساعة التي تقسم فيها الأرزاق. ونوم الصبحة يمنع الرزق؛ لأن ذٰلک وقت تطلب فيه الخليقة أرزاقها، وهو وقت قسمة الأرزاق فنومه حرمان إلا لعارضٍ أو ضرورة وهو مضر جدا بالبدن لا رخائه البدن. (زاد المعاد لابن القيم ٢٤١/٤-٢٤٢) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۲۱/۱۱/۱۲ھ

تکیہ لگانا؟

سوال (۲۲۸): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: تکیہ لگانا کیسا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: تکیہ لگانا سنت ہے، اور خاص طور سے چمڑے کا تکیہ جس میں کھجور کی چھال بھری ہوتی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم استعمال فرماتے تھے۔

عن عائشة رضي الله عنها قالت: كان وسادة رسول الله ﷺ الذي يتكئ عليها من أدمٍ حشوه ليف. (صحيح مسلم، كتاب اللباس والزينة / باب التواضع في اللباس الخ ۱۹٤/۲ رقم: ۲۰۸۲ بيت الأفكار الدولية، مشكاة المصابيح / كتاب اللباس ۳۷۳) **فقط واللہ تعالیٰ اعلم**

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱؍۳؍۱۴۳۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

حضور ﷺ کا تکیہ کیسا تھا؟

سوال (۲۲۹): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا تکیہ کیسا تھا؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اُم المؤمنین سیدتنا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہے کہ: ''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا تکیہ چمڑے کا ہوتا تھا، جس پر آپ ٹیک لگاتے تھے، اور اُس کا بھراؤ کھجور کی چھال ہوتی تھی''۔

عن عائشة رضي الله عنها قالت: كان وسادة رسول الله صلى الله عليه وسلم الذي يتكئ عليها من أدم حشوها ليف. (صحيح مسلم، كتاب اللباس والزينة / باب التواضع فی اللباس الخ ۱۹٤/۲ رقم: ۲۰۸۲ بيت الأفكار الدولية، صحيح البخاري رقم: ٦٤٥٦ دار الفكر بيروت)

عن جابر بن سمرة رضي الله عنه قال: رأيت النبي ﷺ متكأً على وسادةٍ على يساره. (سنن الترمذي، أبواب الآداب / باب ما جاء في الاتكاء ۱۰٥/۲) **فقط واللہ تعالیٰ اعلم**

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۲؍۳؍۱۴۳۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

تکیہ،عطر اور دودھ کا ہدیہ

سوال (۲۳۰):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ہم نے سنا ہے کہ تکیہ،عطر اور دودھ کا ہدیہ اگر کسی کو پیش کیا جائے تو اُسے قبول کرلینا چاہئے، رد کرنا منع ہے،اس کی کیا حقیقت ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حدیث شریف میں آتا ہے کہ تین چیزیں:تکیہ،تیل اور دودھ۔ (اور ایک روایت میں خوشبو کا ذکر ہے) اِن چیزوں کا اگر کوئی شخص ہدیہ پیش کرے،تو اُسے انکار نہیں کرنا چاہئے ؛ کیوں کہ عموماً اِن چیزوں کے لینے دینے میں گرانی محسوس نہیں ہوتی۔

عن ابن عمر رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: ثلاث لا ترد: الوسائد والدهن والطیب واللبن. (شمائل ترمذي / باب ما جاء في تعطر رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم ١٤ رقم: ٢١٨) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۳/۷/۱۴۳۵ھ
الجواب صحیح:شبیر احمد عفا اللہ عنہ

بالغ اور قریب البلوغ لڑکے لڑکیوں کا ایک بستر پر سونا ؟

سوال (۲۳۱):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کیا مراہق اور مراہقہ بھائی بہن ایک چارپائی پر ایک جگہ سوسکتے ہیں؟ بڑی عمر کی عورتیں ایک چارپائی پر ایک چادر یا ایک لحاف میں سوسکتی ہیں؟ دوسگی بہنیں قریب البلوغ ایک چارپائی پر ایک چادر یا ایک لحاف میں سوسکتی ہیں؟ دو سگے بھائی ایک جگہ چارپائی پر ایک لحاف میں سوسکتے ہیں؟ مراہق لڑکا اپنی ماں یا اپنے باپ کے ساتھ ایک چارپائی پر ایک لحاف میں سوسکتا ہیں؟ اِس سلسلے میں ہماری رہنمائی فرمائیں اور حدیث ’’**فرقوا بینهم في المضاجع**‘‘ کا مصداق کیا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: قریب البلوغ اور بالغ لڑکے لڑکیوں کو ایک بستر اور ایک لحاف میں سونا حدیث شریف کی رو سے مطلقاً منع ہے، صرف زن وشوہر کے لئے اِس کی اِجازت ہے، اور کسی کے لئے اِجازت نہیں ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ۱۹/۲۱۱ ڈابھیل)

عن عمرو بن شعیب عن أبیه عن جده رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: مروا أولادكم بالصلاة وهم أبناء سبع سنین، واضربوهم علیها وهم أبناء عشر سنین، وفرقوا بینهم في المضاجع. (سنن أبي داؤد، کتاب الصلاة / باب متی یؤمر الغلام بالصلاة رقم: ٤٩٥ دار الفکر بیروت، مشکاة المصابیح، کتاب الصلاة / الفصل الثاني ٥٨/١)

قال الملا علي القاري رحمه اللّٰه تعالیٰ: أمر من التفریق بینهم: أي بین البنین والبنات علی ما هو الظاهر ...... وقال ابن حجر: بهٰذا الحدیث أخذ أئمتنا، فقالوا: یجب أن یفرق بین الإخوة والأخوات، فلا یجوز حینئذٍ تمکین ابنین من الاجتماع في موضع واحد ...... والفرق بینهم في المضاجع في الطفولیة تأدیبًا ومحافظةً لأمر اللّٰه تعالیٰ. (مرقاة المفاتیح / کتاب الصلاة ٢/٢٥٧ رقم: ٥٧٢ دار الکتب العلمیة بیروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۵/۱۱/۱۴۲۹ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

امام اور مؤذن کا ایک ساتھ ایک بستر پر سونا؟

سوال (۲۳۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: جوان بالغ لڑکے ایک ساتھ سو سکتے ہیں یا نہیں؟ اگر نہیں سو سکتے تو امام اور مؤذن دونوں ایک ساتھ سوتے ہیں، حدیث کی روشنی میں بتلایا جائے کہ یہ صحیح ہے یا غلط؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جوان بالغ دو شخصوں کو خواہ دونوں مرد ہوں یا دونوں

عورتیں ہوں، ایک بستر پر اکٹھے سونا ممنوع ہے؛ لہٰذا مسئولہ صورت میں اِمام ومؤذن کا اِکٹھے ایک ہی بستر پر سونا صحیح نہیں۔ (احسن الفتاویٰ ۸/۱۷۱، فتاویٰ محمودیہ ۱۷/۲۷۳ ڈابھیل)

عن عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: مروا أولادكم بالصلاة وهم أبناء سبع سنين، واضربوهم عليها وهم أبناء عشر سنين، وفرقوا بينهم في المضاجع. (سنن أبي داؤد، كتاب الصلاة / باب متى يؤمر الغلام بالصلاة رقم: ٤٩٥ دار الفكر بيروت، مشكاة المصابيح، كتاب الصلاة / الفصل الثاني ٥٨/١)

قال الملا علي القاري رحمه اللّٰه تعالىٰ: أمر من التفريق بينهم: أي بين البنين والبنات على ما هو الظاهر ...... وقال ابن حجر: بهٰذا الحديث أخذ أئمتنا، فقالوا: يجب أن يفرق بين الإخوة والأخوات، فلا يجوز حينئذٍ تمكين ابنين من الاجتماع في موضع واحد ...... والفرق بينهم في المضاجع في الطفولية تأديبًا ومحافظةً لأمر اللّٰه تعالىٰ. (مرقاة المفاتيح / كتاب الصلاة ٢٥٧/٢ رقم: ٥٧٢ دار الكتب العلمية بيروت)

ولا يجوز للرجل مضاجعة الرجل، وإن كان كل واحد منهما في جانب من الفراش، ولقوله عليه السلام: وفرقوا بينهم في المضاجع وهم أبناء عشر. (شامي ٥٤٨/٩ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۲/۶/۲۹ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

قیلولہ کا حکم

سوال (۲۳۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: قیلولہ کسے کہتے ہیں؟ قیلولہ کا شرعی حکم کیا ہے؟ قیلولہ میں کتنی دیر آرام کرنا چاہئے، دن میں کس وقت قیلولہ کرنا سنت ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ”دوپہر میں کھانا کھانے کے بعد تھوڑی دیر آرام کرنے کو

قیلولہ کہتے ہیں‘‘۔ اس کے لئے نیند آنا ضروری نہیں، اور قیلولہ کرنا سنت ہے، اس سے رات کی عبادت میں مدد ملتی ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ ’’قیلولہ کیا کرو؛ اس لئے کہ شیطان قیلولہ نہیں کرتا‘‘۔

عن ابن عباس رضي اللّٰه عنهما عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: استعينوا بطعام السحر على صيام النهار والقيلولة على قيام الليل. (سنن ابن ماجة، كتاب الصيام / باب ما جاء في السحور ١٢١ رقم: ١٦٩٣ دار الفكر بيروت)

وفي رواية: وبقيلولة النهار على قيام الليل. (صحيح ابن خزيمة رقم: ١٩٣٩، فيض القدير ٤٩٤/١، فتح الباري ٨٢/١٤ دار الكتب العلمية بيروت، الترغيب والترهيب مكمل رقم: ١٦٤١)

أخرج الطبراني في الأوسط بسنده عن أنس رضي اللّٰه عنه عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم: قيلوا؛ فإن الشيطان لا يقيل. (فتح الباري، كتاب الاستئذان / باب القائلة بعد الجمعة ٨٢/١٤ بيروت، مجمع الزوائد، كتاب الآداب / باب القيلولة ١٠٩/٨ رقم: ١٣٢٥٦ دار الفكر بيروت)

عن مجاهد قال: بلغ عمر أن عاملاً له لا يقيل، فكتب إليه عمرُ رضي اللّٰه عنه: قِل! فإني حُدِّثتُ أن الشيطان لا يقيل. (كنز العمال، كتاب المعيشة والآداب / ذيل النوم والقيلولة ٢١٨/١٥ رقم: ٤١٩٩٦ دار الكتب العلمية بيروت)

وتستحب القائلة أو القيلولة: أي الاستراحة وسط النهار، وإن لم يكن مع ذٰلک نوم، شتاءً أو صيفًا. (الفقه الإسلامي وأدلته ٤٠٤/١)

قال الأزهري: القيلولة والمقيلُ عند العرب الاستراحة نصف النهار، وإن لم يكن مع ذٰلک نوم بدليل قوله: ﴿وَاَحْسَنُ مَقِيْلاً﴾ والجنة لا نوم فيها. (مرقاة المفاتيح ٢٦٢/٣ المكتبة الأشرفية ديوبند)

القيلولة: وهي الاستراحة في نصف النهار. (حاشية ابن ماجة ٧٧) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۲/۳/۱۴۳۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

قضاء حاجت اور بول وبراز کے آداب

قضاء حاجت کے آداب

سوال (۲۳۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: قضاء حاجت اور پیشاب پاخانہ سے فراغت حاصل کرنے میں کن اُمور وآداب کا لحاظ رکھنا ضروری ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: قضاء حاجت کے چند اہم آداب درج ذیل ہیں:

(۱) پیشاب اور پاخانہ کے وقت ستر اور پردہ کا خاص اہتمام کیا جائے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریفہ تھی کہ آپ بشری ضرورت سے فارغ ہونے کے لئے آبادی سے باہر دور تشریف لے جاتے تھے؛ تاکہ کسی کی نظر آپ پر نہ پڑے۔

عن جابر بن عبد اللّٰہ رضي اللّٰہ عنہ أن النبي صلی اللّٰہ علیہ وسلم کان إذا أراد البراز انطلق حتی لا یراہ أحد. (سنن أبي داؤد، کتاب الطہارۃ / باب التخلي عند قضاء الحاجۃ رقم: ۲ دار الفکر بیروت)

عن عبد الرحمن بن أبي قراد رضي اللّٰہ عنہ قال: خرجت مع رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم إلی الخلاء، وکان إذا أراد الحاجۃ أبعد. (سنن النسائي، کتاب الطہارۃ / باب الإبعاد عند إرادۃ الحاجۃ ۴/۱ رقم: ۱۶ دار الفکر بیروت)

(۲) قضاء حاجت کے لئے نرم اور نشیبی زمین کا انتخاب کرنا چاہئے؛ تاکہ پیشاب کی چھینٹیں اُڑ کر کپڑوں اور بدن پر نہ لگیں۔

عن أبي موسیٰ الأشعري رضي اللّٰہ عنہ ...... ثم قال صلی اللّٰہ علیہ وسلم:

إذا أراد أحدكم أن يبول فليرتد لبوله . (سنن أبي داؤد، كتاب الطهارة / باب الرجل يتبوأ لبوله ۱/۲ رقم: ۳ دار الفكر بيروت)

(۳) اگر بیت الخلاء بنا ہوا ہو، تو دعا پڑھ کر بائیں پیر سے اندر داخل ہوں، اور اگر صحراء میں جانے کا اِرادہ ہو تو جس جگہ ضرورت سے فارغ ہونے کا اِرادہ ہو تو اُس جگہ پر دعا پڑھیں۔

عن أنس بن مالک رضي اللّٰہ عنه یقول: کان النبي صلی اللّٰہ علیه وسلم إذا دخل الخلاء، قال: اللّٰھم إني أعوذ بک من الخبث و الخبائث (صحیح البخاري، کتاب الوضوء / باب ما یقول عند الخلاء رقم: ۱٤۲ دار الفکر بیروت)

ویدخل الخلاء ...... برجله الیسریٰ ابتداءً ا ...... استحبابًا تکرمة للیمنی؛ لأنه مستقذر یحضره الشیطان. (مراقي الفلاح مع حاشیة الطحطاوي / فصل فیما یجوز به الاستنجاء ٥١)

(۴) جوتا چپل پہن کر اور سر ڈھانپ کر جائے۔

عن حبیب بن صالح قال: کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم إذا دخل الخلاء لبس حذاءه وغطّی رأسه. (السنن الکبریٰ للبیهقي / باب تغطیة الرأس عند دخول الخلاء الخ ۱/۱٥٦ رقم: ٤٥٦ دار الکتب العلمیة بیروت، ۱/۲۳٤ دار الحدیث القاهرة)

ویدخل مستور الرأس. (الفتاویٰ الهندیة / الفصل الثالث في الاستنجاء ۱/٥٠ کوئٹه)

(۵) کوئی قابلِ احترام چیز قرآن یا آیتِ قرآن والی انگوٹھی وغیرہ ساتھ ہو تو اُسے باہر نکال دے۔

عن أنس بن مالک رضي اللّٰہ عنه قال: کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم: إذا دخل الخلاء نزع خاتمه. (سنن الترمذي / باب ما جاء في لبس الخاتم في الیمین رقم: ۱۷٤٦)

ویکره الدخول للخلاء ومعه شيء مکتوب فیه اسم اللّٰہ. (مراقي الفلاح مع حاشیة الطحطاوي / فصیل فیما یجوز به الاستنجاء ٥٤)

(٦) جب بیٹھنے کے قریب ہو، تب شرم گاہ کھولے۔

عن ابن عمر رضي اللّٰہ عنهما أن النبي صلی اللّٰہ علیه وسلم کان إذا أراد

الحاجة لا يرفع ثوبه حتى يدنو من الأرض. (سنن أبي داؤد، كتاب الطهارة / باب كيف التكشف عند الحاجة ۳/۱ رقم: ۱٤ دار الفكر بيروت)

(۷) قبلہ کی طرف رخ یا پشت کر کے نہ بیٹھے، اگر کہیں جانبِ قبلہ غلطی سے بیت الخلاء بنا ہوا ہو، تو حتی الامکان بیٹھنے میں قبلہ سے انحراف کرے۔

عن أبي أيوب رضي اللّٰه عنه أن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: إذا أتيتم الغائط فلا تستقبلوا القبلة ولا تستدبروها، ببول ولا غائط، ولكن شرقوا أو غربوا. قال أبو أيوب: فقدمنا الشام فوجدنا مراحيض قد بنيت قبل القبلة، فننحرف عنها ونستغفر اللّٰه. (صحيح مسلم، كتاب الطهارة / باب الاستطابة رقم: ٢٦٤ بيت الأفكار الدولية، صحيح البخاري، كتاب الوضوء / باب لا تُستقبل القبلة بغائط أو بولٍ إلا عند البناء، جدارٍ أو نحوه رقم: ١٤٤ و ٣٩٤ دار الفكر بيروت)

عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: إذا جلس أحدكم على حاجته فلا يستقبل القبلة ولا يستدبرها. (صحيح بن خزيمة / باب النهى عن التختم في قبلة المسجد رقم: ١٣١٣)

حق اللّٰه على كل مسلم أن يكرم قبلة اللّٰه. (المصنف لابن أبي شيبة / فصل في استقبال القبلة رقم: ١٦٠٧، ١٥٨/٢ رقم: ١٦١٧ المجلس العلمي)

وإذا اضطر إلى أحدهما ينبغي أن يختار الاستدبار. (حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح / فصل فيما يجوز به الاستنجاء ٥٢)

لو كانت الريح تهب عن يمين القبلة أو شمالها فإنهما لا يكرهان للضرورة. (حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح / فصل فيما يجوز به الاستنجاء ٥٢)

(۸) اگر صحراء میں ہو تو اُس کا بھی خیال رکھے کہ ہوا کے رخ کی مخالف سمت میں نہ بیٹھے، ورنہ پیشاب کی چھینٹیں اُڑ کر کپڑے اور جسم پر گریں گی۔

إذا بال أحدكم فلا يستقبل الريح ببوله فيرد عليه.(مسند فردوس / باب الألف رقم: ۱۲۰۸)

ويـكـره استـقبال ...... مهب الريح لعوده به فينجسه. (مراقي الفلاح مع حاشية الطحطاوي / فصل فيما يجوز به الاستنجاء ۵۳)

(۹) قضاءِ حاجت کے وقت کوئی بھی ذکر کرنا یا بلاضرورت دنیاوی باتیں کرنا، تھوکنا، ناک صاف کرنا، شرم گاہ کو دیکھنا،، اس سے کھیلنا، اُسے دائیں ہاتھ سے چھونا، بول وبراز کو دیکھنا، اور بلاضرورت دیرتک وہاں بیٹھے رہنا، یہ سب چیزیں آداب اور فطرت کے خلاف ہیں، ان سے بچنا چاہئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۵/۳/۱۴۳۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

قضاءِ حاجت کے لئے بیٹھنے کا سنت طریقہ

سوال (۲۳۵): -کیا فرماتے ہیں علماءِ دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: جب ہم قضاءِ حاجت کے لئے بیٹھیں، تو اُس کا مسنون ومستحب طریقہ کیا ہے؟ کس طرح بیٹھنا چاہئے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: قضاءِ حاجت کے لئے بیٹھنے کا سنت طریقہ یہ ہے کہ بائیں طرف کو جھک کر بائیں پیر پر زور دے کر بیٹھنا چاہئے، اِس طریقہ میں اِجابت بسہولت ہوجاتی ہے، یہ طریقہ بہت سی بیماریوں سے بھی بچنے کا سبب ہے۔ (سنتِ نبوی اور جدید سائنس ۱/۱۹۰)

عن محمد بن عبد الرحمٰن عن رجل من بني مدلج عن أبيه قال: قدم علينا سراقة بن جعشم، فقال: علمنا رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم إذا دخل أحدنا الخلاء أن يعتمد اليسرىٰ وينصب اليمنىٰ. (السنن الكبرىٰ للبيهقي، كتاب الطهارة / باب تغطية الرأس عند دخول الخلاء الخ ۱/۱۵٦ رقم: ٤٥۷ دارالكتب العلمية بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴/۳/۱۴۳۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

قضاء حاجت کے لئے بائیں پیر پر وزن ڈال کر بیٹھنا؟

سوال (۲۳۶): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: بیت الخلاء (قضاء حاجت) کے لئے بیٹھنے کا سنت طریقہ کیا ہے؟ کوئی کہتا ہے کہ بائیں پیر پر وزن ڈال کر سیدھا ہاتھ سیدھے کان پر اور اُلٹا ہاتھ پیٹ کے بائیں کنارے پر دبائیں، یا اُلٹے ہاتھ کی کلائی پورے پیٹ پر رکھیں، کیا یہ طریقہ سنت ہے یا اِس کے علاوہ کوئی اور طریقہ ہو تو بتائیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بیت الخلاء میں بیٹھنے کا کوئی لازمی شرعی طریقہ متعین نہیں؛ بلکہ جس طرح بھی سہولت ہو بیٹھنے کی گنجائش ہے؛ تاہم آداب کے ضمن میں کتبِ فقہ وحدیث میں یہ طریقہ لکھا ہے کہ پیروں کو کشادہ کر کے بائیں جانب زیادہ جھک کر دائیں پیر کو کھڑا کر کے بیٹھے، اِس سے زائد بیٹھنے کی ہیئت کا کوئی طریقہ کسی کتاب میں نظر سے نہیں گذرا۔

عن رجل من مدلج عن أبيه قال: جاء سراقة بن مالك بن جعشم عند النبي صلى اللّٰه تعالىٰ عليه وسلم، فقال: علمنا رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم كذا وكذا، فقال رجل كالمستهزئ: أيعلمكم كيف تخرؤن؟ قال: بلى! هو الذي بعثه بالحق لقد أمرنا أنتوكأ على اليسرىٰ وأن ننصب اليمنى. (المعجم الكبير ۱۳٦/۷ رقم: ٦٦٠٥، مجمع الزائد ۲۰٦/۱ بيروت)

وفي إعلاء السنن تحت هٰذا الحديث قلت: هٰكذا ذكر أصحابنا في كيفية الجلوس للحاجة. (إعلاء السنن ۱۳٦/۱ دار الكتب العلمية بيروت)

ويوسع بين رجليه ويميل على اليسرىٰ. (البحر الرائق / كتاب الطهارة ۲٤۳/۱ كوئٹه)

ويجلس معتمدًا على يساره؛ لأنه أسهل للخروج، ويوسع فيما بين رجليه. (مراقي الفلاح ٥۲)

فالأدب أن يجلس متفرجًا الخ. (صغيري ۱۱، كبيري ۲۸، الفتاوىٰ الهندية / كتاب

الطهارة ٤٨/١ زكريا، عمد القاري ٢٧٩/٢، غنية الطالبين ٥٥) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۴/۷/۱۴۲۸ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کھڑے ہوکر پیشاب کرنا؟

سوال (۲۳۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کھڑے ہوکر پیشاب کرنے کا کیا حکم ہے؟ اور جس روایت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کھڑے ہوکر پیشاب کرنے کا ثبوت ہے، اُس کا کیا جواب ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بلا عذر کھڑے ہوکر پیشاب کرنے کی عادت بنالینا پسندیدہ نہیں ہے، یہ مروت ووقار کے خلاف ہے۔ نیز اِس میں کشف عورت اور بدن اور کپڑوں کے پیشاب میں ملوث ہونے کا زیادہ احتمال ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عام عادتِ شریفہ بیٹھ کر پیشاب کرنے کی تھی، اور جن بعض روایات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کھڑے ہوکر پیشاب کرنے کا ذکر ہے، وہ عذر پر محمول ہے۔ شراحِ حدیث نے ایسی اَحادیث کی شرح فرماتے ہوئے درج ذیل اعذار کا ذکر کیا ہے:

الف: - کمر میں تکلیف کی وجہ سے آپ کے لئے بیٹھنا دشوار تھا۔

ب: - گھٹنے کی تکلیف کی وجہ سے بیٹھنے میں دشواری تھی۔

ج: - اُس مقام پر گندگی کی وجہ سے بیٹھنے کی مناسب جگہ نہ تھی، وغیرہ۔

بہرحال بلا عذر کھڑے ہوکر پیشاب نہیں کرنا چاہئے۔

عن عائشة رضي اللّٰه عنها قالت: من حدثكم أن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم كان يبول قائمًا فلا تصدقوه، ما كان يبول إلا قاعدًا. (سنن الترمذي، أبواب الطهارة / باب النهي عن البول قائمًا ٩/١)

عـن عـمر رضي اللّٰه عنه قال: راٰني النبي صلى اللّٰه عليه وسلم أبول قائمًا، وقـال: يا عمر! لا تبل قائمًا فما بُلتُ قائمًا بعد. (سنن الترمذي، أبواب الطهارة / باب النهي عن البول قائمًا ۹/۱)

أكثر ما كان يبول وهو قاعدٌ. (زاد المعاد / فصل في هديه ﷺ عند قضاء الحاجة ١٦٤/١)

عـن عبـد اللّٰه بن مسعود رضي اللّٰه عنه قال: إن من الجفاء أن تبول وأنت قائم. (سنن الترمذي، أبواب الطهارة / باب النهي عن البول قائمًا ۹/۱)

عـن حذيفة رضي اللّٰه عنه قال: أتى النبي صلى اللّٰه عليه وسلم سُباطة قومٍ فبـال قـائـمًا، ثم دعا بمائس فجئته بماءٍ فتوضأ. (صحيح البخاري، كتاب الوضوء / باب البول قـائـمًـا وقـاعـدًا رقـم: ٢٢٤ دار الفكر بيروت، سنن الترمذي ٢/١، صحيح مسلم رقم: ٢٧٣ بيت الأفكار الدولية، مسند البزار رقم: ٤٤٢٤، زاد المعاد / فصل في عند قضاء الحاجة ١٩٤/١)

عـن أبـي هـريرة رضي اللّٰه عنه أن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم بال قائمًا من جرح كان بمأبضه. (السنن الكبرىٰ للبيهقي، كتاب الطهارة / باب البول قائمًا رقم: ٤٨٩ بيروت)

قـال الإمـام الـنـووي: وأمـا سبـب بـوله صلى اللّٰه عليه وسلم قائمًا فذكر الـعـلـماء فيه أوجهًا حكاها الخطابي والبيهقي وغيرهما من الأئمة، أحدها: قالا: وهـو مـروي عـن الشـافعيؒ: إن العرب كان تستشفى لوجع الصلب بالبول قائمًا، قـال: فـذي أنـه كـان بـه صلى اللّٰه عليه وسلم وجع الصلب إذ ذٰلک، والثاني: أن سببـه مـا روي في رواية ضعيفة رواها البيهقي وغيره أنه صلى اللّٰه عليه وسلم بال قـائمًا لعله بمأضبه وإنما بض همزة ساكنة بعد الميم ثم باء موحدة وهو باطن الركبة، والثـالـث: أنـه لـم يـجـد مـكـانًا للعقود فاضطر إلى القيام لكون الطرف الذي يليه من السباطة كان عاليًا مرتفعًا الخ. (شرح النووي على صحيح مسلم ۱۳۳/۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۹/۳/۱۴۳۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

پچھّم پورب رخ بنے ہوئے بیت الخلاء

سوال (۲۳۸):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اگر کسی مسجد یا مکان میں غلطی سے استنجاء خانہ پچھّم اور پورب رخ کا بنادیا گیا ہو، تو کیا اُسے توڑ دینا ضروری ہے؟ اگر جگہ کی تنگی کے باعث رخ کو ٹیڑھا ترچھا پچھّم یا پورب کی طرف کردیا جائے، تو ایسا کرنا جائز ہوگا یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اَصل حکم تو یہی ہے کہ ایسے استنجاء خانوں کو توڑ کر دوسرے کسی رخ پر بنایا جائے؛ اِس لئے کہ ہر آدمی کراہت کا خیال نہیں رکھ سکتا؛ تاہم اگر وہ ویسے ہی بنے رہیں اور بیٹھنے والے آڑے ترچھے ہوکر بیٹھیں تو ان سے کراہت رفع ہوجائے گی۔

عن أبي أیوب رضي اللّٰہ عنه أن النبي صلی اللّٰہ علیه وسلم قال: إذا أتیتم الغائط فلا تستقبلوا القبلة ولا تستدبروها، ببول ولا غائط، ولکن شرقوا أو غربوا. قال أبو أیوب: فقدمنا الشام فوجدنا مراحیض قد بنیت قبل القبلة، فننحرف عنها ونستغفر اللّٰہ. (صحیح مسلم، کتاب الطهارة / باب الاستطابة رقم: ٢٦٤ بیت الأفکار الدولیة، صحیح البخاري، کتاب الوضوء / باب لا تُستقبل القبلة بغائط أو بولٍ إلا عند البناء، جدارٍ أو نحوه رقم: ١٤٤ و ٣٩٤ دار الفکر بیروت)

وإن غفل وقعد مستقبل القبلة یستحب له أن ینحرف بقدر الإمکان.

(الفتاویٰ الهندیة / کتاب الطهارة ٥٠/١، بهشتی زیور ٨/٢) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۱۳/۷/۶ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

قضاء حاجت کے وقت قبلہ کا اِستقبال واِستدبار کرنا؟

سوال (۲۳۹):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: ہمارے بیت الخلاء میں سیٹ پورب پچھم رکھی ہوئی ہے، یعنی پیشاب پاخانہ کے وقت استقبالِ قبلہ یا استدبارِ قبلہ ہوتا ہے، اِس لئے دریافت یہ کرنا ہے کہ از روئے شرع اِس کی اِصلاح ضروری ہے یا کچھ گنجائش ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: پیشاب پاخانہ کے وقت استقبالِ قبلہ اور استدبارِ قبلہ کرنا مکروہِ تحریمی ہے؛ لہٰذا اُس بیت الخلاء کی سیٹ کو قبلہ رخ سے ہٹا کر درست کرنا چاہئے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۱۳/۴۴۹، فتاویٰ رحیمیہ ۳/۱۱)

عن أبي أیوب رضي اللّٰہ عنہ أن النبي صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال: إذا أتیتم الغائط فلا تستقبلوا القبلۃ ولا تستدبروھا، ببول ولا غائط، ولکن شرقوا أو غربوا. قال أبو أیوب: فقدمنا الشام فوجدنا مراحیض قد بنیت قبل القبلۃ، فننحرف عنھا ونستغفر اللّٰہ. (صحیح مسلم، کتاب الطھارۃ / باب الاستطابۃ رقم: ٢٦٤ بیت الأفکار الدولیۃ، صحیح البخاري، کتاب الوضوء / باب لا تُستقبل القبلۃ بغائط أو بولٍ إلا عند البناء، جدارٍ أو نحوہ رقم: ١٤٤ و ٣٩٤ دار الفکر بیروت، سنن الترمذي، کتاب الطھارۃ / باب النھي عن استقبال القبلۃ بغائط أو بول ٨/١ رقم: ٨، سنن أبي داؤد، کتاب الطھارۃ / باب کراھیۃ استقبال القبلۃ عند الحاجۃ ٣/١ رقم: ٩ دار الفکر بیروت)

ویکرہ تحریمًا استقبال القبلۃ واستدبارھا ولو في البنیان. (نور الإیضاح مع مراقي الفلاح ٢٩، شامي ٥٥٤/١ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۴۲۱/۶/۲۶ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کس سمت میں بیٹھ کر پیشاب یا پاخانہ کرنا منع ہے؟

سوال (۲۴۰): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: چاروں سمتوں میں سے کون کون سی سمت پیشاب و بیت الخلاء کرنا چاہئے، نیز گاؤں میں نوے فیصد بیت الخلاء کا رخ پورب کی طرف ہے اور پچھّم کی طرف بیٹھ کر کرتے ہیں، اور لوگوں کا خیال بھی یہ ہے کہ قبلہ کی طرف اور اتر کی طرف رخ نہ کرنا چاہئے، پچھّم اور پورب دکھن کی طرف کرنا چاہئے، کسی مولوی صاحب نے اُن سے کہا کہ پورب اور پچھّم کی طرف رخ نہ کرنا چاہئے، منع ہے، تو گاؤں کے لوگ بولے کہ قبلہ کی طرف منع ہے، پچھّم کی طرف منع نہیں ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: قضاءِ حاجت کے وقت قبلہ رو بیٹھنا یا اُس کی جانب پیٹھ کرنا ممنوع ہے؛ بلکہ ہندوستان جیسے ممالک میں شمال یا جنوب (اُتر دکھن) کی جانب رخ کرنا چاہئے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قضاء حاجت کے وقت قبلہ رو بیٹھنے یا اُس کی طرف پیٹھ کرنے سے منع فرمایا ہے؛ لہٰذا جن لوگوں کے بیت الخلاء کا رخ پورب پچھّم کی جانب ہے، اُن پر اُس کا رخ بدلنا لازم ہے، اور مذکورہ مولوی صاحب نے جو مسئلہ بتایا ہے وہ اپنی جگہ درست ہے، اور اُسی کے مطابق عمل کرنا چاہئے، اور پورب پچھّم کی جانب رخ کرنے والے بیت الخلاء نہیں بنانے چاہئیں، ہمارے یہاں چوں کہ قبلہ پچھّم کی جانب ہے؛ اِس لئے پچھّم کی جانب استنجے خانے بنانا درست نہیں ہے۔

عن أبي أیوب الأنصاري رضي اللّٰہ عنہ قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: إذا أتیتم الغائط فلا تستقبلوا القبلة بغائط ولا بولٍ ولا تستدبروها. (سنن الترمذي، کتاب الطهارة / باب النهي عن استقبال القبلة بغائط أو بول ۸/۱ رقم: ۸، صحیح البخاري، کتاب الوضوء / باب لا تُستقبل القبلة بغائط أو بولٍ إلا عند البناء، جدارٍ أو نحوه رقم: ١٤٤ و ٣٩٤ دار الفکر بیروت)

ویکره تحریمًا استقبال القبلة واستدبارها ولو في البنیان. (شامي ٥٥٤/١ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ

۱۴۲۱/۱۱/۲ھ

قضاءحاجت کےممنوع مقامات

سوال (۲۴۱): -کیافرماتے ہیں علماءدین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کن کن جگہوں پر استنجاء کرنا منع ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: درج ذیل مقامات پر استنجاء اور قضاءحاجت سے احتراز کرنا چاہئے: (۱) عام راستہ اور لوگوں کی گذرگاہوں پر (۲) قبرستان میں (۳) سایہ دار درخت کے نیچے (۴) نہر، کنواں، حوض کے قریب (۵) عیدگاہ اور مسجد میں (۶) سردی میں دھوپ لینے کے لئے لوگ جس جگہ بیٹھتے ہوں (۷) پانی میں (۸) سوراخ کے اندر؛ اس لئے کہ ممکن ہے کہ اُس میں کوئی موذی جانور ہو، جو ایذاء پہنچادے (۹) غسل خانہ اور حمام میں (۱۰) وضوخانہ میں (۱۱) پھل دار درخت کے نیچے (۱۲) آگ کے اوپر؛ کیوں کہ اِس سے بیماری لاحق ہوسکتی ہے (۱۳) راکھ کے اندر (۱۴) سخت جگہ پر، اِس میں خطرہ ہے کہ پیشاب کی چھینٹ اُڑکر کپڑوں اور منہ پر گریں، اور اگر سخت جگہ قضائے حاجت کی ضرورت ہوتو زمین کوکھود کر نرم کرلینا چاہئے؛ تاکہ چھینٹیں نہ اُڑیں۔

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: من سل سخيمته على طريق عامر من طريق المسلمين فعليه لعنة الله والملائكة والناس أجمعين. (السنن الكبرىٰ للبيهقي، كتاب الطهارة / باب النهي عن التخلي في طريق الناس ١٥٨/١ رقم: ٤٧٠ دار الكتب العلمية بيروت، ٢٣٨/١ رقم: ٤٧٠ دار الحديث القاهرة، المستدرك للحاكم ٢٩٦/١ رقم: ٦٦٥، حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح / فصل فيما يجوز به الاستنجاء ٥٣ المكتبة الأشرفية ديوبند)

عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: من جلس على قبر يبول عليه أو يتغوط فكأنما جلس على جمرة نار. (شرح معاني الآثار / باب الجلوس على القبور رقم: ٢٩٥١)

عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال: اتقوا اللعانين، قالوا: وما اللعانان يا رسول اللّٰه؟ قال: الذي يتخلى في طريق الناس أو في ظلهم. (صحيح مسلم، كتاب الطهارة / باب النهي عن التخلي في الطرق والظلال ص: ٢٧٥ رقم: ٢٦٩ بيت الأفكار الدولية، صحيح مسلم ١٣٢/١)

ويكره أن يبول في الماء والظل، قال الأبهري: موضع الشمس في الشتاء كالظل في الصيف. (حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح / فصل فيما يجوز له الاستنجاء ٥٣)

عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: لا يبولن أحدكم في الماء الدائم ثم يتوضأ منه. (سنن الترمذي، كتاب الطهارة / باب كراهية البول في الماء الراكد ٢١/١ رقم: ٦٨)

عن عبد اللّٰه بن سرجِسَ رضي اللّٰه عنه أن نبي اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال: لا يبولن أحدكم في جحر. (سنن النسائي، كتاب الطهارة / باب كراهية البول في الجحر ٧/١ رقم: ٣٤ دار الفكر بيروت)

عن عبد اللّٰه بن سرجِسَ رضي اللّٰه عنه أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم نهى أن يبال في الجحر، قالوا لقتادة: ما يكره من البول في الجحر؟ قال: كان يقالُ إنها مساكن الجن. (سنن أبي داؤد، كتاب الطهارة / باب النهي عن البول في الجحر ٥/١ رقم: ٢٩ دار الفكر بيروت)

عن عبد اللّٰه بن مغفل رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: لا يبولن أحدكم في مستحمه ثم يغتسل فيه، قال أحمد: ثم يتوضأ فيه؛ فإن عامة الوسواس منه. (سنن أبي داؤد، كتاب الطهارة / باب في البول في المستحم ٥/١ رقم: ٢٧ دار الفكر بيروت، سنن الترمذي ١٢/١ رقم: ٢١)

ويكره في محل التوضأ؛ لأنه يورث الوسوسة. (حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح / فصل فيما يجوز به الاستنجاء ٥٤ المكتبة الأشرفية ديوبند)

عن عبد الله بن عمر رضي الله عنهما قال: نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم أن يتخلى الرجل تحت شجرة مثمرة. (المعجم الأوسط / باب من اسمه إبراهيم ۲ /۳۰ رقم: ۲۳۹۲ دار الفكر للنشر والتوزيع عمان)

ويكره بوله في نار؛ لأنه يورث السقم. (كشاف القناع / باب الاستطابة وآداب التخلي ٦٢/١)

وكان إذا أراد أن يبول في عزاز من الأرض – وهو الموضع الصلب – أخذ عودًا من الأرض فنكت به حتى يثرى ثم يبول. (زاد المعاد / فصل في هديه صلى الله عليه وسلم عند قضاء الحاجة ١٧١/١ مكتبة المنار الإسلامية الكويت)

فإذا أراد أن يبول وكانت الأرض صلبة دقها بحجر أو حفر حفيرة حتى لا يترشش عليه البول. (الفتاوىٰ الهندية / الفصل الثالث في الاستنجاء ٥٠/١) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴/۳/۱۴۳۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کن چیزوں سے استنجاء کرنا چاہئے اور کن سے نہیں؟

سوال (۲۴۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کن کن چیزوں سے استنجاء اور طہارت حاصل کرنی چاہئے، اور کن سے نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: پانی سے استنجاء کرنا سب سے زیادہ پاکی اور طہارت کا موجب ہے، اگر کسی جگہ پانی دستیاب نہ ہو، تو مٹی کے ڈھیلے (یا مٹی کی جنس کی اشیاء) سے بھی استنجاء کرسکتے ہیں۔ اور جاذب (ٹیشو پیپر) کا حکم بھی مٹی کے ڈھیلے کے مانند ہے، اور اگر کوئی شخص پانی اور ڈھیلے دونوں کو جمع کرلے تو یہ طریقہ سب سے اچھا ہے۔ اور پانی اور ڈھیلے کے علاوہ گوبر، لیدا اور ہڈی وغیرہ سے استنجاء کرنا منع ہے؛ اس لئے کہ یہ جنات کی غذا ہے، اور قابل احترام اشیاء: کاغذ، کپڑا، اور روٹی وغیرہ سے بھی استنجاء کرنا جائز نہیں ہے۔

عـن أنـس بـن مـالک رضي اللّٰه عنه يقول: كان رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسـلـم يدخل الخلاء فأحمل أنا وغلامٌ إداوةً من ماء وعنزةً يستنجي بالماء. (صحيح البخاري، كتاب الوضوء / باب حمل العنزة مع الماء في الاستنجاء ۲۷/۱ رقم: ۱۵۲ دار الفكر بيروت)

عن سلمان رضي اللّٰه عنه قال: قيل له: قد علَّمكم نبيكم صلى اللّٰه عليه وسلم كـل شـيءٍ، حتـى الخراء ة، قال، فقال: أجل! لقد نهانا أن نستقبل القبلة لغائط أو بـولٍ، أو أن نستنجي باليمين أو أن نستنجي بأقل من ثلاثة أحجارٍ، أو أن نستنجي برجيع أو بعظم. (صحيح مسلم، كتاب الطهارة / باب الاستطابة ۱۳۰/۱ رقم: ۲٦۲ بيت الأفكار الدولية)

عن عبد اللّٰه بن مسعود رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: لا تستنجوا بالروث و لا بالعظام؛ فإنه زاد إخوانكم من الجن. (سنن الترمذي، أبواب الطهارة / باب كراهية ما يستنجى به ص: ۱۱ رقم: ۱۸)

عـن عـائشة رضـي الـلّٰه عنها أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال: إذا ذهـب أحـدكـم إلى الغائط فليذهب معه بثلاثة أحجارٍ يستطيب بهن فإنها تجزئ عنه. (سنن أبي داؤد، كتاب الطهارة / باب الاستنجاء بالحجارة ٦/۱ رقم: ٤۰ دار الفكر بيروت)

عـن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: ...... من استـجـمـر فـليوتر، من فعل فقد أحسن ومن لا فلا حرج، الخ .(سنن أبي داؤد، كتاب الطهارة / باب الاستتار في الخلاء ٦/۱ رقم: ۳۵ دار الفكر بيروت)

عـن خـزيـمة بن ثابت رضي اللّٰه عنه قال: سُئل النبي صلى اللّٰه عليه وسلم عـن الاستـطابة، فقال: بثلاثة أحجار ليس فيها رجيع. (سـنـن أبي داؤد، كتاب الطهارة / باب الاستنجاء بالحجارة رقم: ٤۱ دار الفكر بيروت)

والاستـنـجاء بالحجر أو ما يقوم مقامه كالأعيان الظاهرة والعود والخرقة سنة. (البناية شرح الهداية / حكم الاستنجاء ۷٤۹/۱ المكتبة النعيمية ديوبند)

السنة هو الاستنجاء بالأشياء الطاهرة. (بدائع الصنائع / فصل في سنن الوضوء ۱۸/۱)

النهي عن الاستنجاء بالفحم؛ لأنه رخو يتفتت إذا ناله غمز، ويتعلق بالمحل ولا يقلع الأذىٰ. (شرح السنة / باب أدب الخلاء ۳٦٦/۱)

والاستنجاء سنة، ويجوز فيه الحجر وما قام مقامه. (الهداية / فصل في الاستنجاء ۲٤/۱ مكتبه بلال ديوبند)

وإذا نهي عن الاستنجاء بزاد الجن فزاد الإنس أولىٰ بالنهي. (غنية المتملي / مطلب استقبال القبلة عند الاستنجاء مكروه كراهة تحريم ۳۹)

إن كان للمزال به حرمة أو قيمة كره كقرطاس وخرقة وقطنة الخ. (فتح القدير / فصل في الاستنجاء ۲۱۳/۱ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴؍۳؍۱۴۳۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

غسل خانہ میں برہنہ غسل کرنا؟

سوال (۲۴۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: آج کل عوام ہی نہیں؛ بلکہ خواص کا بھی یہ حال ہے کہ نہاتے اور غسل کرتے وقت تہبند یا کسی دوسرے کپڑے کے باندھے بغیر غسل خانہ میں ننگے رہتے ہیں، اور برہنگی کی حالت میں غسل کرتے ہیں۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ غسل خانہ میں ننگے نہانا جائز ہے یا ناجائز؟ بحوالۂ معتبر ومستند جواب تحریر فرمائیں، اور یہ بھی تحریر فرمائیں کہ اس اَمر میں سنتِ نبوی کیا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفيق: اگر ایسی جگہ نہائے جہاں کوئی اور نہ دیکھ پائے جیسا کہ آج کل غسل خانے وغیرہ ہوتے ہیں، تو وہاں پر برہنہ ہوکر نہانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

عن يعلىٰ أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم راى رجلاً يغتسل بالبراز بلا إزار، فصعد المنبر فحمد اللّٰه وأثنى عليه، ثم قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم:

إن اللّٰـه عـزو جـلّ حيِيٌّ ستّيرٌ يحب الحياء و الستر، فإذا اغتسل أحدكم فليستتر.

(سنن أبي داؤد، كتاب الحمام / باب النهي عن التعري رقم: ٤٠١٢ دار الفكر بيروت)

ويكـره مع كشف العورة ولـو فـي مـكـان لا يراه فيه أحد، ويستحب أن يغتسل بمكان لا يراه فيه أحد لا يحل له النظر لعورته لاحتمال ظهورها في حال الـغسل أو لبس الثياب. (مـراقـي الـفلاح / فصل وآداب الاغتسال الخ ١٠٦، بهشتی زیور اختری ٥٦/١) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۲/۲۸/ ۱۴۱۲ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

چڈی پہن کر غسل کرنا؟

سوال (۲۴۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید نے چڈی (نیکر) پہن کر غسل خانہ سے باہر غسل کیا اور فرائض بھی ادا کئے، تو ایسی صورت میں غسل ہوا یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: اگر تمام بدن پر پانی پہنچ گیا اور نجاست صاف کرلی ہے، تو غسل شرعاً صحیح ہوگیا؛ لیکن عام لوگوں کے سامنے ستر کھولنے کا گناہ ہوا۔

عـن يعلىٰ أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم راى رجلاً يغتسل بالبراز بلا إزار، فـصعد المنبر فحمد اللّٰه وأثنى عليه، ثم قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: إن اللّٰـه عـزو جـلّ حيِيٌّ ستّيرٌ يحب الحياء و الستر، فإذا اغتسل أحدكم فليستتر.

(سنن أبي داؤد، كتاب الحمام / باب النهي عن التعري رقم: ٤٠١٢ دار الفكر بيروت)

وهـي ثلاثة: المضمضة والاستنشاق وغسل جميع البدن. (الفتاوىٰ الهندية / كتاب الطهارة ١٣/١) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۹/ ۴/ ۱۴۱۵ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

برہنہ غسل کرنا اور بیت الخلاء میں بات چیت کرنا؟

سوال (۲۴۵): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: غسل خانہ میں برہنہ ہوکر غسل کرنا کیسا ہے؟ اِسی طرح غسل کرتے وقت یا بیت الخلاء میں حاجت پوری کرتے وقت بات چیت کرنا کیسا ہے؟ کیا ضرورت کے موقع پر بات کرنے کی گنجائش ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر ستر کی پوری طرح حفاظت کا نظم ہو، تو غسل خانہ میں برہنہ ہوکر غسل کرنے کی گنجائش ہے۔

عن میمونة رضي اللّٰه عنها قالت: سترتُ النبي صلی اللّٰه علیه وسلم وهو یغتسل من الجنابة ...... الخ. (صحیح البخاري، کتاب الغسل / باب التستر في الغسل عند الناس ۱/ ٤٢ رقم: ۲۸۱ دار الفکر بیروت)

بیت الخلاء میں بلاضرورت بات چیت کرنا مکروہ ہے، شدید ضرورت کے موقع پر بقدر ضرورت جواب دینے کی گنجائش ہے۔

عن أبي سعید الخدري أن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: لا یتناجی إثنان علیٰ غائطهما. ینظر کل واحد منهما إلیٰ عورة صاحبه؛ فإن اللّٰه عزوجل یَمقتُ علیٰ ذٰلک (سنن ابن ماجة، أبواب الطهارة وسننها / باب النهي عن الاجتماع علی الخلاء والحدیث عنده ۲۹ رقم: ۳٤۲، سنن أبي داؤد رقم: ۱۵ دار الفکر بیروت)

قال الشرنبلالي: ویستحب أن لا یتکلم بکلام مطلقًا. (شامي / کتاب الطهارة ۱/ ۲۹۱ زکریا، الفتاویٰ الهندیة ۱/ ۵۰) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۴۲۷/۸/۹ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مسواک کی سنتیں اورآداب

مسواک کرنے کا سنت طریقہ

سوال (۲۴۶): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مسواک کرنے کا سنت طریقہ کیا ہے؟ اور مسواک کس طرح پکڑنی چاہئے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسواک دائیں ہاتھ سے اِس طرح پکڑے کہ سب سے چھوٹی انگلی کو مسواک کے نیچے رکھ کر اُس کے برابر والی تینوں انگلیاں مسواک کے اوپر رکھے، اور انگوٹھا مسواک کے سر کی طرف نیچے رکھے۔ مراقی الفلاح میں یہی طریقہ لکھا ہوا ہے۔

والسنة في أخذه أن تجعل خنصر يمينك أسفله، والبنصر والسبابة فوقه، والإبهام أسفل رأسه، كما رواه ابن مسعود. (مراقي الفلاح ٦٨)

بعد اَزاں دائیں طرف سے دانتوں پر چوڑائی میں تین مرتبہ مسواک کرے، اور مسواک سے زبان اور گلے کو صاف کرنا بھی مسنون ہے۔

عن حذيفة رضي اللّٰه عنه قال: كان النبي صلى اللّٰه عليه وسلم إذا قام من الليل يشوص فاه بالسواک (صحيح البخاري، كتاب الوضوء / باب السواك ۳۸/۱ رقم: ٢٤٥)

عن أبي موسیٰ الأشعري رضي اللّٰه عنه قال: دخلت على رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم وهو يستاک وطرف السواک على لسانه، وهو يقول: "عأعأ".

(صحيح مسلم، كتاب الطهارة / باب السواك ١٢٧/١ رقم: ٢٥٥ بيت الأفكار الدولية، سنن أبي داؤد رقم: ٤٩، سنن النسائي، كتاب الطهارة / باب كيف يستاك ٧/١ رقم: ٣ دار الفكر بيروت)

والمستحب فيه ثلاث بثلاث مياه. (شامي ۲۳٤/۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۷/۳/۵ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

دوست کی مسواک استعمال کرنا؟

سوال (۲۴۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اگر کسی کے پاس مسواک نہ ہو تو کیا دوسرے کی مسواک لے کر استعمال کرسکتا ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر دوسرے شخص سے بے تکلفی نہ ہو تو بلا اِجازت اُس کی مسواک کرنا منع ہے، اور اگر کسی بے تکلف دوست کی مسواک ہو اور اِس بات کا اندازہ ہو کہ وہ مسواک استعمال کرنے کو ناگوار نہ سمجھے گا تو اُس کی مسواک استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

عن عائشة رضي اللّٰه عنها قالت: كان نبي اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم يستاک فيُعطيني السواک لأَغسلَه فأَبدأُ به فأستاکُ ثم أغسِله و أدفعه إليه. (أبي داؤد، كتاب الطهارة / باب غسل السواك ۷/۱ رقم: ۵۲ دار الفكر بيروت)

استعمال سواک الغير برضاه غير مكروه. (مرقاة المفاتيح، كتاب الطهارة / باب السواك ۷/۲ المكتبة الأشرفية ديوبند)

لا بأس به والكراهة لكراهة نفوسهم الاشتراک. (حاشية بذل المجهود / باب في الرجل يستاك بسواك غيره ۳۲/۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۷/۳/۱ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کن اَوقات میں مسواک کرنا مستحب ہے؟

سوال (۲۴۸): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام اور اس کے علاوہ فقہاء کرام کی عبارتوں سے کن کن مواقع میں مسواک کرنا مستحب اور مسنون ہونا معلوم ہوتا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: درج ذیل مواقع پر مسواک کرنا سنت یا مستحب ہے:

○ وضو کرتے وقت۔ ○ تیمّم وغسل کرتے وقت۔ ○ نماز جمعہ کے لئے۔ ○ سجدۂ تلاوت کے وقت۔ ○ تلاوت۔ ○ اور دیگر اَذکار کے وقت۔ ○ سونے سے پہلے۔ ○ سوکر اٹھنے کے بعد۔ ○ منہ میں بدبو پیدا ہوجانے پر۔ ○ قریب المرگ کے لئے بھی مسواک کرنا سنت ہے۔ ○ روزہ دار کے لئے مسواک کرنا۔ ○ گھر میں داخل ہوتے وقت۔ ○ کسی مجلس میں شرکت کے وقت۔ ○ تہجد کی ہر دو رکعت سے فارغ ہونے کے بعد۔ ○ نماز وتر کے بعد۔ ○ نفل کی دو رکعتوں سے پہلے۔ ○ صبح کے وقت۔ ○ نماز عید۔ ○ نماز استسقاء۔ ○ نماز کسوف۔ ○ نماز خسوف کے وقت۔ ○ کھانے سے پہلے۔ ○ کھانے کے بعد۔ ○ جماع کے وقت، وغیرہ۔

عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: لو لا أن أشق على أمتي لأمرتهم بالسواک مع كل وضوء. (المسند للإمام أحمد بن حنبل ۲۴۵/۲ رقم: ۹۹۲۸ دار الفكر بيروت)

والسواک مستحب في جميع الأوقات لكن في خمسة أوقات أشد استحبابًا أحدها عند الصلاة، سواء كان مطهرًا بماء أو تراب الخ. (فتح الملهم / باب السواك ۴۱۵/۱-۴۱۶ المكتبة الأشرفية ديوبند)

عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال: لولا أن أشق على أمتي - أو على الناس - لأمرتهم بالسواک مع كل صلاة. (صحيح البخاري، كتاب الجمعة / باب السواك يوم الجمعة ۱۲۲/۱ رقم: ۸۸۷ دار الفكر بيروت، صحيح مسلم رقم: ۲۵۲ بيت الأفكار الدولية)

ویستحب في خمسة مواضع: اصفرار السن وتغير الرائحة والقيام من النوم والقيام إلى الصلاة وعند الوضوء. (فتح القدير / كتاب الطهارة ۲۳/۱ المكتبة الأشرفية ديوبند)

عن ابن عباس رضي اللّٰه عنهما قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: إن هٰذا يوم عيد جعله اللّٰه للمسلمين، فمن جاء منكم إلى الجمعة فليغتسل، وإن كان طيب فليمس منه وعليكم بالسواک(سنن ابن ماجة، كتاب إقامة الصلاة والسنة / باب ما جاء في الزينة يوم الجمعة ۷۷/۱ رقم: ۱۰۹۸ دار الفكر بيروت)

عن حذيفة رضي اللّٰه تعالیٰ عنه قال: كنا نؤمر بالسواک إذا قمنا من الليل.

(سنن النسائي، كتاب قيام الليل وتطوع النهار / باب ما يفعل إذا قام من الليل من السواك ۱۸٤/۱ رقم: ۱٦۱۹ دار الفكر بيروت)

عن عبد اللّٰه بن عباس رضي اللّٰه عنهما قال: بتُّ ليلةً عند النبي صلى اللّٰه عليه وسلم، فلما استيقظ من منامه أتى طوره فأخذ سواكه فاستاک الخ(سنن أبي داؤد، كتاب الطهارة / باب السواك لمن قام بالليل رقم: ۵۸ دار الفكر بيروت)

يستحب الاستياک لإذهاب رائحة الفم وترطيبه، وإزالة صفرة الأسنان قبل الاجتماع بالناس لمنع التأذي، وهٰذا من تمام هيئة المسلم، وكذٰلک يستحب في مواطن أخرىٰ، مثل دخول المسجد؛ لأن هٰذا من تمام الزينة التي أمر اللّٰه سبحانه وتعالیٰ بها عند كل مسجد، ولما فيه من حضور الملائكة واجتماع الناس، وكذٰلک عند دخول المنزل للالتقاء بالأهل والاجتماع بهم، لما روى مسلم عن عائشة رضي اللّٰه عنها حينما سئلت بأي شيء يبدأ الرسول صلى اللّٰه عليه وسلم إذا دخل بيته، قالت: "كان إذا دخل بيته بدأ بالسواک". ويستحب كذٰلک عند النوم، والجماع، وأكل ماله رائحة كريهة، وتغير الفم بعطش أو جوع، أو غيرهما، أو قيام من نوم، أو اصفرار سن، وكذٰلک لإرادة أكل أو فراغ منه. (الموسوعة الفقهية / مواضع أخرىٰ لاستحباب الاستياك ۱٤۰/٤ كويت)

علی أن السواک مستحب في جمیع الأوقات من لیل أو نهار؛ لأنه مطهرة للفم مرضاة للرب کما ورد في الحدیث. (شامي ۱/۱۱۴-۱۱۵ کراچی، ۱/۲۳۴-۲۳۵ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۵/۳/۱۴۳۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مسواک کس لکڑی کی ہو؟

سوال (۲۴۹): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: سب سے اچھی مسواک کس لکڑی کی ہوتی ہے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کونسی پسند تھی؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: پیلو اور زیتون کے درخت کی مسواک کی تاکید بعض اَحادیث میں وارد ہے۔

عن أبي خیرة الصباحي رضي اللّٰہ عنه قال: کنت في الوفد فزودنا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم بالإراک، وقال: استاکوا بهٰذا. (عمدة القاري / باب السواک یوم الجمعة ۶/۱۸۱)

عن ابن مسعود رضي اللّٰہ عنه قال: کنت أجتني لرسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم سواکًا من إراک. (المسند لأبي یعلی الموصلي / مسند عبد اللّٰہ بن مسعود رقم: ۵۳۱۰، المسند للإمام أحمد بن حنبل رقم: ۳۹۹۱)

قال النبي صلی اللّٰہ علیه وسلم: نعم السواک الزیتون من شجرةٍ مبارکةٍ یطیب الفم ویذهب بالحفر وهو سواکي وسواک الأنبیاء قبلي. (المعجم الأوسط ۱/۲۰۱ رقم: ۶۷۸ مکتبة دار الفکر عمان) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۱/۳/۱۴۳۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

دانتوں کی صفائی کے لئے ٹوتھ پیسٹ کا استعمال کرنا؟

سوال (۲۵۰):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: دانتوں کی صفائی کے لئے ٹوتھ برش اور ٹوتھ پیسٹ کے استعمال کا کیا حکم ہے؟ یہ جو بعض حضرات میں مشہور ہے کہ ٹوتھ برش میں خنزیر کا بال استعمال کیا جاتا ہے، اس کے متعلق آپ حضرات کی تحقیق کیا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ٹوتھ برش میں پلاسٹک کا برش ہوتا ہے، خنزیر کے بال اس میں کہیں استعمال نہیں کئے جاتے، اِسی طرح ٹوتھ پیسٹ میں بھی خنزیر کے اَجزاء کی ملاوٹ متحقق نہیں ہے؛ لہٰذا اُن کے استعمال میں شرعاً کوئی حرج نہیں ہے۔ (ایضاح المسائل ۱۴۶) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۲۱/۱/۲۴ھ

جس ''کول گیٹ'' اور ''ٹوتھ پیسٹ'' میں سور کی چربی مخلوط ہو اُس کا حکم

سوال (۲۵۱):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ''اِیضاح المسائل ۱۴۶'' میں لکھا ہے کہ خنزیر یا دوسرے جانوروں کی چربی سے جو صابن بنایا جاتا ہے، وہ شرعی طور پر پاک ہے، مسالہ وغیرہ سے اُس کی حقیقت بدل گئی۔ تو سوال یہ ہے کہ اگر کول گیٹ، ٹوتھ پیسٹ میں بھی یقینی طور پر معلوم ہو جائے کہ سور کی چربی ملائی جاتی ہے، تو کیا وہ بھی مسالہ وغیرہ کے ملانے سے حقیقت بدل کر پاک رہے گا، جیسا کہ صابن پاک ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ماہیت کی تبدیلی سے حکم میں تبدیلی کا اُصول مسلم ہے، جیسا کہ شراب سرکہ بننے کے بعد پاک قرار دی جاتی ہے، اور کول گیٹ وغیرہ کے سلسلہ میں ناپاک چربی کی ملاوٹ کی بات اَولاً محقق نہیں اور اگر محقق ہو بھی تو یہ اَمر قابلِ تحقیق ہے کہ اُس میں ملائی جانے والی چربی کی ماہیت دیگر کیمیکل ملانے کی وجہ سے بدل جاتی ہے یا نہیں؟ جب تک اِس

بارے میں حتمی تحقیق سامنے نہ آجائے اُس وقت تک اِس طرح کی اَشیاء کی حرمت کا فتویٰ نہیں دیا جائے گا، باقی اگر کوئی شخص بطور تقویٰ یا بطور احتیاط ایسی اشیاء کے استعمال سے پرہیز کرے تو الگ بات ہے۔ (مستفاد: کفایت المفتی ۲/ ۲۷۷-۲۸۴)

وجه قول محمد: أن النجاسة لما استحالت وتبدلت أوصافها ومعانيها خرجت عن كونها نجاسة؛ لأنها اسم لذات موصوفة، فتنعدم بانعدام الوصف، وصارت كالخمر إذا تخللت. (بدائع الصنائع، كتاب الطهارة / باب الدباغة ۲٤۳/۱ زكريا)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۲۱/۱۱/۱۴۲۶ھ

لباس کی سنتیں اور آداب

آپ ﷺ کا پسندیدہ لباس

سوال (۲۵۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کونسا لباس سب سے زیادہ پسندیدہ تھا، اور کس رنگ کا پسند تھا؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قمیص (کرتا، جبہ) سب سے زیادہ پسند تھی، جس کی لمبائی نصف ساق تک اور آستین گٹوں تک تھی، آپ کو لباس میں سفید رنگ زیادہ پسند تھا۔

عن ابن عباس رضي اللّٰه عنهما قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: البَسوا من ثيابكم البياض، فإنها من خير ثيابكم، وكفنوا فيها موتاكم، وإن خير أكحالكم الإثمد، يجلو البصر وينبت الشعر. (سنن الترمذي ١٩٣/١ رقم: ٩٩٤، سنن أبي داؤد، كتاب اللباس / باب في البياض رقم: ٤٠٦١ دار الفكر بيروت)

عن أم سلمة رضي اللّٰه عنها قالت: كان أحب الثياب إلى رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم القميصُ. (سنن الترمذي ٣٠٦/١ رقم: ١٧٦٢)

عن أم سلمة رضي اللّٰه عنها قالت: لم يكن ثوبٌ أحب إلى رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم من قميص.

عن أسماء بنت يزيد رضي اللّٰه عنها قالت: كانت يدُ كُمِّ رسول اللّٰه صلى

اللّٰه عليه وسلم إلى الرصغ [الرسغ] (سنن الترمذي رقم: ١٧٦٥، سنن أبي داؤد، كتاب اللباس / باب ما جاء في القميص رقم: ٤٠٢٥-٤٠٢٦-٤٠٢٧ دار الفكر بيروت)

وقال شمس الحق العظيم آبادي: (والقميص: اسم لما يلبس من المخيط الذي له كُمَّان وجَيبٌ) ومن أهم أحكامه وآدابه:

١:- أن يكون كمه إلى الرسغ.

٢- أن يكون طوله إلى نصف الساق.

٣- أن يكون أبيض.

٤- يحرم أن يطوي عن الكعبين ويجر في الأرض عُجبًا واختيالاً هٰذا بالنسبة للرجل. (عون المعبود ٦٨/٩، بحواله: اللباس والزينة من السنة المطهرة ١٨ دار الحديث القاهرة) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۷/۳/۵ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کرتا پہننے کا سنت طریقہ

سوال (۲۵۳):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کرتا پہننے کا مسنون طریقہ کیا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: کرتا پہننے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ پہلے دائیں آستین میں ہاتھ ڈالے، پھر بائیں ہاتھ کی آستین پہنے، اِسی طرح پاجامہ وغیرہ پہننے میں پہلے دائیں پیر میں پہنے، پھر بائیں پیر میں، ہر لباس کے پہننے کا یہی مسنون طریقہ ہے کہ دائیں طرف سے شروع کیا جائے۔ اور اُتارتے وقت اس کے برعکس کریں، یعنی اَولاً بائیں طرف سے اُتاریں پھر دائیں طرف سے۔

عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه كان رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم إذا لبس قميصًا بدأ بميامنه. (سنن الترمذي، كذا في المشكاة المصابيح ٣٧٤)

أي بجانب يمين القميص ولذٰلک جمعه. والمعنى أنه كان يخرج اليد اليمنىٰ من الكم قبل اليسرىٰ. (مرقاة المفاتيح / كتاب اللباس ٢٠٨/٨ تحت رقم: ٤٣٣٠ دار الكتب العلمية بيروت، ٢٤٥/٨ المكتبة الأشرفية ديوبند) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاه: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۵/۳/۱۴۳۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

سرخ لباس پہننا؟

سوال (۲۵۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مردوں کے لئے سرخ رنگ کا کپڑا پہننا کیسا ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: ایسا سرخ لباس جو عورتوں کے مشابہ ہو یا غیر مسلموں کا مذہبی شعار ہو، جیسے زعفرانی رنگ، تو اِس طرح کا لباس مردوں کے لئے پہننا درست نہیں ہے۔ اور اگر ایسا مخلوط رنگ ہو جو تشبہ سے خالی ہو، تو اُس کے پہننے میں حرج نہیں ہے۔

عن عبد اللّٰه بن عمرٍو رضي اللّٰه عنه قال: مر على النبي صلى اللّٰه عليه وسلم رجل عليه ثوبانِ أحمران، فسلم عليه فلم يردَّ عليه النبي صلى اللّٰه عليه وسلم. (سنن أبي داؤد، كتاب اللباس / باب في الحمرة ٥٦٣/٢ رقم: ٤٠٦٩ دار الفكر بيروت، سنن الترمذي رقم: ٢٨٠٧)

عن عبد اللّٰه بن عمرو بن العاص رضي اللّٰه عنه قال: رأى رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم عليَّ ثوبين مُعصفرين، فقال: إن هٰذه من ثياب الكفار، فلا تلبسهما. (صحيح مسلم ١٩٣/٢ رقم: ٢٧-٢٠٧٧ بيت الأفكار الدولية، سنن النسائي ٢٥٣/٢ رقم: ٥٣١٦ دار الفكر بيروت، المسند للإمام أحمد بن حنبل ١٦٢/٢)

عـن أبـي إسحاق قال: سمعت البراء بن عازب رضي الله عنه يقول: كان رسـول الـلّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم رجلاً مربوعًا بعيد ما بين المنكبين عظيم الجمة إلـىٰ شـحمة أذنيه، عليه حلة حمراء، ما رأيت شيئًا قط أحسن منه. (شمائل الترمذي ص: ۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱؍۳؍۱۴۳۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کیا اچھا کپڑا پہننا تکبر کی علامت ہے؟

سوال (۲۵۵): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کیا خوب اچھا کپڑا پہننا تکبر، فخر اور ریا کاری کی علامت ہے؟ بعض لوگ جب کسی کو عمدہ لباس میں ملبوس دیکھتے ہیں، تو کہتے ہیں کہ یہ متکبر اور مغرور ہے، وغیرہ۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اظہارِ نعمت کے لئے اچھا کپڑا پہننا شرعاً مستحسن اور مطلوب ہے، اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر اپنی نعمت کو دیکھ کر خوش ہوتے ہیں، جو شخص وسعت کے باوجود بوسیدہ ہیئت اختیار کرتا ہو، تو یہ ایک طرح سے اللہ کی نعمت کی ناشکری ہے، اور اگر کسی کے محض اچھا کپڑا پہننے پر لوگ لعن طعن کرتے ہوں، تو وہ قابلِ توجہ نہیں؛ اِس لئے کہ محض اچھا کپڑا پہننا تکبر اور غرور کی علامت نہیں ہے۔

عـن عـمـرو بن شعيب عن أبيه عن جده رضي اللّٰه عنهما قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: إن اللّٰه يُحبُّ أن يرى أثرَ نعمتِه على عبدِهٖ. (سنن الترمذي ۱۰۹/۲ رقم: ۲۸۱۹، المسند للإمام أحمد بن حنبل ۱۸۲/۲)

عـن جابر رضي اللّٰه عنه قال: أتانا رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم زائرًا، فـرأى رجلاً شـعِثًا قـد تـفـرق شعره، فقال: أما كان يجدُ هٰذا ما يُسكِّنُ به رأسه؟

ورأى رجلاً عـليه ثيابٌ وسِخةٌ، فقال: ما كان يجدُ هٰذا ما يغسِلُ به ثوبه؟ (سنن أبي داؤد / بـاب في غسـل الثوب وفي الخلقان ٢/ ٥٦٢ رقم: ٤٠٦٢ دار الفكر بيروت، سنن النسائي، كتاب الزينة / باب تسكين الشعر ٢/ ٢٤٨ رقم: ٥٢٣٦، المسند للإمام أحمد بن حنبل ٣/ ٣٥٧)

عـن أبـي الأحوص عن أبيه رضي اللّٰه عنه قال: أتيتُ النبي صلى اللّٰه عليه وسـلـم فـي ثوب دونٍ، فقال: ألک مالٌ؟ قال: نعم. قال: من أي المالِ؟ قال: قد آتـانـي الـلّٰـه من الإبل والغنم والخيل والرقيق. قال: فإذا آتاک اللّٰه مالاً فليُرَ أثرُ نـعمةِ اللّٰه عليک وكرامتِه. (سـنـن أبي داؤد، كتاب اللباس / باب في غسـل الثوب وفي الخلقان ٢/ ٥٦٢ رقـم: ٤٠٦٣، سنن الترمذي ٢/ ١٠٩ رقم: ٥٢٣٩، سنن النسائي، كتاب الزينة / باب ذكر ما يستحب من الثياب ٢/ ٢٥٢ رقم: ٥٢٩٤ دار الفكر بيروت)

عـن أبـي رجـاءٍ قال: خرج علينا عمران بن حصين وعليه مِطرفٌ من خزٍّ، وقـال: إن رسـول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال: من أنعم اللّٰهُ عليه نعمةً؛ فإن اللّٰه يحبُّ أن يرى أثر نعمته على عبده. (المسند للإمام أحمد بن حنبل ٤/ ٤٣٨)

عـن ابـن عبـاس رضـي الـلّٰـه عنهما قال: كل ما شئتَ، وألبس ما شئتَ ما أخطأَتْک اثنتان: سَرَف ومِخيلةٌ. (صحيح البخاري، كتاب اللباس / باب قول اللّٰه تعالىٰ: ﴿قل من حرم زينة اللّٰه﴾ ٢/ ٨٦٠ رقم: ٥٧٨٣ دار الفكر بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۲/۳/ ۱۴۳۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

عیدین اور جمعہ کے دن نئے کپڑے پہننا؟

سوال (۲۵۶): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: عیدین، جمعہ اور کسی خاص تقریب کے موقع پر نئے کپڑے یا عام دنوں میں پہنے جانے والے کپڑوں سے اچھے کپڑے استعمال کرنا شرعاً کیسا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: عیدین اور جمعہ کے دن نیا کپڑا پہننا شرعاً پسندیدہ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتِ مبارکہ ہے، اِسی طرح کسی خاص مہمان کی آمد پر یا دیگر کسی تقریب کے موقع پر عمدہ لباس پہننا بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ﴾ [الاعراف، جزء آیت: ۳۲]

فقد دلت على استحباب لباس الرفيع من الثياب والتجمل بها في الجمع والأعياد وعند لقاء الناس وزيارة الإخوان. (الموسوعة الفقهية ۱۳۹/۶)

عن أنس رضي اللّٰه عنه قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا استجد ثوبًا لبسه يوم الجمعة. (سبل الهدىٰ والرشاد / جماع أبواب سيرته ﷺ في لباسه ۲۶۹/۷)

عن نافع قال: كان ابن عمر رضي الله عنهما يلبس أحسن ثيابه في العيدين. (شرح السنة للبغوي، كتاب الجمعة / باب العيدين، باب لا أذان الخ ۳۰۲/٤) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۲/۳/۱۴۳۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

ریشم کی کتنی مقدار جائز ہے؟

سوال (۲۵۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مرد کے لئے ریشم کتنی مقدار میں استعمال کرنا جائز ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مردوں کے لئے اَصلی ریشمی کپڑا پہننا جائز نہیں ہے؛ البتہ اگر کپڑے میں بطور نقش ونگار کے ۴؍ انگل سے کم چوڑی پٹی ریشم کی لگائی جائے تو اُس کی گنجائش ہے۔

عـن ابن عمر رضي اللّٰه عنهما قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: إنـما يلبسُ الحريرَ في الدنيا من لا خلاقَ له في الآخرة. (صحيح البخاري ٨٦٧/٢ رقم: ٥٨٣٥ دار الـفـكـر بيـروت، صـحيـح مسـلـم ١٩٠/٢ رقم: ٧-٢٠٦٨ بيت الأفكار الدولية، سنن أبي داؤد ٥٦٠/٢ رقم: ١٠٧٦ بيروت)

عـن عـمـر رضـي الـلّٰـه عـنـه أن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم نهى عن لبس الـحـريـر إلا هٰـكـذا، ورفـعَ رسـول الـلّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم إصبعيه: الوُسطىٰ والسبـابة وضمَّهما. (صـحيـح البـخـاري ٨٦٧/٢ رقـم: ٥٨٢٩ دار الـفكر بيروت، صحيح مسلم ١٩٢/٢ رقم: ١٢-٢٠٦٩ بيت الأفكار الدولية)

عـن عـمـر رضي اللّٰه عنه أنه خطب بالجابية، فقال: نهى رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم عن لبس الحرير إلا موضع إصبعين أو ثلاثٍ أو أربعٍ. (صحيح مسلم ١٩٢/٢ رقـم: ١٥-٢٠٦٩ بيـت الأفـكـار الـدولية، سنن أبي داؤد ٥٦٠/٢ رقم: ٤٠٤٢، سنن الترمذي، أبواب اللباس / باب ما جاء في الحرير والذهب للرجال ٣٠٢/١ رقم: ١٧٢١)

فـي هٰـذه الـرواية إبـاحة الـعلم من الحرير في الثوب إذا لم يزد على أربع أصـابـع، وعـليـه الـجـمهور. قال قاضي خان: روى بشر عن أبي يوسف عن أبي حـنيـفة: أنـه لا بـأس بالعلم من الحرير في الثوب إذا كان أربعة أصابع أو دونها، ولـم يـحـك فيهـا خـلافًـا، وذكـر شـمـس الأئمة السرخسي في السير: لا بأس بـالعلم؛ لأنه تبع ولم يقدر. (مـرقـلـة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح / كتاب اللباس تحت رقم: ٤٣٢٤ دار الكتب العلمية بيروت، ٢٤١/٨ النسخة الهندية)

لا بـأس بـالـعـلم من الحرير في الثوب إذا كان أربعة أصابع أو دونها ولم يحكـ فيه خلافًا. (الفتاوىٰ الهندية ٣٣٢/٥)

يـحـرم لبس الحرير ولو بحائل بينه وبين بدنه على المذهب الصحيح أو

فـي الحرب؛ فإنه يحرم أيضًا عنده، وقالا : يحل في الحرب على الرجل لا المرأة إلا قدر أربع أصابع كإعلام الثوب. (الدر المختار مع الشامي ٩/٦ ٥٠ زكريا)

حـرم لـلـرجـل لا لـلـمـرأة لبس الحرير إلا قدر أربع أصابع لما روى أبو موسىٰ الأشعري إن النبي صلى الله عليه وسلم قال: أحلّ الذهب والحرير للإناث من أمتي، وحرم علىٰ ذكورها. (رواه أحمد والنسائي والترمذي وصححه) إلا أن اليسير معفو عنه، وهو مقدار أربع أصابع، لما روى أحمد ومسلم البخاري نهى عن لبس الحرير إلا موضع إصبعين أو ثلاثة أو أربع. (البحر الرائق، كتاب الكراهية / فصل في اللبس ٣٤٧/٨، وكذا في مجمع الأنهر ١٩٢/٤) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۲/۳/ ۱۴۳۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

تصویر والا کپڑا پہننا؟

سوال (۲۵۸): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: تصویر نما کپڑا پہننا کیسا ہے؟ اور اُس کو پہن کر نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: تصویر والا کپڑا پہننا مرد وعورت کسی کے لئے جائز نہیں، اور ایسا کپڑا پہن کر نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔

عن عائشة رضي الله عنها قالت: صلى رسول الله صلى الله عليه وسلم في خميصة لها أعلام، فقال: شغلتني أعلام هٰذه، اذهبوا بها إلى أبي جهم وائتوني بأَنبجانِيَّتِهِ. (سنن ابن ماجة، كتاب اللباس / باب لباس رسول الله ﷺ رقم: ٣٥٥٠ دار الفكر بيروت)

ولبس ثوب فيه تصاوير (كنز) لأنه يشبه حامل الصنم فيكره، وفي الخلاصة: تكره التصاوير على الثوب صلى فيه أو لم يصل، وهٰذه الكراهة تحريمية. (البحر الرائق، كتاب الصلاة / باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها ٦/٢ ٤-٤٧ زكريا، شامي ٤١٥/٢ زكريا)

ويكره أن يصلي وبين يديه أو فوق رأسه أو على يمينه أو علىٰ يساره أو في ثوبه تصاوير . (خانية ۱/ ۱۱۹، الفتاویٰ الهندية ۱/ ۱۰۷)

ولبس ثوب فيه تصاوير ذي روح؛ لأنه يشبه حامل الصنم هٰذه العلة تبيح كراهته ولو في غير صلاة. (طحطاوي على المراقي ۳٦۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۱/۳/۱۴۳۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کالے رنگ کا کپڑا پہننا؟

سوال (۲۵۹): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کسی کا کہنا ہے کہ کالے رنگ کا کپڑا پہننا ٹھیک نہیں ہے، چاہے وہ کچھ بھی ہو، کرتا پائجامہ یا پینٹ شرٹ، کیا یہ شریعت کی نظر میں ناجائز ہے یا جائز؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفيق: سیاہ لباس پہننا اگرچہ شرعاً مطلقاً ممنوع نہیں ہے؛ لیکن جب یہ لباس کسی جماعت فساق کا شعار بن جائے، جیسا کہ محرم کے مہینہ میں روافض کا شعار ہے، تو اُن کی مشابہت سے احتراز کرنا چاہئے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۱۲/ ۲۳۱، احسن الفتاویٰ ۸/ ٦۳)

عن عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده رضي اللّٰه عنه أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال: ليس منا من تشبه بغيرنا . (سنن الترمذي، أبواب الاستيذان / باب ما جاء في كراهية إشارة اليد في السلام ۲/ ۹۹ رقم: ۲٦۹۵)

قال القاري: أي من شبّه نفسه بالكفار مثلاً في اللباس وغيره، أو بالفساق أو الفجار، أو بأهل التصوف والصلحاء الأبرار "فهو منهم": أي في الإثم أو الخير عند اللّٰه تعالىٰ ...... الخ . (بذل المجهود، كتاب اللباس / باب في لبس الشهرة ۱۲/ ۵۹ مكتبة دار البشائر الإسلامية، وكذا في مرقاة المفاتيح، كتاب اللباس / الفصل الثاني ۸/ ۲۵۵ رقم: ٤۳٤۷

رشیدیة، وکذا في فیض القدیر شرح الجامع الصغیر ۵۷۴۳/۱۱ رقم: ۸۵۹۳ نزار مصطفیٰ الباز ریاض)

ویستحب الثوب الأبیض والأسود. (مجمع الأنہر ۵۳۲/۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۱/۱/۲۵ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کالا جوتا اور کالی پینٹ پہننا؟

سوال (۲۶۰): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کالے رنگ کی پینٹ یا کالے رنگ کا جوتا پہننے میں کوئی قباحت ہے یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: کالے رنگ کا جوتا وغیرہ پہننے میں کوئی حرج نہیں، پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام سے چمڑے کے کالے موزے پہننا ثابت ہے، اور کپڑوں میں سب سے بہتر رنگ سفید ہے؛ لیکن اگر کوئی شخص کالے کپڑے پہن لے تو اُس کی بھی گنجائش ہے، بشرطیکہ کسی کافر یا بدعتی فرقہ کی مشابہت نہ ہو، اگر مشابہت ہوگی تو منع ہوگا۔

عن ابن بریدة عن أبیه رضي اللّٰه عنه أن النجاشي أهدیٰ لرسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم خفین ساذجین أسودین فلبسهما. (سنن ابن ماجة، کتاب اللباس / باب الخفاف السود رقم: ۳۶۲۰ دار الفکر بیروت، سنن أبي داؤد ۲۱/۱ رقم: ۱۵۵، سنن الترمذي رقم: ۲۸۲۹)

وروي أنه علیه الصلاة والسلام أمسک خفًا أسود أهدي له خفان أسودان، فقبض ولبس. (الفتاوی الهندیة، کتاب الکراهیة / الباب التاسع ۳۳۴/۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۷/۶/۲۲ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مردوں کے لئے سرخ اور زرد لباس پہننا؟

سوال (۲۶۱): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: سرخ لباس اور زرد لباس کے استعمال میں مرد وعورت سب کا حکم یکساں ہے یا فرق ہے؟ اِسی طرح مرد کے لئے سرخ سوئٹر استعمال کرنا کیسا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: عورتوں کے لئے ہر قسم کا رنگ جائز ہے؛ البتہ مردوں کے لئے سرخ وزرد رنگ کے استعمال کرنے میں اختلاف ہے؛ لیکن راجح قول کے مطابق مردوں کے لئے بھی سرخ وزرد رنگ کی اِجازت ہے، بشرطیکہ عورتوں سے مشابہت نہ ہو، اِسی طرح مرد سرخ سوئٹر بھی استعمال کرسکتا ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ ۵۸۵، امداد الفتاویٰ ۴/۱۲۵)

وكره لبس المعصفر والمزعفر الأحمر والأصفر للرجال مفاده أنه لا يكره للنساء – إلى قوله – ولا بأس بلبس الأثواب الأحمر ومفاده أن الكراهة تنزيهة. (الدر المختار مع الشامي ٦/٣٨٥ كراچی، ٩/٥١٥ زكريا، الفتاوىٰ الهندية ٤/١٩٢، فتاوىٰ قاضي خان ٣/٤١٢) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۱۵/۶/۱۶ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مردوں کے لئے سرخ لباس کی ممانعت کیوں ہے؟

سوال (۲۶۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: سرخ رنگ مردوں کے لئے ممنوع عورتوں کا شعار ہونے کی وجہ سے تھا؛ لیکن اَب جب کہ مرد بھی سرخ کپڑے پہننے لگے، تو کیا اَب اِس کی ممانعت ہے؟ چاہے وہ لحاف کا اَستر ہی کیوں نہ ہو؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سرخ لباس پہننے کی ممانعت عورتوں سے مشابہت اور تکبر نیز عجمیوں کا لباس ہونے کی وجہ سے ہے؛ البتہ اگر یہ علت ختم ہوجائے تو کراہت بھی ختم ہوجائے گی؛ لیکن چوں کہ ابھی مردوں میں سرخ لباس پہننے کا رواج اِس قدر عام نہیں ہے، جس کی

وجہ سے عورتوں کا شعار ہونا ختم ہوجائے؛ لہٰذا اِس کے پہننے کی کراہت بحالہ باقی ہے اور لحاف کا اَستر لباس میں داخل نہیں ہے۔

ووجدنا النهي عن لبسه لعلة قامت بالفاعل من تشبه بالنساء أو بالأعاجم أو التكبر وبانتفاع العلة تزول الكراهة بإخلاص النية لإظهار نعمة اللّٰه تعالىٰ.

(شامي ٣٥٨/٦ كراچی، ٥١٦/٩ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۴؍۷؍۱۴۱۵ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کپڑے کی تصویر پر کڑھائی کر کے اُسے چھپا دینا؟

سوال (۲۶۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میں نے ایک سوٹ کا کپڑا خرید کر سلوا لیا، جب پہنا گیا تو معلوم ہوا کہ اس میں مور کی تصویر بنی ہوئی ہے، اگر اُس تصویر پر کسی قسم کی کڑھائی کر لی جائے کہ اُس سے تصویر کی شکل ختم ہو جائے، تو کیا اُس کپڑے کو پہن کر نماز پڑھ سکتے ہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفيق: اگر تصویر بالکلیہ ختم کر دی جائے کہ دیکھنے والے کو تصویر کا احساس نہ ہو، تو ایسا سوٹ پہن کر نماز پڑھنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

عن عائشة رضي اللّٰه عنها قالت: صلى رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم في خميصة لها أعلام، فقال: شغلني أعلام هٰذه، اذهبوا بها إلى أبي جهمٍ وائتوني بأنبجانيَّتهٖ؛ فإنها ألهتني آنفًا عن صلاتي. (صحيح البخاري، كتاب الصلاة / باب إذا صلى في ثوب له أعلام ونظر إلى علَمِها رقم: ٣٧٣ دار الفكر بيروت، صحيح مسلم، رقم: ٥٥٦، سنن أبي داؤد رقم: ٤٠٥٢-٤٠٩١ دار الفكر بيروت، سنن ابن ماجة، كتاب اللباس / باب لباس رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم رقم: ٣٥٥٠ دار الفكر بيروت)

أو ثوب اٰخر بأن كان فوق الثوب الذي فيه صورة ثوب ساتر له فلا تكره الصلاة فيه لاستتارها بالثوب. (شامي ٦٤٨/١ كراچی، ٤١٨/٢ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۱۵/۹/۲۳ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

پینٹ، شرٹ پہننا کیسا ہے؟

سوال (۲۶۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: پینٹ، شرٹ پہننا کیسا ہے؟ اِسلام میں جائز ہے یا ناجائز؟ کیا اِس سے کچھ گناہ ہے؟ وضاحت کے ساتھ جواب تحریر فرمائیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر پینٹ اتنی چست ہو کہ اَعضاءِ مستورہ ظاہر ہوتے ہوں، جیسا کہ آج کل جینس کے نام سے نوجوانوں میں اِس کا فیشن چل پڑا ہے، تو اُس کے پہننے کی قطعاً اِجازت نہیں ہے، نہ مردوں کو پہننا جائز ہے اور نہ عورتوں کو، ہاں ڈھیلی ڈھالی شرٹ اور پینٹ جب کہ ٹخنے سے اوپر رکھنے کا اہتمام ہو تو اُس کے پہننے کی گنجائش ہے؛ لیکن چوں کہ یہ نیک لوگوں کا لباس نہیں ہے؛ اِس لئے بالخصوص دین داروں کو ایسے لباس سے بہر حال احتراز لازم ہے۔

(مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۳۴۹/۱۷، ۳۵۱/۱۵ ڈابھیل)

لا يجوز لبس الرقيق من الثياب إذا كان يشف عن العورة فيعلم لون الجلد من بياض أو حمرة، سواء في ذٰلک الرجل والمرأة ولو في بيتها ...... وهو بالإضافة إلىٰ ذٰلک مخل بالمروءة ولمخالفته لزي السلف ...... أما ما كان رقيقًا يستر العورة؛ ولكنه يصف حَجمَها حتى يرى شكل العضو فإنه مكروه، لقول جرير بن عبد اللّٰه: إن الرجل ليلبس وهو عار يعني الثياب الرقاق. (الموسوعة الفقهية ١٣٦/٦)

عن أسامة بن زيد رضي اللّٰه عنه قال: كساني رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قبطية كثيفة مما أهداها له دحية الكلبي فكسوتها امرأتي، فقال: مالک

لم تلبس القبطية؟ قلت : كسوتها امرأتي، فقال: مرها فلتجعل تحتها غلالة، فإني أخاف أن تصف حجام عظامها . (المسند للإمام أحمد ٥/ ٢٠٥)

عن ابن عمر قال في حديث شريک يرفعه، قال: من لبس ثوب شُهرة ألبسه اللّٰه يوم القيامة ثوبًا مثله . (سنن أبي داؤد، كتاب اللباس / باب في لبس الشهرة ٢/ ٥٥٨ رقم: ٤٠٢٩ دار الفكر بيروت)

عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: ما أسفل من الكعبين من الإزار في النار. (صحيح البخاري، كتاب اللباس / باب ما أسفل من الكعبين فهو في النار ٢/ ٨٦١ رقم: ٥٧٨٧ دار الفكر بيروت، سنن ابن ماجة، كتاب اللباس / باب موضع الإزار رقم: ٣٥٧٣ دار الفكر بيروت، مشكاة المصابيح، كتاب اللباس / الفصل الأول ٣٧٣)

وعلىٰ هٰذا لا يحل النظر إلى عورة غيره فوق ثوب ملتزق بها يصف حجمها فيحمل على ما مر. (شامي، كتاب الحظر والإباحة / فصل في النظر واللمس ٦/ ٣٦٦ دار الفكر بيروت، ٦/ ٣٦٦ كراچی)

عن ابن عمر رضي اللّٰه عنهما قال : قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: من تشبه بقوم فهو منهم . (سنن أبي داؤد، كتاب اللباس / باب في لبس الشهرة رقم: ٤٠٣١ دار الفكر بيروت، مشكاة المصابيح، كتاب اللباس / الفصل الثاني ٢/ ٣٧٥)

قال القاري: أي من شبّه نفسه بالكفار مثلاً في اللباس وغيره، أو بالفساق أو الفجار، أو بأهل التصوف والصلحاء الأبرار "فهو منهم": أي في الإثم أو الخير عند اللّٰه تعالىٰ ...... الخ. (بذل المجهود، كتاب اللباس / باب في لبس الشهرة ١٢/ ٥٩ مكتبة دار البشائر الإسلامية، وكذا في مرقاة المفاتيح، كتاب اللباس / الفصل الثاني ٨/ ٢٥٥ رقم: ٤٣٤٧ رشيدية، وكذا في فيض القدير شرح الجامع الصغير ١١/ ٥٧٤٣ رقم: ٨٥٩٣ نزار مصطفىٰ الباز رياض) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۴۳۷/۳/۵ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کوٹ، پتلون اور پینٹ پہننا فسق ہے یا خلافِ سنت؟

سوال (۲۶۵): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اِس دور میں جب کہ کوٹ پتلون، شرٹ اور پینٹ کا پہننا عام ہوتا جارہا ہے، اور بہت سے مسلمان اِس لباس کو پہن رہے ہیں، تو کیا اِس لباس کے پہننے سے یہود کی مشابہت لازم آئے گی یا نہیں؟ نیز ''من تشبہ بقوم فھو منھم'' کا مصداق ایسے مسلمان ہوں گے یا نہیں؟ نیز یہ لباس شعائر کفر میں داخل ہے یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اَب چوں کہ کوٹ پتلون وغیرہ صرف غیر مسلموں کا شعار نہیں رہا ہے، اِس لئے ایسا لباس پہننا فسق تو نہ کہلائے گا؛ البتہ خلافِ سنت بہرحال ہے۔

(مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۱۹/ ۲۵۵ ڈابھیل)

والمراد بالسنة هنا أقواله وأفعاله وأحواله. (مرقاة المفاتيح، كتاب الإيمان / باب الاعتصام بالكتاب والسنة، الفصل الأول ۱/ ۳۶۵ رشيدية، ۱/ ٤۲۱ المكتبة الأشرفية ديوبند)

قال القاري: أي من شبّه نفسه بالكفار مثلاً في اللباس وغيره، أو بالفساق أو الفجار، أو بأهل التصوف والصلحاء الأبرار "فهو منهم'': أي في الإثم أو الخير عند اللّٰه تعالىٰ ...... الخ. (بذل المجهود، كتاب اللباس / باب في لبس الشهرة ۱۲/ ۵۹ مكتبة دار البشائر الإسلامية، وكذا في مرقاة المفاتيح، كتاب اللباس / الفصل الثاني ۸/ ۲۵۵ رقم: ٤۳٤۷ رشيدية، وكذا في فيض القدير شرح الجامع الصغير ۱۱/ ۵۷٤۳ رقم: ۸۵۹۳ نزار مصطفىٰ الباز رياض) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۳/۱۱/۳ھ

علماء اور طلباء کے لئے پینٹ پہننا کیسا ہے؟

سوال (۲۶۶): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: پینٹ پہننا جائز ہے یا نہیں؟ اور خاص کر کے علماء حضرات اور طلبہ کے لئے پہننا کیسا ہے؟ بعض علماء حضرات پہنتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اِس میں کوئی خرابی نہیں ہے، یہ تو ایک لباس ہے۔ اور بعض حضرات اِس کو ناجائز فرماتے ہیں، ٹھیک کیا ہے؟ اور پینٹ پہن کر نماز پڑھنا کیسا ہے؟ اور اگر خوب ڈھیلی ہے، تو کیا حکم ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: پینٹ پہننا صلحاء کے لباس کے بالکل برخلاف ہے؛ لہٰذا علماء اور طلبہ کو ہمیشہ صلحاء والا لباس پہننا چاہئے۔ (فتاویٰ محمودیہ ۱۹/۲۸۶ ڈابھیل)

عن ابن عمر رضي اللّٰه عنهما قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: من تشبه بقوم فهو منهم. (سنن أبي داؤد، كتاب اللباس / باب في لبس الشهرة رقم: ٤٠٣١ دار الفكر بيروت، مشكاة المصابيح، كتاب اللباس / الفصل الثاني ٣٧٥/٢)

قال علي القاري: أي من تشبّه نفسه بالكفار مثلاً في اللباس وغيره، أو بالفساق أو الفجار، أو بأهل التصوف والصلحاء الأبرار "فهو منهم": أي في الإثم أو الخير عند اللّٰه تعالیٰ ...... الخ. (بذل المجهود، كتاب اللباس / باب في لبس الشهرة ٥٩/١٢ مكتبة دار البشائر الإسلامية، وكذا في مرقاة المفاتيح، كتاب اللباس / الفصل الثاني ١٥٥/٨ رقم: ٤٣٤٧ رشيدية، وكذا في فيض القدير شرح الجامع الصغير ٥٧٤٣/١١ رقم: ٨٥٩٣ نزار مصطفیٰ الباز رياض) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۴۲۳/۱۰/۲۴ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

ایئر فورس میں پینٹ شرٹ پہننا؟

سوال (۲۶۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میں نے ایئر فورس (ہوائی فوج) میں جانے کے لئے فارم بھرا ہے، مگر اُس میں پینٹ شرٹ پہننا ضروری ہے؛ اِس لئے آپ سے یہ معلوم کرنا ہے کہ کیا اُس میں یہ لباس پہننا جائز ہے یا نہیں؟

دوسری بات یہ ہے کہ اس ہوائی فوج میں اگر لڑائی کسی مسلمان ملک سے ہوجائے تو ہمیں مسلمانوں کی طرف سے لڑائی لڑنی ہوگی یا پھر اپنے ملک کی طرف سے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسئولہ صورت میں پینٹ شرٹ پہننے کی گنجائش نکل سکتی ہے جب کہ ٹخنے کھلے رکھے جائیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ۳۵۲/۵ قدیم زکریا)

عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: ما أسفل من الكعبين من الإزار في النار. (صحيح البخاري، كتاب اللباس / باب ما أسفل من الكعبين فهو في النار ۸٦١/۲ رقم: ٥٧٨٧ دار الفكر بيروت، سنن ابن ماجة، كتاب اللباس / باب موضع الإزار رقم: ٣٥٧٣ دار الفكر بيروت، مشكاة المصابيح، كتاب اللباس / الفصل الأول ٣٧٣)

فما نزل عن الكعبين فهو ممنوع، فإن كان للخيلاء فهو ممنوع منع تحريم، وإلا فمنع تنزيه. (شرح النووي على مسلم، كتاب اللباس / باب تحريم جر الثوب خيلاء، وبيان حد ما يجوز إرخاؤه إليه وما يستحب ١٩٥/٢، وكذا في مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، كتاب اللباس / الفصل الأول ١٢٩/٨ رقم: ٤٣١٤ رشيدية، ١٣٩/٨ المكتبة الأشرفية ديوبند)

اور کسی مسلم ملک سے لڑنے کی جب صورت پیش آئے تو اُس وقت علماء سے سوال کرکے اُن کے مشورہ پر عمل کیا جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۹/۳/۱۴۱۹ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

موزوں سے ٹخنہ ڈھک جانا مکروہ نہیں

سوال (۲۶۸): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایسا پائجامہ یا لنگی جس سے ٹخنہ ڈھک جائے وہ درست نہیں، تو موزہ اور جرابوں کا کیا حکم ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مطلقاً ٹخنوں کا ڈھکنا مکروہ نہیں؛ بلکہ لنگی یا پائجامہ اتنا نیچا

پہننا مکروہ ہے کہ اُن کی وجہ سے ٹخنہ ڈھک جائے؛ لہٰذا موزوں سے ٹخنہ ڈھک جانا مکروہ نہ ہوگا۔

ولا يجوز الإسبال تحت الكعبين إن كان للخيلاء، وبغير الخيلاء منع للتنزيه لا للتحريم. (مرقاة المفاتيح / الفصل الأول من كتاب اللباس ۱۲۹/۸ تحت رقم: ٤٣١٤)

وإسبال الإزار والقميص بدعة. (الفتاوى الهندية ۳۳۳/۵ كوئٹه) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ

۱۴۱۳/۱۱/۳ھ

نرسری اسکولوں میں انگریزی لباس کے ساتھ بچوں کو بھیجنا؟

سوال (۲۶۹): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: بعض انگلش میڈیم اسکول نرسری چھوٹے بچے اور بچیوں کے ہیں، جس میں مسلمان اپنے نونہالوں کو انگریزی لباس میں ملبوس کرکے بھیجتے ہیں، جب کہ متعدد دینی مکاتب موجود ہیں، اور شروع ہی سے اُن کا رجحان غیروں کی طرف مائل کراتے ہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ایسے نرسری اِسکولوں میں انگریزوں کا مخصوص لباس (نیکر قمیص اور اِسکرٹ اور ٹائی) پہنا کر بچوں کو بھیجنا شرعاً ممنوع ہے، اِس کا گناہ والدین کو ہوگا۔

وكره إلباس الصبي ذهبًا أو حريرًا؛ فإن ما حرم لبسه وشربه حرم إلباسه وإشرابه (الدر المختار) **وفي الشامي: والإثم على من ألبسهم؛ لأنا أمرنا بحفظهم ذكره التمرتاشي، وفي البحر الزاخر: ويكره للإنسان أن يخضب يديه ورجليه، وكذا الصبي إلا لحاجة بناية.** (شامي ٣٦٢/٦ كراچی، ٥٢٢/٩ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۴۱۷/۳/۱۹ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کلی دار اور گول کرتے میں سے کونسا کرتا سنت ہے؟

سوال (۲۷۰): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں

کہ: کلی دار یعنی دامن والے کرتے پہننا سنت ہے یا نہیں یا بالکل گول کرتا؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ وتابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین سے کیا ثابت ہے؟ کرتا کتنا لمبا ہونا چاہئے؟ کیا اَحادیث وآثار سے نصف ساق تک ہونا ثابت ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کرتا کتنا لمبا اور کیسا تھا؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: کلی دار کرتا اور گول کرتا دونوں پہننا بالاتفاق جائز ہے، اور حدیثوں کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قمیص کو بھی پسند فرمایا اور جبہ کو بھی پسند فرمایا؛ لہٰذا کسی ایک کو لازم پکڑنا اور دوسرے کو قابلِ ترک قرار دینا صحیح نہیں ہے۔

عن أم سلمة رضي اللّٰه عنها قالت: كان أحب الثياب إلى رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم القميص. وفي رواية: يلبسه القميص. (شمائل الترمذي ص: ٥ أشرفية)

عن أسماء بنت أبي بكر رضي اللّٰه عنها: أنها أخرجت جبةَ طيالسةٍ كِسُروانيةً ...... وقالت: هٰذه جبة رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم كانت عند عائشة، فلما قبضت قبضتها، وكان النبي ﷺ يلبسها. (صحيح مسلم رقم: ٢٠٦٩)

قال القاري: وهو من لباس العجم مدور أسود. (مرقاة المفاتيح ٢٠٢/٨ بيروت)

آدھی پنڈلی تک کرتا پہننا مسنون ہے، اور اِس سے نیچے تک بھی پہن سکتے ہیں، جب کہ ٹخنے نہ ڈھکیں۔

عن عون بن أبي جحيفة عن أبيه رضي الله عنه قال: رأيت النبي صلى اللّٰه عليه وسلم وعليه حلة حمراء، كأني انظر إلى بريق ساقيه، وفي الهامش: إشارة إلى أن ثوبه صلى اللّٰه عليه وسلم إلى نصف ساقيه. (شمائل الترمذي ص: ٥ الأشرفية) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفر لہ ۱۴۱۴/۵/۸ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

تہبند باندھنا؟

سوال (۲۷۰): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: موجودہ دور میں جو لوگ تہبند باندھتے ہیں، کیا وہ سنت کے خلاف ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: شرعی طریقہ پرتہبند باندھنا جس میں نہ تو غیر مسلموں سے مشابہت ہو اور نہ ٹخنوں سے نیچے ہو، سنتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف نہیں ہے؛ بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا پہننا صراحۃً ثابت ہے۔

عن یزید بن أبي سمیة قال: سمعت ابن عمر رضي اللّٰہ عنہما یقول: ما قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم في الإزار فہو في القمیص. (سنن أبي داؤد، کتاب اللباس / باب في قدر موضع الإزار ۲/۵٦٦ رقم: ٤٠٩٥ دار الفکر بیروت)

عن عمران بن مسلم قال: رأیت علی أنس بن مالک رضي اللّٰہ عنہ إزارًا أصفر. (رواہ الطبراني، مجمع الزوائد ۵/۱۳۰، اللباس والزینۃ من السنۃ المطہرۃ ص: ۳۳ رقم: ۲۷-۲۸ دار الحدیث القاہرۃ، شمائل الترمذي ص: ۸) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۱۲/٦/۹ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

حضور اکرم ﷺ کا تہبند کیسا تھا؟

سوال (۱۷۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: حضور اَقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے کہاں تک تہبند باندھنا ثابت ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کتنا لمبا اور کس رنگ کا تہبند باندھتے تھے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے تہبند باندھنا ثابت ہے، جو عموماً آدھی پنڈلی تک رہتا تھا، اور آپ کو سفید کپڑا زیبِ تن فرمانا زیادہ پسند تھا، دیگر بعض ہلکے رنگوں کا پہننا بھی ثابت ہے۔ (شمائل ترمذی مع خصائل نبوی ۱۰۴-۱۷۰)

عن عبد اللّٰہ بن عمرو رضي اللّٰہ عنہ قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ

وسلم: ائتذروا كما رأيت الملائكة تأتزر، قالوا: يا رسول اللّٰه كيف رأيت؟ قال: إلى أنصاف سوقها. (رواه الطبراني في الأوسط، مجمع الزوائد، كتاب اللباس / باب الإزار ١٢٣/٥)

عن العلاء بن عبد الرحمن عن أبيه قال: قلت لأبي سعيد: هل سمعت من رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم شيئًا في الإزار؟ قال: نعم. سمعت رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم يقول: إزرة المؤمن إلى أنصاف ساقيه، لا جناح عليه ما بينه وبين الكعبين. وما أسفل من الكعبين في النار. يقول ثلاثًا: لا ينظر اللّٰه إلى من جر إزاره بطرًا. (سنن ابن ماجة، كتاب اللباس / باب موضع الإزار أين هو؟ رقم: ٣٥٧٣ دار الفكر بيروت، سنن أبي داؤد ٥٦٦/٢ رقم: ٤٠٩٣ دار الفكر بيروت)

عن سلمة بن الأكوع أن عثمان كان يتزر على نصف الساق، وقال: هٰكذا إزرة رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم. (رواه البزار، مجمع الزوائد، كتاب اللباس / باب في الإزار وموضعه ١٢٢/٥)

عن عبد اللّٰه بن مغفل قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم إزرة المؤمن إلى نصف الساق وليس عليه حرج فيما بينه وبين الكعبين، وما أسفل من ذٰلک ففي النار. (رواه الطبراني، مجمع الزوائد، كتاب اللباس / باب الإزار ١٢٦/٥)

عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه أن رسول اللّٰه ﷺ كان يرى عضلة ساقه من تحت إزاره إذا ائتزر. (رواه أحمد، مجمع الزوائد، كتاب اللباس / باب الإزار وموضعه ١٢٢/٥)

عن حذيفة رضي اللّٰه عنه قال: أخذ رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم بعضلة ساقي أو ساقه، فقال: هٰذا موضع الإزار، فإن أبيت فأسفل، فإن أبيت فلا حق للإزار في الكعبين. (سنن الترمذي، كتاب اللباس / باب في مبلغ الإزار ٤٧/٢، اللباس والزينة ٤٨٨-٤٩٣ دار الحديث القاهرة) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱/۷/۱۴۱۲ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

پائجامہ کو تہبند پر ترجیح دینا؟

سوال (۲۷۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: پائجامہ کو تہبند پر ترجیح دینا کیسا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: پائجامہ پہننا تہبند کے مقابلہ میں زیادہ ستر کا باعث ہے، اِس لئے علماء نے اِسے بھی مسنون لکھا ہے؛ لیکن یہ بات تہبند کے جواز کے منافی نہیں ہے۔

عن سوید بن قیس رضي اللّٰہ عنہ قال: أتانا النبي صلی اللّٰہ علیہ وسلم فساوَمَنَا سراویل. (سنن ابن ماجۃ، کتاب اللباس / باب لبس السراویل رقم: ۳۵۷۹ دار الفکر بیروت، سنن الترمذي رقم: ۱۳۰۹، سنن أبي داؤد، کتاب البیوع والإجارۃ / باب في الرجحان في الوزن والوزن بالأجر ۲/۴۷٤ رقم: ۳۳۳٦ دار الفکر بیروت)

واشتری سراویل، والظاهر أنه إنما اشتراها لیلبسها، وقد روي في غیر حدیث أنه لبس السراویل، وکانوا یلبسون السراویلات بإذنه. (زاد المعاد / باب فضل الحج الأکبر، فصل في ملابسه صلی اللّٰہ علیہ وسلم ٥٤ دار الفکر بیروت)

لبس السراویل سنة وهو من أستر الثیاب للرجال والنساء. کذا في الغرائب. (الفتاوی الهندیة، کتاب الکراهیة / الباب التاسع ٥/۳۳۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱/۷/۱۴۱۲ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

غیر عالم کا نصف ساق تک کرتا اور ایک مشت داڑھی رکھنا؟

سوال (۲۷۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: غیر عالم شخص نصف پنڈلی تک کرتا یا ایک مشت داڑھی رکھ سکتا ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جس طرح ٹخنے سے اُوپر کپڑا رکھنا اور ایک مشت داڑھی

رکھنا عالم کے لئے ضروری ہے، اِسی طرح غیر عالم کے لئے اور ہر مسلمان کے لئے بھی یہی حکم ہے۔

عن عبد اللّٰہ بن مغفل رضي اللّٰہ تعالیٰ عنه قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه و آله وسلم: إزرة المؤمن إلی نصف الساق ولیس علیه حرج فیما بینه وبین الکعبین، وما أسفل ذٰلک ففي النار. (رواہ الطبراني، مجمع الزوائد، کتاب اللباس / باب الإزار ۵/۱۲٦) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۱۹/۳/۹ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کپڑوں میں نیل کی جگہ روشنائی لگانا؟

سوال (۲۷۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: روشنائی کا استعمال کپڑوں میں نیل کی جگہ جائز ہے یا نہیں؟ کیوں کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ اِس میں اسپرٹ ملی ہوئی ہوتی ہے، اگر کپڑوں میں اِس کا استعمال جائز نہیں تو اس سے آیاتِ قرآنی اور اَحادیثِ نبویہ بھی لکھی جاتی ہیں؛ لہٰذا اِس مسئلہ کو مدلل تحریر فرمائیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اولاً ہر روشنائی میں اِسپرٹ کا ملنا متحقق نہیں ہے، اور اگر اِس کا ثبوت ہو بھی جائے تو عموماً اسپرٹ اشربہ محرمہ اَربعہ کے علاوہ دیگر اشیاء آلو، بیر وغیرہ سے بنایا جاتا ہے، اور روشنائی وغیرہ میں اس کا استعمال ہوتا ہے، اور اِس طرح کی اسپرٹ کا قلیل خارجی استعمال شیخینؒ کے فتویٰ کے مطابق درست ہے؛ لہٰذا اُس پر نجاست کا اطلاق نہیں کیا جائے گا، اور کپڑوں کو نیل دینے اِسی طرح کتابت قرآنِ کریم وغیرہ میں اس کے استعمال میں کوئی حرج نہ ہوگا۔ (مستفاد: امداد الفتاویٰ حاشیہ ۱/۳۱ وغیرہ) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۱۵/۳/۹ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

غیر شرعی لباس سینا اور ٹخنے سے نیچے کپڑا پہننا؟

سوال (۲۷۵):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میں پینٹوں کی سلائی کا کارخانہ کرنا چاہتا ہوں؛ لیکن طبیعت میں انقباض ہے، دل کو شرحِ صدر نہیں ہورہا ہے، اِس وجہ سے میں چند سوال کرنا چاہتا ہوں:

(۱) شریعت میں ایسے لباس کی تجارت یا سلائی کرنا کیسا ہے، جو ٹخنوں سے نیچا ہو؟ اور اتنا تنگ ہو کہ اَعضاءِ مستورہ کا جسم ظاہر ہو۔

(۲) پینٹ کا استعمال دنیا کے اکثر ممالک میں عام سی بات ہوگئی، خواہ مسلم ممالک ہوں یا غیر مسلم ممالک، اِمام نوویؒ نے شرحِ مسلم میں لکھا ہے کہ جب کثرت کے ساتھ ٹخنوں سے نیچا لباس استعمال ہونے لگے تو عموم بلویٰ کی وجہ سے اُس میں کراہت نہیں رہتی، آیا کثرتِ بلویٰ عوام کا ہو یا علماء کا ہو، کس کا اعتبار رہوگا؟

(۳) اگر پینٹوں کی تجارت وسلائی جائز نہیں ہے، تو عدمِ جواز کی صورت میں اُس کی آمدنی کا کیا حکم ہوگا؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: چوں کہ پینٹ کا لباس غیر شرعی ہے، اور بالخصوص کسی ہوئی پینٹ بجائے خود بے حیائی کا مظہر ہے، اِس لئے ایسا لباس سینا اور اُس کی تجارت کرنا کراہت سے خالی نہیں؛ تاہم اِس کراہت کے باوجود اُس کی آمدنی بالکلیہ حرام قرار نہیں دی جاسکتی؛ کیوں کہ یہ آمدنی پینٹ میں لگائے جانے والے کپڑے کا عوض ہے اور کپڑے میں اپنی ذات کے اعتبار سے کوئی خبث نہیں، گویا کہ اِس عمل میں کراہت لغیرہ ہے اور اِس سے احتیاط اولیٰ ہے۔

فإذا ثبت كراهة لبسها للتختم ثبت كراهة بيعها وصيغها، لما فيه من الإعانة على ما لا يجوز، وكل ما أدّى إلى ما لا يجوز لا يجوز، وتمامه في شرح الوهبانية. (الدر المختار، كتاب الحظر والإباحة / فصل في اللبس ٦/ ٣٦٠ كراچی)

أو خياطًا أمره أن يتخذ له ثوبًا على زي الفساق يكره له أن يفعل. (شامي، كتاب الحظر والإباحة / فصل في اللبس ۹/٥٦٢ زكريا)

كما في الجارية المغنية والكبش النطوح تجب القيمة غير صالحة لهٰذه الأمور. (فتح القدير ۹/٣٦٧ دار الفكر بيروت)

اور مرد کے لئے ٹخنے سے نیچے پینٹ یا کوئی بھی لباس پہننا حدیث کی رو سے ممنوع ہے، اور امام نووی علیہ الرحمہ نے یہ نہیں لکھا ہے کہ عموم بلویٰ کی وجہ سے اُس میں کراہت ہی نہیں رہتی؛ بلکہ اُنہوں نے یہ لکھا ہے کہ تکبر کی وجہ سے ہو تو مکروہِ تحریمی ورنہ مکروہِ تنزیہی ہے، اِس لئے بہرحال ٹخنہ سے نیچے پینٹ یا پائجامہ وغیرہ پہننے سے اجتناب کرنا چاہئے۔

فما نزل عن الكعبين فهو ممنوع، فإن كان للخيلاء فهو ممنوع منع تحريم وإلا فمنع تنزيه. (نووي شرح صحيح مسلم ۲/١٩٥) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ

۱۴۲۶/۷/۲۸ھ

ٹخنوں سے نیچے پائجامہ پتلون لٹکانے کا حکم؟

سوال (۲۷٦): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ٹخنوں سے نیچے پائجامہ، پتلون لٹکانے کا کیا حکم ہے؟ اگر جواز کا حکم ہے تو بخاری شریف کی روایت کا کیا مطلب ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ٹخنوں سے نیچے پائجامہ، پتلون یا لنگی وغیرہ بالقصد لٹکانا قطعاً ناجائز اور سخت گناہ ہے، اَحادیثِ شریفہ میں اِس کے بارے میں سخت وعیدیں وارد ہیں۔

(مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۱۹/۲۷۲ ڈابھیل، کفایت المفتی ۹/۱۴٦)

عن أبي ذر رضي اللّٰه عنه عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: ثلاثة لا يكلمهم

اللّٰه يوم القيامة ولا ينظر إليهم ولايزكيهم ولهم عذاب أليم. قال: فقرأها رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم ثلاث مرارًا. قال أبو ذر: خابوا وخسروا، من هم يا رسول اللّٰه؟ قال: المسبل، والمنان، والمُنفِّقُ سلعته بالحلف الكاذب. (صحيح مسلم، كتاب الإيمان / باب بيان غلظ تحريم إسبال الإزار الخ ۷۱/۱ رقم: ۱۰٦ بيت الأفكار الدولية)

عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال: لا ينظر اللّٰه يوم القيامة إلى من جرّ إزاره بطرًا. (صحيح البخاري، كتاب اللباس / باب من جر ثوبه من الخُيلاء ۸٦۱/۲ رقم: ۵۷۸۸ دار الفكر بيروت، صحيح مسلم ۱۹۵/۲ رقم: ۲۰۸۷ بيت الأفكار الدولية)

عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: ما أسفل من الكعبين من الإزار ففي النار. (صحيح البخاري، كتاب اللباس / باب ما أسفل من الكعبين فهو في النار ۸٦۱/۲ رقم: ۵۷۸۷ دار الفكر بيروت)

عن ابن عمر رضي اللّٰه عنهما يقول: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: من جر ثوبه مَخِيلةً لم ينظر اللّٰه إليه يوم القيامة. (صحيح البخاري، كتاب اللباس / باب من جر ثوبه من الخُيلاء ۸٦۰/۲ رقم: ۵۷۹۱ دار الفكر بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۲/۷/۱۴۲۹ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

ٹائی باندھنے کا حکم؟

سوال (۲۷۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ٹائی باندھنا کیسا ہے؟ اور اِس بارے میں علماء متقدمین اور علماء متاخرین کا کیا قول ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں مسئلہ کو واضح فرمائیں۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ٹائی باندھنا ایک زمانہ میں عیسائیوں کا شعار اور اُن کی

مخصوص علامت تھی، جس کی بنا پر غیر قوموں سے تشبہ کی وجہ سے مسلمانوں کے لئے اُس کے استعمال کو حرام کہا جاتا تھا؛ لیکن آج کل ٹائی لگانا صرف عیسائیوں کی علامت نہیں رہا؛ بلکہ مسلمان بھی بکثرت اُسے استعمال کرنے لگے ہیں؛ اِس لئے اَب ٹائی لگانے کو حرام تو نہیں کہیں گے؛ البتہ مکروہ ضرور کہا جائے گا؛ کیوں کہ یہ صالحین کے لباس میں داخل نہیں ہے۔

النهي عنها من أجل التشبه بالأعاجم فهو لمصلحة دينية؛ لكن كان ذٰلک شعارهم حينئذ وهم كفار، ثم لما لم يصر الآن يختص بشعارهم، زال ذلک المعنى، فتزول الكراهة. (تكملة فتح الملهم ٩٣/٤ مكتبة دار العلوم كراچى)

فأما هيئة اللباس: فتختلف باختلاف عادة كل بلدة. (فتح الباري / كتاب اللباس ٣٣٢/١٠ دار الكتب العلمية بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۲/۶/۲۶ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

ٹائی لگانے کا شرعی حکم؟

سوال (۲۷۸): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ٹائی لگانا جائز ہے یا ناجائز؟ یہاں کلکتہ میں بحث چھڑی ہوئی ہے، بعض لوگ جائز اور بعض لوگ ناجائز کہتے ہیں۔

۵/ مارچ کو ڈاکٹر ذاکر نائک صاحب کلکتہ میں آئے تھے، تقریر کے بعد اُن کا پروگرام سوال وجواب کا ہوتا ہے، کسی نے سوال کیا آپ ٹائی کیوں پہنتے ہیں؟ اُنہوں نے جواب دیا کہ ٹائی پہننا مباح ہے، جس کا دل چاہے پہنے یا نہ پہنے، کیا اُن کی یہ بات صحیح ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ٹائی کی ابتداء نصاریٰ کے مذہبی شعار کے طور پر ہوئی تھی؛ کیوں کہ اِس کی ہیئت صلیب سے ملتی جلتی ہوتی ہے؛ لیکن بعد میں اُسے لباس کا ایک جزو قرار دے

دیا گیا اور مذہبی شعار کی حیثیت ختم ہوگئی۔ اَب سارے عالم میں انگریزی لباس کے ساتھ اُسے مذہبی تصور کے بغیر پہنا جاتا ہے؛ لہٰذا اُس کو پہننے میں کراہت تو ضرور ہے مگر پہلے جیسی شدید ممانعت باقی نہیں رہی، بہرحال مسلمانوں کو ایسے مکروہ لباس سے احتراز کرنا چاہیے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۱۹/۲۸۹ ڈابھیل)

وعنه (أي عن ابن عمر رضي اللّٰه عنهما) قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: ''من تشبه بقوم'': أي من شبّه نفسه بالكفار مثلاً في اللباس وغيره، أو بالفساق أو الفجار، أو بأهل التصوف والصلحاء الأبرار. ''فهو منهم'': أي في الإثم والخير. قال الطيبي: هٰذا عام في الخَلق والخُلق والشعار، ولما كان الشعار أظهر في الشبه ذكر في هٰذا الباب. قلت: بل الشعار هو المراد بالتشبه لا غير، فإن الخلق الصوري لا يتصور فيه التشبه ...... وقد حكى حكايةً غريبةً ولطيفةً عجيبةً، وهي أنه لما أغرق اللّٰه سبحانه فرعون وآله لم يغرق مسخرته الذي كان يحاكي سيدنا موسىٰ عليه الصلاة والسلام في لبسه وكلامه ومقالاته، فيضحك فرعون وقومه من حركاته وسكناته، فتضرع موسىٰ إلى ربه: "يا رب! هٰذا كان يؤذيني أكثر من بقية آل فرعون، فقال الرب تعالىٰ: ما أغرقناه، فإنه كان لابسًا مثلاً لباسک، والحبيب لا يعذب من كان على صورة الحبيب". فانظر من كان متشبهًا بأهل الحق على قصد الباطل حصل له نجاة صورية، وربما أدت إلى النجاة المعنوية، فكيف بمن يتشبه بأنبيائه وأوليائه عليه قصد التشرف والتعظيم. (مرقاة المفاتيح، كتاب اللباس / الفصل الثاني ۸/۱۵۵ رقم: ٤٣٤٧ رشيدية) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۹/۲/۱۴۲۶ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

چھوٹے بچوں کو نئے فیشن کے کپڑے پہنانا؟

سوال (۲۷۹): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کیا چھوٹے بچوں کو نئے فیشن کے کپڑے پہنانا درست ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: چھوٹے بچے بچیوں کو نئے فیشن کے کپڑے پہنانے سے اجتناب کرنا چاہئے؛ کیوں کہ اگر ابھی سے اِس کا اہتمام نہ کیا جائے گا تو ممکن ہے کہ بڑے ہوکر وہ اِسی طرح کے لباس کو پسند کرنے لگیں۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۳۹۸/۱۴)

عن عمرو بن شعیب عن أبیه عن جده رضي اللّٰه عنه أن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قال: لیس منا من تشبه بغیرنا. (سنن الترمذي، أبواب الاستیذان / باب ما جاء في کراهیة إشارة الید في السلام ۹۹/۲ رقم: ۲۶۹۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۹/۱/۱۴۲۶ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کرتا کلی دار پہنے یا بغیر کلی کے؟

سوال (۲۸۰): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کرتا کلی دار پہننا چاہئے یا بغیر کلی دار؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر کرتا دیکھنے میں صلحاء کے لباس کے خلاف نہ ہوتو اس کا پہننا جائز ہے، خواہ کلی دار ہو یا بلا کلی دار؛ تاہم اکثر علماء اور صلحاء کا معمول کلی دار کرتا پہننے کا ہے، اِس لئے اس کا پہننا زیادہ پسندیدہ کہا جائے گا۔

وعلی هٰذا فما صار شعار العلماء یندب لهم لبسه. (الموسوعة الفقهیة ۱۴۰/۶)

قال القاري من تشبه نفسه بالکفار مثلاً في اللباس وغیره أو بالفساق - إلیٰ قوله - والصلحاء والأبرار فهو منهم في الإثم والخیر. (مرقاة المفاتیح، کتاب اللباس / الفصل الثاني ۲۵۵/۸ رقم: ۴۳۴۷ رشیدیة) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۴/۷/۱۴۲۳ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

عربوں کی طرح لمبا جبہ پہننا؟

سوال (۲۸۱): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: عربستان میں عرب صاحبان جو لمبا جبہ ٹخنوں کے نیچے تک پہنتے ہیں اُس کا پہننا کیسا ہے؟ جب کہ یہ کرتا ٹخنے کے نیچے تک ہوتا ہے جو سنت کے خلاف بھی رہتا ہے، اگر یہ کرتا یا جبہ ہم نے یہاں استعمال کیا تو لوگ کہتے ہیں کہ یہ نادر لوگوں کا پہنا وا ہے اور سنت کے خلاف بھی ہے، اگر اس جبہ کی لمبائی کاٹ دی جائے تو سنت کے مطابق ہو جائے گا؛ لیکن کاٹنے کے بعد اُس کی زیبائش ختم ہو جاتی ہے؛ لہٰذا ہم اس کو استعمال کریں یا نہیں؟ اگر اسی طرح استعمال کریں تو سنت اور خلافِ شرع ہوتا ہے، جب کہ پوری دنیا میں عربستان سے دین پھیلا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: پائجامہ یا کرتا یا تہبند وغیرہ ٹخنے سے نیچے کر کے پہننا جائز نہیں ہے، اور اہل عرب جو لمبا کرتہ پہنتے ہیں اُسے بآسانی ٹخنے سے اوپر کر کے بھی پہنا جاسکتا ہے، جیسا کہ وہاں کے صلحاء وعلماء کا معمول ہے؛ لہٰذا ٹخنے سے اوپر کر کے اِس کرتے کو پہننے میں کوئی حرج نہیں؛ البتہ ٹخنے سے نیچے کر کے پہننا جیسا کہ فیشن زدہ لوگوں کا معمول ہے، اِس کی کسی طرح اِجازت نہیں۔

عن ابن عمر رضي اللّٰه عنهما يقول: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: من جر ثوبه من مَخِيلةٍ لم ينظر اللّٰه إليه يوم القيامة. (صحيح البخاري، كتاب اللباس / باب من جر ثوبه من الخُيلاء ۸۶۱/۲ رقم: ۵۷۹۱ دار الفكر بيروت)

عن حذيفة بن اليمان رضي اللّٰه عنهما قال: أخذ رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم بعضلة ساقي أو ساقه، وقال: "هٰذا موضع الإزار، فإن أبيت فأسفل، فإن أبيت فلا حق للإزار في الكعبين". (شمائل الترمذي / باب ما جاء في إزار رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم ص: ۸)

وأما القدر المستحب فيما ينزل إليه طرف القميص والإزار، فنصف الساقين. (شرح النووي على الصحيح مسلم، كتاب اللباس / باب تحريم جر الثوب خيلاء، وبيان حد ما يجوز إرخاؤه إليه وما يستحب ١٩٥/٢)

كان رسول اللّٰه صلى الله عليه وسلم يلبس قميصًا فوق الكعبين. (جمع الوسائل شرح الشمائل / باب اللباس ١٣٤/١ تاليفات أشرفية)

عن عطاء قال: كان عبد الرحمن بن عوف يلبس قميصًا من كرابيس إلى نصف ساقيه ورداؤه يضرب إليته. (رواه الطبراني، مجمع الزوائد، كتاب اللباس / باب في القميص والكم ١٢١/٥، اللباس والزينة من السنة المطهرة ٤٩٣ دار الحديث القاهرة)

عن الخياط الذي قطع للحسين بن علي قميصًا قال: قلت: أجعله على ظهر القدم، قال: لا. قلت: فأجعله من أسفل الكعبين، قال: ما أسفل الكعبين في النار. (رواه الطبراني، مجمع الزوائد، كتاب اللباس / باب في الإزار ١٢٤/٥، اللباس والزينة من السنة المطهرة ٤٩٠ دار الحديث القاهرة) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۶/۶/۱۸ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

عورتوں کے لئے ''کالا لباس'' اور برقع پہننا؟

سوال (۲۸۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ندائے شاہی میں لکھا ہے کہ اَمیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اپنے ساتھیوں کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ کالا لباس مت پہنا کرو؛ کیوں کہ یہ فرعون کا لباس ہے، اور پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی کالا رنگ ناپسند تھا، سوائے تین چیزوں کے: (۱) عمامہ (۲) موزہ (۳) چادر۔
(من لا یحضرہ الفقیہ / باب فی اللباس المصلی ۸۱ مطبع جعفریہ نخاس لکھنؤ ۱۳۰۷)

اِمام جعفر صادق سے پوچھا گیا کہ کالی ٹوپی پہن کر نماز پڑھنا کیسا ہے؟ تو آپ نے جواب

دیا کہ کالی ٹوپی پہن کرنماز مت پڑھو؛ کیوں کہ یہ جہنمیوں کا لباس ہے۔ (بحوالۂ ندائے شاہی ۱۱) تو ہم عورتیں کالا لباس برقع، سویٹر، چوڑی، ٹوپی پہن سکتی ہیں یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: آپ نے ندائے شاہی کے جس مضمون کا حوالہ دیا ہے اُس میں شیعہ مذہب کی کتابوں سے کالے لباس پہننے کی کراہت ثابت کی گئی ہے، اُس کی عربی عبارت بھی اِس مضمون میں درج ہے اور اس حوالہ کو دینے کا مقصد یہ تھا کہ شیعہ محرم میں سوگ کے طور پر کالا لباس پہنتے ہیں، یہ بے اصل اور ممنوع ہے۔ اور کالی ٹوپی کے بارے میں جو حضرات حضرت جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کرتے ہیں اُس کی علت یہ ہے کہ یہودیوں کی خاص علامت کالی ٹوپی ہے۔ آج بھی وہ لوگ ایک خاص انداز کی کالی ٹوپی اوڑھتے ہیں تو تشبہ کی وجہ سے ایسی کالی ٹوپی پہننا ممنوع ہوگا اور جہاں کوئی تشبہ نہ ہو یا سوگ کا اظہار مقصود نہ ہوتو کالا لباس پہننے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ خود نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کالی چادر زیبِ تن فرمائی ہے۔ پس معلوم ہوا کہ آج کل جو عورتیں کالا برقع یا دیگر کالے کپڑے بطور زینت یا بطور ضرورت پہنتی ہیں اُن کو پہننے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

عن ابن عمر رضي اللّٰه عنهما قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: من تشبه بقوم فهو منهم. (سنن أبي داؤد، كتاب اللباس / باب في لبس الشهرة ۵۵۹/۲ رقم: ۴۰۳۱ دار الفكر بيروت، مشكاة المصابيح، كتاب اللباس / الفصل الثاني ۳۷۵/۲)

قال القاري: أي من شبّه نفسه بالكفار مثلاً في اللباس وغيره، أو بالفساق أو الفجار، أو بأهل التصوف والصلحاء الأبرار "فهو منهم": أي في الإثم أو الخير عند اللّٰه تعالىٰ ...... الخ. (بذل المجهود، كتاب اللباس / باب في لبس الشهرة ۵۹/۱۲ مكتبة دار البشائر الإسلامية، وكذا في مرقاة المفاتيح، كتاب اللباس / الفصل الثاني ۲۵۵/۸ رقم: ۴۳۴۷ رشيدية، وكذا في فيض القدير شرح الجامع الصغير ۵۷۴۳/۱۱ رقم: ۸۵۹۳ نزار مصطفىٰ الباز رياض)

عن عائشة رضي الله عنها قالت: خرج رسول الله صلى الله عليه وسلم ذات غلات وعليه مرط من شعر أسود. (شمائل ترمذي ٦) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۶/۷/۱۴۳۵ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

عورت کا شرعی لباس؟

سوال (۲۸۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک عورت یا لڑکی کے لئے عام طور پر شرعی لباس طول وعرض کے اعتبار سے کس طرح کا ہونا چاہئے؟ نیز دوپٹہ اوڑھتے وقت گردن کا ڈھکنا شرعاً ضروری ہے یا نہیں؟ (فتویٰ وتقویٰ) اَدنیٰ اور اَفضل کے اعتبار سے دونوں ہی طرح سے جواب بتادیں، مہربانی ہوگی؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: عورت کو ایسا ڈھیلا ڈھالا ساتر لباس پہننا چاہئے جس سے نہ صرف اُس کا پورا بدن ڈھک جائے؛ بلکہ اعضاء کی بناوٹ اور اُبھار بھی ظاہر نہ ہو۔ اور عورت کے لئے اَجنبی مردوں کے سامنے گردن ڈھانکنا بھی لازم ہے۔

قال الله تعالیٰ: ﴿يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِاَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ﴾ [الأحزاب، جزء آیت: ۵۹]

ومن للتبعيض، ويحتمل ذلك على ما في الكشاف وجهين: أحدهما أن يكون المراد بالبعض واحدًا من الجلابيب وإدناء ذلك عليهن أن يلبسنه على البدن كله، وثانيهما أن يكون المراد بالبعض جزءً ا منه، وإدناء ذٰلك عليهن أن يتقنّعن فيسترن الرأس والوجه بجزء من الجلباب مع إرخاء الباقي على بقية البدن. (روح المعاني ۱۲/۱۲۸)

وقال تعالیٰ: ﴿وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى﴾ [الأحزاب، جزء آیت: ۳۳]

وعن مقاتل: أن تلقى المرأة خمارها على رأسها ولا تشده فيواري قلائدها وقرطها وعنقها ويبدو ذلک كلّه منها. (روح المعاني ۱۲/۱۲)

﴿وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلىٰ جُيُوْبِهِنَّ﴾ وفي ذلک دليل على أن صدر المرأة ونحوها عورة لا يجوز للأجنبي النظر إليها منها. (أحكام القرآن للجصاص ۳/۳۱٦)

اتفق الفقهاء على أنه يجب على المرأة أن تلبس من الملابس ما يغطي جميع عورتها. (الموسوعة الفقهية ۱۹۲/۳۵ كويت)

وستر عورته ووجوبه عام ولو في الخلوة على الصحيح. (الدر المختار، باب شروط الصلاة / مطلب في ستر العورة ۷۵/۲ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۰/۴/۱۴ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

عورت کی قمیص کی کتنی لمبائی ہونی چاہئے؟

سوال (۲۸۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: عورت کی قمیص کی لمبائی سنت کے مطابق کتنی ہونی چاہئے، گھٹنوں سے اوپر یا نیچے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفيق: عورت کا کرتا ڈھیلا ڈھالا اور گھٹنوں سے نیچے تک ہونا چاہئے۔ (بہشتی زیور ۳/۶۲)

وللحرة جميع بدنها حتى شعرها النازل في الأصح. (الدر المختار، باب شروط الصلاة / مطلب في ستر العورة ۷۷/۲ زكريا)

لأن تلک الثياب لا تواري منهن ما ينبغي لهن أن يسترنه من أجسادهن.

(أوجز المسالك ۱۷۳/۱٦ مكتبة دار القلم دمشق)

فمن مقدمة هٰذه المبادي أن اللباس يجب أن يكون ساترًا لعورة الإنسان،

فالإسلام يلزم المرأة أن تستر كل جسدها ما عدا وجهها وكفيها وقدميها فستر العورة من أهم ما يقصد باللباس. (تكملة فتح الملهم / أول كتاب اللباس والزينة ۸۸/٤ المكتبة الأشرفية)

كل لباس ينكشف معه جزء من عورة الرجل والمرأة لا تقره الشريعة الإسلامية. (تكملة فتح الملهم / أول كتاب اللباس والزينة ۸۸/٤ المكتبة الأشرفية) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۴/۱۱/۱۴۳۲ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

عورتوں کو غرارہ، شرارہ پہننا کیسا ہے؟

سوال (۲۸۵): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: عورت کو لہنگا (شرارہ) پہننا کیسا ہے، اور غرارہ پہننا کیسا ہے؟ ہمارے شہر میں شرارہ اُس لہنگے کو بولتے ہیں جس میں صرف ایک ہی پائنچہ ہوتا ہے، اور غرارہ اُس لہنگے کو کہتے ہیں جس میں دو پائینچے ہوتے ہیں، اگر دونوں طرح کے لہنگے کے نیچے عورت چوڑی دار پائجامہ یا شلوار کا اہتمام کرتی ہو تو اُس کا پہننا کیسا ہے؟ اور ساڑی پہننے کا حکم کیسا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: عورتوں کے لباس کے بارے میں شرعی اُصول یہ ہے کہ ایسا ڈھیلا ڈھالا لباس ہونا چاہئے جس سے جسم کی بناوٹ ظاہر نہ ہو، اور ایسا لباس بھی نہ ہو جو کسی غیر قوم کی علامت اور شعار ہو، اَب اِس اعتبار سے غرارہ پہننے میں تو کوئی حرج نہیں، اِس لئے کہ اس میں دو پائینچے ہوتے ہیں، اور کپڑا بہت زیادہ ہوتا ہے، اسی طرح شلوار کے اوپر سے شرارہ (لہنگا) پہننے میں بھی حرج نہیں؛ کیوں کہ اُس میں ستر کھلنے کا بظاہر احتمال نہیں ہوتا؛ البتہ ایک پائنچے کا شرارہ (لہنگا) اندرونی شلوار کے بغیر پہننا پسندیدہ نہیں، اس کی دو وجوہات ہیں:

(۱) اگر نیچے شلوار یا پائجامہ نہ ہو تو ایک پائنچے کا لہنگا پہننے میں چلتے وقت کشفِ عورت کا اندیشہ رہتا ہے۔

(۲) دوسری وجہ یہ ہے کہ ہمارے علاقوں میں اِس طرح کا شرارہ عام طور پر غیر مسلم عورتوں کا لباس ہے، مسلمان بالخصوص دین دار عورتیں اُسے نہیں پہنتی؛ اِس لئے بہتر یہ ہے کہ شرارہ پہننے سے اجتناب کیا جائے۔ (امداد الفتاویٰ ۴/ ۲۶۶)

عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه أنه قال: نساء كاسيات عاريات مائلات مميلات لا يدخلن الجنة ولا يجدن ريحها، وريحها يوجد من مسيرة خمس مائة سنة الخ. (المؤطا للإمام مالك، كتاب الجامع / باب ما يكره للنساء لباسه من الثياب ۷۰۹ كراچی، صحيح مسلم، كتاب اللباس / باب النساء الكاسيات العاريات ۲/ ۲۰۵)

فمن مقدمة هٰذه المبادي: أن اللباس يجب أن يكون ساترًا لعورة الإنسان ......، فكل لباس ينكشف معه جزء من عورة الرجل والمرأة، لا تقره الشريعة الإسلامية ......، وكذلک اللباس الرقيق أو اللاصق بالجسم الذي يحكي الناظر شكل حصة من الجسم الذي يجب ستره، فهو في حكم ما سبق في الحرمة، وعدم الجواز، ...... والمبداء الثالث: أن اللباس الذي يتشبه به الإنسان بأقوام كفرة لا يجوز لبسه لمسلم إذا قصد بذلک التشبه بهم. (تكملة فتح الملهم / أول كتاب اللباس والزينة ۴/ ۸۸)

ہمارے جن علاقوں میں ساڑی غیر مسلموں کا لباس ہے، اُن میں مسلمان عورتوں کو ساڑی نہیں پہننی چاہئے؛ البتہ جن علاقوں میں مسلم وغیر مسلم سب عورتیں ساڑی پہنتی ہوں، تو اگر وہاں کوئی مسلمان عورت مکمل ساتر لباس کے ساتھ ساڑی پہنے تو اِس کی گنجائش ہے، جیسا کہ بہار وبنگال وغیرہ میں رائج ہے۔ (کفایت المفتی ۹/ ۱۶۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۶/ ۱/ ۱۴۲۸ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

عورت کے لئے بغیر آستین ''فراک'' پہننا؟

سوال (۲۸۶): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: اگر کوئی عورت ایسا فراک پہنے جس میں آستین نہیں ہے، تو اُس کا پہننا کیسا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بے آستین فراک پہننا عورت کے لئے بالکل جائز نہیں ہے؛ کیوں کہ یہ لباس بے حیائی کا مظہر ہے۔

عن أم سلمة رضي اللّٰہ عنها قالت: استيقظ النبي صلی اللّٰہ علیه وسلم ذات ليلة ...... فقال: أيقظوا صواحب الحجر، فرب كاسية في الدنيا عارية في الآخرة. (صحيح البخاري، كتاب العلم / باب العلم والعظة بالليل ۲۲/۱ رقم: ۱۱۵)

ومع هٰذا إذا مشت يرىٰ منها أكثر بدنها من نفس كمها فلا شك أنهن ممن يدخلن في هٰذا الحديث. (عمدة القاري ۲۴۶/۲ زكريا)

وللحرة جميع بدنها خلا الوجه والكفين والقدمين. (تنوير الأبصار مع الدر المختار، كتاب الصلاة / باب شروط الصلاة ۴۰۵/۱ كراچی، كنز الدقائق مع البحر الرائق ۴۶۸/۱ رشيدية)

وللحرة جميع بدنها حتى شعرها النازل في الأصح. (الدر المختار، شروط الصلاة / مطلب في ستر العورة ۷۷/۲ زكريا)

لأن تلك الثياب لا تواري منهن ما ينبغي لهن أن يسترنه من أجسادهن. (أوجز المسالك ۱۷۳/۱۶ مكتبة دار القلم دمشق) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۲/۱۱/۲۴ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

عورت کیلئے چست باریک چوڑی دار پائجامہ پہننا؟

سوال (۲۸۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اگر کوئی عورت ایسا چوڑی دار پائجامہ پہنتی ہے جس کا کپڑا باریک ہے اور چست بھی ہے، جس سے بدن نظر آتا ہے، تو اُس کا پہننا کیسا ہے؟ نیز اگر چست پائجامہ کا کپڑا موٹا ہو تو کیا حکم ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: عورت کے لئے ایسا چست کپڑا پہننا جس سے بدن کی ہیئت نظر آئے جائز نہیں ہے، اور اگر یہ کپڑا ایسا باریک ہو کہ کھال کی رنگت ظاہر ہوتی ہو تو یہ محض ننگے کے حکم میں ہے، اسے پہن کر نماز بھی جائز نہ ہوگی۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿یَا بَنِیْ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَیْکُمْ لِبَاسًا یُوَارِیْ سَوْاٰتِکُمْ وَرِیْشًا، وَلِبَاسُ التَّقْوٰی ذٰلِکَ خَیْرٌ، ذٰلِکَ مِنْ اٰیَاتِ اللّٰہِ لَعَلَّهُمْ یَذَّکَّرُوْنَ﴾ [الأعراف: ۲۶]

فبین اللّٰہ عزوجل أن مواراۃ السوءۃ وهو ستر العورۃ من أعظم مقاصد اللباس، وإن اللباس الذي یخل بهٰذا المقصد یهمل، فیحرم علی الإنسان استعماله، فکل لباس ینکشف معه جزء من عورۃ الرجل والمرأۃ، لا تقره الشریعة الإسلامیة، وکذٰلک اللباس الرقیق أو اللاصق بالجسم الذي یحکی للناظر شکل حصة من الجسم الذي یجب ستره. (تکمله فتح الملهم / أول کتاب اللباس والزینة ٤/٨٨ المکتبة الأشرفیة دیوبند)

عن أبي هریرۃ رضي اللّٰہ عنه قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم: صنفان من أهل النار لم أرهما قومٌ معهم سِیاطٌ کأذناب البقر یضربون بها الناس، ونساء کاسیاتٌ عاریاتٌ ممیلاتٌ مائلاتٌ رؤوسهن کأسنمة البخت المائلة، لا یدخلن الجنة ولا یجدن ریحها، وإن ریحها لیوجدُ من مسیرۃ کذا وکذا. (صحیح مسلم، کتاب اللباس والزینة / باب النساء الکاسیات العاریات المائلات الممیلات ۲/۳۸۳ رقم: ۲۱۲۸)

قال النووي: الکاسیات ففیه أوجه: الثالث: تکشف شیئًا من بدنها إظهارًا لجمالها فهن کاسیات عاریات. والرابع: یلبسن ثیابًا رقاقًا تصف ما تحتها کاسیات عاریات. (نووي علی شرح لصحیح مسلم ۲/۳۸۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۴۳۲/۱۱/۲۴ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

عورتوں کا پنجابی ڈریس پہننا؟

سوال (۲۸۸):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مستورات جولباس پہنتی ہیں، جسے پنجابی ڈریس کہتے ہیں، جس میں عبا (گَوَنْ) جو ہوتا ہے وہ عام طور پر کندھے سے گھٹنے تک ہوتا ہے؛ لیکن کمر سے گھٹنے تک کا حصہ دونوں طرف کھلا ہوتا ہے، اور چند مدارس میں اُن میں کمر سے گھٹنے تک کا حصہ بھی سلا ہوا ہوتا ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ دونوں میں کون سا طریقہ صحیح ہے؟ کیا حدیث میں کوئی خاص طریقہ موجود ہے؟ کیا دونوں جانب سلا ہوا عبا ضروری ہے؟ یا دونوں جانب کمر سے گھٹنے تک کا حصہ کھلا ہوا بھی پہننا درست ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: عورت کے لباس میں اَصل مقصد ساتر ہونا ہے، اور دامن سے چاک کا کھلا ہوا ہونا یا بند ہونا نہ تو منع ہے اور نہ ضروری ہے، یعنی لباس ڈھیلا ڈھالا ہو تو چاک بند کرنے میں بھی حرج نہیں، اور کھولنے کی بھی گنجائش ہے۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿يَا بَنِيْ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُوَارِيْ سَوْاٰتِكُمْ وَرِيْشًا، وَلِبَاسُ التَّقْوٰى ذٰلِكَ خَيْرٌ، ذٰلِكَ مِنْ اٰيَاتِ اللّٰهِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ﴾ [الأعراف: ٢٦]

فمن مقدمة هٰذه المبادي أن اللباس يجب أن يكون ساترًا لعورة الإنسان، فالإسلام يلزم المرأة أن تستر كل جسدها، فستر العورة من أهم ما يقصد باللباس. وكذٰلك اللباس الرقيق أو اللاصق بالجسم الذي يحكي للناظر شكل حصة من الجسم الذي يجب ستره. (تكملة فتح الملهم / أول كتاب اللباس والزينة ٨٨/٤ المكتبة الأشرفية ديوبند) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۵/۱۱/۱۴۳۲ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

چوڑی دار آستین کا برقع

سوال (۲۸۹): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: آج کل چوڑی دار آستین کا برقع چل رہا ہے اور برقع میں بہت ہی زیادہ فیٹنگ چل رہی ہے، تو کیا اِس طرح کا برقع پہننا جائز ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: عورت کے لئے چوڑی دار آستین اور چست برقع پہننا درست نہیں ہے، اُس سے پردہ کے بجائے بے پردگی ہوتی ہے، اور برقع کا مقصد ہی فوت ہوجاتا ہے۔

عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: صنفان من أهل النار لم أرهما قومٌ معهم سِياطٌ كأذناب البقر يضربون بها الناس، ونساء كاسياتٌ عارياتٌ مميلاتٌ مائلاتٌ رؤوسهن كأسنمة البخت المائلة، لا يدخلن الجنة ولا يجدن ريحها، وإن ريحها ليوجدُ من مسيرة كذا وكذا. (صحيح مسلم، كتاب اللباس والزينة / باب النساء الكاسيات العاريات المائلات المميلات ٢٠٥/٢ رقم: ٢١٢٨)

نظر لعورة غيره وهي غير بادية (الدر المختار) تحته في الشامية: ومتى كان يصف يكون ناظرًا إلى أعضائها. أقول: مفاده أن رؤية الثوب بحيث يصف حجم العضو ممنوعة، ولو كثيفًا لا ترى البشرة منه – إلى قوله – وعلى هٰذا لا يحل النظر إلى عورة غيره فوق ثوب ملتزق بها يصف حجمها. (شامي / كتاب الحظر والإباحة ٥٢٦/٩ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۴/۷/۸ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

عورت کا پینٹ، ٹائی وغیرہ پہننا؟

سوال (۲۹۰): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: عورتوں کے لئے پینٹ، شرٹ اور ٹائی وغیرہ پہننا اور اوپر سے برقع اوڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سوال میں ذکر کردہ لباس عورتوں کے لئے پہننا تین وجوہات سے درست نہیں ہے: (۱) اِس لئے کہ یہ فاسق وفاجر اور بدکار عورتوں کا شعار ہے، جن کی مشابہت سے مؤمن عورتوں کو منع کیا گیا ہے۔

عن ابن عمر رضي اللّٰه عنهما قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: من تشبه بقوم فهو منهم. (سنن أبي داؤد، کتاب اللباس / باب في لبس الشهرة ۵۵۹/۲ رقم: ۴۰۳۱ دار الفکر بیروت، مشکاة المصابیح، کتاب اللباس / الفصل الثاني ۳۷۵/۲)

(۲) نیز یہ لباس اکثر مرد پہنتے ہیں اور مردوں جیسا لباس پہننے والی عورتوں پر اللہ کی لعنت اور پھٹکار اَحادیث میں وارد ہے۔

عن ابن عباس رضي اللّٰه عنهما قال: لعن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم المتشبهین من الرجال بالنساء والمتشبهات من النساء بالرجال. (صحیح البخاري، کتاب اللباس / باب المتشبهین بالنساء والمتشبهات بالرجال ۸۷۴/۲ رقم: ۵۸۸۵ دار الفکر بیروت، مشکاة المصابیح / باب الترجل ۳۸۰)

(۳) اور عورتوں کو ساتر اور ڈھیلا ڈھالا لباس پہننے کا حکم ہے؛ تاکہ پردہ مکمل ہو، جب کہ یہ لباس چھپانے کے بجائے اور اَعضاء کو اُبھارنے کا ذریعہ ہے جو سراسر بے حیائی، بے شرمی اور عریانیت کی علامت ہے، مسلمان عورتوں کو ایسے بے ہودہ لباس سے احتراز کرنا لازم ہے۔ ایک حدیث شریف میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کاسیات عاریات (لباس پہننے کے باوجود ننگی) یعنی عریاں لباس پہننے والی عورتوں کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے کہ وہ جنت کی خوشبو بھی نہ پاسکیں گی، جب کہ اُس کی خوشبو بہت دور سے آنے لگتی ہے۔

عن أبي هریرة رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم:

صنفان من أهل النار لم أرهما قومٌ معهم سِياطٌ كأذناب البقر يضربون بها الناس، ونساء كاسياتٌ عارياتٌ مميلاتٌ مائلاتٌ رؤوسهن كأسنمة البخت المائلة، لا يدخلن الجنة ولا يجدن ريحها، وإن ريحها ليوجدُ من مسيرة كذا وكذا. (صحيح مسلم، كتاب اللباس والزينة / باب النساء الكاسيات العاريات المائلات المميلات ۲۰۵/۲ رقم: ۲۱۲۸)

وعلى هٰذا لا يحل النظر إلى عورة غيره فوق ثوب ملتزق بها يصف حجمها.

(شامي، كتاب الحظر والإباحة / فصل في النظر واللمس ۳۶۶/۶ كراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۱/۳/۱۳ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کیا مسلم عورتیں ساڑی پہن سکتی ہیں؟

سوال (۲۹۱):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: بعض صوبوں میں قوم مسلم کی عورتیں دائمی ساڑیاں پہنتی ہیں، گویا اِس لباس کو ہی اسلامی لباس سمجھتی ہیں، اگر اُن کو سمجھایا جاتا ہے کہ یہ غیر اسلامی لباس ہے، ترک کردیا جائے تو اور بھی اہتمام سے پہنتی ہیں، مزید عورتیں جواباً سوال کرتی ہیں کہ گھڑی میں اسٹیل کی چین ہوتی ہے اور مردوں کے لئے لوہا، تانبا، پیتل، اسٹیل پہننا جائز نہیں ہے، پھر مرد حضرات کیوں پہنتے ہیں؟ مرد حضرات اسٹیل کی چین والی گھڑی پہننا بند کردیں، تو ہم لوگ بھی ساڑیاں پہننا بند کردیں گے، تو مذکورہ مسئلہ میں مسلم عورتیں ساڑی پہن سکتی ہیں یا نہیں؟ ساڑی اسلامی لباس ہے یا غیر اِسلامی، اگر غیر اِسلامی لباس ہے تو دلائل کے ساتھ جواب تحریر فرمائیں؛ تاکہ ساڑی پہننا ترک کردیا جائے، اور گھڑی کی اسٹیل کی چین سے متعلق شرعی حکم کیا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جن علاقوں میں مسلم عورتوں میں بھی ساڑیاں پہننے کا عام رواج ہوا اور یہ غیر مسلم عورتوں کا خاص لباس نہ سمجھا جاتا ہو، تو وہاں کی مسلمان عورتوں کے لئے

ستر پوشی کے اہتمام کے ساتھ ساڑی پہننے کی اجازت ہوگی، اور جس جگہ ساڑی غیر مسلم عورتوں کا لباس ہو، تو وہاں ساڑی پہننا کھلی ہوئی بے پردگی اور غیر مسلموں سے مشابہت کی بنا پر بالکل درست نہ ہوگا۔ (مستفاد: کفایت المفتی ۵/۱۶۱)

اور مردوں کے لئے گھڑی کی چین پہننے کی اِجازت ہے، یہ چین زیور میں شمار نہیں۔ (مستفاد: فتاویٰ احیاء العلوم ۱/۲۵۹)

عن عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده رضي اللّٰه عنه أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال: ليس منا من تشبه بغيرنا . (سنن الترمذي، أبواب الاستيذان / باب ما جاء في كراهية إشارة اليد في السلام ۹۹/۲ رقم: ۲۶۹۵)

قال الملا علي القاري رحمه اللّٰه: أي من شبّه نفسه بالكفار مثلاً في اللباس وغيره، أو بالفساق أو الفجار، أو بأهل التصوف والصلحاء الأبرار ''فهو منهم'': أي في الإثم أو الخير عند اللّٰه تعالىٰ ...... الخ. (بذل المجهود، كتاب اللباس / باب في لبس الشهرة ۵۹/۱۲ مكتبة دار البشائر الإسلامية، وكذا في مرقاة المفاتيح، كتاب اللباس / الفصل الثاني ۲۵۵/۸ رقم: ۴۳۴۷ رشيدية، وكذا في فيض القدير شرح الجامع الصغير ۵۷۴۳/۱۱ رقم: ۸۵۹۳ نزار مصطفىٰ الباز رياض) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۶/۵/۱۴۱۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

عورتوں کے ساڑھی بہتر ہے یا شلوار قمیص؟

سوال (۲۹۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: صوبہ بہار خصوصاً سیمانچل علاقہ میں دین کی برکت سے عورتیں ساڑھی لباس کو چھوڑ کر اَب شلوار اور جمپر استعمال کرنے لگی ہیں: لیکن کچھ لوگ شلوار اور جمپر کے استعمال کرنے پر اعتراض کرتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ علاقائی لباس ساڑھی کومت چھوڑو، شلوار اور جمپر کا استعمال کرنا قرآن وحدیث سے ثابت نہیں ہے، کیا شلوار اور جمپر کا استعمال کرنا قرآن وحدیث سے ثابت ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جن علاقوں میں مسلم اور غیر مسلم عورتیں بلا امتیاز سب ساڑھی پہنتی ہیں، وہاں اگر کوئی مسلمان عورت پورے ستر کے ساتھ ساڑی پہنے، تو اُس کی گنجائش ہے؛ لیکن ساڑی کے مقابلہ میں ڈھیلی ڈھالی قمیص پہننا عورت کے لئے زیادہ بہتر ہے؛ کیوں کہ اس میں بہرحال ساڑی سے زیادہ ستر پایا جاتا ہے۔ (بہشتی زیور ۳؍۶۲، کفایت المفتی ۹؍۱۶۱)

اتفق الفقهاء على أنه يجب على المرأة أن تلبس من اللباس ما يغطي جميع عورتها. (الموسوعة الفقهية ٣٥/١٩٢)

اور دورِ نبوت میں عام طور پر خواتین ڈھیلے ڈھالے کرتے اور شلوار کا استعمال کرتی تھیں، جس کا اَحادیث سے ثبوت ملتا ہے، اور چست اور باریک لباس پہننا عورت کے لئے بہرحال جائز نہیں ہے، چاہے وہ قمیص اور شلوار ہی کیوں نہ ہو۔

"اتخذوا السراويلات؛ فإنها من استر ثيابكم وحسنوا بها نساءكم إذا خرجن". رواه العقيلي وابن عدي والبيهقي في الأدب عن علي رمز السيوطي لضعفه. (كشف الخفاء ومزيل الإلباس ١/٣٢)

ويشترط في الساتر أن لا يكون رقيقًا يصف ما تحته؛ بل يكون كثيفًا لا يرىٰ منه لون البشرة. ويشترط كذٰلك أن لا يكون مهلهلاً ترىٰ منه أجزاء الجسم؛ لأن مقصود الستر لا يحصل بذٰلك. (الموسوعة الفقهية ٢٤/١٧٤ كويت)

عن أم سلمة رضي اللّٰه عنها قالت: كان أحب الثياب إلى رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم القميص. (سنن الترمذي / أبواب اللباس ١/٣٠٦ رقم: ١٧٦٢)

أن النبی صلى اللّٰه عليه وسلم شبّر لفاطمة شبرًا من نطاقها. (سنن الترمذي، أبواب اللباس / باب ما جاء في ذيول النساء ١/٣٠٣) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۳؍۱؍۱۴۳۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مغربی یوپی میں عورتوں کے لئے ساڑی کا کیا حکم ہے؟

سوال (۲۹۳):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ہمارے مغربی علاقوں (مرادآباد واَطراف) میں مسلم عورتوں کو ساڑی پہننے کی اِجازت ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ہمارے علاقہ میں ساڑی پہننا فاسقہ فاجرہ اور آوارہ عورتوں کا شعار ہے؛ اِس لئے کسی بھی پاک باز عورت کا اُسے پہننا جائز نہیں ہے۔

(مستفاد: فتاویٰ نظامیہ ۱/۴۲۴)

عن ابن عمر رضي اللّٰہ عنهما قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم: من تشبه بقوم فهو منهم. (سنن أبي داؤد، کتاب اللباس / باب في لبس الشهرة ۲/۵۵۹ رقم: ۴۰۳۱ دار الفکر بیروت، مشکاة المصابیح، کتاب اللباس / الفصل الثاني ۲/۳۷۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱/۳/۱۴۲۱ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

عورتوں کو ساڑی اور جمپر پہننا؟

سوال (۲۹۴):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: عورتوں کا شرعی لباس کیسا ہونا چاہئے؟ آج کل عورتیں ساڑیاں اور جمپر پہنتی ہیں، اِس کا شرعی حکم کیا ہے، اور جہاں پر ساڑی وجمپر پہننا خاص اہل ہنود کا شعار نہیں سمجھا جاتا؛ بلکہ مسلم اور غیر مسلم دونوں طرح کی عورتیں اِس طرح کا لباس پہنتی ہیں، تو وہاں پر مسلمان عورتوں کا اِس طرح لباس پہننا درست ہوگا یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: عورتوں کو ساتر اور ڈھیلا ڈھالا لباس پہننے کا حکم ہے؛

تاکہ پردہ مکمل ہو اور ساڑی، بلاوز پہننا ہمارے علاقہ میں عموماً فاسقہ فاجرہ اور آوارہ عورتوں کا شعار ہے؛ لہٰذا پاک باز مسلمان عورتوں کے لئے اس کا استعمال جائز نہیں ہے، اور جن علاقوں میں یہ لباس مسلم و غیر مسلم دونوں عورتیں پہنتی ہیں اور اُسے اہل ہنود اور اہل فسق کا شعار نہ سمجھا جاتا ہو تو ایسے علاقوں میں مسلم عورتوں کے لئے اس کی گنجائش ہوسکتی ہے، بشرطیکہ وہ ستر کا پورا اہتمام کریں، اور بازو اور پیٹ کا کوئی حصہ کھلا ہوا نہ رہے، اور بلاوز چست نہ ہو اور اُس کی آستین کٹوں تک ساتر ہوں، نیز بال بھی ستر میں رکھنے کا خاص اہتمام کریں۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۱۹/ ۳۰۷ ڈابھیل، فتاویٰ نظامیہ ۱/ ۴۲۴)

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: صنفان من أهل النار لم أرهما قومٌ معهم سِياطٌ كأذناب البقر يضربون بها الناس، ونساء كاسياتٌ عارياتٌ مميلاتٌ مائلاتٌ رؤوسهن كأسنمة البخت المائلة، لا يدخلن الجنة ولا يجدن ريحها، وإن ريحها ليوجدُ من مسيرة كذا وكذا. (صحيح مسلم، كتاب اللباس والزينة / باب النساء الكاسيات العاريات المائلات المميلات ٢/ ٢٠٥ رقم: ٢١٢٨) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۶/ ۶/ ۱۴۲۱ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

عورت کا مرد سے کپڑے سلوانا؟

سوال (۲۹۵):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: عورت کسی آدمی سے اپنے کپڑے سلوا سکتی ہیں، ناپ کے کپڑے بھیج کر اور بغیر ناپ کے کپڑے بھیجے سلوا سکتے ہیں یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: کسی عورت کا اَجنبی مرد کے پاس اپنا سلا ہوا لباس بھیجنا بھی ایک طرح کی بے پردگی ہے، جس سے فتنہ پیدا ہونے کا اندیشہ ہے؛ اِس لئے عورتوں کو مرد ٹیلروں کے پاس ناپ کے لئے کپڑے نہیں بھیجنے چاہئیں؛ بلکہ اپنے کپڑے یا تو خود سینے کا اہتمام

کرے یا دیگر عورتوں سے سلوائے؛ البتہ ناپ کا کپڑا بھیجے بغیر سلے سلائے کپڑے خریدنا یا مقررہ سائز کے نمبر کا اندازہ لگا کر کپڑا سلوانا درست ہے، اور کپڑا بہر حال ایسا ہونا چاہئے جو پوری طرح ساتر ہو، اور اتنا چست اور باریک نہ ہو جس سے بدن کی بناوٹ ظاہر ہو؛ کیوں کہ اِس طرح کے کپڑے پہننا یا سلوانا بہر حال ناجائز اور ممنوع ہے۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُوْلَى﴾

[الأحزاب، جزء آیت: ۳۳]

عن عبد اللّٰہ رضي اللّٰہ عنه عن النبي صلى اللّٰہ عليه وسلم قال: المرأة عورة فإذا خرجت استشرفها الشيطان. (سنن الترمذي آخر أبواب النكاح ۱/۲۲۲)

وفي رواية: المرأة عورة مستورة. (نصب الراية لأحاديث الهداية ۱/۲۹۸ المكتبة المكية جدة، بحواله: تعليقاتِ فتاوى محموديه ۳/۳۷۹ ڈابھیل)

قال الشامي بعد نقل أقوال الفقهاء: وعلى هذا لا يحل النظر إلى عورة غيره فوق ثوب ملتزق بها يصف حجمها، فيحمل ما مرّ على ما إذا لم يصف حجمها. (شامي / كتاب الحظر والإباحة ۶/۳۶۶ دار الفكر بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۵/۳/۱۴۳۱ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

ٹوپی کی سنتیں اور آداب

ٹوپی پہننے کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

ســـوال (۲۹۶): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ٹوپی پہننے کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ سنت ہے یا مستحب؟ وضاحت کے ساتھ جواب تحریر فرمائیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجـواب باللّٰه التوفيق: ٹوپی پہننا نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ثابت ہے، اِس بناء پر اِس کو سنت کہا جائے گا، اور عام حالات میں ننگے سر رہنا صالحین کے طریقوں کے خلاف ہونے کی وجہ سے قابلِ ترک ہے۔

عـن ابن عمر رضي اللّٰه عنهما قال: كان رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم يلبس كمة بيضاء. (المعجم الأوسط ٣٤٧/٤ رقم: ٦١٨٣، مجمع الزوائد ١٢١/٥)

عـن عبـد الـلّٰـه بـن سـويـد رضي اللّٰه عنه قال: رأيت النبي صلى اللّٰه عليه وسـلـم وله قلنسوة طويلة، وقلنسوة لها اٰذان، وقلنسوة لاطية. (شمس الأفاق ١١٨، جامع الأحاديث ٥٥٨/٦ رقم: ١٦٨١٤)

عـن عـمر بن الخطاب رضي اللّٰه عنه يقول: سمعت رسول اللّٰه صلى اللّٰه عـليـه وسـلـم يـقـول: الشهـداء أربعة الخ – وفي آخره: ورفع رأسه حتى وقعت قـلنسوته فلا أدري قلنسوة عمر أراد أم قلنسوة النبي صلى اللّٰه عليه وسلم. (سنن الترمذي، أبواب الجهاد / باب ما جاء في فضل الشهداء ٢٩٤/١ رقم: ١٦٤٤)

واعلم أنه صلى اللّٰه عليه وسلم كانت له عمامة سوداء تسمى السحاب، وكان يلبس تحتها القلانس – جمع قلنسوة – وهي غشاء مبطن يستر به الرأس، قاله الفراء. وقال غيره: هي التي تسميها الشاشية والعراقية. وروى الطبراني وأبو الشيخ والبيهقي في شعب الإيمان من حديث ابن عمر رضي اللّٰه تعالىٰ عنهما: كان رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم يلبس قلنسوةً ذات آذان يلبسها في السفر، وربما وضعها بين يديه إذا صلى. وإسناده ضعيف، كذا في أبي داؤد والمصنف: "فرق ما بيننا وبين المشركين العمائم على القلانس" قال المصنف غريب، وليس إسناده بالقائم. وروى ابن أبي شيبة: "دخل مكة يوم الفتح، وعليه شقة سوداء، وأن عمامته كانت سوداء". (جمع الوسائل شرح الشمائل / باب ما جاء في عمامة رسول الله صلى الله عليه وسلم ١٦٦/١ مصطفى البابي الحلبي مصر) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۵/۳/۱۴۳۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

گول ٹوپی اور دو پلی ٹوپی میں اَقرب اِلی السنہ کون سی ہے؟

سوال (۲۹۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: شرعاً گول ٹوپی اور لمبی ٹوپی یعنی دو پلی ٹوپی کی کیا حیثیت ہے؟ اور سب سے اولیٰ اور سنت کے مطابق کونسی ہے؟ اگر لمبی ٹوپی سنت کے مطابق نہیں ہے تو اُس کا موجد کون ہے؟ اِسی طرح اگر زید صرف گول ٹوپی کو سنت کے مطابق کہے اور اِس کو لازمی سمجھے اور دو پلی ٹوپی کو خلافِ سنت اور قابل ترک سمجھے، تو کیا یہ صحیح ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ٹوپیاں سر سے چپٹی ہوتی تھیں اُوپر کو اُٹھی ہوئی نہیں ہوتی تھیں، جیسا کہ حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے۔

عن أبي كبشة الأنماري يقول: كانت كِمام أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم بُطحًا. (سنن الترمذي، أبواب اللباس / باب ما جاء في ترقيع الثوب ٣٠٨/١، مشكاة المصابيح، كتاب اللباس / الفصل الثاني ٣٧٤)

قال الملا علي القاري تحته: بطحا جمع بطحاء أي كانت مبسوطة على رؤسهم لازقة غير مرتفعة عنها. (مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح ٢٠٩/٨ تحت رقم: ٤٣٣٣ دار الكتب العلمية بيروت، جمع الوسائل ١٦٦/١)

واعلم أنه صلى الله عليه وسلم ...... كان يلبس تحتها القلانس – جمع قلنسوة – وهي غشاء مبطن يستتر به الرأس ...... عن ابن عمر رضي الله عنهما كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يلبس قلنسوةً ذات آذان يلبسها في السفر، وربما وضعها بين يديه إذا صلى. (جمع الوسائل / باب ما جاء في عمامة رسول الله صلى الله عليه وسلم ٢٠٤/١ تاليفاتِ أشرفية)

کشتی دار ٹوپی اگرچہ لگانا جائز ہے؛ لیکن بزرگوں اور اَکابرین کی پسند فرمودہ نہیں ہے، ہمارے اکابرین میں سے حضرت شیخ الہندؒ اور حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ وغیرہ گول ٹوپی استعمال کیا کرتے تھے، اور حضرت مولانا محمد الیاس صاحب کاندھلویؒ اور حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ دو پلی ٹوپی استعمال کرتے تھے، اِس لئے گول اور دو پلی ٹوپی لگانا کشتی دار دیوبندی ٹوپی کے مقابلہ میں زیادہ بہتر اور اَچھا ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ۳۸۵/۲ قدیم زکریا)

لمبی ٹوپی کا موجد معلوم نہیں ہے اور گول ٹوپی کو لازمی سمجھنا اور دو پلی ٹوپی یا دیوبندی ٹوپی کو قابل ترک سمجھنا جیسا کہ زید کا خیال ہے صحیح نہیں ہے، ہر وہ لباس جس کو صلحاء اور علماء نے استعمال کیا ہو، فساق وفجار کا شعار نہ ہو، شرعی لباس ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ۲۹۹/۱۹ ڈابھیل)

عن أبي الدرداء رضي الله عنه قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: ...... إن العلماء ورثة الأنبياء، وإن الأنبياء لم يورّثوا دينارًا ولا

درهمًا، وإنما ورثوا العلم. (سنن ابن ماجة، كتاب السنة / باب فضل العلماء، جزء رقم: ۲۲۳ دار الفكر بيروت، سنن أبي داؤد رقم: ٣٦٤١ دار الفكر بيروت، سنن الترمذي ٩٧/٢ رقم: ٢٦٩١)

قال الملا علي القاري: وإنما ورّثوا العلم. لإظهار الإسلام ونشر الأحكام، أو بأحوال الظاهر والباطن على تباين أجناسه واختلاف أنواعه. (مرقاة المفاتيح شريح مشكاة المصابيح، كتاب العلم / الفصل الثاني ٤٧٢/١ رقم: ٢١٢ رشيدية) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۸/۵/۱۴۱۴ھ

کس طرح کی ٹوپی اور عمامہ استعمال کرنا سنت ہے؟

سوال (۲۹۸): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کیا ہمیشہ سر کو ڈھانکے رکھنا سنت ہے؟ یا ہمیشہ عمامہ پہننا اگر سنت ہے تو کیا آج کے دور میں جہاں غیر مسلم عمامہ والوں کو دشمنی کی نگاہ سے دیکھتے ہیں، اور ماحول نہ ہونے سے شرم بھی آتی ہے، اِس کو ترک کر سکتے ہیں؟ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف ٹوپی کا استعمال کیا ہے؟ اگر کیا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ٹوپی جالی والی تھی، جس میں سوراخ ہوں، یا سخت ٹوپی تھی جیسا کہ آج کل چلتی ہے؟ اور بہت سے علماء بھی یہ دونوں ٹوپی استعمال کرتے ہیں، اور کٹورے کی طرح ایک ٹوپی جس کو بنگلہ ٹوپی کہتے ہیں، کا رواج عام ہوگیا ہے، کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی ایسی ٹوپیوں کا استعمال کیا ہے، یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ٹوپی سادے کپڑے کی سر سے چمٹی ہوئی ہوتی تھی؟ آپ بتائیں کہ ہم کیسی ٹوپی استعمال کریں، اور عمامہ کس طرح باندیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضراتِ صحابہ سے اہتمام کے ساتھ سر کو ڈھانکنا ثابت ہے، خواہ عمامہ کے ذریعہ ہو یا ٹوپی کے ذریعہ، اِس لئے عام مسلمانوں کو بھی سر ڈھکے رکھنے کا اہتمام کرنا چاہئے، اور اِس بارے میں کسی کی اچھائی برائی کا خیال نہ کرنا

چاہئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضراتِ صحابہ کی ٹوپیاں صرف ایک ہی طرح کی نہیں تھیں؛ بلکہ خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے متعدد نوعیت کی ٹوپیاں اوڑھنا ثابت ہے؛ لہٰذا کسی ایک ٹوپی کو لازمی قرار دے کر دوسرے پر طعن وتشنیع نہیں کی جاسکتی، جس کسی ٹوپی کو علماء وصلحاء نے پسند کیا ہو اور اُس میں اغیار کی ٹوپیوں کی علامت وشناخت نہ ہو تو اُس کے استعمال سے سنت ادا ہو جائے گی۔

عمامہ باندھنے کا اولیٰ طریقہ یہ ہے کہ عمامہ کے ایک سرے کو پشت کی جانب لٹکا کر عمامہ کو سر پر رکھ کر گول چکر لگا کر دوسرے سرے کو بھی لٹکا دے یا لٹکائے بغیر پیچ کے درمیان داخل کردے، اور اگر دونوں کو لٹکائے تو دونوں سرے پیچھے یا ایک آگے اور دوسرا پیچھے رکھنا درست ہے۔ (احسن الفتاویٰ ۸/۱۸۲)

عن أبي كبشة الأنماري يقول: كانت كِمام أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم بُطحًا. (سنن الترمذي، أبواب اللباس / باب ما جاء في ترقيع الثوب ۳۰۸/۱، مشكاة المصابيح، كتاب اللباس / الفصل الثاني ۳۷٤)

وقال الحسن: كان القوم يسجدون على العمامة والقلنسوة ويداه في كمه. (صحيح البخاري ٥٦/١)

كان كِمام أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم بطحًا جمع كمة، وهي القلنسوة المدورة التي كانت مبسوطة على رؤوسهم لازقة غير مرتفعة عنها، وكان يلبس القلانس اليمانية وهن البيض المضربة – إلى قوله – وكان ربما نزع قلنسوته، فجعلها سترة بين يديه وهو يصلي. (مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح ٢٠٩/٨ تحت رقم: ٤٣٣٣ دار الكتب العلمية بيروت)

وأعلم أنه صلى الله عليه وسلم كانت له عمامة سوداء تسمى السحاب، وكان يلبس تحتها القلانس – إلى قوله – وقال غيره: هي التي تسميها الشامية العراقية الخ. (جمع الوسائل ٣٠٤/١)

عن ابن عمر رضي الله عنهما كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا اعتم سدل عمامته بين كتفيه. (الحديث)

وقال الملا علي القاري تحته: أخبرني ابن عبد السلام قال: قلت لابن عمر: كيف كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يعتم؟ قال: يدير كور العمامة على رأسه ويفرشها بين رأسه ويرخي له ذؤابة بين كتفيه. (مرقاة المفاتيح ٢١٤/٨ دار الكتب العلمية بيروت، ٢٤٩/٨ المكتبة الأشرفية ديوبند، سنن أبي داؤد ١٠٥/١، سنن الدارقطني ١٠٧/١، زاد المعاد ١٣٥/١، بيهقي ١٧٢/٥-١٧٧) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۴/۷/۱۴۲۸ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

ٹوپی اوڑھنے کا سنت طریقہ کیا ہے؟

سوال (۲۹۹): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ٹوپی سر پر کس طرح اوڑھنی چاہئے، سامنے کے بال چھپا کر اوڑھنا چاہئے یا سامنے کے بال نکال کر اوڑھنا چاہئے؟ دونوں میں کس طرح اوڑھنا اچھا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صلحاء کا طریقہ یہ رہا ہے کہ اُن کی ٹوپی کے سامنے کے بال ڈھکے رہتے ہیں، اور لباس میں صلحاء کا طریقہ ہی اختیار کرنا چاہئے؛ لہٰذا سامنے کے بال ڈھانک کر ٹوپی پہننا مسنون اور زیادہ بہتر ہے۔

عن أبي كبشة الأنماري يقول: كانت كِمام أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم بُطحًا. (سنن الترمذي، أبواب اللباس / باب ما جاء في ترقيع الثوب ٣٠٨/١، مشكاة المصابيح، كتاب اللباس / الفصل الثاني ٣٧٤)

كمام جمع كمة، وهي مدورة أي كانت مبسوطة على رؤوسهم لازقة غير مرتفعة. (مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح ٢٠٩/٨ تحت رقم: ٤٣٣٣ دار الكتب العلمية بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۵/۹/۱۴۱۷ھ

ٹوپی پر ''یا اللہ یا محمد'' نقش کرنا؟

سوال (۳۰۰): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ٹوپی پر اللہ یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کا نقش کر کے استعمال کرنا جائز ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ٹوپی پر اللہ محمد لکھنا ثابت نہیں ہے، نیز اِس طرح ٹوپی پہننے سے بے اَدبی بھی ہے؛ کیوں کہ اُسے پہن کرنا پاک جگہ بھی جانا ہوسکتا ہے، اور میلی ہونے پر اُسے دھونا بھی پڑے گا، وغیرہ۔

أو كتب عليه اسم اللّٰه فدخل المخرج معه يكره. (الفتاوى الهندية، كتاب الكراهية / الباب التاسع ۳۲۳/۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۰/۵/۲۶ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

ٹوپی لگانا لباس کی سنت ہے یا نماز کی؟

سوال (۳۰۱): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کیا ٹوپی لگانا سنت ہے؟ اگر سنت ہے تو لباس کی سنت ہے یا نماز کے وقت کی سنت ہے؟ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عمل سے اِس کی سنیت کا ثبوت فرمایئے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ٹوپی لگانا ہر حال میں سنن عادیہ میں سے ہے، یعنی آدابِ لباس میں شامل ہے، نماز یا غیر نماز سے اِس کی کوئی تخصیص نہیں، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضراتِ صحابہ رضی اللہ عنہم کے عام حالات میں سر کو ٹوپی اور عمامہ سے ڈھانپ کر رکھتے تھے؛ لہٰذا معلوم ہوا کہ سر کو ڈھانکنا اور ٹوپی پہننا صلحاء کے لباس میں شامل ہے۔

عن ابن عمر رضي اللّٰه عنهما قال: كان رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم

يلبس قلنسوة بيضاء. (مجمع الزوائد ۱۲۱/۵)

عن ابن عمر رضي اللّٰه عنهما قال: كان رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم يلبس كمة بيضاء. (المعجم الأوسط للطبراني ۱۰۵/۷، مجمع الزوائد ۱۲۱/۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۳/۷/۸ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

نماز میں ٹوپی اوڑھنا؟

سوال (۳۰۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ٹوپی اوڑھنا کوئی ضروری مانتا ہے کوئی غیر ضروری، اِس کا کیا حکم ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفيق: نماز میں ٹوپی اوڑھنا اَفضل مستحب اور پیغمبر علیہ السلام سے ثابت ہے؛ لیکن اگر کوئی شخص کسی وجہ سے ٹوپی اوڑھے بغیر نماز پڑھ لے تو بھی اُس کی نماز درست ہوجائے گی۔

عن ابن عمر رضي اللّٰه عنهما قال: كان رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم يلبس كمة بيضاء. (المعجم الأوسط للطبراني ۱۰۵/۷، مجمع الزوائد ۱۲۱/۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۳/۶/۲۴ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کون سی ٹوپی اوڑھنا اَفضل ہے؟

سوال (۳۰۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اِمام غزالی نے اِحیاء العلوم کے اندر صحیح ابن حبان سے ایک روایت نقل کی ہے، جس کا مضمون ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سفر میں اتنی اونچی ٹوپی لگاتے تھے کہ نماز کے وقت اُس سے سُترہ کا کام بھی لیتے تھے، اور ہم نے بعض اَکابرین کو دیکھا کہ دوپلی والی اور پانچ کلی والی اُونچی ٹوپی

لگاتے ہیں، تو حدیث شریف میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل اور بعض اَکابرین کے عمل سے معلوم ہوا کہ ٹوپی کا اوپر نیچے اور چاروں طرف سے چپکا رہنا ضروری نہیں ہے؛ بلکہ ایسی ٹوپی لگانا جس کا اوپر والا حصہ اگر ملصق بالرأس نہ ہو تب بھی سنت ادا ہوجائے گی، حالاں کہ ہم نے علماء کرام سے سنا ہے کہ ٹوپی ایسی ہونی چاہئے کہ سر کے اوپر نیچے چاروں طرف کا ملصق بالرأس ہونا چاہئے۔ تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ ایسی اونچی ٹوپی لگانا جس کا اوپر والا حصہ ملصق بالرأس نہ ہو، اُس سے سنت ادا ہوگی یا نہیں؟ اگر نہیں تو حدیث شریف اور بعض اَکابرین کے عمل کا کیا جواب ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دورانِ سفر لمبی ٹوپی بھی استعمال فرمائی ہے، بعض روایات سے اِس کا ثبوت ہوتا ہے؛ لیکن عام طور پر آپ کا اور صحابہ کا معمول سر سے چپکی ہوئی ٹوپی لگانے کا تھا، اِس لئے یہی زیادہ بہتر ہے۔ اور اگر کوئی شخص اونچی ٹوپی لگائے تو بھی کوئی حرج نہیں، بشرطیکہ وہ ٹوپی کسی دوسری قوم یا اہل بدعت کی علامت نہ ہو۔

عن أبي كبشة الأنماري يقول: كانت كِمام أصحاب رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم بُطحًا. (سنن الترمذي، أبواب اللباس / باب ما جاء في ترقيع الثوب ۳۰۸/۱، مشكاة المصابيح، كتاب اللباس / الفصل الثاني ۳۷٤)

وفي المرقاة أي كانت مبسوطة على رؤوسهم لازقة غير مرتفعة عنها.

(مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح ۲۰۹/۸ تحت رقم: ٤۳۳۳ دار الكتب العلمية بيروت)

اَب رہ گئی پانچ کلی یا دو پلی یا مطلقاً گول ٹوپی کی بات، تو اِس سلسلہ میں یہ اُصول پیشِ نظر رکھنا چاہئے کہ لباس میں اَفضل یا غیر اَفضل ہونے کا مدار اِس پر ہے کہ اِس زمانے اور علاقہ کے صلحاء اور دین دار حضرات جس لباس کی ہیئت کو عموماً استعمال کرتے ہوں، اُسے اَفضل کہا جائے گا، اور جو لباس دین داروں کے طبقہ میں ناگوار سمجھا جاتا ہو، اُسے مکروہ قرار دیا جائے گا۔ اِس اُصول کے اعتبار سے ہمارے برصغیر ہندو پاک میں دو پلی پانچ کلی اور مطلقاً گول ٹوپی پہننا طبقہ علماء وصلحاء

میں بالعموم رائج ہے؛ لہٰذا اِن میں سے کوئی بھی ٹوپی خواہ اُس کی دیوار مختصر ہو اور وہ چاروں طرف سے سر پر چپکی ہوئی ہو، یا قدرے بلند ہو یا اُس کے اوپر کا حصہ پوری طرح سر سے ملا ہوا نہ ہو، پہننا برابر درجہ میں مستحب ہوگا، اِن میں سے کسی ٹوپی کو لازم سمجھنا اور اُس کے برخلاف ٹوپی پہننے والوں کو اچھی نظر سے نہ دیکھنا یا مخالفِ سنت سمجھنا صحیح نہیں ہے، ہاں ایسی ٹوپی پہننا مکروہ ہوگا جو طبقہ صلحاء میں معیوب سمجھی جاتی ہے، جیسے گاندھی کیپ یا پلاسٹک کی ٹوپی وغیرہ۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۱۲/۳۱۲)

عـن ابن عمر رضي الله عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: مـن تشبه بقوم فهو منهم. (سـنن أبـي داؤد، كتـاب اللباس / باب في لبس الشهرة ٢/ ٥٥٩ رقم: ٤٠٣١ دار الفكر بيروت، مشكاة المصابيح، كتاب اللباس / الفصل الثاني ٢/ ٣٧٥)

وعلىٰ هٰذا فما صار شعارًا للعلماء يندب لهم لبسه. (الموسوعة الفقهية ٦/ ١٤٠)

عـن أبـي أمـامة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: تسـرولوا وائتزروا وخالفوا أهل الكتاب. (اللباس والزينة من السنة المطهرة ص: ٢٤٢ رقم: ٣٣٠ دار الحديث القاهرة) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۴۲۳/۷/۸ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

پلاسٹک اور چٹائی والی ٹوپی پہن کر نماز پڑھنا؟

سوال (۳۰۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: آج کل رائج شدہ پلاسٹک کی ٹوپی پہن کر نماز وغیرہ اَدا کرنا نیز فی نفسہٖ اُس کا پہننا از روئے شرع کیسا ہے، کراہت ہے یا نہیں؟ اور چٹائی والی ٹوپی کا کیا حکم ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: پلاسٹک کے تاروں سے بنی ہوئی سفید ٹوپی جو دور سے بالکل کپڑے کی ٹوپی کے مشابہ معلوم ہوتی ہے اور کسی غیر قوم کا شعار بھی نہیں ہے، اُس کے اوڑھنے

میں کوئی کراہت معلوم نہیں ہوتی، اور اُن کو اوڑھ کر نماز پڑھنے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے؛ البتہ رنگین ٹوپیاں جو صلحاء کی وضع قطع کے خلاف ہوں یا غیر قوموں کا شعار ہو، یا جنہیں اوڑھ کر شریف آدمی عام مجامع میں آنے سے احتراز کرتا ہو، اسی طرح چٹائی کی بنی ہوئی مکروہ صورت ٹوپیاں اوڑھنا خلافِ اولیٰ اور مکروہ ہے۔ (مستفاد: احسن الفتاویٰ ۳/۴۳۷)

المستفاد: ﴿يٰبَنِيٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ﴾ [الأعراف، جزء آيت: ۳۱]

عن ابن عمر رضي اللّٰه عنهما قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: إذا صلى أحدكم فليلبس ثوبيه، فإن اللّٰه أحق أن يزين له. (رواه الطحاوي، كذا في التفسير المظهري للقاضي الباني فتي ۳/۳۷۰ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۶/۱۱/۱۴۱۳ھ

پلاسٹک کی ٹوپی اور ٹی شرٹ پہن کر نماز پڑھنا؟

سوال (۳۰۵):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: آج کل بہت سے بھائی پلاسٹک ٹوپی پہن کر نماز اَدا کرتے ہیں اور اہل مسجد کو اُن کے انتظام کی ترغیب بھی دیتے ہیں، اِس ٹوپی کو پہن کر نماز پڑھنا کیسا ہے؟ اور ایسے ہی ایک لباس ٹی شرٹ ہے، جس میں کرتے کی جگہ بنیان، اُس میں آستین بھی نہیں ہوتی، کہنیاں کھلی رہتی ہیں، اُس میں نماز پڑھنا کیسا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفيق: پلاسٹک کی مروجہ ٹوپی ہمارے عرف میں باعزت لباس میں شامل نہیں ہے؛ اِس لئے اُسے اوڑھ کر نماز پڑھنا مکروہ ہوگا۔ اِسی طرح ٹی شرٹ پہن کر نماز پڑھنا بھی مکروہ اور ناپسندیدہ ہے، یہ صلحاء کا لباس نہیں ہے۔

وكره صلاته في ثياب بذلة. (الدر المختار) وفي الشامي: فسرها في شرح الوقاية بما يلبسه في بيته ولا يذهب به إلى الأكابر. (شامي، باب ما يفسد الصلاة

وما يكره فيها / مطلب في الكراهة التحريمة والتنزيهية ٢/ ٤٠٧ زكريا)

وكره كفه أي رفعه ولو لتراب كمشمر كم أو ذيل. (شامي، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها / مطلب في الكراهة التحريمة والتنزيهية ٢/ ٤٠٦ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۷/۴/۱۴۲۵ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

پھول دار چکن کی ٹوپی اوڑھنا؟

سوال (۳۰۶): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: آج کل مروجہ پھول دار پانچ کلی والی ٹوپی بکثرت استعمال کی جاتی ہے، جب کہ وہ پھول دار کپڑا کسی علاقہ میں عورتوں کے لئے خاص ہے، تو ایسی ٹوپی پہننا جائز ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: پھول دار چکن کا سفید کپڑا جب اُس کی ٹوپی بنالی جاتی ہے تو عورتوں سے اُس کا تشبہ باقی نہیں رہتا، اِس لئے اس کپڑے سے بنائی گئی پانچ کلی ٹوپی اوڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔

عن أبي ريحانة رضي الله عنه يقول: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: لا يدخل شيء من الكبر الجنة، فقال قائل: يا نبي الله! إني أحب أن أتجمّل بحبلان سوطي وشسع نعلي، فقال النبي صلى الله عليه وسلم: إن ذٰلک ليس بالكبر، إن الله عزوجل جميل يحب الجمال، إنما الكبر من سفه الحق وغمض الناس بعينيه. (المسند للإمام أحمد بن حنبل ٤/ ١٣٤ رقم: ١٧٣٣٩، مجمع الزوائد ٥/ ١٣٣)

لبس الثياب الجميلة مباح إذا لم يتكبر. (شامي، كتاب الحظر والإباحة / باب في الاستبراء ٩/ ٥٠٥ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۵/۷/۱۴۲۶ھ

عمامہ کی سنتیں اور آداب

عمامہ کے فوائد؟

سوال (۳۰۷):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: عمامہ پہننے کے کیا فوائد ہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اَحادیثِ شریفہ میں عمامہ کے بہت سے فوائد وارد ہوئے ہیں، عمامہ سر کا تاج ہے، اس سے آدمی کے حلم ووقار میں اِضافہ ہوتا ہے، عمامہ سے آدمی کی خوبصورتی بڑھ جاتی ہے، عمامہ اسلام کی خاص نشانی ہے، اور مسلمان اور کافروں کے درمیان ایک امتیازی شعار ہے، خاص کر جمعہ کے دن عمامہ باندھنے والوں پر فرشتے رحمت کی دعا کرتے ہیں۔

عن ابن عباس رضي اللّٰہ عنهما قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم: اعتموا تزدادوا حلمًا. (مجمع الزوائد، کتاب اللباس / باب العمائم ۵/۱۱۹)

عن أبي الدرداء رضي اللّٰہ عنه مرفوعًا: إن اللّٰہ وملائکته یصلون علی أصحاب العمائم یوم الجمعة في الجمعة. (مجمع الزوائد، کتاب اللباس / باب العمائم ۵/۱۲۱ دار الفکر بیروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۷/۳/۵ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

عمامہ کا شملہ؟

سوال (۳۰۸):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: عمامہ کا شملہ کتنا لمبا چوڑا سنت ہے؟ اور شملہ کس جانب رہنا چاہئے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادتِ مبارکہ تھی کہ جب آپ عمامہ باندھتے تو شملہ دونوں شانوں کے درمیان چھوڑ دیتے تھے، اور شملہ کی مقدار کے بارے میں شرحِ زرقانی میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے سر پر عمامہ باندھا اور شملہ ۴؍ انگل یا ایک بالشت چھوڑا۔

عن عُبادة رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: علیکم بالعمائم؛ فإنها سیماء الملائکة، وأرخوها خلف ظهورکم. (شعب الإیمان للبیهقي ۱۷۶/۵ رقم: ۶۲۶۲، مرقاة المفاتیح / کتاب اللباس ۲۳۶/۸ رقم: ۴۳۷۱ دار الکتب العلمیة بیروت)

عن عبد اللّٰه بن عمر رضي اللّٰه عنهما قال: کنت عاشر عشرة في رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم ثم أمر ابن عوف فتجهز لسریة بعثه علیها، فأصبح وقد اعتم بعمامة کرابیس سوداء فأتاه النبي صلی اللّٰه علیه وسلم ثم نقضها فعممه فأرسل من خلفه أربع أصابع أو نحوها، ثم قال: هٰکذا یا ابن عوف اعتم فإنه أعرب وأحسن الخ. (رواه الطبراني في الأوسط، کذا في مجمع الزوائد، کتاب اللباس / باب العمائم ۱۲۰/۵ دار الفکر بیروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۴۳۷/۳/۵ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

عمامہ کے نیچے ٹوپی پہننا؟

سوال (۳۰۹): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: عمامہ بغیر ٹوپی کے پہننا چاہئے یا ٹوپی لگانا بھی ضروری ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: عمامہ کے نیچے ٹوپی پہننا یہ مسلمانوں کا شعار ہے، اور

مشرکین کے اور ہمارے درمیان ایک امتیاز ہے، اس لئے بہتر یہی ہے کہ اولاً ٹوپی پہن کر اُس پر عمامہ باندھا جائے۔

عن أبي جعفر محمد بن ركانة عن أبيه رضي اللّٰه عنه أن ركانة صارع النبي صلى اللّٰه عليه وسلم صرعه النبي صلى اللّٰه عليه وسلم. قال ركانة: سمعت النبي صلى اللّٰه عليه وسلم يقول: إن فرق ما بيننا وبين المشركين العمائم على القلانس. (سنن الترمذي، كتاب اللباس / باب العمائم على القلانس ۳۰۸/۱ رقم: ۱۷۸٤) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۲/۳/۱۴۲۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

عمامہ کی لمبائی؟

سوال (۳۱۰):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: عمامہ کتنا لمبا ہونا چاہئے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفيق: عموماً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سات ہاتھ لمبا اور ایک ہاتھ چوڑا عمامہ استعمال فرماتے تھے۔ (جمع الوسائل ۱۶۸، شرح زرقانی ۵/۶، خصائل نبوی ۹۱) اور بعض مرتبہ ۱۲/ ہاتھ لمبائی والا عمامہ بھی آپ نے استعمال فرمایا ہے۔ (مستفاد: انوار رسالت ۵۶۲)

قال الجزري في تصحيح المصابيح قد تتبعت الكتب وتطلبت من السير والتواريخ لأقف على قدر عمامة النبي صلى اللّٰه عليه وسلم، فلم أقف على شيء حتى أخبرني من أثق به أنه وقف على شيء من كلام النووي، ذكر فيه أنه كان له صلى اللّٰه عليه وسلم عمامة قصيرة وعمامة طويلة، وأن القصيرة كانت سبعة أذرعٍ، والطويلة اثني عشر ذراعًا، وظاهر كلام المدخل أن عمامته كانت سبعة أذرع مطلقًا من غير تقييد بالقصير والطويل. (مرقاة المفاتيح ۲۵۰/۸ المكتبة الأشرفية ديوبند) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۲/۳/۱۴۲۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

عمامہ کا رنگ؟

سوال (۳۱۱):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کس کس رنگ کا عمامہ پہننا ثابت ہے؟ اور سب سے زیادہ کس رنگ کا عمامہ آپ پسند فرماتے تھے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: متعدد روایات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کالے رنگ کا عمامہ زیب تن فرمانے کا ذکر ہے۔ اور بعض روایات میں زرد رنگ کے عمامہ کا بھی تذکرہ ملتا ہے؛ لیکن چوں کہ لباس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سفید رنگ زیادہ پسند تھا، اور ایک موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو امیر لشکر بنا کر روانہ کرتے وقت اُن کا کالا عمامہ اُتار کر خود اپنے دستِ مبارک سے سفید عمامہ باندھا تھا، اور اُس کی تعریف بھی فرمائی تھی، اِس لئے اَفضل یہ ہے کہ سفید عمامہ استعمال کیا جائے۔ اور ایسا عمامہ جس سے گمراہ فرقوں کی مشابہت لازم آتی ہو (مثلاً شیعوں کے مذہبی لوگوں نے خاص انداز کا کالا عمامہ لازم کرلیا ہے، اِسی طرح اہل بدعت نے ہری پگڑی کو اپنا نشان بنالیا ہے، یا بعض غیر مسلم گیروے رنگ کے عمامے پہنتے ہیں) تو اُن کے تشبہ سے احتراز لازم ہے۔

عن جعفر بن عمرو بن حريث عن أبيه رضي اللّٰه عنه قال: رأيت على رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم عمامة سوداء.

عن إسماعيل بن عبد اللّٰه بن جعفر عن أبيه رضي اللّٰه عنه قال: رأيت على النبي صلى اللّٰه عليه وسلم ثوبين مصبوغين بزعفران رداء وعمامة. (فتح الباري ۲۷۳/۱۰، الموسوعة الفقهية ۳۰۲/۳۰ وزارة الأوقاف والشئون الإسلامية كويت)

عن جعفر بن عمرو بن حريث عن أبيه رضي اللّٰه عنه أن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم خطب الناس وعليه عمامة سوداء. (الشمائل المحمدية / باب ما جاء في عمامة

رسول الله ﷺ ص: ٥١ رقم: ١١٥-١١٦ المكتبة الإسلامية داكا بنغلاديش)

عن جعفر بن عمرو بن حريث عن أبيه رضي اللّٰه عنه قال: رأيت على النبي صلى اللّٰه عليه وسلم عمامة حرقانية. (سنن النسائي، كتاب الزينة / باب لبس العمائم الحرقانية ٢/٢٥٥ رقم: ٥٣٥٣ دار الفكر بيروت، صحيح مسلم رقم: ١٣٥٩ بيت الأفكار الدولية، سنن أبي داؤد ٢/٥٦٢ رقم: ٤٠٧٧ دار الفكر بيروت، سنن الترمذي رقم: ١٠٨-١٠٩ دار الفكر بيروت، شمائل ترمذي ٨ مكتبة سعد ديوبند)

عمامة حرقانية بسكون الراي أي سوداء على لون ما أحرقته النار، كأنها منسوبة بزيادة النون والألف إلى الحرق بفتح الحاء والراء، قاله الزمخشري.

(حاشية سنن النسائي ٢/٢٥٥ مكتبة سعد ديوبند)

في الحديث الطويل: ...... ثم نقضه وعممه بعمامة بيضاء وأرسل من خلفه أربع أصابع أو نحو ذٰلک، وقال: هٰكذا يا ابن عوف اعتم؛ فإنه أعرب وأحسن. (المستدرك للحاكم ٨/٣٠٧٩ رقم: ٨٦٢٣ بحواله: انوار رسالت: ٥٥٦)

عن سمرة بن جندب رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: البسوا البياض؛ فإنها أطيب وأطهر. (شمائل ترمذي ص: ٥ مكتبة البدر ديوبند) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۲/۳/۱۴ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

رومال باندھنا؟

سوال (۳۱۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اگر شرعی اور اصطلاحی مصنوعی عمامہ کسی کے پاس نہ ہو، تو کیا اُس کی جگہ رومال وغیرہ لپیٹ لینے سے عمامہ کی سنت ادا ہو جائے گی؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: عمامہ کے لئے کوئی خاص کپڑا یا ہیئت لازم نہیں ہے؛

لہٰذا رومال وغیرہ کو عمامہ کی طرح باندھ لینے سے بھی عمامہ کی سنت ادا ہو جائے گی۔

العمامة لغة: اللباس الذي يُلاف (يلف) على الرأس تكويرًا ...... ولا يخرج المعنى الاصلاحي عن المعنى اللغوي. (الموسوعة الفقهية ۳۰/۳۰۰ كويت)

عن ابن عباس رضي اللّٰه عنهما أن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم خطب الناس وعليه عصابة دَسماء. (الشمائل المحمدية / باب ما جاء في عمامة رسول اللّٰه ﷺ ص: ۵۲ رقم: ۱۱۸ المكتبة الإسلامية داكا بنغلاديش)

عن ابن عمر رضي اللّٰه عنهما أن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم دخل مكة يوم الفتح وعليه شقة سوداء. (المصنف لابن أبي شيبة ۱۲/۵٤۰ رقم: ۲۵٤٦٦ بيروت)

عن أبي صخرة قال: رأيت على عبد الرحمٰن بن يزيد عصابة سوداء. (المصنف لابن أبي شيبة ۱۲/۵٤۰ رقم: ۲۵٤٦۱ بيروت) **فقط واللہ تعالیٰ اعلم**

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۲/۳/۱۴۳۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کن مواقع پر عمامہ باندھنا سنت ہے؟

سوال (۳۱۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کن مواقع پر عمامہ باندھنا سنت ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: عمامہ باندھنا سنن زوائد میں سے ہے، اِس لئے زینت کے مواقع پر عمامہ باندھنا پسندیدہ ہے، مثلاً جمعہ وعیدین میں یا دیگر تقریبات میں۔ اور ضعیف روایت میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عموماً جب کسی لشکر کو روانہ فرماتے تو امیر لشکر کے سر پر دستار باندھتے تھے۔ غالبًا اِسی سے دلیل پکڑتے ہوئے ہمارے مدارس میں فضلاء کے سر پر دستار بندی کا رواج ہے۔

عن أبي أمامة رضي اللّٰه عنه قال: كان رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم لا يولي واليًا حتى يعممه ويرخي لها من جانب الأيمن نحو الأذن. (رواه الطبراني وفيه جميع بن ثقت وهو متروك)

عن أبي الدرداء رضي اللّٰه عنه إن اللّٰه وملائكته يصلون على أصحاب العمائم يوم الجمعة في الجمعة. (مجمع الزوائد، كتاب اللباس / باب العمائم ۱۲۰/۵-۲۱۲، كتاب اللباس والزينة رقم: ۱۵۸-۱۵۹ دار الحديث القاهرة) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۲/۳/۱۴۳۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

عمامہ سننِ ہدیٰ میں سے ہے یا سننِ زوائد میں سے؟

سوال (۳۱۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: عمامہ پگڑی باندھنا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتِ مبارکہ ہے، آپ نے اکثر وبیشتر اِس پر عمل فرمایا ہے؛ لیکن اَجل صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین مثلاً خلفاء راشدین وتابعین کرام اور ہمارے بہت سے اَسلاف مثلاً ائمہ اربعہ، حضرت تھانوی، حضرت شیخ الحدیث اور موجودہ بزرگوں میں حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب، حضرت مولانا قاری صدیق احمد صاحب رحمہم اللہ تعالیٰ وغیرہم کی زندگیاں میری ناقص معلومات کے مطابق اِس اَہم سنت کی ادائیگی سے قاصر نظر آتی ہیں، جب کہ یہ سبھی حضرات متبعین سنت اور عاشقین رسول ہیں، بجز چند اَسلاف واکابر کے موجودہ دور کے مدارس کے اکثر علماء (خواہ وہ علماء دارالعلوم دیوبند سے متعلق ہوں یا مظاہر علوم سہارن پور سے یا دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ وغیرہ سے) کی زندگیاں بھی اِس سے خالی نظر آتی ہیں۔ تو دریافت طلب اَمر یہ ہے کہ:

(۱) کیا عمامہ میں آپ کی کچھ خصوصیت تھی یا نہیں؟ اگر نہیں تو پھر مذکورہ بالا شبہات کے کیا جوابات ہیں؟

(۲) اگر اِس وقت کوئی شخص اِس پر عمل کرے تو کیا اُس کے اِس فعل سے اَسلاف پر کوئی زد پڑتی ہے؟

(۳) عوام میں اس کی تبلیغ وترویج اور دعوت دی جائے یا نہیں؟

(۴) اگر اِس سنت کے داعی ومبلغ پر کوئی شخص اَسلاف کی زندگیوں کو سامنے رکھ کر نکیر کرے اور اِس فعل کو غلط قرار دے، تو شرعاً وہ شخص قابلِ ملامت ہے یا نہیں؟ مذکورہ بالا اُمور کا قرآن وحدیث کی روشنی میں مدلل ومفصل اور تشفی بخش جواب عنایت فرمائیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اَولاً یہ پیشِ نظر رہنا چاہئے کہ سنت کی دو قسمیں ہیں: (۱) سننِ ہدیٰ (۲) سننِ زوائد۔ اُن میں سننِ ہدیٰ یعنی عبادات وغیرہ سے متعلق مؤکدہ سنتوں کا ترک موجب مؤاخذہ ہے۔ اِسی ذیل میں وہ سنتیں بھی آتی ہیں، جن کی تاکید خود جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے، اور جو مذہبی شعار کی حیثیت رکھتی ہیں، مثلاً داڑھی بڑھانا، مونچھیں کترنا وغیرہ؛ لیکن سننِ زوائد یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لباس وغیرہ سے متعلق سنتیں استحباب کے درجہ کی ہیں، اُن کو اختیار کرنا بہتر ہے؛ لیکن اُن کے ترک پر نکیر نہیں کی جائے گی۔

السنة نوعان: سنة الهدیٰ وترکها یوجب إساءة وکراهیة کالجماعة والأذان والإقامة ونحوها وسنة الزوائد وترکها لا یوجب ذٰلک کسیر النبي صلی اللّٰه علیه وسلم في لباسه وقیامه وقعوده. (شامي، کتاب الطهارة / مطلب في السنة وتعریفها ۱۰۳/۱ کراچی، ۲۱۸/۱ زکریا)

اِنہی سننِ زوائد میں سر ڈھانکنے کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فی الجملہ تین طرح کی سنتوں کا ثبوت ہے: (۱) ٹوپی کے ساتھ عمامہ (۲) صرف عمامہ (۳) صرف ٹوپی۔ علامہ ابن القیم الجوزیؒ زادالمعاد میں لکھتے ہیں:

وکان یلبسها ویلبس تحتها القلنسوة، وکان یلبس القلنسوة بغیر عمامة

ويلبس العمامة بغير قلنسوة. (زاد المعاد ۱/۱۳۵)

نیز مسند احمد کی روایت:

ورفع رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم رأسه حتى وقعت قلنسوته أو قلنسوة عمر رضي الله عنه. (المسند للإمام أحمد بن حنبل ۱/۲۲) سے پتہ چلتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضراتِ صحابہ رضی اللہ عنہم کبھی صرف ٹوپی بھی اوڑھا کرتے تھے۔

ہلال بن یساف کہتے ہیں کہ میں نے مقام رقہ میں ایک صحابی رسول سے ملاقات کی، جن کے سر پر چپکی ہوئی ٹوپی تھی۔ فإذا عليه قلنسوة لاطية. (سنن أبي داؤد ۱/۱۲۷)

لہٰذا اگر کوئی شخص اکثر ٹوپی اوڑھے اور کبھی کبھی عمامہ پہن لے تو اُسے تارکِ سنت نہیں کہا جاسکتا، اور نہ اُس کے مذکورہ عمل پر کسی کو نکیر کرنے کی اِجازت ہوگی، ہمارے اَکابر رحمہم اللہ میں سے اکثر حضرات عمامہ کا استعمال فرماتے تھے، اور اُن میں جو حضرات زیادہ تر ٹوپی استعمال فرماتے ہیں، اِس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اُنہوں نے کبھی بھی عمامہ استعمال ہی نہ فرمایا ہو، اور نہ اُن میں سے کسی سے کسی نے عمامہ کی کبھی مخالفت کی ہے کہ آج عمامہ پہننے والے کو اَسلاف کا مخالف قرار دیا جائے، یہ بے معنی بات ہے، عمامہ کی ترویج وترغیب دینے کی اِجازت ہے؛ لیکن اُسے واجب یا لازمی نہ قرار دیا جائے اور نہ زیادہ تشدد کیا جائے اور جو عمامہ نہ پہنے اُس کی تحقیر نہ کی جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۲۰/۶/۱۴۱۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

پردے کے اَحکام

عورتوں کا ستر کتنا ہے؟

سوال (۳۱۵): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: عورتوں کے لئے دائمی ستر کا شرعی حکم کہاں سے کہاں تک ہے، جیسا کہ مرد کے لئے ناف سے گھٹنوں تک ہے؟ نیز عورتوں کے دائمی ستر اور وہ ستر جو محرمات کے لئے ہے اُس میں کوئی فرق ہے یا نہیں؟ غیر محرمات کے لئے عورتوں کے ستر کے سلسلہ میں شریعتِ مطہرہ کا کیا حکم ہے؟ اگر پورا جسم ہے تو چہرہ بھی داخل ہے یا نہیں؟ وضاحت فرمائیں۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اِس مسئلہ میں قدرے تفصیل ہے:

الف:- ایک عورت کا دوسری عورت کے سامنے ناف سے لے کر گھٹنے تک کے حصہ کو چھپانا لازم ہے، اِس صورت میں یہی اُس کا ستر ہے۔

ب:- عورت کے لئے اپنے محارم مثلاً باپ، بیٹا، بھائی وغیرہ کے سامنے اپنا پیٹ، پیٹھ، پہلو سے لے کر گھٹنہ تک کا حصہ چھپانا لازم ہے، بشرطیکہ کوئی فتنہ کا اندیشہ نہ ہو۔

ج:- عورت کے لئے اَجنبی اور نامحرم مردوں کے سامنے چہرہ، ہتھیلیاں اور دونوں قدموں کے علاوہ پورے بدن کو چھپانا فرض ہے۔ اور اگر فتنہ کا اندیشہ ہو جیسا کہ آج کل واقع ہے، تو چہرہ کا چھپانا بھی واجب ہے۔ (مستفاد: ایک جامع قرآنی وعظ ۳۰۴-۳۰۵)

نظر المرأة إلى المرأة كنظر الرجل إلى الرجل (قوله) عورته ما بين سرته حتى يجاوز ركبتيه (قوله) أما النظر إلى ذوات محارمه، فنقول: يباح للرجل إلىٰ

موضع زينتها الظاهرة والباطنة. وأما النظر إلى الأجنبيات، فنقول: يجوز النظر إلى مواضع الزينة الظاهرة منهن، وذٰلک الوجه والكف في ظاهر الرواية.

(الفتاوى التاتارخانية ۱۸/۸۹–۹۵ زكريا)

وللحرة جميع بدنها حتى شعرها النازل في الأصح خلا الوجه والكفين والقدمين، وتمنع المرأة الشابة من كشف الوجه بين الرجال لا لأنه عورة؛ بل لخوف الفتنة. (تنوير الأبصار مع الدر المختار ۲/۷۷–۷۹ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۵/۷/۱۴۳۶ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

عورت کیلئے کن کن مردوں سے پردہ کرنا فرض نہیں؟

سوال (۳۱۶): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: عورت کو کن کن مردوں سے پردہ نہیں کرنا چاہئے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جن سے عورت کا پردہ نہیں ہے، ایسے سات قسم کے مرد ہیں: (۱) اپنے باپ دادا (۲) شوہر کے باپ دادا یعنی خسر وغیرہ (۳) اپنے بیٹے (۴) شوہر کے بیٹے جو دوسری بیوی سے ہوں (۵) اپنے حقیقی علاتی اَخیافی بھائی (۶) مذکورہ بھائیوں کے بیٹے یعنی بھتیجے (۷) حقیقی اَخیافی علاتی بہنوں کے لڑکے یعنی بھانجے۔ اِن کے علاوہ باقی دیگر مردوں اور دیور، جیٹھ، بہنوئی اِسی طرح شوہر کے ماموں، خالو، تایا، چچا، پھوپھی زاد بھائیوں سے شرعاً پردہ ضروری ہے۔ (مستفاد: معارف القرآن ۶/۴۰۳، روح المعانی ۱۸/۱۴۲)

قال اللّٰہ تبارک وتعالیٰ: ﴿وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَآئِهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْ اَخَوَاتِهِنَّ﴾ [النور، جزء آیت: ۳۱]

أخبـرنـا داؤد عـن الشعبي وعكرمة في هٰذه الآية: ﴿وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ﴾ حتى فرغ منها، وقال: ل يذكر العم ولا الخـال؛ لأنهـما ينعتان لأبنائهما ولا تضع خمارها عند العم والخال، فأما الزوج فـإنـمـا ذٰلک كـلـه من أجله فتتصنع له بما لا يكون بحضرة غيره. (تفسير ابن كثير مكمل ۹۳۸ دار السلام للنشر والتوزيع رياض) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۴۲۲/۲/۲۴ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

عورت کے لئے چہرہ کا پردہ ہے یا نہیں؟

سوال (۳۱۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: عورت کے لئے چہرہ کا پردہ ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو کن کن لوگوں کے سامنے چہرہ کھولنے کی اِجازت ہے؟ گھر سے باہر نکلنے میں چہرہ کھلا رکھا جائے یا ڈھک کر چلا جائے، شرعی حکم کیا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اَجنبیوں کے سامنے چہرہ کھولنے میں چوں کہ سخت فتنہ کا اندیشہ یقینی ہے؛ اِس لئے کسی بھی عورت کے لئے اَجنبی مردوں کے سامنے بالقصد اور بلاضرورت چہرہ کھولنا جائز نہیں ہے، صرف اپنے محرم رشتہ دار (جن سے کبھی نکاح حلال نہیں ہے) اور شوہر اور کم عقل ناسمجھ بچوں کے سامنے یا جن رشتہ داروں کی گھر میں کثرت سے آمدورفت ہو، جیسے چچازاد تایازاد بھائی وغیرہ اور وہاں فتنہ کا اندیشہ نہ ہو اُن کے سامنے چہرہ کھولنے کی گنجائش ہے۔ بریں بنا جب بھی عورت گھر سے باہر نکلے تو چہرہ ڈھک کر ہی نکلنا چاہئے، ورنہ سخت گنہگار ہوگی۔

قـال عـلـي بـن طلحة عن ابن عباس رضي اللّٰه عنه أمر اللّٰه نساء المؤمنين إذا خـرجـن مـن بيـوتهـن فـي حـاجة أن يغـطيـن وجـوههـن من فوق رؤوسهن بالجلابيب. (تفسير ابن كثير ۵۱۸/۳، الأحزاب ۵۹، امجد اکیڈمی لاهور)

قال اللّٰه تعالى: ﴿يُدۡنِينَ عَلَيۡهِنَّ مِنۡ جَلاَبِيۡبِهِنَّ﴾ قال أبو بكر: في هٰذه الآية دلالة على أن المرأة الشابة مامورة بستر وجهها عن الأجنبيين. (أحكام القرآن للجصاص ۳۷۲/۳)

وفي شرح الكرخي: النظر إلى وجه المرأة الأجنبية الحرة ليس بحرام، ولكنه يكره بغير حاجةٍ ...... وذٰلک كله إذا لم يكن النظر عن شهوة، فإن كان يعلم أنه لو نظر يشتهي، وفي الكافي: أو شکّ الاشتهاء، أو كان أكبر رأيه ذٰلک، فليجتنب بجهده. (الفتاویٰ التاتارخانية ۹۵/۱۸ زكريا)

وتمنع من كشف الوجه بين الرجال لخوف الفتنة. (تنوير الأبصار مع الشامي ۷۹/۲ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱/۳/۱۴۳۰ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

چہرہ کھول کر دفتروں میں کام کرنا؟

سوال (۳۱۸): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: بڑے شہر میں دفتروں میں کام کرنے والی عورت جو ضرورت مند ہے، اگر سر ڈھانپ کر چادر اوڑھ لے، تو کیا وہ پردۂ شرعی کہلائے گا، یا ادنیٰ درجہ کا پردہ ہوگا؟ کیا ایسے حالات میں عورت کا ہاتھ پیر اور چہرہ پردہ سے مستثنیٰ ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفيق: اِس زمانہ میں عورت کا چہرہ کسی حالت میں پردہ سے مستثنیٰ قرار نہیں دیا جاسکتا، دفتروں میں کام کرنا کوئی شرعی عذر نہیں ہے۔

قال اللّٰه تعالى: ﴿يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلۡ لِّاَزۡوَاجِکَ وَبَنَاتِکَ وَنِسَآءِ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ يُدۡنِيۡنَ عَلَيۡهِنَّ مِنۡ جَلاَبِيۡبِهِنَّ﴾ [الأحزاب، جزء آيت: ۵۹]

قـال الـحافظ ابن كثير: أمر اللّٰه نساء المؤمنين إذا خرجن من بيوتهن في حـاجةٍ أن يـغـطـين وجـوههن من فوق رؤوسهن بالجلابيب ويبدين عينًا واحدةً.
(تفسير ابن كثير [الأحزاب: ٥٩] ٦٨٤/٣ مكتبة دار السلام رياض)

وقـال مـحـمـد بن سيرين: سألت عبيدة السلماني عن قول اللّٰه عزوجل: ﴿يُـدْنِيْـنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ﴾ فغطى وجهه ورأسه، وأبرز عينه اليسرىٰ. (تفسير ابن كثير ٦٨٤/٣ دار الفيحاء دمشق)

قـال عـلـي بـن طلحة عن ابن عباس رضي اللّٰه عنه أمر اللّٰه نساء المؤمنين إذا خـرجـن مـن بيـوتهـن في حـاجة أن يـغـطـين وجـوههـن من فوق رؤوسهن بالجلابيب. (تفسير ابن كثير ٥١٨/٣، الأحزاب ٥٩، امجد اکیڈمی لاهور)

وأمـا فـي زمـانـنـا فـمنع من الشابة لا لأنه عورة؛ بل لخوف الفتنة. (شامي ٣١٧/٦ كراچی، ٥٣٢/٩ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ
۱۹/۱۰/۱۴۱۳ھ

نامحرم کو دیکھنا اور بغیر پردے کے بات کرنا؟

سـوال (۳۱۹): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: نامحرم کو دیکھنا، نامحرم سے بات کرنا، پردے کا اہتمام نہ کرنا، ان سے کس قسم کا گناہ ہوتا ہے: صغیرہ یا کبیرہ؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفيق: نامحرم سے نگاہیں نیچی رکھنے اور پردہ کرنے کا حکم قرآنِ کریم میں دیا گیا ہے، اِس لئے اس کی خلاف ورزی بڑا گناہ ہے۔

قـال الـلّٰـه تبـارک وتعالیٰ: ﴿قُلْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ﴾ [النور، جزءآیت: ۳۰]

هٰذا أمر من اللّٰہ تعالیٰ لعباده المؤمنین أن یغضوا من أبصارهم عما حرم علیهم، فلا ینظروا إلا إلیٰ ما أباح لهم النظر إلیه، وأن [یغضوا] أبصارهم عن المحارم، فإن اتفق أن وقع البصر علی محرم من غیر قصد، فلیصرف بصره عنه سریعًا، کما رواه مسلم في صحیحه من حدیث یونس بن عبید عن عمرو بن سعید عن أبي زرعة بن عمرو بن جریر، عن جده جریر بن عبد اللّٰہ البجلي رضي اللّٰہ عنه قال: سألت النبي صلی اللّٰہ علیه وسلم عن نظرة الفجأة، فأمرني أن أصرف بصري. (تفسیر ابن کثیر مکمل ۹۳۶ دار السلام للنشر والتوزیع ریاض)

عن عبد اللّٰہ بن بریدة عن أبیه رضي اللّٰہ عنه قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم لعلي رضي اللّٰہ عنه: یا علي لا تتبع النظرة النظرة، فإن لک الأولیٰ ولیس لک الآخرة. (مشکاة المصابیح، کتاب النکاح / باب النظر إلی المخطوبة، الفصل الثاني ۲۶۹)

عن الحسن مرسلاً قال: بلغني أن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم قال: لعن اللّٰہ الناظر والمنظور إلیه. رواه البیهقي في شعب الإیمان. (مشکاة المصابیح / باب النظر إلی المخطوبة، الفصل الثالث ۲۷۰)

وفیما إذا کان الناظر إلی المرأة الأجنبیة هو الرجل، قال: فلیجتنب بجهده، وهو دلیل الحرمة. (الفتاویٰ الهندیة، کتاب الکراهیة / الباب الثامن فیما یحل للرجل النظر إلیه ۵/۳۲۷ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفر لہ ۲۸/۶/۱۴۱۹ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

بیوی کو بے پردہ کرنے والے کا شرعی حکم

سوال (۳۲۰): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: جو شوہر اپنی اپنی بیوی کو بے پردہ کرے، اُس کے لئے شریعت کا کیا حکم ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جوشوہراپنی بیوی کوبے پردہ رہنے کو کہے، وہ دیوث اور قابلِ لعنت ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایسے شخص پر اللہ کی لعنت ہے جو اپنے گھر والوں کی بے حیائیوں کوبخوشی گوارا کرے۔ بیوی اگر اِس معاملہ میں شوہر کی بات مانے گی تو وہ بھی سخت گنہگار ہوگی۔

عن عمر بن یاسر عن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال: ثلاثۃ لا یدخلون الجنۃ أبدًا: الدیوث من الرجال والرجلۃ من النساء ومدمن الخمر. فقالوا یا رسول اللّٰہ: أما مدمن الخمر فقد عرفناہ، فما الدیوث من الرجال؟ قال الذي لا یبالي من دخل علی أھلہ. (شعب الایمان للبیھقي ٤١٢/٧ رقم: ١٠٨٠٠) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۲۰/۴/۱۴۲۳ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

جو ماں اپنی بیٹی اور بہو کو بے پردہ کرے اُس کا حکم

سوال (۳۲۱): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: جو ماں اپنی بیٹی کو بے پردہ کرے اور اپنے بیٹے کی بیوی کو بے پردہ کرے، اُس کے لئے شریعت کا کیا حکم ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: عورتوں کا غیرمردوں سے پردہ کرنا فرضِ عین ہے، جو ماں اپنی بہو اور بیٹی کو بے پردہ کرنے پر اصرار کرے، وہ نہایت بے غیرت اور سخت گنہگار ہے، بہو بیٹی کو اُس کا کہنا مان کر بے پردہ ہونا قطعاً جائز نہیں۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِاَزْوَاجِکَ وَبَنَاتِکَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ یُدْنِیْنَ عَلَیْهِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِهِنَّ﴾ [الأحزاب، جزء آیت: ٥٩]

عن علي رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: لا طاعة لمخلوق في معصية الله عز و جل. (المسند للإمام أحمد بن حنبل ۱/۱۳۱ قديم، ۲/۶۷ رقم: ۱۰۹۵ دار الحديث القاهرة) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۰/۴/۱۴۲۳ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

بے پردگی کی جگہ بھیجنے میں والدین کی اِطاعت کا حکم

سوال (۳۲۲):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: آج کے اِس پرفتن دور میں پردہ کی دھجیاں اُڑ چکی ہیں، غیر محرم سے پردہ تو کیا؛ مذاق وغیرہ کوئی عیب نہیں سمجھا جاتا؟ اگر والدین رشتہ داروں میں جانے کا حکم دیں (اور کچھ عرصہ تک قیام کیا اور لڑکے کو بدنظری کا خوف ہے، دیہات میں ایک ہی گھر میں کھانا پینا ہوتا ہے) تو کیا تعمیل حکم ضروری ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بدنظری سے بچنا آدمی کے اپنے اختیار میں ہے، اگر خود آدمی کی نیت اور ذہن صاف ہو اور دل میں خوفِ خدا موجود ہو، تو وہ ہر جگہ رہتے ہوئے گناہ سے بچ سکتا ہے۔ بریں بنا مسئولہ صورت میں پوری احتیاط کے ساتھ بدنگاہی سے بچتے ہوئے والدین کے حکم کی تعمیل کرنا چاہئے، اور اگر ایسی جگہ کا معاملہ ہو جہاں معصیت سے بچنا مشکل ہو تو والدین سے معذرت کرلینا مناسب ہے۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿قُلْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ﴾ والمراد غض البصر عما يحرم والاقتصاد به على ما يحل ...... ثم إن غض البصر عما يحرم النظر إليه واجب، ونظرة الفجأة التي لا تتعمد فيها معفو عنها. (روح المعاني ۱۰/۲۰۴)

لقوله عليه السلام: اتقوا مواضع التهم. (كشف الخفاء ومزيل الإلباس ۱/۳۷ رقم: ۸۸ دار الكتب العلمية بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۳۰/۵/۱۴۲۹ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

شوہر کا بیوی کو دوستوں سے بے پردگی کے ساتھ بات چیت کرنے پر مجبور کرنا؟

سوال (۳۲۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: شادی کے بعد شوہر چاہتا ہے کہ اُس کی بیوی اُس کے دوستوں سے پردہ نہ کرے، بات کرے؛ کیوں کہ اُس کا کھلا ماحول ہے؛ لیکن بیوی نہیں چاہتی، اُس کے منع کرنے پر شوہر ناراض ہوتا ہے تو بیوی کیا کرے؟ کیا اِس طرح بات کرنا شریعت میں جائز ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اِس فتنہ کے دور میں شوہر کا اپنی بیوی کو دوستوں کے سامنے بے پردہ لانے پر مجبور کرنا بہت بڑی بے غیرتی کی بات ہے، بیوی کے لئے اِس معاملہ میں شوہر کی اِطاعت کرنا جائز نہیں، بیوی کو چاہئے کہ وہ شوہر کی ناراضگی کی پرواہ نہ کرے؛ بلکہ شریعت کی پابندی کرتے ہوئے مکمل پردہ کا اہتمام رکھے، اِس پر وہ عند اللہ اجر وثواب کی مستحق ہوگی۔

عن علي رضي اللّٰه عنه عن النبي صلی اللّٰه علیه وسلم قال: لا طاعة لمخلوق في معصية اللّٰه عز و جل. (المسند للإمام أحمد بن حنبل ۱۳۱/۱ قديم، ۶۷/۲ رقم: ۱۰۹۵ دار الحديث القاهرة)

عن رجل من أهل المدينة قال: كتب معاوية رضي اللّٰه عنه إلیٰ عائشة رضي اللّٰه عنها أن اكتُبي إليّ كتابًا توصيني فيه ولا تُكثِري عليَّ، قال: فكتبت عائشة رضي اللّٰه عنها إلیٰ معاوية رضي اللّٰه عنه: سلام عليک، أما بعد! فإني سمعت رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم يقول: ’’من التمس رضا اللّٰهِ بسخط الناسِ كفاه اللّٰه مؤنةَ الناس، ومن التمس رضا الناس بسخط اللّٰه وكله اللّٰه إلی الناس‘‘ والسلام عليک. (سنن الترمذي / باب منه عاقبة من التمس رضا الناس رقم: ۲۴۱۴، الأحاديث المنتخبة في الصفات الست / الإخلاص ۳۲۲)

وتمنع المرأة الشابة من كشف الوجه بين الرجال؛ لا لأنه عورة؛ بل لخوف الفتنة (الدر المختار) قال عليه السلام: التسبيح للرجال والتصفيق للنساء، فلا يحسن أن يسمعها الرجل؛ وفي الكافي: ولا تلبي جهرًا؛ لأن صوتها عورة. (الدر المختار مع الشامي / باب شروط الصلاة، مطلب في ستر العورة ۲/۷۸-۷۹ زكريا)

ولا يكلم الأجنبية إلا عجوزًا ...... وينظر من الأجنبية إلى وجهها وكفيها فقط للضرورة ...... فإن خاف الشهوة أو شک امتنع نظره إلى وجهها فحل النظر مقيد لعدم الشهوة وإلا فحرام، وهٰذا في زمانهم، وأما في زماننا فمنع من الشابة. (الدر المختار / كتاب الحظر والإباحة ۹/۵۳۰-۵۳۱-۵۳۲ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۴/۴/۲۰ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

گھر کے جوان ملازم سے پردہ ضروری ہے؟

سوال (۳۲۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: آج کل گھروں میں کام کاج کے لئے جوان ملازم رکھ لیتے ہیں، اگر اُن لوگوں سے کہا جائے کہ اُن کے سامنے بے پردہ نہیں آنا چاہئے، تو اُن لوگوں کا جواب ہوتا ہے کہ ہماری نیت صاف ہے، کیا اُن کا یہ کہنا صحیح ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر ملازم جوان ہو تو گھر کی نامحرم عورتوں کو اُس کے سامنے آنا جانا جائز نہیں، اور شریعت کے حکم کے خلاف یہ کہنا کہ ہماری نیت صاف ہے، یہ بڑی جسارت کی بات ہے؛ کیوں کہ نفسانی شرور میں مبتلا ہونے کا ہر وقت خطرہ موجود ہے۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿وَإِذَا سَأَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَاسْأَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ﴾ [الأحزاب، جزء آیت: ۵۳]

قال اللّٰه تعالیٰ: ﴿يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِاَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ﴾ [الأحزاب، جزءآیت: ۵۹]

تمنع المرأة الشابة من كشف الوجه بين الرجال، لا لأنه عورة؛ بل لخوف الفتنة. (الدر المختار مع الشامي / باب شروط الصلاة، مطلب في ستر العورة ۷۸/۲-۷۹ کراچی)

قال القاضي: سمعت الإمام رحمه الله يقول: إن مع كل امرأة شيطانين ومع الغلام ثمانية عشر شيطانًا. (الفتاویٰ التاتارخانية ۹۵/۱۸ زكريا)

ولا يكلم الأجنبية إلا عجوزًا ...... وينظر من الأجنبية إلى وجهها وكفيها فقط للضرورة ...... فإن خاف الشهوة أو شك امتنع نظره إلى وجهها فحل النظر مقيد لعدم الشهوة وإلا فحرام، وهٰذا في زمانهم، وأما في زماننا فمنع من الشابة. (الدر المختار / كتاب الحظر والإباحة ۵۳۰/۹-۵۳۱-۵۳۲ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۴/۴/۲۳ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

لے پالک لڑکے سے پردہ ضروری ہے؟

سوال (۳۲۵):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میری بہن کے شوہر کا انتقال ہوگیا، اُس کے کوئی اَولاد نہیں ہے، اُنہوں نے اپنے سوتیلے دیور کے لڑکے کو پالا تھا، جن کا وہ لڑکا ہے اُن کی ماں دو تھیں اور باپ ایک تھے، جس وقت اُس کو پالا تھا وہ آٹھ سال کا تھا، اَب وہ بالغ ہے، اُس لڑکے کے علاوہ کوئی سہارا نہیں ہے، اُس لڑکے سے اُن کو پردہ کرنا ہے یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفيق: لے پالک لڑکا حقیقی بیٹے کے حکم میں نہیں ہے؛ لہٰذا اگر وہ بالغ ہے تو اُس سے پردہ لازم ہے۔

قال اللّٰه تعالیٰ: ﴿وَمَا جَعَلَ اَدْعِيَآئَكُمْ اَبْنَآئَكُمْ﴾ [الأحزاب، جزء آيت: ٤]

وفي تفسير المظهري: فلا يثبت بالتبني شيء من أحكام البنوة من الإرث، وحرمة النكاح وغير ذلك. (تفسير المظهري ٢٩٢/٧، روح المعاني ٢٢/١٢٢، أحكام القرآن للتهانوي ١٨٣/٥) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۷/۳/۱۴۳۰ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مسلمان بیوی کا غیر مسلم خسر سے پردہ کرنا؟

سوال (۳۲۶): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید اور ہندہ قبل از نکاح غیر مسلم تھے، نکاح کے بعد دونوں ایمان لے آئے۔ دریافت طلب اَمر یہ ہے کہ ہندہ کے لئے اپنے خسر سے پردہ کرنا ضروری ہے یا نہیں، حالاں کہ خسر نے اِسلام قبول نہیں کیا ہے، اِسی طرح زید کو اپنی ساس سے پردہ کرنا از روئے شرع کیسا ہے؟ حالاں کہ زید کی ساس کفر کی حالت میں ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفيق: زید وہندہ اپنے غیر مسلم خسر وخوش دامن سے گفتگو کرسکتے ہیں، پردہ کرنا ضروری نہیں۔

قال اللّٰه تبارك وتعالیٰ: ﴿وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَآئِهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اَخَوَاتِهِنَّ﴾ [النور، جزء آيت: ٣١]

لا بأس للرجل أن ينظر ...... إلى كل ذات محرم برضاع أو مصاهرة. (الفتاویٰ الهندية ٣٢٨/٥) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۱/۴/۱۴۱۴ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

خسر سے بہو کا منہ چھپانا؟

سوال (۳۲۷):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: جو عورتیں اپنے سگے خسر سے منہ چھپانا ضروری سمجھتی ہیں، اور جو عورتیں بیوہ ہونے کے بعد چوڑیاں پہننا معیوب خیال کرتی ہیں، اُن دونوں صورتوں میں وہ گنہگار ہوں گی یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: خسر سے منہ چھپانا اگر طبعی حیاء کی وجہ سے ہے تو کوئی حرج نہیں ہے، اور ہمارے علاقہ میں عام طور پر عورتیں خسر سے بے تکلف نہیں ہوتیں اور اِس فتنہ انگیز ماحول میں بے تکلف ہونا بھی نہیں چاہئے، اور عدت گذرنے کے بعد چوڑیاں نہ پہننا اگر یہ سمجھ کر ہو کہ یہ جائز ہی نہیں تو یہ شرعاً درست نہیں ہے، اور اگر طبعی پژمردگی کی وجہ سے کوئی عورت چوڑی نہ پہنے تو اِس پر جبر نہیں کیا جائے گا۔ (فتاویٰ محمودیہ ۱۲/ ۲۰۶، احسن الفتاویٰ ۸/ ۳۵)

والمراد إذا لم تكن محرمًا؛ لأن المحرم بسبيل منها، إلا إذا خاف على نفسه أو عليها الشهوة، فحينئذٍ لا يمسها و لا ينظر إليها ولا يخلو بها، لقوله عليه السلام: ”العينان يزنيان وزناهما النظر، واليدان تزنيان وزناهما البطش، والرجلان يزنيان وزناهما المشي، والفرج يصدق ذٰلك أو يكذبه“. فكان في كل واحد منها زنًا، والزنا محرم بجميع أنواعه، وحرمة الزنا بالمحارم أشد وأغلظ، فيجتنب الكل. (البحر الرائق، كتاب الكراهية / فصل في النظر واللمس ۸/ ۳۵۶ زكريا، وكذا في الفتاوىٰ الهندية / الباب الثامن ۵/ ۳۲۸ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفر لہ ۱۳/ ۲/ ۱۴۲۶ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

عدت کی حالت میں بہنوئی سے پردہ کرنا؟

سوال (۳۲۸):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: میرے داماد کا انتقال ہوگیا ہے، وہ میرے ہی گھر پر رہتا تھا، میری لڑکی عدت گذار رہی ہے، میں نے اُس سے چھوٹی لڑکی کی شادی پاکستان میں کی ہے؛ لہٰذا وہ اِس انتقال کی خبر سن کر آج دونوں میاں بیوی ہمارے گھر آگئے ہیں، اَب یہ خبر سن کر کہ باجی عدت کررہی ہیں وہ ہم سے بھی پردہ کریں گی، اَفسوس ہوا، میرے داماد جو پاکستان سے آئے ہیں اُن کے رہنے کے لئے کوئی اور جگہ نہیں ہے، اَب آپ یہ بتائیں کہ میری لڑکی جو کہ عدت کررہی ہے، اپنے چھوٹے بہنوئی سے پردہ کرے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: غیرمحرم مردوں سے عورت کو پردہ کرنا ہرحال میں ضروری ہے، اِس میں صرف حالتِ عدت ہی کی قید نہیں؛ لہٰذا صورتِ مسئولہ میں بھی یہی حکم دیا جائے گا کہ آپ کی لڑکی اپنے بہنوئی کے سامنے بلاضرورت نہ آئے۔

عن عقبة بن عامر رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: إياكم والدخول على النساء أي غير المحرمات عن طريق التخلية أو على وجه التكشف. (مرقاة المفاتيح، كتاب النكاح / باب النظر إلى المخطوبة ٢٥٣/٦ رقم: ٣١٠٢ دار الكتب العلمية بيروت، ١٩٢/٦ المكتبة الأشرفية ديوبند)

وتمنع المرأة الشابة من كشف الوجه بين الرجال لا لأنه عورة؛ بل لخوف الفتنة. (الدر المختار، كتاب الصلاة / باب شروط الصلاة، مطلب في ستر العورة ٤٠٦/١ دار الفكر بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۱/۷/۱۴۱۲ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

معتدہ کا مہترانی سے پردہ کرنا؟

سوال (۳۲۹): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: بحالتِ عدت مہترانی اور ایسی عورت جو بے پردہ رہتی ہے جیسے فقیرنی وغیرہ، تو کیا اِن سے پردہ کیا جائے گا؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر فتنہ کا اندیشہ نہ ہو تو اِن عورتوں سے عورت کو پردہ کرنا ضروری نہیں ہے۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿اَوۡ نِسَآءِ هِنَّ﴾ [النور، جزء آیت: ۳۱]

وقال تعالیٰ: ﴿وَلَا نِسَآءِ هِنَّ﴾ [الأحزاب، جزء آیت: ۵۵]

قال أبوبکر الجصاص تحت هٰذه الآیة: قال قتادة رخّص لهؤلاء أن لا یجتنبن منهم، قال أبوبکر: ذکر ذوي المحارم منهن وذکر نسائهن. (أحکام القرآن للجصاص، الأحزاب / باب ذکر حجاب النساء ۳/۴۷۰ دار الکتاب العربي بیروت)

وتنظر المرأة من المرأة إلی ما یجوز للرجل أن ینظر إلیه من الرجل لوجود المجانسة. (الهدایة ٤/٤٤٥)

نظر المرأة إلی المرأة کنظر الرجل إلی الرجل ...... ینظر إلی جمیع جسده إلا ما بین سرته حتی یجاوز رکبتیه. (الفتاویٰ التاتارخانیة ۱۸/۹۰ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۱۴/۳/۱۰ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

خالہ زاد بھائی سے پردہ؟

سوال (۳۳۰): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میری خالہ جو ہمارے گھر سے باہر رہتی ہیں، اُن کے لڑکے میرے خالہ زاد بھائی ہیں، وہ کبھی کبھی ہمارے گھر بھی آتے ہیں؛ لہٰذا میری لڑکی اُن سے پردہ کرے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: خالہ زاد بھائی اَجانب میں داخل ہیں؛ لہٰذا اُن سے

پردہ کرنا چاہئے۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿وَاُحِلَّ لَكُمْ مَا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ﴾ [البقرۃ، جزء آیت:]

وقال تعالیٰ: ﴿قُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ﴾ [النور، جزء آیت: ۱۸]

عن جابر رضي اللّٰہ عنه قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم: لا یخلون رجل بامرأۃ إلا کان ثالثها الشیطان. (مشکاۃ المصابیح / باب النظر إلی المخطوبة ۲۶۹)

عن جابر رضي اللّٰہ عنه قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم: ألا! لا یبیتن رجل عند امراۃ ثیب، إلا أن یکون ناکحًا أو ذا محرم. (صحیح مسلم، کتاب السلام / باب تحریم الخلوۃ بالأجنبیة والدخول علیها ۲/۲۱۵ رقم: ۲۱۷۱ بیت الأفکار الدولیة، مشکاۃ المصابیح، کتاب النکاح / باب النظر إلی المخطوبة وبیان العورات، الفصل الثاني ۲۶۸) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۱/۷/۱۴۱۲ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

بالغ لڑکے کا سگی خالہ سے پردہ؟

سوال (۳۳۱): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: بالغ لڑکے کا اپنی سگی خالہ سے پردہ ہے یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سگی خالہ سے پردہ نہیں ہے، بشرطیکہ فتنہ کا اندیشہ نہ ہو۔

وینظر من محرمه هي من لا یحل له نکاحها أبدًا بنسب أو سبب إلی الرأس والوجه والصدر، إن أمن شهوته وشهوتها أیضًا. (شامي ۹/۵۲۷ زکریا)

والمراد إذا لم تکن محرمًا؛ لأن المحرم بسبیل منها، إلا إذا خاف علی نفسه أو علیها الشهوۃ، فحینئذٍ لا یمسها ولا ینظر إلیها ولا یخلو بها، لقوله علیه السلام: "العینان یزنیان وزناهما النظر، والیدان تزنیان وزناهما البطش،

والرجلان يزنيان وزناهما المشي، والفرج يصدق ذٰلک أو يكذبه‘‘. فكان في كل واحد منها زنًا، والزنا محرم بجميع أنواعه، وحرمة الزنا بالمحارم أشد وأغلظ، فيجتنب الكل. (البحر الرائق، كتاب الكراهية / فصل في النظر واللمس ٣٥٦/٨ زكريا، وكذا في الفتاوىٰ الهندية / الباب الثامن ٣٢٨/٥ زكريا)

وقال عليه السلام: من قبّل رجل أمه، فكأنما قبل عتبة الجنة. وإن لم يأمن ذٰلک أو شک، فلا يحل له النظر والمس. (الدر المختار، كتاب الحظر والإباحة / فصل في النظر والمس ٣٦٧/٦ كراچی، ٥٢٨/٩ وكذا في كتاب المبسوط للإمام محمدؒ / كتاب الاستحسان ٥٠/٣ إدارة القرآن كراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۰/۴/۱۴۲۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

پھوپھی زاد اور ماموں زاد بہن سے فون پر بات کرنا؟

سوال (۳۳۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ہندہ کے ماموں زاد، پھوپھی زاد جوان بھائی ہندہ کی دلجوئی کے لئے رات میں حسبِ عادت دیرینہ فون پر گفتگو کرتے ہیں، یہ طریقہ درست ہے؟ مندرجہ بالا رشتہ کے بھائی ہندہ سے گفتگو کریں یا دورانِ عدت گفتگو سے پرہیز کریں، عبداللہ کے کسی عزیز نے اس گفتگو پر اعتراض کیا ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ہندہ کے ماموں زاد اور پھوپھی زاد جوان بھائی ہندہ کے لئے غیر محرم ہیں، ہندہ کا اُن کے سامنے آنا یا اُن کا ہندہ کی دل جوئی کے لئے فون پر بات کرنا جائز نہیں، اِس میں فتنہ کا سخت اندیشہ ہے؛ لہٰذا ہندہ اُن سے فون پر بات کرنے سے احتراز کرے۔

ولا يكلم الأجنبية إلا عجوزًا. (شامي / كتاب الحظر والإباحة ٥٣٠/٩ زكريا)

صوت المرأة عورة على الراجح. (شامي / كتاب الحظر والإباحة ٥٣١/٩ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۲/۱۱/۲۴ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

دیور، نندوئی، بہنوئی سے پردہ کا حکم

سوال (۳۳۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: دیور، نندوئی، بہنوئی وغیرہ گھروں میں آتے ہیں اور آج کل گھر تنگ ہوتے ہیں، پردہ شرعی اُن لوگوں سے کرنا دشوار ہے، کیا اِس میں کچھ چھوٹ ہوسکتی ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: دیور، نندوئی اور بہنوئی سب غیر محرم ہیں، اُن کے ساتھ تنہائی میں رہنا حرام ہے، اور حتی الامکان مکمل پردہ بھی لازم ہے؛ لیکن اگر اُن کی بار بار آمد ورفت سے تنگی ہو اور بظاہر کسی فتنہ کا اندیشہ نہ ہو، تو اُن کے سامنے زیب وزینت کے بغیر صرف چہرہ اور ہتھیلی کھولنے کی اِجازت ہے، سر کے بال یا بدن کا کوئی اور حصہ اُن کے سامنے کھولنا بہرحال ناجائز ہے، خواتین کو خاص طور پر اِس مسئلہ کا خیال رکھنا چاہئے۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿وَاُحِلَّ لَكُمْ مَا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ﴾ [آل عمران، جزء آیت: ٢٤]

وقال تعالیٰ: ﴿وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ [النور، جزء آیت: ٣١]

عن عقبة بن عامر رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إياكم والدخول على النساء أي غير المحرمات عن طريق التخلية أو على وجه التكشف. (مرقاة المفاتيح، كتاب النكاح / باب النظر إلى المخطوبة ٢٧٨/٦)

الخلوة بالأجنبية حرام. (الدر المختار، كتاب الحظر والإباحة / فصل في النظر والمس ٣٦٨/٦ كراچی، ٥٣٩/٩ زكريا)

ولا يكـلـم الأجنبية إلا عجوزًا ...... وينظر من الأجنبية إلى وجهها وكفيها فقط للضرورة ...... فإن خاف الشهوة أو شك امتنع نظره إلى وجهها فحل النظر مقيد لعدم الشهوة وإلا فحرام، وهٰذا في زمانهم، وأما في زماننا فمنع من الشابة. (الدر المختار / كتاب الحظر والإباحة ٥٣٠/٩-٥٣١-٥٣٢ زكريا)

وأما في زماننا فمنع من الشابة لا لأنه عورة؛ بل لخوف الفتنة. (شامي ٣١٧/٦ كراچی، ٥٣٢/٩ زكريا)

النظر إلىٰ وجه الأجنبية إذا لم يكن عن شهوة ليس بحرام؛ لكنه مكروه. وأما النظر إلى الأجنبيات فنقول: يجوز النظر إلى مواضع الزينة الظاهرة فيهن، وذٰلك الوجه والكف في ظاهرة الرواية، كذا في الذخيرة. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الكراهية / الباب الثاني ٣٢٩/٥) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفر لہ ۱۴۲۱/۳/۱ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

حقیقی ممانی اور چچی سے پردہ؟

سوال (۳۳۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: حقیقی ممانی حقیقی چچی سے ماموں یا چچا کے نکاح ختم ہوجانے کے بعد نکاح کرنا تو درست ہے؛ لیکن دریافت طلب امر یہ ہے کہ جب تک ممانی یا چچی ماموں یا چچا کے نکاح میں ہیں، اُس وقت تک اُن سے شرعی پردہ کیا جائے گا یا کچھ تخفیف ہوگی؛ کیوں کہ ہمارے ماحول میں چچی اور ممانی وغیرہ کو ماں کا درجہ دے کر اُن سے پردہ نہیں کیا جاتا؛ بلکہ دوسرے محارم کی طرح اُن کے ساتھ سلام وکلام اور بے محابا سامنے آنے جانے کو درست سمجھا جاتا ہے، کیا اُن کا چہرہ اور ہتھیلیوں کے دیکھنے کی نیز سلام وکلام کرنے کی گنجائش از روئے شرع ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ممانی اور چچی نامحرم ہیں، اُن سے پردہ کرنا ضروری

ہے، اُن کے ساتھ تنہائی اور ا کیلے سفر کرنا جائز نہیں ہے؛ تاہم اگر فتنہ کا اندیشہ نہ ہو اور اُن کے گھر میں آنا جانا ناگزیر ہو تو اگر نظر کی حفاظت کرتے ہوئے اُن سے ضروری بات چیت کی جائے اور اِس دوران اتفاقاً اُن کے چہرے اور ہتھیلی پر نظر پڑ جائے تو اِس کی شرعاً گنجائش ہے۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿وَاُحِلَّ لَكُمْ مَا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ﴾ [آل عمران، جزء آیت: ۲٤]

سوی ما قد بینت لکم تحریمه. (تفسیر ابن عباس، النساء: ۲٤، ص: ۸۹ دار الکتب العلمیة بیروت)

وأما المرأة الحرة التي لا نكاح بينه وبينها ولا حرمة ممن يحل له نكاحها، فليس ينبغي أن ينظر إلى شيءٍ منها. (المبسوط للإمام محمد رحمه اللّٰه / کتاب الاستحسان ۵٦/۳ إدارة القرآن کراچی)

قال العلامة الحصكفي رحمه اللّٰه: "الخلوة بالأجنبة حرام". (الدر المختار) وقال ابن عابدين رحمه اللّٰه: "وأجمعوا أن العجوز لا تسافر بغير محرم، فلا تخلوا برجل، شابًا أو شيخًا الخ". (الدر المختار مع الشامي، کتاب الحظر والإباحة / فصل في النظر والمس ۳٦۸/٦ کراچی، ۵۳۲/۹ زکریا)

فلا يحل النظر للأجنبي من الأجنبية الحرة إلى سائر بدنها إلا الوجه والكفين. (بدائع الصنائع ۲۹۳/٤ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۶/۳/۱۴۲۵ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

پھوپھا، خالو، ممانی اور چچی وغیرہ سے پردہ؟

سوال (۳۳۵): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: خالو، پھوپھا، چچی، ممانی، محارم نہیں؛ لیکن قریبی ہیں، اور ہمارے یہاں اُن سے شرعی پردہ نہیں کرتے، اَب جو پردہ کرنا چاہتا ہے اُس کے لئے دشواری ہوتی ہے۔ تو دریافت یہ کرنا ہے کہ

اُن سے پردہ کرنے میں کچھ تخفیف ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: خالو، پھوپھا، چچی، ممانی اور چچازاد بہنیں وغیرہ اگرچہ اَجانب میں داخل ہیں اور اُن سے خلوت اور اُن کے ساتھ بلامحرم سفر، اور آنکھ میں آنکھ ملاکر بے تکلفی اور ہنسی مذاق جائز نہیں ہے؛ لیکن ستر کی مکمل حفاظت کے ساتھ اُن کے گھروں میں آنا جانا اور اُن سے ضروری بات چیت کرنے کی شرعاً گنجائش ہے، ایسی صورت میں مذکورہ عورتوں پر لازم ہے کہ ہتھیلی اور چہرے کے علاوہ بدن کا کوئی اور حصہ اِن رشتہ داروں کے سامنے ظاہر نہ ہونے دیں اور حتی الامکان نگاہوں کو نیچی رکھیں؛ تاکہ آگے کسی فتنہ کا اندیشہ نہ ہو۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿وَاُحِلَّ لَكُمْ مَا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ﴾ [آل عمران، جزء آیت: ۲٤]

عن عقبة بن عامر رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: إياكم والدخول على النساء، فقال رجل: يا رسول اللّٰه! أرأيت الحمو؟ قال: الحمو الموت. (مشكاة المصابيح، كتاب النكاح / باب النظر إلى المخطوبة وبيان العورات، الفصل الأول ٢٦٨)

قال العلامة الملا علي القاري رحمه اللّٰه تعالىٰ: قال النووي رحمه اللّٰه: والمراد بالحمو هنا أقارب الزوج غير آبائه؛ لأن الخوف من الأقارب أكثر والفتنة منهم أوقع، لتمكنهم من الوصول إليها والخلوة بها من غير نكير عليهم. (مرقاة المفاتيح، كتاب النكاح / باب النظر إلى المخطوبة وبيان العورات، الفصل الأول ٢٧٨/٦ رقم: ٣١٠٢ رشيدية)

وأما النظر إلى الأجنبيات، فنقول: يجوز النظر إلى مواضع الزينة الظاهرة منهن، وذٰلک الوجه والكف في ظاهر الرواية كذا في الذخيرة، وإن غلب على ظنه أنه يشتهي فهو حرام. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الكراهية / الباب الثاني ٣٢٩/٥) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۱/۷/۱۴۲۵ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

خالو اور پھوپھا سے پردہ؟

سوال (۳۳۶): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: بالغ لڑکی کو اپنے حقیقی خالو اور حقیقی پھوپھا سے پردہ کرنا چاہئے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفيق: خالو اور پھوپھا نامحرم ہیں، اُن کے سامنے بے محابا آنا جائز نہیں، اگر ضروری ہو تو تمام اَعضاء کو چھپا کر صرف چہرہ اور ہتھیلیاں کھول کر سامنے آنے کی گنجائش ہے، بشرطیکہ کسی فتنے کا اندیشہ نہ ہو، اُن کے ساتھ تنہائی اور اکیلے سفر کرنا جائز نہیں ہے۔

عن جابر رضي اللّٰه عنه عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: لا تلِجُوا على المغيبات، فإن الشيطان يجري من أحدكم مجرى الدم. (مشكاة المصابيح، باب النظر إلى المخطوبة / الفصل الثاني ٢٦٩)

"إن الشيطان": أي كيده ووسواسه "يجري": أي يسرى "من الإنسان": أي فيه، وقيل: عُدّى "يجري" بـ "من" على تضمين معنى التمكن: أي يتمكن الإنسان في جريانه "مجرى الدم": أي في جميع عروقه ...... شبّه سريان كيده وجريان وساوسه في الإنسان بجريان دمه في عروقه وجميع أعضائه، فهو كناية عن تمكنه من إغواء الإنسان وإضلاله تمكنًا تامًا وتصرفه فيه تصرفًا كاملاً بواسطة نفسه الأمارة بالسوء الناشئ قواها من الدم ...... وقيل: إرادة الحقيقة، فإن الشياطين أجسام لطيفة قادرة بأقدار اللّٰه تعالىٰ على كمال التصرف ابتلاءً للبشر". (مرقاة المفاتيح، كتاب الإيمان / باب الوسوسة، الفصل الأول ٢/ ٢٤٥-٢٤٦ رشيدية)

عن جابر رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: ألا! لا يبيتن رجل عند امرأة ثيب إلا أن يكون ناكحًا أو ذا محرم. (صحيح مسلم، كتاب السلام / باب تحريم الخلوة بالأجنبية والدخول عليها ٢/ ٢٠٥ رقم: ٢١٧١ بيت الأفكار الدولية، مشكاة

المصابيح، كتاب النكاح / باب بيان العورات ۲۲۸)

عن عمر رضي اللّٰه عنه عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: لا يخلونّ رجل بامرأة إلا كان ثالثهما الشيطان. رواه الترمذي (مشكاة المصابيح، كتاب النكاح / باب النظر إلى المخطوبة، الفصل الثاني ۲٦۹)

فلا يحل النظر للأجنبي من الأجنبية الحرة إلى سائر بدنها إلا الوجه والكفين. (بدائع الصنائع ۲۹۳/٤ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱٦/۳/۱۴۲۵ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

شوہر کے بھتیجے، بھانجے نامحرم ہیں

سوال (۳۳۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میری ساس عدت میں ہیں، یہ بتایئے کہ شوہر کے بھتیجے، بھانجے اُن کی اولاد کے سامنے آسکتی ہیں یا نہیں؟ بھتیجے، بھانجے بھی بیوی والے ہیں، وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم تو اُن کے آگے بچے ہیں، ہم سے کوئی پردہ نہیں اور میں کہہ رہی ہوں، جیسے کہ دیور نندوئی سے پردہ ہے، ویسے ہی اُن کی اولاد سے پردہ ہونا چاہئے، آپ بتائیں میں بہت کشمکش میں ہوں، بحث کروں تو کیسے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: شوہر کے بھتیجے بھانجے عورت کے لئے نامحرم ہیں، اُن سے ہر حالت میں پردہ کرنا چاہئے، خواہ عدت میں ہو یا نہ ہو؛ البتہ اگر کسی ضرورت کی وجہ سے اُن کا گھر میں آنا جانا زیادہ ہو اور کسی فتنہ کا اندیشہ نہ ہو، تو عورت کے لئے اُن کے سامنے چہرہ کھولنا اور ضروری بات چیت کرنا درست ہے۔ (مستفاد: احسن الفتاویٰ ۴۴/۸)

عن عائشة رضي اللّٰه عنها أن أسماء بنت أبي بكر دخلت على رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم وعليها ثيابٌ رِقاقٌ، فأعرض عنها رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه

وسلم، وقال: يا أسماء! إن المرأة إذا بلغت المحيض لم تصلِّح لها أن يُرى منها إلا هٰذا وهٰذا، وأشار إلى وجهه وكفيه. (سنن أبي داؤد، كتاب اللباس / باب فيما تبدي المرأة من زينتها رقم: ٤١٠٤ دار الفكر بيروت، مشكاة المصابيح ٣٧٧، السنن الكبرىٰ للبيهقي ٨١/٣ رقم: ٣٣٠٢)

قال العلامة الملا علي القاري رحمه الله تعالىٰ: قال النووي رحمه الله: والمراد بالحمو هنا أقارب الزوج غير آبائه؛ لأن الخوف من الأقارب أكثر والفتنة منهم أوقع، لتمكنهم من الوصول إليها والخلوة بها من غير نكير عليهم. (مرقاة المفاتيح، كتاب النكاح / باب النظر إلى المخطوبة وبيان العورات، الفصل الأول ٢٧٨/٦ رقم: ٣١٠٢ رشيدية)

أما النظر إلى الأجنبيات، فنقول: يجوز النظر إلى مواضع الزينة الظاهرة منهن وذٰلك الوجه والكف في ظاهر الرواية كذا في الذخيرة. وإن غلب على ظنه أنه يشتهي فهو حرام كذا في الينابيع: النظر إلى وجه الأجنبية إذا لم يكن عن شهوة ليس بحرام لكنه مكروه، كذا في السراجية. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الكراهية / الباب الثاني ٣٢٩/٥) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۳/۶/۱۴۲۵ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

سوتیلی لڑکی کے شوہر سے پردہ؟

سوال (۳۳۸): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کسی شخص کی دو بیویاں ہیں، پہلی بیوی طلاق شدہ ہے، جس کے بطن سے اُس شخص کی دو لڑکیاں اور ایک لڑکا ہے، دونوں لڑکوں کی شادی ہوچکی ہے۔ دوسری بیوی کے بطن سے اُس شخص کی چار لڑکیاں اور دو لڑکے ہیں، ایک لڑکی کی شادی ہوچکی ہے، اُس شخص کا انتقال ہوگیا ہے، دوسری بیوی عدت میں ہے، کیا دورانِ عدت پہلی بیوی کی لڑکیوں کے شوہروں سے اور اپنی لڑکی کے شوہر سے اور پہلی بیوی کے لڑکے سے بھی پردہ کیا جائے گا؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مذکورہ معتدہ عورت کی سوتیلی لڑکی کا شوہر اُس کے لئے محرم نہیں ہے؛ لہٰذا اُس سے پردہ بہر حال لازم ہے، خواہ عدت میں ہو یا عدت کے بعد ہو۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۱۶/۱۹۳)

البتہ اُس کی سگی بیٹیوں کے شوہر اُس کے لئے محرم ہیں، اُن سے پردہ نہیں ہے، اِسی طرح سوتیلے لڑکے یعنی شوہر کی پہلی بیوی کے لڑکوں سے بھی پردہ نہیں ہے۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ – إلیٰ قوله – وَأُمَّهَاتُ نِسَآءِكُمْ﴾ [النساء، جزء آیت: ۲۳]

قال القرطبي: تحريم الأمهات عام في كل حالٍ لا يتخصص بوجه من الوجوه، ولهذا يسميه أهل العلم المبهم، أي لا باب فيه ولا طريق إليه لانسداد التحريم وقوته. (الجامع لأحكام القرآن الكريم للقرطبي ١٧٠/٥ بيروت)

والأم تحريم بنفس نكاح البنت. (المحيط البرهاني ٩١/٤ رقم: ٣٧٢٣)

إذ لا يجب عليها الإستتار من أولاد زوجها. (شامي ٢٢٦/٥ زكريا)

وفي الموت تستر عن سائر الورثة من ليس بمحرم لها. (شامي / كتاب الحظر والإباحة ٢٢٦/٥ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱/۳/۱۴۳۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

چچی اور ممانی کا بھتیجے اور بھانجے سے پردہ؟

سوال (۳۳۹): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: بعض گھروں میں پردہ کا جو رواج ہے، اپنی ۶۵ رسالہ زندگی میں میں نے کہیں اور نہیں دیکھا، نہ کسی عالم سے سنا، شریعت کیا ہے جاننا چاہتا ہوں؟ سوال یہ ہے کہ گھر میں درجنوں بچوں کی

موجودگی میں بھتیجے یا بھانجے آجائیں، چچی اور ممانی کو سامنے آنے کی اِجازت ہے یا نہیں؟ نیز یہ بات واضح کردیتا ہوں کہ اِن بچوں کا بچپن میں گھروں میں آناجانا خوب رہا اور اِس گھر کے جو بچے ہیں، آنے والے بھانجے اور بھتیجے سے اُن کا اَجنبیوں والا پردہ ہے یا کچھ اور حکم ہے؟ جب کہ کسی طرح کا فتنہ اور خوف کا ڈر نہیں اور نہ ہی کوئی تنہائی کا موقع ہے۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: چچی اور ممانی کے لئے شوہر کا بھتیجہ اور بھانجہ محرم نہیں ہے؛ بلکہ اَجنبی ہے، اگر فتنہ کا اندیشہ ہو تو اُن سے چہرہ سمیت مکمل پردہ کرنا چاہئے، اور اگر فتنہ کا اندیشہ نہیں ہے اور اُن بھتیجہ بھانجوں کی گھر میں آمد ورفت زیادہ ہے، تو اُن کے سامنے چہرہ اور ہتھیلیاں کھولنے کی گنجائش ہے؛ البتہ سر کے بال اور بدن کے دیگر اَعضاء اُن کے سامنے ظاہر کرنے کی اِجازت نہیں۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۱۹/۲۰۵، احسن الفتاویٰ ۵/۳۷)

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿وَاُحِلَّ لَكُمْ مَا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ﴾ [آل عمران، جزء آیت: ۲۴]

أي ما عدا من ذکر من المحارم هن لک حلالٌ. (تفسیر ابن کثیر ۱/۴۷۴ سهیل أکیڈمي لاهور، ص: ۳۱۰ دار السلام للنشر والتوزیع ریاض)

جاز کشف الوجه والکفین والنظر إلیهما بدلیل قوله تعالیٰ: ﴿وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ أي مواضعها. (الموسوعة الفقهية ۳۱/۴۵ کویت)

قال في الدر: وینظر من الأجنبیة إلیٰ وجهها وکفیها فقط للضرورة الخ، فإن خاف الشهوة امتنع نظره إلیٰ وجهها، فحل النظر مقید بعدم الشهوة، وإلا فحرام. (الدر المختار مع الشامي ۹/۵۳۱ زکریا) فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفر لہ ۱۴۲۹/۶/۲۴ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

بہنوئی کا سالیوں سے کتنا پردہ ہے؟

سوال (۳۴۰): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: جب گھر میں داماد آتے ہیں تو گھر میں پردہ کا نظم کرکے اُن کو گھر میں داخل کیا جاتا ہے، اور بچیوں کو حکم کیا جاتا ہے کہ وہ بالکل پردہ سے رہیں، اگر داماد گھر کے اندر ہے تو دروازہ پر پردہ ڈال دیا جاتا ہے، جب تک داماد برآمدہ وغیرہ میں رہے گا تو لڑکیاں اندر کمرہ میں رہیں گی، اور کپڑوں تک کی جھلک اُن کو نظر نہ آئے گی، اگر داماد کو باہر آنے کی یا پاخانہ پیشاب کی ضرورت ہو، تو وہ کسی بچہ وغیرہ کو آواز دے کر کہہ دیتے ہیں پھر پردہ ہوجاتا ہے، یہاں تک کوشش کی جاتی ہے کہ جب داماد گھر آتے ہیں تو سالیاں اُن کی خیریت تو درکنار اپنی بہن کی خیریت بھی معلوم نہیں کرسکتیں، اور وہ سالیوں کی خیریت معلوم کرسکتے ہیں نہ ہی اُن کی بہن کا سلام بلا واسطہ سالیوں سے کہہ سکتے ہیں، جب کہ داماد بھی علم والا صوم وصلوٰۃ کا پابند ہو اور کوئی تنہائی کا موقع بھی نہ ہو، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کا اور اُس کے بعد کے لوگوں کا کیا یہی طریقہ رہا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: بہنوئی سالیوں کے لئے اَجنبی کی حیثیت رکھتا ہے، اور آج کل کے آزاد ماحول میں ایسے رشتوں میں بے احتیاطی سخت فتنہ اور معصیت کا سبب بن جاتی ہے؛ اِس لئے جہاں تک ممکن ہو احتیاط لازم ہے؛ لیکن سوال میں جس طرح کے سخت ترین پردہ کا ذکر کیا گیا ہے وہ بھی حد سے تجاوز ہے، اِس معاملہ میں اِس قدر تکلف کرنا کہ زندگی اَجیرن ہوجائے شریعت کا منشاء نہیں ہے، پس جہاں فتنہ کا اَندیشہ نہ ہو اور ضرورت ہو تو نظر نیچی کرکے ضروری بات چیت کرنے کی گنجائش ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۲۱۹/۱۹-۲۲۹-۲۳۰ ڈابھیل، احسن الفتاویٰ ۴۰/۸)

عن أبي هريرة رضي الله عنه خرج رسول الله صلى الله عليه وسلم ذات يوم أو ليلةٍ، فإذا هو بأبي بكر وعمر رضي الله عنهما، فقال: ما أخرجكما من بيوتكما هٰذه الساعة؟ قالا: الجوع يا رسول الله! قال: وأنا والذي نفسي بيده لأخرجني الذي أخرجكما قوموا، فقاموا معه، فأتى رجلا من الأنصار، فإذا هو ليس في بيته، فلما رأته المرأة قالت: مرحبًا وأهلاً! فقال لها رسول الله صلى الله

عليه وسلم: أين فلان؟ قالت: ذهب يستعذِب لنا من الماء...... . الحديث، قال النووي: وفيه جواز سماع كلام الأجنبية ومراجعتها الكلام للحاجة. (صحيح مسلم مع شرح النووي، كتاب الأشربة / باب جواز استتباعه غيره إلى دار من يثق برضاه بذلك الخ ۱۷۷/۲ رقم: ۲۰۳۸ بيت الأفكار الدولية)

الحاجة تنزل منزلة الضرورة عامةً أو خاصةً. (شرح المجلة لسليم رستم باز ۳۳ رقم المادة: ۳۳، الأشباه والنظائر / الفن الأول، القاعدة الخامسة ۹۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۴۲۹/۶/۲۴ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

دین دار عورتوں کا قدم چھپانے کے لئے موزے پہننا؟

سوال (۳۴۱): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: جو خواتین دین دار ہوتی ہیں وہ یہاں پر پیروں میں موزے پہنتی ہیں، اِس کا ثبوت نہیں مل رہا ہے، حضرت والا سے مؤدبانہ التجا ہے کہ رہنمائی فرمائیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: عورتوں کے لئے قدمین کا چھپانا ضروری نہیں ہے؛ کیوں کہ یہ اُن کے ستر شرعی میں داخل نہیں ہیں؛ تاہم کوئی عورت اگر فطری حیا کی بنا پر اپنے پیروں کو چھپانے کے لئے موزے پہن لے، تو اِس میں شرعاً کوئی حرج نہیں ہے۔

ولعل القدمين عندهما كالكفين ...... فإن الحرج في سترهما أشد من الحرج في ستر الكفين لا سيما بالنسبة إلى أكثر نساء العرب الفقيرات اللاتي يمشين لقضاء مصالحهن في الطرقات. (روح المعاني ۲۰۷/۱۰، النور آیت: ۳۱)

قال: وهٰذا تنصيص على أن القدم عورة ويروىٰ أنها ليست بعورة وهو الأصح. (الهداية ۹۲/۱)

وروى الحسن عن أبي حنيفة يجوز النظر إلى قدمها أيضًا. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الكراهية / الباب الثاني ٥/٣٢٩)

ووَرَدَ عن أبي حنيفة رحمه اللّٰه القول بجواز إظهار قدميها؛ لأنه سبحانه وتعالىٰ نهى عن إبداء الزينة واستثنى ما ظهر منها والقدمان ظاهرتان. (الموسوعة الفقهية ٣١/٤٤ كويت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۲۰/۶/۱۴۳۰ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

ننگے بدن غسل کرنے والی عورت کے پاس دوسری عورت کا جانا؟

سوال (۳۴۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اگر عورت ننگے بدن غسل کررہی ہوتو دوسری عورت کا اُس کے پاس جانا کیسا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ننگے بدن غسل کرنے والی عورت کے پاس دوسری عورت کا جانا جائز نہیں ہے؛ کیوں کہ اِس صورت میں دوسری عورت کا ستر بلاضرورت دیکھنا لازم آئے گا، جو قطعاً ممنوع ہے۔

عن أبي سعيد الخدري عن أبيه رضي اللّٰه عنه أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال: لا ينظر الرجل إلى عورة الرجل، ولا المرأة إلى عورة المرأة، ولا يُفضي الرجل إلى الرجل في ثوب واحدٍ، ولا تُفضي المرأة إلى المرأة في الثوب الواحد. (صحيح مسلم، كتاب الحيض / باب تحريم النظر إلى العورات ١/١٥٤ رقم: ٣٣٨ بيت الأفكار الدولية، المستدرك للحاكم ١/٢٣٥ رقم: ٥٦٠)

ولا يجوز لها أن تنظر إلى ما بين سرتها إلى الركبة. (بدائع الصنائع ٤/٢٩٩ زكريا)

يجوز أن ينظر الرجل إلى الرجل إلى جميع جسده إلا إلى عورته،

وعورته ما بين سرته حتى يجاوز ركبتيه ...... تنظر المرأة إلى المرأة كنظر الرجل إلى الرجل. وعن أبي حنيفة أن نظر المرأة إلى المرأة كنظر الرجل إلى محارمه والأول أصح. (الفتاویٰ التاتارخانية ۱۸ /۹۰ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۲۰/۳/۱۵ھ

عورت بغیر محرم کے کتنی دور کا سفر کرسکتی ہے؟

سوال (۳۴۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: عورت بغیر محرم کے کتنا لمبا سفر طے کرسکتی ہے، یعنی کتنی دور تک جاسکتی ہے؟ اِس میں بوڑھی اور جوان کی کوئی قید ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: اگر فتنہ کا خوف اور معصیت میں مبتلا ہونے کا اندیشہ نہ ہوتو مسافتِ سفر (تقریباً ساڑھے بیاسی کلومیٹر) سے کم مسافت کا سفر محرم کے بغیر بھی جائز ہے، خواہ عورت جوان ہو یا بوڑھی۔ اور ایک روایت حضرات شیخین سے یہ ہے کہ ایک دن اور ایک رات کی مسافت یعنی ۱۶ر میل سے زیادہ مسافت کا سفر عورت کے لئے محرم کے بغیر کرنا مکروہ ہے، اور یہی قول فسادِ زمانہ کی وجہ سے فتویٰ کے زیادہ مناسب ہے۔

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا يحل لامرأة مسلمةٍ تُسافر مسيرةَ ليلةٍ، إلا ومعها رجلٌ ذو حُرمةٍ منها.

عن أبي هريرة رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: لا يحلُّ لامرأة تُؤمن بالله واليوم الآخر، تُسافر مسيرةَ يومٍ، إلا مع ذي محرم.

عن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: لا يحل لامرأةٍ تؤمن بالله واليوم الآخر، تُسافر مسيرةَ يومٍ وليلةٍ، إلا مع ذي محرمٍ

عليها. (صحيح مسلم، كتاب الحج / باب سفر المرأة مع محرم إلى حج وغيره ٤٣٣/١-٤٣٤ رقم: ١٣٣٩-٤١٩-٤٢٠-٤٢١ بيت الأفكار الدولية)

فيباح لها الخروج إلى ما دونه لحاجة بغير محرم، وروي عن أبي حنيفةؒ وأبي يوسف كراهة خروجها وحدها مسيرة يوم واحد، وينبغي أن يكون الفتوىٰ عليه لفساد الزمان. (شامي ٤٦٤/٢ كراچی، ٤٦٥/٣ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۲/۱۱/۱۴۱۶ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

عورت کا ہوائی جہاز میں نامحرم کے ساتھ سفر کرنا؟

سوال (۳۴۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کیا کوئی عورت نامحرم کے ساتھ حج یا عمرہ کا سفر کرسکتی ہے؟ جب کہ اُس کا محرم پہلے سے ہی مکہ میں ہے، مکہ پہنچتے ہی وہ محرم کے ساتھ ہو جائے گی، کیا اِس طرح سفر کرنا صحیح ہے یا نہیں؟ اگر صحیح نہیں تو ایسی صورت میں کیا کیا جائے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جوان عورت کے لئے محرم کے بغیر حج یا عمرہ کا کوئی سفر جائز نہیں ہے اور مسئولہ صورت میں جب کہ اُسے محرم ایئرپورٹ چھوڑ کر آئے گا اور مکہ پہنچتے ہی وہ دوسرے محرم یا شوہر کے ساتھ ہو جائے گی، تو اِس صورت میں درمیانی وقفہ جو محرم کے بغیر گذرے گا اُس میں وہ گنہگار رہے گی، اس پر توبہ واستغفار لازم ہے؛ تاہم اُس کا حج یا عمرہ درست ہو جائے گا۔

عن ابن عباس رضي اللّٰه عنهما قال: قال النبي صلى اللّٰه عليه وسلم: لا تسافر المرأة إلا مع ذي محرم، ولا يدخل عليها رجل إلا ومعها محرم، فقال رجل يا رسول اللّٰه! إني أريد أن أخرج في جيش كذا وكذا، وامرأتي تريد الحج، فقال: أخرج معها. (صحيح البخاري، كتاب جزاء الصيد / باب حج النساء ٢٥٠/١ رقم: ١٨٦٢

دار الفكر بيروت، صحيح مسلم، كتاب الحج / باب سفر المرأة مع محرم إلى حج وغيره ٤٣٢/١ رقم: ١٣٤١ بيت الأفكار الدولية)

والمحرم في حق المرأة شرط شابة كانت أو عجوزة. (الفتاویٰ التاتارخانية ٤٧٤/٣ رقم: ٤٨٨٥ زكريا)

ولو حجت بلا محرم أو زوج جاز حجها بالإتفاق......؛ لكن مع الكراهة التحريمية للنهي. (غنية الناسك ٣٤ سهارنفور، الدر المختار ٤٦٥/٢ كراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۳۳/۱۰/۵ھ

معلّمہ عورتوں کا بغیر محرم کے سفر کرنا؟

سوال (۳۴۵): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: بعض جگہ عورتیں معلّمہ ہوتی ہیں جو بغیر محرم کے خود سفر کرتی ہیں، اور اُن کے ہمراہ غیر مسلم عورتیں بھی ہوتی ہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر فتنہ کا خوف نہ ہو تو پردہ کے ساتھ عورت کا قریبی فاصلہ (مسافتِ سفر کے اندر اندر) تک سفر کرنا مباح ہے؛ لیکن جہاں فتنہ کا اندیشہ ہو وہاں محرم کے بغیر قریبی سفر بھی درست نہیں ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ۳۸/۱، جواہر الفقہ ۱۴۶/۴ وغیرہ)

قال في الهداية: ولا يجوز لها أن تحج بغيرهما (أي الزوج والمحرم) إذا كان بينها وبين مكة ثلاثة أيام ...... بخلاف ما إذا كان بينها وبين مكة أقل من ثلاثة أيام؛ لأنه يباح لها الخروج إلى ما دون السفر بغير محرم. (الهداية / كتاب الحج ٢٣٣/١ مكتبة شركة العلمية ملتان، ٢٥١/١ مكتبه بلال ديوبند)

كما في الصحيحين: ''لا تسافر امرأة ثلاثًا إلا ومعها ذو محرم''. وفي لفظ لهما: ''فوق ثلاث''، وفي لفظ للبخاري: ''ثلاثة أيام''. (فتح القدير / كتاب الحج

۴۲۰/۲ مصطفیٰ البابي الحلبي مصر، ۴۲٦/۲ زکریا، وکذا في البحر الرائق / کتاب الحج ۵۵۱/۲ زکریا)

وقيّد بالسفر وهو ثلاثة أيام بلياليها؛ لأنه يباح لها الخروج إلى ما دون ذٰلک لحاجة بغير محرم. (البحر الرائق / کتاب الحج ۵۵۲/۲ زکریا، ۳۱۵/۲ کوئٹه، وکذا في المرقاة شرح المشکاة، کتاب الحج / الفصل الأول ۳۸٦/۵ رشیدیة، وکذا في رد المحتار علی الدر المختار / کتاب الحج ٤٦٤/۲-٤٦٥ کراچی)

فيباح لها الخروج إلى ما دونه لحاجة بغير محرم، وروي عن أبي حنيفةؒ وأبي يوسف كراهة خروجها وحدها مسيرة يوم واحد، وينبغي أن يكون الفتوىٰ عليه لفساد الزمان. (شامي ٤٦٤/۲ کراچی، ٤٦٥/۳ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۹/۳/۱۴۱۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

غیر محرم ڈرائیور کے ساتھ دن کا سفر کرنا؟

سوال (۳۴٦): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: غیر محرم ڈرائیور کے ساتھ اپنی کار میں دہلی آنا اور جانا دن دن کے لئے جائز ہے یا نہیں، جب کہ رات کو گھر آجائیں گے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: غیر محرم ڈرائیور کے ساتھ مسافتِ شرعیہ کے بقدر عورتوں کا تنہا سفر میں جانا ناجائز ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو بلا محرم سفر کرنے سے سخت منع فرمایا ہے۔

عن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا يحل لامرأة تؤمن بالله واليوم الآخر أن تُسافر سفرًا يكون ثلاثة أيامٍ فصاعدًا إلا ومعها أبوها، أو أخوها، أو زوجُها، أو ابنها، أو ذو محرم منها. (صحيح

مسلم ٤٣٤/١ رقم: ٨٢٧، صحيح البخاري رقم: ١١٩٧، سنن أبي داؤد رقم: ١٧٢٦، سنن الترمذي رقم: ١١٦٩، سنن ابن ماجة رقم: ٢٨٩٨، الترغيب والترهيب مكمل رقم: ٤٦٧٧ بيت الأفكار الدولية)

اِس لئے نامحرم ڈرائیور کے ساتھ اکیلے ہرگز سفر نہ کیا جائے، جب بھی ایسے سفر میں جانا ہو تو کسی محرم یا شوہر کو ساتھ لے کر جائیں۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُوْلَى﴾

[الأحزاب، جزء آیت: ٣٣]

عن عبد اللّٰہ رضي اللّٰہ عنه عن النبي صلی اللّٰہ علیه وسلم قال: المرأة عورة فإذا خرجت استشرفها الشيطان. (سنن الترمذي آخر أبواب النكاح ٢٢٢/١)

وفي رواية: المرأة عورة مستورة. (نصب الراية لأحاديث الهداية ٢٩٨/١ المكتبة المكية جدة، بحواله: تعليقاتِ فتاوى محموديه ٣٧٩/٣ ڈابھیل) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۱/۳/۱ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

عورت کا موٹر سائیکل پر محرم کے پیچھے بیٹھنا؟

سوال (۳۴۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اگر عورت اپنے محرم: شوہر، باپ بیٹے وغیرہ کے پیچھے موٹر سائیکل پر بیٹھ کر جائے تو کیا اِس میں گنجائش ہے یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: پردہ کی مکمل رعایت کرتے ہوئے محرم یا شوہر کے ساتھ عورت کا اسکوٹر وغیرہ پر آنا جانا جائز ہے، اِس میں شرعاً کوئی ممانعت نہیں۔

عن أنس رضي اللّٰہ عنه أن النبي صلی اللّٰہ علیه وسلم كان لا يغير حتى يصبح - إلى قوله- فلما أراد الشخوص قال الناس: ما ندري اتخذها سرية أم

تزوجها؟ فلما ركب سترها وأردفها خلفه إلى آخر الحديث. (المصنف لابن أبي شيبة ٤٣٧/٢٠ رقم: ٣٨٠٣١)

عن أنس بن مالك رضي اللّٰه عنه قال: أقبَلْنا مع رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم من خيبر وإني لرديف أبي طلحة وهو يسير، وبعض نساء رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم رديفُ رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم الخ. (صحيح البخاري، كتاب اللباس / باب إرداف المرأة خلف الرجل ذا محرم ١٣٦٥/٢ رقم: ٥٩٦٨ دار الفكر بيروت)

قوله ولو لحاجة غزو الخ: أي بشرط أن تكون مُتسَتِّرةً، وأن تكون مع زوج أو محرم. (شامي / كتاب الحظر والإباحة ٦٠٦/٩ زكريا)

عن ابن عباس رضي اللّٰه عنهما يقول: سمعت النبي صلى اللّٰه عليه وسلم يخطب يقول: لا يخلون رجلٌ بامرأة إلا ومعها ذو محرم ولا تسافر المرأة إلا مع ذي محرم. (صحيح مسلم، كتاب الحج / باب سفر المرأة مع محرم إلى حج أ/ غيره ٤٣٤/١ رقم: ١٣٤١ بيت الأفكار الدولية)

اتفق الفقهاء على أنه يحرم للمرأة أن تسافر بمفردها، وأنه لا بد من وجود محرم أو زوج معها. (الموسوعة الفقهية ٣٧/٢٥ بيروت)

عن عائشة رضي اللّٰه عنها في حديث: وما من امرأة تنزع خمارها في غير بيت زوجها إلا كشفت الستر فيما بينهما وبين ربها. (المعجم الأوسط ٢٧٩/٢ رقم: ٣٢٨٦)

أو كانت شابة، وقد ركبت مع زوجها لعذر – إلى قوله – فلا بأس إذا كانت مستترة. (الفتاویٰ التاتارخانية ٢٣٤/١٨ رقم: ٢٨٦١٢ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۲/۴/۳۰ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

عورتوں کا مردوں کی تقریریں سننا؟

سوال (۳۴۸):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں

کہ: عورتوں کا علماؤں کی تقریریں ایسی محفل میں جہاں پردہ کا معقول انتظام ہو، شرعاً سننا کیسا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: عورتوں کا علماء کرام کی تقریریں سننا جائز ہے، جب کہ معقول پردہ کا انتظام ہو، اور فتنہ سے اَمن ہو، ایک راستہ سے ایک ساتھ عورت ومرد کا آنا جانا نہ ہو؛ بلکہ دونوں کے آنے جانے کا راستہ الگ الگ ہونا چاہئے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۴/۲۶۴ ڈابھیل)

ابن الأصبهاني قال: سمعت أبا صالح ذكوان يحث من أبي سعيد الخدري رضي الله عنه، قالت النساء للنبي صلى الله عليه وسلم: غلبَنا عليک الرجال، فاجعل لنا يومًا من نفسک، فوعدهن يومًا لقيهن فيه، فوعظهن وأمرهن، فكان فيما قال لهن: "ما منكن امرأة تقدم ثلاثةً من ولدها إلا كان لها حجابًا من نار"، فقالت امرأة: واثنين، فقال: "واثنين". (صحيح البخاري، كتاب العلم / باب هل يجعل للنساء يوم على حدة في العلم ۲۰/۱)

قال ابن حجر: "قوله: فوعظهن ...... ووقع في رواية سهل بن أبي صالح عن أبيه عن أبي هريرة رضي الله عنه بنحو هٰذه القصة، فقال: وعدكن بيت فلانة، فأتاهن فحدثهن. (فتح الباري، كتاب العلم / باب هل يجعل للنساء على حدة في العلم ۱۹۶/۱ دار الفكر بيروت)

عن ابن عباس رضي الله عنهما أن النبي صلى الله عليه وسلم خرج ومعه بلال رضي الله عنه، فظن أنه لم يسمّع النساء فوعظهن وأمرهن بالصدقة. (صحيح البخاري، كتاب العلم / باب عظة الإمام النساء ۲۰/۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۹/۳/۱۶ ۱۴۱۹ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مردانہ کپڑوں کی عورتوں کے ذریعہ دھلائی؟

سوال (۳۴۹):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: مردانہ ناپاک کپڑا عورت دھوکر پاک کرے تو کیا وہ کپڑا پاک سمجھا جائے گا؟ کیا دھوبی یا ڈرائی کلین سے دھلوایا ہوا ناپاک کپڑا پاک سمجھا جائے گا جب کہ دھوبی غیر مسلم ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفيق: مردانہ ناپاک کپڑا عورت کے دھونے سے بھی پاک ہوجاتا ہے اور دھوبی اگر پاک صاف پانی سے کپڑا دھوئے تو اُس سے بھی پاکی حاصل ہوجاتی ہے، اگرچہ وہ غیر مسلم ہی کیوں نہ ہو۔ (فتاویٰ محمودیہ ۲۱/۷)

ڈرائی کلین میں جو کپڑے پٹرول سے دھوئے جاتے ہیں اُن کا حکم یہ ہے کہ اگر ناپاک کپڑے دئے ہوں تو ناپاک ہی رہیں گے اور اگر پاک دئے ہوں تو پاک رہیں گے۔ (احسن الفتاویٰ ۲/۸۴)

اليقين لا يزول بالشک. (الأشباه والنظائر ۹۰) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۹/۱/۱۴۲۶ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کسی لڑکی سے پیار کرنا کیسا ہے؟

سوال (۳۵۰):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اگر کسی لڑکی سے پیار رہو یا پیار کرنا چاہے تو کیسا ہے؟ یعنی کیا چیز اِس میں غلط اور کیا صحیح ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفيق: اَجنبی لڑکی سے فاسقانہ پیار ومحبت قطعاً حرام ہے، یہ کھلی ہوئی بے حیائی وبدکاری ہے، ہاں اگر کسی لڑکی سے نکاح کا اِرادہ ہوا اور اُس کو پیغام بھیجا جائے تو شرعاً جائز ہے۔

عن عمر رضي اللّٰه عنه عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: لا يخلونّ رجل بامرأة إلا كان ثالثهما الشيطان. رواه الترمذي (مشكاة المصابيح، كتاب النكاح / باب النظر إلى المخطوبة، الفصل الثاني ۲٦۹)

عـن بـريدة رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم لعلي رضـي الـلّٰـه عـنـه: يـا عـلـي لا تتبـع النظرة النظرة، فإن لک الأولیٰ وليس لک الآخرة. (مشكاة المصابيح، كتاب النكاح / باب النظر إلى المخطوبة، الفصل الثاني ٢٦٩)

عـن الـحسـن مرسلاً قال: بلغني أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال: لعـن اللّٰه الناظر والمنظور إليه. رواه البيهقي في شعب الإيمان. (مشكاة المصابيح / باب النظر إلى المخطوبة، الفصل الثالث ٢٧٠)

وفيـمـا إذا كان الناظر إلى المرأة الأجنبية هو الرجل......، قال: فليجتنب بجهده، وهو دليل الحرمة. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الكراهية / الباب الثامن فيما يحل للرجل النظر إليه ٣٢٧/٥ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۵/۵/۱۴۲۳ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

عورتوں کا جلسہ میں شرکت کرنا؟

سوال (۳۵۱): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ہمارے یہاں کے ایک مولوی صاحب کا کہنا ہے کہ عورتوں کا جلسے جلوس میں جانا مکروہِ تحریمی ہے، اُن کا یہ کہنا صحیح ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: عورتوں کو بھی وعظ ونصیحت کی اِسی طرح ضرورت ہے، جیسے مردوں کو ہوتی ہے؛ لہٰذا مذکورہ مولوی صاحب کا مطلقاً دینی جلسہ میں شرکت کو مکروہ تحریمی قرار دینا صحیح نہیں ہے، ہاں اگر فتنہ کا اندیشہ ہو تو مکروہ ہوگا۔

سـئـل ابن عباس رضي اللّٰه عنهما أشَهِدتَّ مع النبي صلى اللّٰه عليه وسلم العيـد، قال نعم خرج رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم فصلّٰى وخطب ولم يذكر

أذانًا ولا إقامةً، ثم أتى النساء فوعظهن وذكرهن، وأمرهن بالصدقة الخ. (مشكاة المصابيح / باب صلاة العيدين ۱۲۵/۱، صحيح مسلم ۲۸۹/۱، عمدة القاري ۲۹۹/٦)

وفيه استحباب وعظ النساء وتعليمهن أحكام الإسلام وتذكيرهن بما يجب عليهن، وما يستحب وحثهن على الصدقة وتخصيصهن بذٰلک في مجلس منفرد، ومحل ذٰلک كله إذا أمنت الفتنة والمفسدة. (عمدة القاري ۳۰۱/٦، حاشية النووي على صحيح مسلم ۲۸۹/۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۶/۳/۱۴۱۹ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

نوجوان مزدور کے اختلاط سے بچنے کے لئے لڑکے کا والدہ کے علی الرغم گھر کی مشین اُٹھوانا؟

سوال (۳۵۲):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک صاحب نے اپنی لڑکی کی شادی کردی تھی، پھر تین چار سال میں اُن کا انتقال ہوجاتا ہے، اور جس لڑکی کی شادی ہوئی تھی اُس لڑکی کو طلاق ہوجاتی ہے، اُس لڑکی کے دو بچے ہیں، لڑکی کی والدہ نے آمدنی میں مزید اِضافہ کے لئے مشین رکھوالی اور اُس مشین کو چلانے کے لئے ایک صاحب کو رکھ لیا، جن کی عمر ۲۸/ یا ۳۰/ سال ہے، اُن کا گھر میں کافی آنا جانا رہتا ہے، حتی کہ اُس آدمی کو گھر والے کا ایک فرد سمجھنے لگے اور وہ لڑکی کی والدہ کو اُمی کہنے لگا، گھر اور دوسری جوان لڑکیاں ہیں، جن کی شادی نہیں ہوئی ہے، محلّہ والوں کو اَجنبی شخص کا گھر میں آمد ورفت رکھنا پسند نہیں ہے، جس کی بنا پر اُلٹی سیدھی باتیں کہنا شروع کردی، لڑکی کا ایک بھائی جو دوسری جگہ رہتا ہے، جب اُس کو اِس بات کا پتہ چلا تو اپنی والدہ وغیرہ کو کافی سمجھایا؛ لیکن والدہ کہتی ہیں کہ یہ آدمی تو مجھے امی کہتا ہے، حالاں کہ اِس آدمی کا ریکارڈ صحیح نہیں ہے، ایک دن لڑکے نے غصہ میں آکر مشین اُٹھوادی۔ تو دریافت طلب بات یہ ہے کہ لڑکے کا یہ عمل صحیح ہے یا غلط؟ لڑکے کا والدہ کو برا بھلا کہنا صحیح ہے یا

نہیں؟ پھر لڑکے نے دوبارہ مشین رکھوالی، تو یہ درست ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اَجنبی شخص کا گھر میں آنا اور نوجوان لڑکیوں کا دیکھنا قطعاً جائز نہیں ہے؛ لہٰذا ایسے شخص کو بے پردہ گھر میں آنے سے روکنے کے لئے مذکورہ لڑکے نے جو تدبیر کی ہے وہ درست ہے۔

وینظر من الأجنبیة إلی وجهها وکفیها فقط للضرورة، فإن خاف الشهوة أو شک امتنع نظره إلی وجهها فحل النظر مقید بعدم الشهوة وإلا فحرام، وأما في زماننا فمنع من الشابة لا لأنه عورة؛ بل لخوف الفتنة. (الدر المختار مع الشامي ۵۳۱/۹ – ۵۳۲ زکریا، الموسوعة الفقهیة ۴۴/۳۱ کویت)

وبدن الحرة عورة إلا وجهها وکفیها وقدمیها لقوله تعالیٰ: ﴿وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ [النور: ۳۱] **– والمراد محل زینتهن، وما ظهر منها الوجه والکفان – قاله ابن عباس وابن عمر واستثنیٰ في المختصر الأعضاء الثلاثة للابتداء بإبدائها؛ ولأنه علیه السلام: نهی المحرمة عن لبس القفازین والنقاب، ولو کان الوجه والکفان من العورة لما حرم سترهما بالمخیط.** (البحر الرائق ۱/۹۶ المکتبة الشاملة، ۴۶۹/۱ زکریا)

لیکن لڑکے کا والدہ اور دادا کو برا بھلا کہنا درست نہیں ہے؛ بلکہ والدہ وغیرہ کو نرمی سے سمجھانا چاہئے، اور والدہ کو بھی لڑکے کے ساتھ شفقت کا معاملہ کرنا چاہئے۔

عن أنس بن مالک رضي اللّٰه عنه یقول: قال النبي صلی اللّٰه علیه وسلم: لیس منا من لم یرحم صغیرنا ولم یؤقر کبیرنا. (سنن الترمذي، أبواب البر والصلة / باب ما جاء في رحمة الصبیان ۱۴/۲)

اور اَجنبی کے اختلاط سے بچنے کی شکل یہ ہے کہ گھر والے ہی اِس عمل کو سیکھ لیں؛ تاکہ خود مشین چلاسکیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۱/۴/۹ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

اِنجینئر شوہر کے کہنے پر عالمہ بیوی کا بے پردہ گھومنا؟

سوال (۳۵۳):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کسی عالمہ کی شادی اِنجینئر سے ہوگئی، اُس کا شوہر جنس پینٹ اور شرٹ پہناتا ہے اور وہ بغیر پردے کے باہر آتی جاتی ہے، تو کیا اُس کے شوہر کے کہنے پر اُس کا اِس طریقہ سے چلنا جائز ہے یا نہیں؟ اور اگر یہ گناہ ہے تو اِس گناہ کا مستحق صرف اُس کا شوہر ہوگا یا دونوں ہوں گے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: شوہر کے کہنے سے یا اپنی مرضی سے فاسقہ عورتوں جیسا لباس پہننا اور بے پردہ گھر سے نکلنا کسی بھی عورت کے لئے جائز نہیں ہے۔ خاص کر اگر وہ عورت عالمہ ہو تو اُس کا یہ عمل مزید قابلِ گرفت ہے، اگر وہ اِس فعل سے باز نہ آئے تو وہ خود اور اُس کا شوہر دونوں گنہگار ہوں گے۔ (فتاویٰ محمودیہ ۱۹/۱۶۸ ڈابھیل، ۲۷/۴۲۹ میرٹھ)

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿وَلاَ تَعَاوَنُوْا عَلَی الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾ [المائدۃ، جزء آیت: ۲]

یعني لا تعاونوا علی ارتکاب المنهیات. (تفسیر القرطبي ۶/۴۷)

وهو الحکم اللاحق عن الجرائم. (تفسیر القرطبي ۶/۴۷)

ینهاهم عن التناصر الباطل والتعاون علی المآثم والمحارم. (تفسیر ابن کثیر ۶/۱۰، روح المعاني ۷/۵۷)

عن عمران بن حصین رضي اللّٰہ عنه قال: سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم یقول: لا طاعة لأحد في معصیة اللّٰہ تعالیٰ. (المسند للإمام أحمد بن حنبل ۶/۵۹ رقم: ۲۱۰۳۰)

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿وَقُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ یَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَیَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْیَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰی جُیُوْبِهِنَّ﴾

[النور، جزء آیت: ۳۱]

قال اللّٰه تعالیٰ: ﴿يَآيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ﴾ [الأحزاب، جزءآيت: ٥٩]

عن ابن عباس رضي اللّٰه عنهما قال: لعن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم المتشبهين من الرجال بالنساء والمتشبهات من النساء بالرجال. (صحيح البخاري، كتاب اللباس / باب المتشبهين بالنساء والمتشبهات بالرجال ٨٧٤/٢ رقم: ٥٨٨٥ دار الفكر بيروت، مشكاة المصابيح / باب الترجل ٣٨٠)

من شبّه نفسه بالكفار مثلاً في اللباس وغيره أو بالفساق أو بالفجار ...... فهو منهم أي في الإثم، قال الطيبي: هٰذا عام في الخلق والخلق والشعار. (مرقاة المفاتيح، كتاب اللباس / الفصل الثاني ٢٢٢/٨ تحت رقم: ٤٣٤٨ دار الكتب العلمية بيروت)

عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: صنفان من أهل النار لم أرهما قوم معهم ...... ونساء كاسيات عاريات مميلات مائلات رؤوسهن كأسنمة البخت المائلة، لايدخلن الجنة ولا يجدن ريحها، وإن ريحها لتوجد من مسيرة كذا وكذا. (صحيح مسلم / كتاب اللباس والزينة ٢٠٥/٢)

وتمنع المرأة الشابة من كشف الوجه بين الرجال ...... لا لأنه عورة؛ بل لخوف الفتنة. (الدر المختار مع الشامي ٧٨/٢ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۲؍۱؍۱۴۳۵ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

اِمام کے کمرے میں تانک جھانک کرنا؟

سوال (۳۵۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اِمام صاحب اور اُن کے مہمان مفتی صاحب اپنے حجرہ میں سحری کھانے کے بعد محو گفتگو تھے، زید آتا ہے اور چپکے سے دروازے کے جھروکوں سے جھانک کر دیکھتا ہے، اِس پر مفتی صاحب نے

کہا کہ اِس طرح جھانکنا منع ہے، یہ بات سن کر زید چلا جاتا ہے، مفتی صاحب بحکم اِمام صاحب فجر کی نماز کے بعد تقریر کرتے ہیں، اور اپنی تقریر میں عام لوگوں کو خطاب کرتے ہوئے یہ حدیث بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں جھانکنے لگا، آپ نے اُس کو فرمایا کہ اگر میں تجھ کو جھانکتے ہوئے دیکھتا تو تیری آنکھیں پھوڑ ڈالتا، اِس کے بعد مفتی صاحب نے آیت تلاوت فرمائی: ﴿يَآ أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لاَ تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا﴾ اِس تقریر کو سن کر زید مفتی صاحب سے بدظن ہو جاتا ہے اور اُن کو برا کہتا ہے، اور کہتا ہے کہ اُن کے پیچھے نماز جائز نہیں ہے؛ کیوں کہ مفتی صاحب نے اِس حدیث کو اپنی طرف سے گھڑ کر بیان کیا ہے، حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم ایسی حدیث بیان نہیں کر سکتے، جب کہ مفتی صاحب کا کہنا ہے کہ یہ حدیث کتاب میں موجود ہے؛ لیکن زید برابر انکار کرتا ہے، اور زید کا یہ بھی کہنا ہے کہ تنہا حجرہ میں رہنے والے اِمام کو گاہے بگاہے چیک کرتے رہنا چاہئے، آیا زید کی یہ بات درست ہے یا نہیں؟ اِس بارے میں شریعتِ مطہرہ کیا کہتی ہے؟ اور مذکورہ تحریر کے مطابق زید قرآن وحدیث کا منکر ہے یا نہیں؟ اگر منکر ہے تو قرآن وحدیث کی روشنی میں زید پر کیا حکم جاری ہوتا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: گھر میں جھانکنے سے متعلق جو حدیث مفتی صاحب نے بیان فرمائی ہے، وہ بلا شبہ صحیح اور ثابت ہے، اس کا اِنکار کسی کے لئے جائز نہیں۔ اور زید کا اِس حدیث کو غلط بتانا اور اِمام صاحب کے کمرہ میں جھانکنے کے لئے بہانا بنانا کہ مسجد میں رہنے والے کو چیک کرتے رہنا چاہئے محض غلط ہے، اِس حرکت کی وجہ سے زید سخت گنہگار ہے، اُس پر صدق دل سے توبہ لازم ہے؛ تاہم اُس پر کفر کا حکم نہیں لگایا جائے گا۔

عن سهل بن سعد رضي اللّٰه عنه قال: اطلع رجل من جحر في حجر النبي صلى اللّٰه عليه وسلم، ومع النبي صلى اللّٰه عليه وسلم مدرى يحک به رأسه، فقال: لو أعلم أنک تنظر لطعنت به في عينک، إنما جعل الاستيذان من أجل البصر. (صحيح البخاري ٢/٢ ٩٢ رقم: ٦٠٠٠، صحيح مسلم ٢/٢ ٢١٢)

وقال الإمام أبوبكر بن إسحاق رحمه الله: إن كان القائل جاهلاً لا يكفر، وإن كان عالمًا يكفر. (الفتاویٰ الهندية، كتاب السير / الباب التاسع في أحكام المرتدين ۲/ ۲٦۷ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۴/۶/۲۰ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

عورتوں کا دوپٹہ یا بڑی چادر اوڑھ کر گھر سے باہر سرکاری نل سے پانی بھرنا؟

سوال (۳۵۵):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: جس طرح آپ کے یہاں ہر گھر میں نل ہوتا ہے اِس طرح ہمارے یہاں نہیں ہوتا ہے؛ بلکہ ایک چھوٹی سی گلی میں دس یا بیس گھروں کے لئے سڑک پر یعنی گھر کے باہر سرکاری نل ہوتا ہے جس میں ہر ہفتہ تین دن پانی آتا ہے، سب اُسی میں سے پانی بھر کر اپنے گھر لے جاتے ہیں، پانی صرف صبح سے دوپہر تک آتا ہے، گھر پر مرد نہیں ہوتے وہ نوکری کرنے چلے جاتے ہیں، عورتوں کو پانی لانے کی نوبت آتی ہے، تو اگر یہ برقع پہن کر گھر سے باہر آکر پانی بھر کر لے جائیں، تو اِس میں کافی دقت ہوتی ہے، اور چہرہ ڈھکا ہوگا تو پانی بھرنے میں تکلیف بھی ہوتی ہے، اور لوگ چڑھائیں گے بھی، تو کیا ایسے موقع پر صرف اوڑھنی اوڑھ کر پانی بھر لیں اور برقع نہ پہنیں تو جائز ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: بہتر ہے کہ باقاعدہ برقع اوڑھ کر پانی بھرنے جائیں، اگر اِس میں حرج ہو تو بڑی سی چادر اوڑھ لیں، چہرہ بقدر ضرورت کھولیں اور نگاہیں نیچی رکھیں۔

فالحاصل أن المرأة مأمورة في القران بأن تستقر في بيتها ولا تخرج إلا لحاجة، ثم إن خرجت لحاجة فهي مأمورة بستر الوجه بإدناء الجلباب أو البرقع، وبأن لا تُسفر عن وجهها. نعم يستثنى منه حالتان: الأولىٰ: حالة الحاجة إلى

إبـداء الـوجـه بـأن يلحقها بالستر ضرر كما في الزحام، أو لحاجة أخرىٰ، كأداء الشهـادة. والثـانية أن يـنـكشف وجهها مـن غير قصدها عند الكسب والعمل، والـرجـال مامورون في هاتين الحالتين بغضّ النظر. (تكملة فتح الملهم، كتاب السلام / باب جواز جعل الإذن الخ ٢٦٩/٤ مكتبة دار العلوم كراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۸/۳/۱۴۲۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

عورت کا اسکوٹر وغیرہ چلانا؟

سـوال (۳۵۶): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کیا عورت کے لئے اِسکوٹر، اور موٹر سائیکل، اور بغیر پٹرول والی سائیکل چلانا جائز ہے یا نہیں؟ اِس سلسلہ میں ایک سوال و جواب ایک صاحب نے دیا ہے، اُس کو بھی ملاحظہ فرما کر مفصل ومدلل شافی وکافی جواب عنایت فرمائیں۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجـواب وبـالـلّٰـه التوفيق: ضرورت کے وقت ازسرتا پیر مکمل پردہ کی رعایت رکھتے ہوئے عورت کے لئے موٹر سائیکل وغیرہ چلانے کی اگرچہ شرعاً گنجائش ہے؛ لیکن موجودہ فتنہ کے دور میں عورت کا موٹر سائیکلوں پر بیٹھ کر سڑکوں پر نکلنا خطرات سے خالی نہیں؛ کیوں کہ ایسی عورت کی طرف راہ گیروں کی نظریں بے ساختہ اُٹھتی ہیں، گویا کہ یہ عورت اپنے عمل سے غیر مردوں کو اپنی جانب مائل کرنے والی ہے، جس کی مذمت اَحادیثِ شریفہ میں وارد ہے۔ علاوہ ازیں سواری کے خدانخواستہ بے قابو ہونے کی صورت میں بے پردگی کا بھی سخت احتمال ہے، نیز جرائم پیشہ افراد کا شکار ہونے کا بھی خطرہ ہے، اِس لئے بلاشدید ضرورت عورتوں کو موٹر سائیکل وغیرہ چلانے سے یقیناً احتراز کرنا چاہئے۔ (مستفاد: فتاویٰ رحیمیہ ۴۲۵/۶)

﴿وَقَـرۡنَ فِـیۡ بُیُـوۡتِكُنَّ﴾ فيه الدلالة على أن النساء مأمورات بلزوم البيت منهيًا عن الخروج. (تفسير القرطبي ٣٦٠/٣ بيروت)

ومعنى هٰذه الآية، الأمر بلزوم البيت، وإن كان الخطاب لنساء النبي صلى اللّٰه عليه وسلم وتدخلن غيرهن فيه بالمعنى ...... والإنكفاف عن الخروج منها إلا للضرورة. (تفسير القرطبي ۱۷۹/۷ بيروت)

"لا تركب مسلمة على سرج" الحديث. قال الشامي: وهو: لعن اللّٰه الفروج على السروج (أورده القاري في الأسرار المرفوعة رقم: ۳٦۳) هٰذا لو للتلهي ولو لحاجة غزو أو حج أو مقصد ديني أو دنيوي لا بد لها منه فلا بأس به. (الدر المختار) وفي الشامي قوله: ولو لحاجة غزو ...... أي بشرط أنه تكون متسترة، وأن تكون مع زوج أو محرم. (شامي، كتاب الحظر والإباحة / باب الاستبراء ٦۰٦/۹ زكريا، ۵۱۹/۹ دار إحياء التراث العربي بيروت)

الحاجة تنزل منزلة الضرورة عامةً وخاصةً. (شرح المجلة لسليم رستم باز بحواله: فتاوىٰ محموديه ۳۰۳/۱٦ ڈابهيل)

وروي عن أبي حنيفة وأبي يوسف كراهة خروجها مسيرة يوم واحد، وينبغي أن يكون الفتوىٰ عليه لفساد الزمان. (شامي، كتاب الحج / مطلب في قولهم: يقدم حق العبد على حق الشرع ۴٦۵/۳ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۳۰/۴/۱۴۳۲ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

عورت کا سرکاری ملازمت کیلئے ''اِسکوٹی'' پر آنا جانا؟

سوال (۳۵۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میری بہو مسلم گرلز اِسکول میں مستقل ملازمت میں ٹیچر ہے، بذریعہ رکشہ نقاب میں اسکول جاتی رہی ہے، مگر کچھ دن ہوئے کہ سڑک پر رکشہ میں بڑا جھٹکا لگا، اور اُس کی کمر میں بڑا درد اور دکھن پیدا ہوگئی، قابل ڈاکٹروں کے مختلف معالجہ کے باوجود بھی ابھی تک پورا آرام نہیں ہے، رکشہ سے جانے میں تکلیف بڑھ جاتی ہے، مجبوری میں اَب اُس کا شوہر موٹر سائیکل پر پہنچا دیتا ہے؛ لیکن یہ

بہت دقت طلب ہے، دقت کی کمی کی بنا پر آٹو رکشہ کرایہ پر لینے میں ساری کوشش ناکام رہی، ایسی مجبوری میں لیڈیز موٹر سائیکل جو اسکوٹی کہلاتی ہے، اُس پر نقاب میں ہی اسکول جاسکتی ہے؟ کیا اسکوٹی پر اسکول جانے آنے کی اِجازت ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: واضح رہے کہ عورتوں کے لئے ملازمت صرف بہت مجبوری میں ہی جائز ہے؛ لہٰذا محض شوقیہ ملازمت ہرگز نہیں کرنی چاہئے، اور مسئولہ صورت میں آپ کی بہو کا ''نان نفقہ'' اور ضروری اِخراجات سب اُس کے شوہر کے ذمہ ہیں، تو پھر اُسے باہر جاکر ملازمت کی کیا ضرورت ہے؟ تاہم اگر بہت مجبوری ہو اور ملازمت کے بغیر چارۂ کار نہ ہو تو مکمل پردہ کے ساتھ بدرجہ مجبوری ''اِسکوٹی'' جیسی سواری پر آنے جانے کی گنجائش ہے۔

"لا ترکب مسلمة علی سرج" الحدیث. قال الشامي: وهو: لعن اللّٰه الفروج علی السروج (أورده القاري في الأسرار المرفوعة رقم: ٣٦٣) هٰذا لو للتلهي ولو لحاجة غزو أو حج أو مقصد دیني أو دنیوي لا بد لها منه فلا بأس به. (الدر المختار) وفي الشامي قوله: ولو لحاجة غزو ...... أي بشرط أنه تکون متسترة، وأن تکون مع زوج أو محرم. (شامي، کتاب الحظر والإباحة / باب الاستبراء ٩/٦٠٦ زکریا، ٥١٩/٩ دار إحیاء التراث العربي بیروت) فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۲/۱۰/۲۰ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

محرم مرد وعورت کا ایک دوسرے کو بوسہ دینا؟

سوال (۳۵۸): -کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کیا آپس میں محرم مثلاً ماموں، بھانجی، بہن، بھائی، چچا بھتیجی لپٹ کر چہرے پر پیار یا بوسہ کر سکتے ہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اِس پرفتن دور میں محارم مرد وعورت کو آپس میں لپٹ کر

پیار کرنے اور بوسہ لینے کی قطعاً اِجازت نہیں ہے، نیز یہ کہ شرفاء کے عرف میں نہایت بے غیرتی اور بے شرمی کی بات سمجھی جاتی ہے، اِس سے احتراز لازم ہے۔

وما حل نظره مما مر من ذكر أو أنثى حل لمسه إذا أمن الشهوة على نفسه وعليها لأنه عليه السلام كان يقبل رأس فاطمة، وقال عليه السلام: من قبَّل رِجل أمه فكأنما قبَّل عتبة الجنة، وإن لم يأمن ذٰلک أو شک فلا يحل له النظر واللمس. كشف الحقائق لابن السلطان والمجتبىٰ. (الدر المختار / كتاب الحظر والإباحة ۹/۵۲۸ زكريا)

والمراد إذا لم تكن محرمًا؛ لأن المحرم بسبيل منها، إلا إذا خاف على نفسه أو عليها الشهوة، فحينئذٍ لا يمسها ولا ينظر إليها ولا يخلو بها، لقوله عليه السلام: "العينان يزنيان وزناهما النظر، واليدان تزنيان وزناهما البطش، والرجلان يزنيان وزناهما المشي، والفرج يصدق ذٰلک أو يكذبه". فكان في كل واحد منها زنًا، والزنا محرم بجميع أنواعه، وحرمة الزنا بالمحارم أشد وأغلظ، فيجتنب الكل. (البحر الرائق، كتاب الكراهية / فصل في النظر واللمس ۸/۳۵٦ زكريا، وكذا في الفتاوىٰ الهندية / الباب الثامن ۵/۳۲۸ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۵/۱/۱۴۳۴ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

شوہر کا بیوی کو برقع اُتارنے پر مجبور کرنا؟

سوال (۳۵۹): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میرے شوہر یہ چاہتے ہیں کہ میں جب اُن کے ساتھ کسی ہندو فنکشن میں یا کہیں گھومنے کے لئے جاؤں، تو برقع اُتار دیا کروں، اُن کو برقع ناپسند ہے، وہ کہتے ہیں کہ اِس کا گناہ میرے اوپر ہے، میں اِس گناہ کا بوجھ اٹھاؤں گا؛ کیوں کہ میں منع کرتا ہوں، کیا شوہر کے اِس طرح کہنے سے گناہ اُن کے اوپر آجائے گا اور میں بری الذمہ ہوجاؤں گی؟ میں اُن کو پیار ومحبت اور ہر طرح سے

سمجھا چکی ہوں، اَب گھر میں اِس طرح کی دیگر باتوں کو لے کر گھر میں جنگ کا سماں ہوتا ہے، میں کیا کروں؟ بہت پریشان ہوں؟ تسلی بخش جواب سے نوازیں۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے: **لا طاعةَ لمخلوق في معصية اللّٰه.** (المصنف لابن أبي شيبة ١٨/٢٤٧ رقم: ٣٤٤٠٦) یعنی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنے والے کسی حکم میں کسی مخلوق کی اِطاعت نہیں کی جائے گی۔

بریں بنا شوہر کے کہنے پر آپ کے لئے برقع کا اُتارنا جائز نہیں، اور اِس معاملہ میں شوہر کی تابع داری آپ کے لئے ہرگز درست نہیں ہے، شوہر کا یہ کہنا کہ بے پردگی کا گناہ میرے اوپر ہوگا، یہ جہالت کی بات ہے؛ کیوں کہ قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی﴾ [الفاطر، جزء آیت: ١٨] یعنی کوئی بوجھ اُٹھانے والا دوسرے کے گناہ کے بوجھ کو نہ اٹھائے گا، اِس لئے آپ شریعت پر ثابت قدم رہیں، اور اپنے شوہر کی ہدایت کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتی رہیں، اور حسنِ تدبیر کے ساتھ اُنہیں سمجھانے کی کوشش کریں۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿يٰاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ﴾ [الأحزاب، جزء آیت: ٥٩]

قال أبوبكر: في هٰذه الآية دلالة على أن المرأة الشابة مأمورة بستر وجهها عن الأجنبيين وإظهار الستر والعفاف عند الخروج لئلا يطمع أهل الريب فيهن. (أحكام القرآن للجصاص ٣/٣٧٢ لاهور)

وتمنع المرأة الشابة من كشف الوجه بين رجال لا لأنه عورة؛ بل لخوف الفتنة. (الدر المختار ٣/٧٩ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۴۳۳/۵/۱۱ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

زیورات کے استعمال کے شرعی اَحکام

مرد کے لئے سونا پہننا کیوں ناجائز ہے؟

سوال (۳۶۰): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مرد کے لئے سونے کی چیز پہننا جائز ہے یا نہیں؟ اگر جائز نہیں تو ایسا کیوں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مرد کے لئے سونا پہننا ناجائز ہونے کی وجہ یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُمت کے مردوں کو سونا پہننے سے منع فرمایا ہے، اور یہ اِرشاد فرمایا ہے کہ جو شخص دنیا میں سونے کا زیور استعمال کرے گا، وہ جنت میں اُس سے محروم رہے گا۔

عن عبد اللّٰه بن عمر رضي اللّٰه عنهما عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: من مات من أمتي وهو يشرب الخمر حرم اللّٰه عليه شربها في الجنة، ومن مات من أمتي وهو يتحلى الذهب حرم اللّٰه عليه لباسه في الجنة. (المسند للإمام أحمد بن حنبل ۲۰۹/۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۰/۴/۱۴۲۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مرد کے لئے سونا چاندی کا ہار گلے میں لٹکانا؟

سوال (۳۶۱): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مرد اور لڑکے کے لئے سونا یا چاندی کا ہار گلے میں لٹکانا یا پہنانا جائز ہے یا نہیں؟ خواہ تعویذ کے ساتھ ہی کیوں نہ ہو؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مردوں کے لئے سونے چاندی کا ہار گلے میں لٹکانا اور پہننا جائز نہیں ہے، اگرچہ تعویذ کے ساتھ ہی کیوں نہ ہو۔ (مستفاد: امدادالفتاویٰ ۴/۲۸۶)

عن عبد الرحمن بن غنم رضي اللّٰه عنه أن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قال: من تحلیٰ أو حلی بخریصة من ذهب کوی بها یوم القیامة. رواه أحمد. (مجمع الزوائد، کتاب اللباس / باب استعمال الذهب ١٤٧/٥)

ولا یتختم بغیرها کحجرٍ وذهب وحدید. (الدر المختار، کتاب الحظر والإباحة / فصل في اللبس ٣٥٥/٦ کراچی، ٥١٧/٩ زکریا، وکذا في البحر الرائق، کتاب الکراهیة / فصل في اللبس ٣٥٠/٨ زکریا) فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۴۲۱/۴/۲۹ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللّٰہ عنہ

مرد کے لئے گولڈ میڈل گلے میں پہننا؟

سوال (۳۶۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مرد کے لئے سونے کا استعمال حرام ہے؛ لیکن کبھی کسی تقریب میں دینی یا دنیوی اعتبار سے بڑے اور صاحبِ منصب عہدہ والے شخص کو صدر وزیر اعظم، یا اعلیٰ دیگر بڑے حضرات کی طرف سے ’’گولڈ میڈل‘‘ دیا جاتا ہے، جسے وہ تھوڑی دیر یا تقریب کے اختتام تک گلے میں پہنے رہتے ہیں، تو اِس سلسلہ میں شرعی حکم کیا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ’’گولڈ میڈل‘‘ ہاتھ میں لینے کی تو گنجائش ہے؛ لیکن مرد کیلئے چوں کہ سونے کا کسی بھی طرح استعمال جائز نہیں ہے؛ اِس لئے اُسے اگر گلے میں ڈال دیا گیا تو فوراً اُتارنے کی کوشش کرنی چاہئے، ورنہ گناہ ہوگا۔ (مستفاد: کفایت المفتی ۱۵۹/۹، احسن الفتاویٰ ۸/۷۰)

عـن أبـي مـوسـىٰ الأشـعـري رضـي اللّٰه عنه أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال: حرم لباس الحرير والذهب على ذكور أمتي. (سنن الترمذي، أبواب اللباس / باب ما جاء في الحرير والذهب للرجال ۱/ ۳۰۲)

ولا يجوز للرجل التحلي بالذهب. (الفتاوىٰ التاتارخانية ۱۸/ ۱۲۴ رقم: ۲۸۲٤٥ زكريا)

إن الـذهـب لا يـحـل للرجال مطلقًا لا استعمالاً ولا اتخاذًا ولا تضبيبًا ولا تمويهًا. (إعلاء السنن ۱۷/ ۳۲۵ كراچى) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۶/۵/ ۱۴۳۲ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مکمل سونے کی گھڑی یا جس کا کوئی جزو سونے کا ہو، استعمال کرنا؟

سوال (۳۶۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: خالد کے پاس مکمل سونے کی گھڑی ہے یا کوئی جزو گھڑی کا سونے کا ہے، تو سوال یہ ہے کہ خالد اُس گھڑی کو استعمال کرسکتا ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: مکمل سونے کی گھڑی پہننا یا ایسی گھڑی پہننا جس میں دیگر دھات سے سونا زائد ہے؛ ناجائز ہے۔

عـن ابـن عمر رضي اللّٰه عنهما قال: نهى رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم عن خاتم الذهب. (سنن ابن ماجة، أبواب اللباس / باب النهي عن الخاتم الذهب ۲۵۹)

عـن عبـد الـلّٰـه بـن عبـاس رضـي اللّٰه عنهما أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلـم رأى خاتمًا من ذهب في يد رجل فنزعه فطرحه، وقال: يَعمِدُ أحدكم إلى جمرةٍ مـن نـارٍ فيـجعلها في يده. فقيل للرجل بعد ما ذهب رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليـه وسـلـم: خـذ خـاتـمک انتفع به، قال: لا واللّٰه لا آخذه أبدًا، وقد طرحه

رسـول الـلّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم . (صـحـيـح مسـلـم، كتاب اللباس والزينة / باب تحريم خاتم الذهب على الرجال ونسخ ما كان من إباحته في أول الإسلام ١٩٥/٢ رقم: ٢٠٩٠ بيت الأفكار الدولية)

والـختـم بـالذهب على الرجال حرام، لما روينا . وعن علي رضي اللّٰه عنه أن الـنبي صـلـى الـلّٰـه عـليـه وسـلـم نهى عن التختم بالذهب؛ ولأن الأصل فيه التحريم، والإباحة ضرورة الختم أو النموذج، وقد اندفعت بالأدنىٰ وهو الفضة، والـحـلقة هي المعتبرة؛ لأن قـوام الـخـاتـم بها، ولا معتبر بالفص حتى يجوز أن يـكـون مـن حـجر. ويجعل الفص إلى باطن كفه، بخلاف النسوان؛ لأنه تزين في حقهن. (الهداية، كتاب الكراهية / فصل في اللبس ٤٥٧/٤ مكتبة شركة العلمية ملتان)

ولا يتـحـلـى الـرجـل بـذهب وفضة مطلقًا إلا بخاتم ...... منها: أي الفضة ومنطقة. (الـدر الـمـختار مع الشامي، كتاب الحظر والإباحة / فصل في اللبس ٥١٦/٩ زكريا، كذا في البحر الرائق، كتاب الكراهية / فصل في اللبس ٣٤٨/٨ زكريا)

البتہ ایک دو چھوٹے جز سونے کے ہوں اور بقیہ اجزاء دوسری دھات کے ہوں تو پہننے میں حرج نہیں ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ رحیمیہ ۱۸۴/۱۰) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۰/۵/۲۶ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

سونے کا پانی چڑھی ہوئی گھڑی پہننا؟

سوال (۳۶۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: جس گھڑی پر سونے کا پانی چڑھا ہو اُس گھڑی کو ہاتھ میں پہننا جائز ہے یا نہیں؟ اور ایسی گھڑی جس پر سونے کا پانی چڑھا ہو، ایسی گھڑی کو پہن کر نماز پڑھنے سے نماز ہوگی یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اِس طرح کی گھڑی پہننا درست ہے، نماز بھی صحیح

ہوجائے گی۔ (فتاویٰ محمودیہ ۱۷/۳۰۰ ڈابھیل)

لا بأس بتمويه السلاح بذهب وفضة. (الدر المختار، كتاب الحظر والإباحة / باب الاستبراء ۹/۲ ٦٠)

فأما التموية، وهو أن يجعل الذهب ماء بحيث لا يخلص بعد ذٰلك، فلا بأس به بالإجماع. (الفتاویٰ التاتارخانية ۱۸/ ۱۲۱ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۸/۸/۱۴۲۰ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

تانبے پیتل وغیرہ کی بنی ہوئی گھڑی کی چین اور چشمے کا فریم پہننا؟

سوال (۳٦۵): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: آج کل مردانہ وزنانہ گھڑیوں میں جو بیلٹ چین ہوتی ہے اُن میں اکثر پیتل، تانبا وغیرہ دیگر دھات کی تیار ہورہی ہے، آیا اِس مسئلہ میں مرد وعورت میں کچھ فرق ہے یا دونوں کا ایک ہی حکم ہے؟ علاوہ اَزیں چشمے میں استعمال ہونے والا فریم اگر مذکورہ دھاتوں کا ہوتو استعمال جائز ہوگا یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: گھڑی کی چین یا چشمہ کا فریم تانبا، پیتل یا کسی بھی دھات کا ہو، مرد وعورت دونوں کے لئے گھڑی اور چشمہ کی حفاظت کی وجہ سے جائز ہے، اور عورتوں کو کانچ ودیگر دھاتوں کی چوڑیاں پہننا بھی زیب وزینت کے لئے جائز ہے۔ (عزیز الفتاویٰ ۱/۷۷، فتاویٰ رشیدیہ ۵۹۵)

ولا يكره في المنطقة حلقة حديد (الدر المختار) وفي الشامي: وانتطق الرجلُ شدَّ وسطَهُ بمنطقة كتَنَطَّقَ وهذا أنسب هنا. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الحظر والإباحة / فصل في اللبس ٦/ ۳۵۹ كراچی، ۹/ ۵۱۷ زكريا)

بـقـي الـكلام في بند الساعة الذي تربط ويعلقه الرجل بزر ثوبه، والظاهر أنـه كنبد السبحة الذي تربط الخ. (شـامـي، كتاب الحظر والإباحة / فصل في اللبس ۹/۰ ۵۱ زكريا، فتاویٰ إحياء العلوم ۲۵۸ مبارك پور) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۶/۲/۱۴۲۳ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مرد کیلئے اسٹیل وغیرہ کے زیورات اور گھڑی کی چین پہننا؟

سـوال (۳٦٦): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مرد کے لئے اِسٹیل، لوہا، تانبا اور پیتل پہننا جائز ہے یا نہیں؟ اگر جائز ہے تو کیوں؟ اِس لئے کہ اکثر دیکھا گیا ہے کہ لوگ گھڑی مع چین کے پہنتے ہیں، تو اِس کے بارے میں واضح فرمائیں، عین کرم ہوگا۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الـجواب وبالله التوفيق: مرد کے لئے اِسٹیل وغیرہ کے زیورات پہننا جائز نہیں ہے، گھڑی کی چین پہن سکتا ہے؛ اِس لئے کہ وہ زیور نہیں ہے، وہ تو ضرورۃً استعمال کی جاتی ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ احیاء العلوم ۲۵۹)

ولا يتـحـلـى الـرجـل بذهب وفضةٍ مطلقًا إلا بخاتم ومنطقة وحلية سيف مـنهـا، ولا يتـختـم بغيرها وذهب وحديد وصفر ورصاص وزجاج وغيرها (الدر الـمختار) وقال الشامي: لا بأس بأن يتخذ خاتم حديد قد لوي عليه فضة وألبس بفضة حتى لا يرى. (الـدر الـمـختـار مع الشامي، كتاب الحظر والإباحة / فصل في اللبس ٦/۰ ۳٦ كـراچـی، ۹/٦ ۵۱-۹ ۵۱ زكـريـا، البـحـر الرائق، كتاب الكراهية / فصل في اللبس ۸/۰ ۳۵ زكريا، تبيين الحقائق، كتاب الكراهية / فصل في اللبس ١٥/٦ المكتبة الإمدادية ملتان، ٣٦/٧ زكريا)

وفـي الـجوهرة: وأم الأنية مـن غيـر الـفـضـة والـذهـب فـلا بأس بالأكل

والشـرب فيهـا والانتـفاع بها كالحديد والصفر والنحاس والرصاص والخشب والطين. (شـامـي / كتـاب الـحظر والإباحة ٦/٣٤٣ كراچی، البحر الرائق، كتاب الكراهية / فصل في الأكـل والشـرب ٨/١٨٦ كـوئـٹـه، ٨/٢٤١ زكـريـا، تبيين الـحـقـائق، كتاب الكراهية / فصل في الأكل والشرب ٦/١٠ المكتبة الإمدادية ملتان، ٧/٢٥ زكريا)

بـقـي الـكلام في بند الساعة الذي تربط ويعلقه الرجل بزر ثوبه، والظاهر أنـه كنبد السبحة الذي تربط الخ. (شـامـي، كتاب الحظر والإباحة / فصل في اللبس ٩/٥١٠ زكريا، فتاوىٰ إحياء العلوم ٢٥٨ مبارك پور) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۲/۱۲/۱۴۱۲ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مسلم عورتوں کو ''بچھوا'' پہننا؟

سوال (۳۶۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: عورتیں پاؤں کی اُنگلیوں میں چھلے پہنتی ہیں اور چھلے جیسی ایک اور چیز ہوتی ہے جس کو بچھوے کہا جاتا ہے، یہ بچھوے غیر مسلم عورتیں بھی پہنتی ہیں، مسلم عورتوں کو بچھوے پہننا درست ہے یا نہیں؟ یا اس وجہ سے کہ غیر مسلم عورتیں بھی پہنتی ہیں، درست ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر بچھوا پہننا غیر مسلم عورتوں کا قومی یا مذہبی شعار نہ ہو اور اُسے محض زینت کی غرض سے پہنا جاتا ہو، تو مسلمان عورتوں کے لئے اُسے پہننے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے؛ کیوں کہ یہ بھی دیگر مباح زیوروں کے حکم میں داخل ہوگا۔ (مستفاد: بہشتی زیور ۳/۶۲)

يبـاح لـلـنسـاء مـن حلي الذهب والفضة والجواهر كل ما جرت عادتهن بـلبسـه كـالسـوار والـخـلـخـال والقرط والخاتم وما يلبس على وجوههن وفي أعناقهن وأيديهن الخ. (إعـلاء السـنـن، كتاب الحظر والإباحة / اعتبار عادة أهل النواحي في باب

التشبه ۲۹٤/۱۷ المكتبة الإمدادية مكة المكرمة) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۱۴/۴/۵ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

عورتوں کا چاندی کے بچھوے پہننا؟

سوال (۳۶۸): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: چاندی کے بنے ہوئے ہوئے بچھوے یا اُوپر لکھے سامان کے بنے ہوئے زیورات پیروں میں پہن کر نماز ہوسکتی ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جس جگہ بچھوے پہننا کافر عورتوں کی علامت نہ ہو، وہاں مسلمان عورتیں اُسے پہن سکتی ہیں، خواہ کسی دھات کا ہو، اور اُسے پہن کر نماز پڑھنے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۱۴/ ۴۰۸)

عن ابن عمر رضي اللّٰہ عنہما قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: من تشبه بقوم فهو منهم. (سنن أبي داؤد، كتاب اللباس / باب في لبس الشهرة رقم: ٤٠٣١ دار الفكر بيروت، مشكاة المصابيح، كتاب اللباس / الفصل الثاني ٣٧٥/٢)

يباح للنساء من حلي الذهب والفضة والجواهر كل ما جرت عادتهن بلبسه كالسوار والخلخال والقرط والخاتم وما يلبس على وجوههن وفي أعناقهن وأيديهن الخ. (إعلاء السنن، كتاب الحظر والإباحة / اعتبار عادة أهل النواحي في باب التشبه ۲۹٤/۱۷ المكتبة الإمدادية مكة المكرمة) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۱۶/۸/۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

عورتوں کا پاؤں کی انگلی میں چاندی کے چھلے پہننا؟

سوال (۳۶۹): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کیا عورت کے لئے پاؤں کی اُنگلیوں میں چاندی کے چھلے پہننے کی اِجازت ہے؟ گلے اور کان ناک میں سونے کا زیور اور پاؤں میں چاندی کی پازیب اور ہاتھوں میں سونے کے کنگن یا چاندی اور سونے کی چوڑیاں پہننا درست ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: عورت کے لئے فی نفسہٖ ہر طرح کے زیورات اَعضاء زینت میں پہننا جائز ہے؛ البتہ اِس کا خیال رہے کہ زیور گھنگرو والا نہ ہو، اور کسی غیر قوم کا شعار نہ ہو، بعض علاقوں میں پاؤں کی انگلیوں میں چھلے اور چھپیا پہننا غیر مسلم عورتوں کی خاص علامت سمجھا جاتا ہے، ایسے علاقوں کی مسلمان عورتوں کو اُن کی مشابہت سے بچنا چاہئے۔

يجوز للنساء لبس أنواع الحلي كلها . (إعلاء السنن ۲۹۳/۱۷)

عن علي بن سهل بن الزبير أخبره أن مولاة لهم ذهبت بابنة الزبير إلى عمر بن الخطاب رضي الله عنه، وفي رجلها أجراس، فقطعها عمر، ثم قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: مع كل جرس شيطانا. (سنن أبي داؤد / باب ما جاء في الجلاجل ۵۸۱/۲)

عن ابن عمر رضي الله عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من تشبه بقوم فهو منهم. (سنن أبي داؤد، كتاب اللباس / باب في لبس الشهرة ۵۵۹/۲ رقم: ۴۰۳۱ دار الفكر بيروت، مشكاة المصابيح، كتاب اللباس / الفصل الثاني ۳۷۵/۲)

قال القاري: أي من شبّه نفسه بالكفار مثلاً في اللباس وغيره، أو بالفساق أو الفجار، أو بأهل التصوف والصلحاء الأبرار "فهو منهم": أي في الإثم أو الخير عند الله تعالیٰ ...... الخ. (بذل المجهود، كتاب اللباس / باب في لبس الشهرة ۵۹/۱۲ دار البشائر الإسلامية

بيـروت، وكـذا في مرقاة المفاتيح، كتاب اللباس / الفصل الثاني ۲۵۵/۸ رقم: ٤٣٤٧ رشيدية، وكذا في فيض القدير شرح الجامع الصغير ٥٧٤٣/١١ رقم: ٨٥٩٣ نزار مصطفىٰ الباز رياض) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۲/۱/۸ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کیا سونے کا زیور پیر میں پہننا منع ہے؟

سوال (۳۷۰): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: سونے کو تعظیم کی وجہ سے کیا پیر میں نہیں پہنا جا سکتا؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سونا زینت کی خاطر پیر میں پہن سکتی ہے، یہ تعظیم کے خلاف نہیں ہے۔

ويجوز للنساء التحلي بالذهب والفضة. (مجمع الأنهر ١٩٦/٤ مكتبة فقيه الأمة ديوبند) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۱۹/۴/۲۴ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

عورتوں کا سونے وچاندی کے علاوہ دھات کی چیزیں پہننا؟

سوال (۳۷۱): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: عورتیں جو چھوٹی چیزیں: ہار، بندے، بالیاں، ہاتھ کے کڑے، پازیب اور اَنگوٹھیاں وغیرہ پہنتی ہیں، کیا اِن سب کو سونے چاندی کے علاوہ کسی اور دھات سے بنوا کر پہن سکتی ہیں یا صرف سونا اور چاندی ہی کا ہونا ضروری ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: کسی بھی چیز یا دھات کے بنے ہوئے ہار، بندے، یا

کڑے وغیرہ پہننا عورتوں کے لئے مطلقاً جائز ہے؛ البتہ اَنگوٹھی یا تو صرف سونے چاندی کی ہونی چاہئے، یا ایسی دھات کی ہونی چاہئے جس پر سونے چاندی کا پانی چڑھا ہوا ہو، اِس کے علاوہ کی اَنگوٹھی پہننا مکروہ ہوگا۔

عن أبي ذباب عن جده رضي اللّٰه عنه قال: كان خاتم النبي صلى اللّٰه عليه وسلم من حديد مَلوِيٌّ عليه فِضةٌ. قال: فرُبّما كان في يدي. قال: وكان المُعيقِيبُ على خاتم النبي صلى اللّٰه عليه وسلم. (سنن أبي داؤد، كتاب الخاتم / باب ما جاء في ختم الحديد ٥٨٠/٢ رقم: ٤٢٢٤ دار الفكر بيروت)

عن عبد اللّٰه بن بريدة عن أبيه رضي اللّٰه عنه أن رجلاً جاء إلى النبي صلى اللّٰه عليه وسلم، وعليه خاتم من شَبَهٍ، فقال له: ما لي أجد منك ريح الأصنام؟ فطرحه، ثم جاء، وعليه خاتم من حديد. فقال: ما لي أرى عليك حلية أهل النار؟ فطرحه، فقال: يا رسول اللّٰه! من أي شيء اتخذه؟ قال: اتخذه من ورق، ولا تُتِمّه مثقالاً. (سنن أبي داؤد، كتاب الخاتم / باب ما جاء في خاتم الحديد ٥٨٠/٢ رقم: ٤٢٢٣ دار الفكر بيروت)

عن إياس بن الحارث بن المُعيقيبِ عن جده معيقيبَ رضي اللّٰه عنه أنه قال: كان خاتم النبي صلى اللّٰه عليه وسلم حديدًا مَلوِيًّا عليه فضة. قال: وربما كان في يدي. فكان معيقيبٌ على خاتم رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم. (سنن النسائي، كتاب الزينة / باب لبس خاتم حديد ملوي عليه فضة ٢٤٦/٢ رقم: ٥٢١٥ دار الفكر بيروت)

وفي المغني لابن قدامة: يباح للنساء من حلي الذهب والفضة والجواهر كل ما جرت عادتهن بلبسه كالسوار والخلخال والقرط والخاتم، وما يلبسه على وجوههن، وفي أعناقهن وأيديهن وأرجلهن وأذانهن وغيره. (إعلاء السنن ٢٩٤/١٧)

والتختم بالحديد والصفر والنحاس والرصاص مكروه للرجال والنساء جميعا ...... ولا بأس بأن يتخذ خاتم حديد قد لوي عليه فضة أو ألبس بفضة حتى لا يرى. (الفتاوى الهندية، كتاب الكراهية / الباب العاشر في استعمال الذهب والفضة ٣٣٥/٥، شامي، كتاب

الحظر والإباحة / فصل في اللبس ۹/۵۱۸ زكريا، مجمع الأنهر، كتاب الكراهية / فصل في اللبس ۲/۳۵-۵۳٦ دار إحياء التراث العربي بيروت، ۳/۱۹۷ مكتبة فقيه الأمة ديوبند، الدر المنتقى المعروف بسكب الأنهر شرح ملتقى الأبحر، كتاب الكراهية / فصل في اللبس ٤/۱۹۷ المكتبة الغفارية) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۹/۸/۱۴۳۰ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

عورت کے لئے لوہا، پیتل، اَلمونیم وغیرہ دھاتوں کے زیورات پہننے کا حکم؟

سوال (۳۷۲):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: آج کل پیتل، لوہا، اَلمونیم، گلٹ، اِسٹیل وغیرہ کے بنے ہوئے زیورات چوڑیاں، کنگن، جوڑی میں لگانے والی کیلف، سر میں لگانے والی پن، بندے، اَنگوٹھی، گلے کے ہار، ٹیکا وغیرہ سنگار کے لئے چل رہے ہیں، اِن چیزوں کا عورتوں کے لئے پہننا جائز ہے یا حرام؟ اِن زیورات کو پہن کر نماز پڑھی جاسکتی ہے یا اُتار کر نماز پڑھیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اَنگوٹھی کے علاوہ دیگر زیورات کسی بھی دھات کے عورت پہن سکتی ہے، بشرطیکہ وہ بجنے والے نہ ہوں، اور اَنگوٹھی صرف سونا یا چاندی (یا ان کے پانی کی نکل والی) ہونی ضروری ہے، دیگر دھاتوں کی انگوٹھی کا استعمال مرد یا عورت کسی کے لئے درست نہیں ہے، اور جن زیورات کو پہننا درست ہے اُن میں نماز پڑھنا بھی جائز ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ رشیدیہ ۵۹۴، کفایۃ المفتی ۹/۱۸۳ کراچی، امداد الفتاویٰ ۴/۳۵، بہشتی زیور ۱/۶۲-۶۴)

وفي المغني لابن قدامة: يباح للنساء من حلي الذهب والفضة والجواهر كل ما جرت عادتهن يلبسه كالسوار والخلخال والقرط والخاتم، وما يلبسه على وجوههن، وفي أعناقهن وأيديهن وأرجلهن وأذانهن وغيره. (إعلاء السنن ۱۷/۲۹٤)

والتختم بالحديد والصفر والنحاس والرصاص مكروه للرجال والنساء جميعا …… ولا بأس بأن يتخذ خاتم حديد قد لوي عليه فضة أو ألبس بفضة حتى لا يرى. (الفتاوى الهندية، كتاب الكراهية / الباب العاشر في استعمال الذهب والفضة ۳۳۵/۵، شامي، كتاب الحظر والإباحة / فصل في اللبس ۵۱۸/۹ زكريا، مجمع الأنهر، كتاب الكراهية / فصل في اللبس ۵۳۵/۲-۵۳۶ دار إحياء التراث العربي بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۷/۸/۱۴۱۶ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

عورت کا اَجنبی رشتہ داری میں زیورات پہن کر جانا؟

سوال (۳۷۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کیا عورت کسی اَجنبی رشتہ داری میں ہاتھوں میں چوڑیاں، اُنگلیوں میں انگوٹھی اور دیگر اَعضاء میں زیورات پہن کر جاسکتی ہے؟ جب کہ یہ عورت اپنے گھر میں بھی یہ ساری چیزیں پہنے رہتی ہے، شرعاً کیا حکم ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: عورت رشتہ داری میں زیورات پہن کر جاسکتی ہے؛ لیکن پردہ کا خاص خیال رکھے کہ زیورات والے اَعضاء پر کسی اَجنبی کی نگاہ نہ پڑ سکے۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿وَقُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ (النور، جزء آیت: ۳۱)

عن عبد اللّٰہ رضي اللّٰہ تعالیٰ عنه عن النبي صلى اللّٰہ تعالیٰ عليه وسلم قال: المرأة عورة؛ فإذا خرجت استشرفها الشيطان. (سنن الترمذي آخر أبواب النكاح ۲۲۲/۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۸/۱/۱۴۳۲ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

’’آرٹی فیشل زیور‘‘ پہن کر نماز پڑھنا؟

سوال (۳۷۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: آرٹی فیشل زیور (مثلاً چوڑی، اَنگوٹھی، پایل وغیرہ) پہننے سے نماز ہوجاتی ہے یا نہیں؟ نیز کانچ کی چوڑی پہننے کا کیا حکم ہے؟ اکثر لوگ کانچ کی چوڑی بھی پہننے کو منع کرتے ہیں؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں تسلی بخش جواب سے نوازیں۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: عورتوں کے لئے آرٹی فیشل زیورات نیز کانچ کی چوڑی وغیرہ پہننا جائز اور درست ہے، اور اِن زیورات کو پہن کر نماز پڑھنے میں بھی کوئی کراہت نہیں ہے؛ البتہ اَنگوٹھی سونے اور چاندی کے علاوہ دھات کی نہ پہننی چاہئے۔ (فتاویٰ محمودیہ ۲۸/۲۹ میرٹھ، فتاویٰ رشیدیہ کامل ۵۹۴، ایضاح المسائل ۱۳۸)

يباح للنساء من حلي الذهب والفضة والجواهر كل ما جرت عادتهن يلبسه كالسوار، والخلخال، والقرط، والخاتم، وما يلبسه على وجوههن وفي أعناقهن وأرجلهن وأذانهن وغيره. (إعلاء السنن ۲۹٤/۱۷ بيروت)

اتفق العلماء على جواز تحلى المرأة بأنواع الجواهر النفيسية كالياقوت والعقيق واللؤلؤ. (الموسوعة الفقهية ۱۱۲/۱۸ بيروت)

عن عبد اللّٰه بن بريدة رضي اللّٰه عنه عن أبيه قال: جاء رجل إلى النبي صلى اللّٰه عليه وسلم وعليه خاتم من حديد، فقال ما لي أرىٰ عليك حلية أهل النار؟ ثم جاءه وعليه خاتم من صفر، فقال ما لي أجد منك ريح الأصنام؟ ثم أتاه وعليه خاتم من ذهب، فقال ما لي أرىٰ عليك حلية أهل الجنة؟ قال من أي شيء أتخذه، قال: من ورق ولا تتمه مثقالاً. (سنن الترمذي آخر أبواب اللباس ۳۰۸/۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۸/۱/۱۴۳۳ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

رولڈگولڈ وغیرہ کا زیور پہن کر عورت کا نماز پڑھنا؟

سوال (۳۷۵):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: رولڈگولڈ وغیرہ کا زیور پہن کر عورت کو نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: رولڈگولڈ وغیرہ کا زیور پہن کر عورت نماز پڑھ سکتی ہے، عورت کے لئے اِس میں کوئی کراہت نہیں ہے۔

ولا بأس لهن بلبس الديباج والحرير والذهب والفضة واللؤلؤ، ولا بأس بالعلم المنسوج بالذهب للنساء. (شامي، كتاب الحظر والإباحة / فصل في اللبس ۹/۵۰۷ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۰/۴/۱۴۲۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

عورت کا بجنے والی کانچ کی چوڑی پہننا؟

سوال (۳۷۶):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ہمارے علاقہ میں عورتیں کانچ کی چوڑیاں پہنتی ہیں، جو ایک دوسری چوڑی سے ٹکرا کر بجتی ہے، کیا اِس طرح چوڑی کے بجنے سے یہ بجتے والے زیور میں شمار ہوکر ناجائز ہوگی؟ کیا کانچ کی چوڑیوں کا شمار زیورات میں ہوتا ہے؟ شرعاً کانچ کی چوڑیاں پہننا عورت کے لئے درست ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بجنے والے زیور سے وہ زیورات مراد ہیں جس کی بناوٹ میں باقاعدہ آواز نکالنے اور جھنجھناہٹ پیدا کرنے کا لحاظ رکھا گیا ہو، جیسے گھنگرو وغیرہ؛ لیکن ایسا زیور جس میں بالقصد بجنے کا اہتمام نہ کیا گیا ہو؛ بلکہ اُن کے آپس میں ٹکرانے سے آواز نکلتی ہو، جیسے چوڑیاں وغیرہ، تو اُن کے پہننے کو ممنوع نہیں کہا جائے گا، اور کانچ کی چوڑیاں پہننا دیگر

زیورات کی طرح عورت کے لئے جائز ہے۔

عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال: الجرس مزامير الشيطان. (صحيح مسلم ۲/۲۰۲ رقم: ۲۱۱٤)

عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال: لاتصحبُ الملائكة رُفقة فيها كلبٌ ولا جرسٌ. (صحيح مسلم، كتاب اللباس والزينة / باب كراهة الكلب والجرس في السفر ۲/۲۰۲ رقم: ۲۱۱۳ بيت الأفكار الدولية)

ومن الواجب: أن يعلم أن هٰذه الكراهة فيما كان وضعه كذلك، وأما ما ليس بموضوع للصوت والجرس فلا يحرم، وإن لزم فيه التصويت أحيانًا، كما يشاهد في حلي النساء إذا أكثرن منها. (بذل المجهود ۱۲/۱۵۹، دار البشائر الإسلامية)

يجوز للنساء لبس أنواع الحلي كلها. (إعلاء السنن ۱۷/۲۹۳ دار الكتب العلمية بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۲/۱/۸ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

چاندی کے جوتے چپل پہننا؟

سوال (۳۷۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ہمارے علاقہ میں بعض سرمایہ دار حضرات جہیز میں یا کسی خوشی کے موقع پر چاندی کی جوتیاں پہننے کے لئے دیتے ہیں، معلوم یہ کرنا ہے کہ کسی مرد یا عورت کو چاندی کے جوتے چپل پہننا درست ہے؟ اگر نہیں تو دینے والا بھی گنہگار رہوگا، ایسے ہی چھوٹے بچوں کو چاندی کے جھن جھنے دیتے ہیں، کیا چاندی کے کھلونے بچوں کو دینا درست ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: چاندی کے جوتے چپلوں کا پہننا مردوں اورعورتوں

سب کے لئے ناجائز ہے، اور جو لوگ چاندی کے جوتے چپل دیتے ہیں وہ بھی گنہگار ہوں گے، اِسی طرح بچوں کو کھیلنے کے لئے چاندی کا جھنجھنا دینا بھی ناجائز ہے۔

وكره الأكل والشرب والإدهان والتطيب من إناء ذهبٍ وفضةٍ للرجل والمرأة لما روي عن حذيفة أنه قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تلبسوا الحرير ولا الديباج، ولا تشربوا في آنية الذهب والفضة، ولا تأكلوا في صِحافتها؛ فإنها لهم في الدنيا، ولكم في الآخرة. رواه البخاري ومسلم وأحمد. (صحيح مسلم / كتاب اللباس والزينة ١٨٩/٢)

وعن أم سلمة أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: إن الذي يشرب في إناء الفضة إنما يجرجر في بطنه نار جهنم. (صحيح مسلم، كتاب اللباس والزينة / باب تحريم استعمال أواني الذهب والفضة في الشرب وغيره على الرجال والنساء ١٨٧/٢)

وعن عائشة رضي الله عنها أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: في الذي يشرب في إناء فضة كأنما يجرجر في بطنه نار جهنم. رواه أحمد وابن ماجة.

وعن البراء بن عازب رضي الله عنه أنه قال: نهانا رسول الله صلى الله عليه وسلم عن الشرب في إناء الفضة؛ فإنه من شرب فيها في الدنيا لم يشرب فيها في الآخرة. (صحيح مسلم / كتاب اللباس والزينة ١٨٨/٢)

فإذا ثبت ذلك في الشرب والأكل، فكذا في التطيب وغيره؛ لأنه مثله في الاستعمال فيكون الوارد فيهما واردًا فيما هو بمعناها دلالة لما عرف في موضعه؛ ولأنه تنعم بتنعم المترفين والمشرفين وتشبيه بهم، وقد قال الله تعالىٰ فشيهم: ﴿أَذْهَبْتُمْ طَيِّبَاتِكُمْ فِيْ حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا﴾ [الأحقاف، جزء آيت: ٢٠]

وقال عليه السلام: من تشبه بقوم فهو منهم، والمراد بقوله كره: التحريم، ويستوي فيه الرجل والنساء لاطلاق ما روينا، وكذا الأكل بملعقة

الـذهـب والـفضة والاكتحال يميلهما وما أشبه من الاستعمال. (تبيين الحقائق شرح كـنـز الدقائق ٢/٥٧ المطبعة الكبرىٰ الأميرية بولاق، القاهرة، كذا في درر الحكام شرح غرر الأحكام لملا خسرو ٣١٠/١، البحر الرائق شرح كنز الدقائق ٣٤٠/٩ زكريا، ٢١٠/٨ دار الكتاب الإسلامي بيروت)

وكـره الأكـل والشـرب والإدهـان والتطيب من إناء ذهب وفضة للرجل والمرأة، وفـي الشـامـي: والـوضـوء مـن طشت، والجلوس على كرسي منهما، والرجل والمرأة في ذلک سواء، وهٰذا فيما يرجع للبدن يعني أن تحريم الذهب والـفـضة فيـمـا يـرجـع استـعماله إلى البدن أي فيما استعمل به لبسًا، أو أكلاً أو كتابةً. (شامي ٤٩٢/٩-٤٩٤ زكريا)

فـإذا ثبـت كـراهة لبسهـا لـلتـختم ثبت كراهة بيعها، وصيغها لما فيه من الإعانة على ما لا يجوز، وكل ما أدى إلى ما لا يجوز لا يجوز. (شامي ٥١٨/٩ زكريا)

وكـره إلبـاس الـصبي ذهبًا أو حريرًا، فإن ما حرم لبسه وشربه حرم إلباسه وإشرابه. (شامي ٥٢٢/٩ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۹/۸/۳ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

عورتوں کا لیزر یا جنس کپڑے کی جیکٹ اور ویلی جوتے پہننا؟

سوال (۳۷۸): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مردانہ جیکٹ کی طرح (لیزر چمڑے میں یا جنس کپڑے میں) جو زنانہ جیکٹ دورِ حاضر میں لڑکیاں پہنتی ہیں، اِسی طرح مردانہ جوتوں کی طرح سے آگے سے بند زنانہ جوتے (ویلی) جو چل رہی ہیں اُن کا پہننا کیسا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جو لباس خاص طور پر عورتوں کے لئے بنایا جائے،

یا جو جوتا عورتوں ہی کے لئے مخصوص ہو اُس میں مردوں سے مشابہت نہ ہو تو اُسے پہننے کی گنجائش ہے؛ لیکن اگر مشابہت پائی جائے، جیسا کہ فیشن اَیبل ماڈرن عورتوں کا طریقہ ہے، تو وہ ناجائز ہے۔

عن ابن عمر رضي اللّٰه تعالیٰ عنهما قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالیٰ عليه و آله وسلم: من تشبه بقوم فهو منهم. (سنن أبي داؤد، كتاب اللباس / باب في لبس الشهرة ۵۵۹/۲ رقم: ٤٠٣١ دارالفكر بيروت، مشكاة المصابيح، كتاب اللباس / الفصل الثاني ۳۷۵/۲)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۴۳۰/۴/۱۴ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

اَنگوٹھی پہننے کی سنتیں اور آداب

اَنگوٹھی پہننا سنت ہے یا مستحب؟

سوال (۳۷۹):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اَنگوٹھی پہننا سنت ہے یا مستحب؟ اِس عمل کو ترک کرنے سے کوئی گناہ تو نہیں ہوتا؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: اَنگوٹھی پہننا سنن زوائد میں سے ہے، جس کا حکم یہ ہے کہ اگر اتباعِ سنت کی نیت سے پہنا جائے گا، تو ثواب ملے گا اور نہ پہننے پر کوئی گناہ نہیں ہے۔

عن أبي ريحانة رضي الله عنه يقول: نهىٰ رسول الله صلى الله عليه وسلم عن عشر: ...... ولبوس الخاتم إلا لذي سلطان. (سنن أبي داؤد، كتاب اللباس / باب من كرهه رقم: ٤٠٤٩ دار الفكر بيروت)

وفيه أن الأولىٰ أن لا يقصد بلبسه الزينة؛ فإنه قيل بكراهته؛ بل يلبسه للحاجة أو متابعة للسنة. (مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح ٢٧٥/٨)

وترك التختم لغير السلطان والقاضي وذي حاجة إليه كمتولٍّ أفضل (الدر المختار) وفي البستان عن بعض المتأخرين: لا يتختم إلا ثلاثة: أمير أو كاتب أو أحمق. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الحظر والإباحة / فصل في اللبس ٣٦١/٦ كراچی، مجمع الأنهر، كتاب الكراهية / فصل اللبس ١٩٧/٤ كوئٹه، البحر الرائق / قبيل فصل في النظر واللمس ٣٤٩/٨ زكريا)

وإنما يتختم القاضي والسلطان لحاجته إلى الختم، فأما غيرهما فالأفضل أن يترك لعدم الحاجة إليه. (الهداية ٤٥٩/٤) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۲۸/۵/۵ھ

آپ ﷺ کی انگوٹھی کیسی تھی؟

سوال (۳۸۰): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی کیسی تھی؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفيق: اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم چاندی کی انگوٹھی استعمال فرماتے تھے، جس میں ''محمد رسول اللہ'' کا نقش تھا، اور آپ کی انگوٹھی کا نگ بھی چاندی کا ہوتا تھا۔

عن ابن عمر رضي اللّٰه عنهما قال: اتخذ رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم خاتـمًا من ورق، فكان في يده، ثم كان بعدَ في يد أبي بكر، ثم كان في يد عمر، ثم كان في يد عثمان حتى وقع منه في بئر أريس، نَقشُه: ''محمد رسول اللّٰه''.

(صحيح مسلم، كتاب اللباس والزينة / باب لبس النبي صلى اللّٰه عليه وسلم خاتمًا من ورق نقشه محمد رسول اللّٰه ولبس الخلفاء له من بعده ١٩٦/٢ رقم: ٥٤-٢٠٩١ بيت الأفكار الدولية، اللباس والزينة من السنة المطهرة / فصل مشروعية الخاتم ١٣٨ رقم: ١٦١ دار الحديث القاهرة) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۷/۳/۵ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

انگوٹھی کس ہاتھ میں پہنیں؟

سوال (۳۸۱): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: انگوٹھی کس ہاتھ میں پہننی چاہیے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: انگوٹھی دائیں ہاتھ میں پہننی چاہئے۔

عن أنس رضي اللّٰہ عنه أن النبي صلی اللّٰہ علیه وسلم کان یتختم في یمینه. (سنن النسائي، کتاب الزینة / باب موضع الخاتم ۲۵۱/۲ رقم: ۵۲۹۳ دار الفکر بیروت)

عن علي رضي اللّٰہ عنه قال: قال الشریک: وأخبرني أبو سلمة أن النبي صلی اللّٰہ علیه وسلم کان یلبس خاتمه في یمینه. (سنن النسائي، کتاب الزینة / باب موضع الخاتم من الید رقم: ۵۲۱۳ دار الفکر بیروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۴۳۷/۳/۵ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

اَنگوٹھی کس اُنگلی میں پہنیں؟

سوال (۳۸۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اَنگوٹھی کس اُنگلی میں پہننی چاہئے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بہتر ہے کہ چھوٹی اُنگلی یا اُس کے برابر والی اُنگلی میں اَنگوٹھی پہنی جائے، اور شہادت اور درمیانی اُنگلی میں اَنگوٹھی پہننا مردوں کے لئے ممنوع ہے۔

قال علي رضي اللّٰہ عنه: قال لي رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم: یا علي! سل اللّٰہ الهدیٰ والسداد، ونهاني أن أجعل الخاتم في هٰذه وهٰذه، وأشار یعني بالسبابة والوسطیٰ. (سنن النسائي، کتاب الزینة / باب النهي عن الخاتم في السبابة ۲۴۶/۲ رقم: ۵۲۲۰ دار الفکر بیروت، وکذا في سنن الترمذي / أبواب اللباس ۳۰۸/۱)

عن أنس رضي اللّٰہ عنه قال: اصطنع النبي صلی اللّٰہ علیه وسلم خاتمًا، قال: إنا قد اتخذنا خاتمًا ونقشنا فیه نقشًا فلا ینقش علیه أحدٌ، قال: فإني لأریٰ

بريقه في خنصره. (صحيح البخاري، كتاب اللباس / باب الخاتم في الخنصر ٨٧٣/٢ رقم: ٥٨٧٤ دار الفكر بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۵/۳/۱۴۳۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مرد اَنگوٹھی کا نگینہ کس طرف رکھے؟

سوال (۳۸۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مرد کو اَنگوٹھی کا نگینہ کس طرف رکھنا چاہئے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مرد کے لئے اَنگوٹھی کے نگینہ کو ہاتھ کے اندرونی حصہ میں رکھنا بہتر ہے۔ (اور عورتوں کے لئے ایسی کوئی پابندی نہیں ہے)

عن نافع أن عبد اللّٰه رضي اللّٰه عنه حدثه اصطنع خاتمًا من ذهب وجعل فصَّه في بطن كفه إذا لبسه ...... (صحيح البخاري، كتاب اللباس / باب من جعل فص الخاتم في بطن كفه ٨٧٣/٢ رقم: ٥٨٧٦ دار الفكر بيروت)

فإذا تختم بالفضة ينبغي أن يكون الفص إلى بطن الكف بخلاف النساء. (خلاصة الفتاویٰ ٣٧٠/٤) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۲/۳/۱۴۳۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مرد کیلئے اَنگوٹھی میں کتنی مقدار چاندی اِستعمال کرنا جائز ہے؟

سوال (۳۸۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک شخص چاندی کی اَنگوٹھی استعمال کرتا ہے اور اِس کے ساتھ ساتھ چاندی کا تعویذ بھی استعمال کرتا ہے، دریافت طلب امر یہ ہے کہ مرد کے لئے کتنی چاندی جائز ہے؟ اِس مسئلہ کے جواز

وعدمِ جواز کے بارے میں تفصیلی دلائل بیان فرمائیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مرد کے لئے چاندی کی ایسی اَنگوٹھی استعمال کرنا جائز ہے جس کی مقدار ایک مثقال ہو جو موجودہ گراموں کے اعتبار سے ۴ رگرام ۳۷۴ رملی گرام کا ہوتا ہے۔ (ایضاح النوادر ۲/ ۱۹)

ولا يزيد وزنه على مثقال لقوله عليه الصلاة والسلام: إتخذه من ورق ولا تزده على مثقال. (البحر الرائق ۸/ ۳۵۰ زكريا)

وفي الاختيار: سنَّ أن يكون الخاتم على قدر مثقال أو دونه. (مجمع الأنهر، كتاب الكراهية / فصل في اللبس ٤/ ١٩٥ كوئٹه، ٤/ ١٩٦ مكتبة فقيه الأمة ديوبند)

ولا يتختم أي الرجل إلا بالفضة ولا يزيده على مثقال. (الدر المختار مع الشامي ٩/ ٥١٧ زكريا، تبيين الحقائق ٦/ ١٦ ملتان، ٧/ ٣٥ زكريا)

اور چاندی کا تعویذ استعمال کرنا بالکل جائز نہیں، خواہ اَنگوٹھی کے ساتھ استعمال کرے یا صرف تنہا۔

لأنه كالآنية لا كالحلية. (امداد الفتاویٰ ٤/ ٤٨٦) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱/۱/ ۱۴۱۵ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

سونے چاندی کے علاوہ دیگر دھات کی اَنگوٹھی پہننے کا حکم؟

سوال (۳۸۵): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مردوں کے واسطے چاندی کی اَنگوٹھی کے علاوہ لوہے، پیتل، فولاد، جرمن اور اِسی طرح پتھروں کی اَنگوٹھیاں جائز ہے یا ناجائز؟ اِسی طرح عورتوں کو چاندی اور سونے کے علاوہ مذکورہ اَشیاء کا استعمال کیسا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مردوں کو صرف چاندی کی انگوٹھی پہننا جائز ہے، اِس کے علاوہ لوہے، پیتل، فولاد، جرمن وغیرہ جیسے دھات کی اَنگوٹھی مرد وعورت دونوں کے لئے مکروہ ہے، اور اِس کو پہن کر نماز پڑھنا بھی مکروہ ہے، اور مرد صرف چاندی کی ساڑھے تین ماشہ کی اَنگوٹھی پہن سکتا ہے، جب کہ عورت کے لئے بلاتحدید سونے چاندی دونوں کی اَنگوٹھی پہننا جائز ہے۔

قال العلامة التمرتاشي: ولا يتختم بغيرها كحجر وذهب وحديد وصفر. (تنوير الأبصار مع الدر المختار على الشامي ۹/۵۱۷ زكريا، وكذا في البحر الرائق، كتاب الكراهية / فصل في اللبس ۸/۳۵۰ زكريا)

وقال ابن عابدين تحت قوله: (فيحرم بغيرها) وفي الجوهرة: والتختم بالحديد والصفر والنحاس والرصاص مكروه للرجال والنساء. (شامي، كتاب الحظر والإباحة / فصل في اللبس ۹/۵۱۸ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۲۶/۱/۱۴۲۵ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مردوں کو چاندی کے علاوہ کی اَنگوٹھی پہننا؟

سوال (۳۸۶): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مردوں کے لئے چاندی کے علاوہ دیگر دھات کی بنی ہوئی اَنگوٹھی پہننا کیسا ہے؟ کچھ لوگ تو اِس کام کو حرام کہتے ہیں، کچھ مکروہ، کچھ مکروہ تحریمی، کچھ حرام کے نزدیک، اور کچھ لوگ مباح جانتے ہیں اور بعض لوگ جائز بتاتے ہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مردوں کو صرف چاندی کی اَنگوٹھی پہننا جائز ہے، اِس کے علاوہ دوسری دھاتوں کی اَنگوٹھی مردوں وعورتوں کے لئے ناجائز ہے؛ لہٰذا چاندی کے علاوہ

انگوٹھی پہن کر نماز پڑھنا مکروہ ہے۔(فتاویٰ محمودیہ ۴؍۴۲۰)

عن علي بن أبي طالب رضي اللّٰه عنه قال: نهاني رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم عن التختم بالذهب. (سنن الترمذي، كتاب اللباس / باب ما جاء في كراهية خاتم الذهب ۳۰٤/۱)

ولا يتحلى الرجل بالذهب والفضة إلا بالخاتم والمِنطقَةِ وحِلية السيف من الفضة لما روينا غير أن الخاتم والمنطقة وحلية السيف من الفضة مستثنىٰ تحقيقًا لمعنى النموذج ...... وقد ورد آثار في جواز التختم بالفضة، وكان للنبي صلى اللّٰه عليه وسلم خاتم فضةٍ، وكان في يده إلى أن توفي، ثم في يد أبي بكرٍ إلى أن توفي، ثم في يد عمر إلى أن توفي، ثم في يد عثمان إلى أن وقع من يده في البئر ...... ولا يتختم بغير الفضة كالحجر والحديد والصفر لما روي أنه عليه السلام رأى على رجل خاتم صفر، فقال: ما لي أجد منك رائحة الأصنام. ورأى على آخر خاتم حديد، فقال: ما لي أرى عليك حلية أهل النار.

وروي عن ابن عمر رضي اللّٰه عنهما أن رجلاً جلس إلى النبي صلى اللّٰه عليه وسلم وعليه خاتم ذهب، فأعرض عنه، فقام ثم عاد وعليه خاتم حديد، فقال عليه الصلاة والسلام: هٰذا شرٌّ منه، هٰذه حلية أهل النار. (تبيين الحقائق / كتاب الحظر والإباحة ١٥/٦ المكتبة الشاملة، ٣٥/٧ زكريا)

ولا يتختم أي الرجل إلا بالفضة ولا يزيده على مثقال. (الدر المختار مع الشامي ٥١٧/٩ زكريا، البحر الرائق ٣٥٠/٨ زكريا، تبيين الحقائق ١٦/٦ ملتان، ٣٥/٧ زكريا) **فقط واللہ تعالیٰ اعلم**

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۲؍۴؍۱۴۱۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

بیماری کی وجہ سے لوہے کی انگوٹھی پہننا؟

سوال (۳۸۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: اگر کوئی بیماری کی وجہ سے لوہے کی انگوٹھی پہن لے تو کیا درست ہے؟ جیسے کہ ہاتھوں کی کھال بہت زیادہ پھٹتی ہو تو ایک شخص ہے جو انگوٹھی دیتا ہے، تو ایسی صورت میں درست ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مرد اور عورت دونوں کے لئے چاندی کے علاوہ لوہے پیتل وغیرہ کی انگوٹھی استعمال کرنا شرعاً درست نہیں، اگر ضرورت ہو تو مرد حضرات صرف چاندی کی ساڑھے چار ماشہ کی انگوٹھی استعمال کر سکتے ہیں۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۴۲۱/۱۸)

التختم بالحديد والصفر والنحاس والرصاص مكروه للرجال والنساء.

(الفتاویٰ الهندية ۳۳۵/۵، شامي ۵۱۸/۹ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۱/۱/۱۴۲۲ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

شفا کی نیت سے خاص پتھر کی اَنگوٹھی پہننا؟

سوال (۳۸۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: (۱) بعض خاص قسم کے پتھروں کے بارے میں مشہور ہے کہ اُن سے بنے ہوئے نگینہ والی اَنگوٹھی پہننے سے مختلف اَمراض سے شفا یابی ہوتی ہے، تو کیا شفا کے اِرادہ سے مذکورہ اَنگوٹھی کا استعمال درست ہے؟ عقائد اِسلام کے خلاف تو نہیں؟

(۲) مذکورہ اَنگوٹھی کو بلا کسی نیت کے ایسے ہی پہننا کیسا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: (۱) شفا کی نیت سے خاص قسم کے پتھر کے نگینہ کی اَنگوٹھی پہننا مرد وعورت سب کے لئے درست ہے۔

وفي حديث ضعيف: إن التختم بالياقوت الأصفر يمنع الطاعون. قلت: حديث: تختموا بالعقيق؛ فإنه مبارك. رواه العقيلي في الضعفاء وابن لال في

مكارم الأخلاق والحاكم في تاريخه، والبيهقي والخطيب وابن عساكر والديلمي في مسند الفردوس عن عائشة رضي الله عنها، وكثرة الطرق تدل على أن الحديث له أصل، وروى ابن عدي في الكامل عن أنس بلفظ: تختموا بالعقيق؛ فإنه ينفي الفقر. (مرقاة المفاتيح ٢٧٤/٨ تحت رقم: ٤٣٨٨)

(۲) مذکورہ انگوٹھی کا چھلہ اگر چاندی کا ہو اور اُس کا وزن ساڑھے تین ماشہ ہو یا اُس سے کم ہو، تو ایسی انگوٹھی کا پہننا درست ہے، البتہ اگر انگوٹھی کا چھلہ لوہے یا پیتل کا ہو، تو اُس کا پہننا درست نہ ہوگا۔

ولا يختم إلا بالفضة (إلى) والعبرة بالحلقة من الفضة لا بالفص، فيجوز من حجر وعقيق وياقوت وغيرها. (شامي ٥١٩/٩ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۴۲۷/۴/۲۴ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

حروفِ مقطعات کی انگوٹھی پہن کر بیت الخلاء جانا؟

سوال (۳۸۸): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ہاتھ میں حروفِ مقطعات کی انگوٹھی پہن کر استنجاء خانہ میں جانا کیسا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حروفِ مقطعات کی انگوٹھی پہن کر استنجاء خانہ میں جانا مکروہ ہے۔

وعلى هٰذا إذا كان عليه خاتم وعليه شيء من القرآن مكتوب أو كتب عليه اسم الله تعالىٰ فدخل المخرج معه يكره. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الكراهية / الباب الخامس ٣٢٣/٥ دار إحياء التراث العربي بيروت)

لیکن اگر انگوٹھی ہاتھ سے نکال کر جیب وغیرہ میں رکھ لے، تو اُس کو لے کر استنجاء خانہ میں جانا جائز ہے۔

فلو نقش اسمه تعالیٰ أو اسم نبيه صلى اللّٰه عليه وسلم استحب أن يجعل الفص في كمه إذا دخل الخلاء وأن يجعله في يمينه إذا استنجى. (شامي، كتاب الحظر والإباحة / فصل في اللبس ۹/۵۱۹ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۱/۲/۱۹ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

قرآنی آیت والی اَنگوٹھی کو پہن کر استنجاء خانہ میں جانا؟

سوال (۳۸۹): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اگر انگوٹھی پر آیتِ قرآنیہ یا اللہ کے رسول کا نام لکھا ہوا ہو، تو اُس کو استنجاء خانہ میں پہن کر جانا کیسا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفيق: ایسی اَنگوٹھی جس میں اللہ تعالیٰ کا نام لکھا ہوا ہو، اُسے ہاتھ میں پہن کر بیت الخلاء میں جانا بڑی بے ادبی کی بات اور ممنوع ہے، اِس لئے بیت الخلاء میں جانے سے قبل ایسی اَنگوٹھی نکال کر باہر رکھ دی جائے، یا اُنگلی سے نکال کر جیب میں ڈال لی جائے۔

عن أنس رضي اللّٰه عنه أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم كان إذا دخل الخلاء نزع خاتمه. (سنن النسائي، كتاب الزينة / باب نزع الخاتم عند دخول الخلاء ص: ۲٤٦ رقم: ۵۲۲۳ مكتبة السعد ديوبند، سنن أبي داؤد، أبواب اللباس / باب الخاتم يكون فيه ذكر اللّٰه تعالیٰ يدخل به الخلاء ٤/۱ رقم: ۱۹، سنن ابن ماجة / باب ذكر اللّٰه عزوجل على الخلاء، والخاتم في الخلاء رقم: ۳۰۳ دار الفكر بيروت، ۲٦ المكتبة الأشرفية ديو بند)

فلو نقش اسمه تعالیٰ أو اسم نبيه صلى اللّٰه عليه وسلم استحب أن يجعل الفص في كمه إذا دخل الخلاء وأن يجعله في يمينه إذا استنجیٰ. (شامي / فصل في اللبس ۳٦۱/٦، ۵۱۹/۹ زكريا)

فقال الحنفية والشافعية: يجوز أن ينقش لفظ الجلالة أو ألفاظ الذكر على الخاتم ولكنه يجعله في كمه إن دخل الخلاء، وفي يمينه إذا استنجى.

(الموسوعة الفقهية ١١/ ٢٩ إدارة الأوقاف والشئون الإسلامية الكويت)

وعلى هٰذا إذا كان عليه خاتم وعليه شيء من القرآن مكتوب أو كتب عليه اسم اللّٰه تعالىٰ فدخل المخرج معه يكره، وإن اتخذ لنفسه مبالاً طاهرًا في مكان طاهر لا يكره، كذا في المحيط. (عالمگيري ٥/ ٣٢٣) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۵؍۳؍۱۴۳۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

زیب وزینت کی چیزیں اور اُن کا حکم

عورتیں میک اَپ میں کیا کیا چیزیں استعمال کرسکتی ہیں؟

سوال (۳۹۰): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: عورتوں کے میکپ میں کیا کیا چیزیں شامل ہیں اور عورتیں لپ اِسٹک لگا سکتی ہیں یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: عورت اپنے شوہر کے لئے زیب وزینت کی اُن تمام اَشیاء کو استعمال کرسکتی ہے جن میں کوئی ناپاک چیز شامل نہ ہو اور لپ اِسٹک کے بارے میں ناپاک چیز کی ملاوٹ کا یقین نہیں ہے، اِس لئے اِس کے استعمال کی بھی گنجائش ہے۔ (احسن الفتاویٰ ۸/۶۸)

الیقین لا یزول بالشک. (الأشباہ والنظائر ۹۰)

وأما التحمير ونحوه فيجوز بإذن الزوج وفي داخل البيت، ويحرم بغير إذن الزوج وخارج المنزل. (الفقه الإسلامي وأدلته / كتاب الحظر والإباحة، تلسعًا: الترجل والتخنث ٢٦٨٣/٤ رشيدية) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۸/۴/۱۴۲۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

عورتوں کا بیوٹی پارلر میں جاکر میک اَپ کرانا؟

سوال (۳۹۱): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: آج کل خواتین خصوصاً لڑکیاں بیوٹی پارلر میں اپنے کو سجانے سنوارنے کے لئے جاتی ہیں، اور اپنی بھویں منڈواتی ہیں، اِن بالوں کا منڈونا کیسا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بیوٹی پارلر میں جاکر میک اَپ کرانا محض فیشن پرستی، تصنع اور فضول اِسراف ہے، جس سے اجتناب لازم ہے، عورت کو جو بھی زینت کرنی ہے اپنے گھر میں ہی کرنی چاہئے ۔ خاص اِسی مقصد سے بیوٹی پارلروں میں جانا ایک مستقل فتنہ اور بے حیائی ہے، اور بھوؤں کے بال بالکل سرے سے منڈانا تو ناجائز ہے، اَحادیث میں اِس کی سخت ممانعت آئی ہے؛ لیکن اگر کسی عورت کی بھنویں ایسی گھنی ہوں کہ بری معلوم ہوتی ہوں، تو شوہر کی خوشنودی کے لئے اُنہیں باریک کرنے کی گنجائش ہے۔

عن ابن عمر رضي اللّٰه عنهما قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: من تشبه بقوم فهو منهم. (سنن أبي داؤد، كتاب اللباس / باب في لبس الشهرة ٢/٥٥٩ رقم: ٤٠٣١ دار الفكر بيروت، مشكاة المصابيح، كتاب اللباس / الفصل الثاني ٢/٣٧٥)

قال القاري: أي من شبّه نفسه بالكفار مثلاً في اللباس وغيره، أو بالفساق أو الفجار، أو بأهل التصوف والصلحاء الأبرار "فهو منهم": أي في الإثم أو الخير عند اللّٰه تعالىٰ ...... الخ. (بذل المجهود، كتاب اللباس / باب في لبس الشهرة ١٢/٥٩ دار البشائر الإسلامية بيروت، وكذا في مرقاة المفاتيح، كتاب اللباس / الفصل الثاني ٨/٢٥٥ رقم: ٤٣٤٧ رشيدية، وكذا في فيض القدير شرح الجامع الصغير ١١/٥٧٤٣ رقم: ٨٥٩٣ نزار مصطفىٰ الباز رياض)

عن عبد اللّٰه بن مسعود رضي اللّٰه عنه قال: لعن اللّٰه الواشمات والمستوشمات، والمُتنمِّصات، والمتفلجات للحسن المغيرات خَلْقَ اللّٰه تعالىٰ، مالي لا ألعنُ من لعن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم وهو في كتاب اللّٰه: ﴿مَا اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ﴾ (صحيح البخاري، كتاب اللباس / باب المتفلجات للحسن ٢/٨٧٨ رقم: ٥٩٣١ دار الفكر بيروت، سنن النسائي ٢/٢٤٩ رقم: ٥١٠٧، صحيح ابن حبان ٧/٤١٦ رقم: ٥٤٨١، المعجم الكبير للطبراني ٩/٢٩٢ رقم: ٩٤٦٩، السنن الكبرىٰ للبيهقي ٧/٥٥٠ رقم: ١٤٨٣٣، مشكاة المصابيح ٣٨١)

عن أبي موسىٰ الأشعري رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: أيما امرأة استعطرت فمرت على قوم ليجدوا من ريحها فهي زانية.

(سنن النسائي ۲۴۰/۲ رقم: ۵۱۲۶، سنن أبي داؤد ۵۷۵/۲ رقم: ۴۱۷۳، سنن الترمذي ۱۰۷/۲ رقم: ۲۷۸۶، مسند البزار البحر الزخار ۴۷/۸ رقم: ۳۰۳۳، السنن الكبرىٰ للنسائي ۴۳۰/۵ رقم: ۹۴۲۲، صحيح ابن حبان ۲۷۰/۱۰ رقم: ۴۴۲۴، السنن الكبرىٰ للبيهقي ۶۴۹/۳ رقم: ۵۹۷۵، شعب الإيمان للبيهقي ۲۳۵/۱۰ رقم: ۷۴۳۰، شرح السنة للبغوي ۸۱/۱۲ المكتبة الشاملة)

لا بأس بأخذ الحاجبين وشعر وجهه. (شامي ۵۳۶/۹ زكريا، طحطاوي على الدر ۱۸۶/۴)

ولا بأس بأن يأخذ شعر الحاجبين وشعر وجهه، والمراد ما يكون مشوها لخبر لعن الله النامصة والمتنمصة. (حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح ص: ۵۲۶، احسن الفتاویٰ ۷۶/۸) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱/۴/۱۴۲۱ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

نیل پالش لگا کر وضو اور نماز ادا کرنا؟

سوال (۳۹۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: نیل پالش لگانا کیسا ہے؟ اگر کوئی شخص وضو کرکے نیل پالش لگا کر نماز ادا کرے تو کیا نماز اَدا ہوجائے گی؟ اُس کے ہاتھ سے پانی پینا کیسا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: نیل پالش لگانے سے اُس کی تہہ ناخنوں پر جم جاتی ہے، جس کی بنا پر وضو میں پانی ناخنوں تک نہیں پہنچتا؛ اِس لئے ایسی زینت جو فرائض کی صحت سے مانع ہو جائز نہیں۔ وضو کے بعد نیل پالش لگا کر جتنی نمازیں ادا کی وہ صحیح ہوں گی، مگر جب دوسری مرتبہ وضو کرے گی تو پانی کے ناخنوں تک نہ پہنچنے کی بناء پر نہ وضو صحیح ہوگا اور نہ اُس کے ذریعہ پڑھی ہوئی

نمازیں۔نیل پالش لگانے والی کے ہاتھ سے پانی پینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔(مستفاد:احسن الفتاویٰ ۲/۲۶)

وفي النهر: ولو في أظفاره طين أو عجين فالفتویٰ علی أنه مغتفر قرویًا کان أو مدینًا نعم ذکر الخلاف في شرح المنیة في العجین واستظهر المنع؛ لأن فیه لزوجة وصلابة تمنع نفوذ الماء. (شامي ۲۸۸/۱ زکریا، النهر الفائق شرح کنز اللقائق ۳۰/۱، کذا في البحر الرائق شرح کنز الدقائق ۲۹/۱ زکریا، المحیط البرهاني في الفقه النعماني ۱۶۳/۱۰ رقم: ۱۳، البنایة شرح الهدایة ۱۵۱/۱ المکتبة الشاملة) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۴/۴/۱۴۱۹ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

عورتوں کا ناخون پالش اِستعمال کرنا؟

سوال (۳۹۳): -کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: عورتوں کے لئے ناخون پالش کا استعمال جائز ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: عورتوں کے لئے ناخون پالش کا استعمال متعدد وجوہ سے ناجائز ہے:

الف:- یہ غیر مسلم عورتوں کا شعار ہے۔

ب:- یہ ایسی زینت ہے جو فرائض کی صحت سے مانع ہے۔

ج:- ناخون پالش کے لگے رہنے کی حالت میں وضو صحیح نہیں ہوتا؛ کیوں کہ پالش کے اندرونی حصہ تک پانی نہیں پہنچتا؛ لہٰذا اِس طرح کی پالش لگانے کی ہرگز اِجازت نہ ہوگی، نیز یہ عمل حدیث شریف کی حسبِ ذیل وعید میں داخل ہے:

عن عون بن أبي جُحیفة قال: رأیت أبي اشتری عبدًا حجَّامًا، فأمر بمحاجمه فکُسرت، فسألته، فقال: نهی النبي صلی اللّٰہ علیه وسلم عن ثمن الکلب

وثمن الدم، ونهى عن الواشمة والمَوشُومةِ وآكل الربا وموكله ولعن المصوِّرَ.
(صحيح البخاري، كتاب البيوع / باب موكل الربالقوله تعالىٰ ۲۸۰/۱ رقم: ۲۰۸٦ دار الفكر بيروت)

قال عليه السلام: لعن اللّٰه الواصلة والمستوصلة والواشمة والمستوشمة، قال في المرقاة: (والمستوشمة) أي من أمر بذلک، قال النووي: وهو حرام على الفاعلة والمفعول بها، والموضع الذي وشم يصير نجسًا. (مرقاة المفاتيح ۲۹۵/۸، احسن الفتاویٰ ۲٦/۲)

وذكر في المحيط: إذا كان علىٰ ظاهر بدنه جلد سمک أو خبز ممضوغ قد جف واغتسل أو توضأ ولم يصل الماء إلىٰ ما تحته لم يجز. (منية مع الكبيري ٤۹، الفتاویٰ الهندية ۱۳/۱، شامي ۲۸۹/۱ زكريا، المحيط البرهاني / الفصل الثالث في الغسل ۲۲٦/۱ رقم: ۲٦۵، بهشتی زیور ۵۸/۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۱/۵/۳۰ھ

ناخون پالش کو وضو سے پہلے صاف کرنا ضروری ہے

سوال (۳۹۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: عورتوں کا اپنے ناخنوں پر سرخی لگانا کیسا ہے؟ جب کہ وہ نماز کے لئے وضو کے وقت کیمیکل کے ذریعہ ختم کردیتی ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ناخنوں کو مہندی یا رقیق رنگ سے سرخ کرنا تو جائز ہے؛ لیکن ایسی ناخون پالش جس کی وجہ سے ناخنوں تک پانی پہنچنے میں رکاوٹ ہو اُس کے لگانے کی اِجازت نہیں، اگر لگالی تو وضو سے پہلے اُسے پوری طرح صاف کرنا ضروری ہے، ورنہ وضو درست نہیں ہوگا۔ (احسن الفتاویٰ ۲٦/۲)

بخلاف نحو عجين أي كعِلك وشمع وقِشر سَمَكٍ وخبزٍ ممضوغ

متلبد جوهرة، لٰكن في النهر: ولو في أظفاره طين أو عجين، فالفتوىٰ أنه مغتفر قرويًا كان أو مدينًا، وقيل: ان صلبًا منع وهو الأصح، صرح به في شرح المنية. وقال: لامتناع نفوذ الماء مع عدم الضرورة والحرج. (شامي ۱/۲۸۸-۲۸۹ زكريا، كذا في الفتاوىٰ الهندية / الفصل الأول في فرائض الوضوء ۱/۱۳ زكريا، مراقي الفلاح، كتاب الطهارة / باب الوضوء ٦٣/١) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۴/۲/۱۶ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کیا لپ اِسٹک میں خنزیر کی چربی ملی ہوتی ہے؟

سوال (۳۹۵):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کیا عورت اپنے ہونٹ پر لپ اِسٹک یا سرخی لگا سکتی ہے؟ ہم نے سنا ہے کہ لپ اِسٹک میں خنزیر کی چربی ہوتی ہے۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: زیب وزینت کے لئے عورت اپنے ہونٹوں پر سرخی لگا سکتی ہے، اور سرخی میں خنزیر کی چربی ملی ہوئی ہونے کی ہمیں تحقیق نہیں ہے، اگر کسی کو معتبر ذرائع سے اِس کی تحقیق ہوجائے تو ایسی سرخی لگانا جائز نہ ہوگا۔ (مستفاد: دینی مسائل اور اُن کا حل ۳۱۷)

ووجدنا نص الإمام الأعظم على الجواز دليلاً قطعيًا على الإباحة وهو إطلاق الأمر بأخذ الزينة. (شامي، كتاب الحظر والإباحة / فصل في اللبس ۵۱٦/۹ زكريا)

اليقين لا يزول بالشک. (الأشباه والنظائر ۹۰)

لأن الزينة للنساء مطلوبة للتحسين. (شامي، كتاب الحظر والإباحة / فصل في اللبس ۳۷۳/٦ كراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۵/٦/۱۱ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کیاعورت شوہرکوخوش کرنے کے لئے سرخی لگاسکتی ہے؟

سوال (۳۹۶): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کیا عورت کا اپنے شوہر کو خوش کرنے کے لئے سرخی لگانا جائز ہے، جب کہ بعض حضرات اِس کو منع کرتے ہیں ۔ اور اَحسن الفتاویٰ میں مستحسن لکھا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بیوی کا اپنے شوہر کو راضی اور خوش رکھنے کے لئے لبوں پر سرخی یعنی لپ اِسٹک لگانا جائز اور درست ہے، ہاں البتہ اگر لپ اِسٹک تہہ دار ہے اور ہونٹوں تک پانی پہنچنے سے مانع ہے، تو اُس کو صاف کئے بغیر وضو اور غسل درست نہیں ۔ (دینی مسائل اور اُن کا حل ۱۰۲)

ولا یمنع الطهارة ونیم، وحناء، ودرن، ووسخ، وتراب في ظفر مطلقًا، ولا یمنع ما علی ظفر صباغ، وقیل: إن صلبا منع، وهو الأصح. (الدر المختار مع الشامي ۱/۲۸۸ زکریا)

یستحب لکل من الزوجین أن یتزین للآخر. وقال ابن عباس رضي اللّٰه عنهما: إني لأحب أن أتزین للمرأة كما أحب أن تتزین لي. (الموسوعة الفقهية ۱۱/۲۷۰) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۳/۲/۱۴۲۶ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

عورتوں کا پلکوں اور رخساروں پر کلر لگانا؟

سوال (۳۹۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: عورتوں کو پلکوں اور رخساروں پر کلر لگانا کیسا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر یہ عمل شوہر کی خوشنودی کے لئے کیا جائے تو درست

ہے، ورنہ نہیں ۔

یستحب لکل من الزوجین أن یتزین للآخر. وقال ابن عباس رضي اللّٰہ عنهما: إني لأحب أن أتزین للمرأة کما أحب أن تتزین لي. (الموسوعة الفقهیة ۱۱/۲۷۰) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۴۳۰/۳/۱۳ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

عورتوں کا مصنوعی پلکیں اور ناخون لگانا؟

سوال (۳۹۸): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: عورتوں کے لئے پلکیں اور مصنوعی ناخون لگانا کیسا ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مصنوعی پلکیں اور مصنوعی ناخون لگوانا شریعت میں جائز نہیں ہے، اِسلام میں ناخون کاٹنے کا حکم ہے نہ کہ اُنہیں بڑھانے کا، اور جب اصلی ناخنوں کو بڑھانا ممنوع ہے تو مصنوعی ناخنوں کی کیسے اِجازت ہوسکتی ہے۔

عن أنس بن مالک قال: قال أنس: وُقِّت لنا في قص الشارب، وتقلیم الأظفار، ونتف الإبط، وحلق العانة، أن لا نترک أکثر من أربعین لیلة. (صحیح مسلم، کتاب الطهارة / باب خصال الفطرة ۱/۱۲۹ رقم: ۲۵۸، سنن ابن ماجة رقم: ۲۹۰، مسند البزار البحر الزخار ۱۴/۸ رقم: ۷۳۸۷، السنن الکبریٰ للنسائي رقم: ۱۵، سنن النسائي ۱/۴ رقم: ۱۴، السنن الکبریٰ للبیهقي ۱/۲۳۳ رقم: ۶۹۱، مشکاة المصابیح ۳۸۰)

فإذا طال حلق وقص وقلم، ذکره النووي. (مرقاة المفاتیح ۸/۲۹۱ تحت رقم: ۴۴۲۲)

وأما وقت حلقه فالمختار أنه یضبط بالحاجة وطُوله، فإذا طال حُلق، وکذلک الضبط في قص الشارب، ونتف الإبط، وتقلیم الأظفار، وأما حدیث

أنس فمعناه لا يترك تركًا يتجاوز به أربعين لا أنهم وَقَّت لهم الترك أربعين، والله أعلم. (شرح النووي مسلم ۱۲۸/۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۴۳۰/۳/۱۳ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

شوہر کا بیوی کو بھویں بنانے پر ضد کرنا؟

سوال (۳۹۹): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اگر شوہر بیوی کو بھویں بنوانے پر ضد کرے اور بیوی شوہر کی رضا مندی کے لئے بنوالے، تو کیا یہ جائز ہے؟ ﴿وَرِضْوَانٌ مِنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ﴾ کی روشنی میں جواب لکھئے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: اگر بھوؤں کے بال زیادہ ہونے کی وجہ سے بدنما معلوم ہوتے ہوں، تو اُنہیں مناسب انداز میں بنانے میں شرعاً کوئی حرج نہیں ہے؛ لیکن اگر فاحشہ عورتوں کی طرح بھویں بنائی جائیں، تو یہ درست نہیں ہے۔

عن عمران بن حصين رضي الله عنه قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: لا طاعة لأحد في معصية الله تعالىٰ. (المسند للإمام أحمد بن حنبل ٤٣٦/٤ رقم: ٢١٠٣٠)

ولا بأس أخذ الحاجبين وشعر وجهه ما لم يشبه المخنث. (شامي، كتاب الحظر والإباحة / فصل في اللبس ٥٢٦/٩ زكريا، الفتاوىٰ الهندية، كتاب الكراهية / الباب التاسع عشر ٣٥٨/٥)

عن عبد الله بن مسعود رضي الله عنه قال: لعن الله الواشمات والمستوشمات، والمُتنمِّصات، والمتفلجات للحسن المغيرات خَلْقَ الله تعالىٰ. (صحيح مسلم ٢٠٥/٢ رقم: ٢١٢٥ بيت الأفكار الدولية، صحيح البخاري، كتاب اللباس / باب المتفلجات للحسن ٨٧٨/٢ رقم: ٥٩٣١ دار الفكر بيروت، سنن النسائي ٢٤٩/٢ رقم: ٥١٠٧،

صحيح ابن حبان ٧/٦ ١ ٤ رقم: ٥٤٨١، المعجم الكبير للطبراني ٩/٢ ٩ ٢ رقم: ٩٤٦٩، السنن الكبرىٰ للبيهقي ٧/ ٥٠ ٥ رقم: ١٤٨٣٣، مشكاة المصابيح ٣٨١)

قال شيخ الإسلام المفتي محمد تقي العثماني تحته: وأكثر ما تفعله النساء في الحواجب وأطراف الوجه ابتغاء للحسن والزينة فهو حرام بنص هٰذا الحديث. (تكملة فتح الملهم ٤/ ١٩٥ دار العلوم كراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۳/۱/۱۴۳۵ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

عورتوں کا آنکھوں کے اندر فیشن ایبل لینس لگانا؟

سوال (۴۰۰): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کیا عورتوں کے لئے آنکھوں کے اندر فیشن ایبل لینس کا استعمال جائز ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: شریعت میں حسن ونگار کے لئے بے جا تکلفات قطعاً پسندیدہ نہیں ہے، اِسی لئے اَحادیث میں پلکیں بنوانے والیوں اور دانت گھسوانے والیوں پر لعنت وارد ہے؛ اِس لئے فیشن ایبل لینس لگوانا بھی بدرجہ اُولیٰ تکلفاتِ بے جا میں داخل ہے اور پسندیدہ نہیں ہے۔

عن عبد اللّٰه بن مسعود رضي اللّٰه عنه قال: لعن اللّٰه الواشمات والمستوشمات، والمُتنمِّصات، والمتفلجات للحسن المغيرات خَلْقَ اللّٰه تعالىٰ. (صحيح مسلم ٢/ ٢٠٥ رقم: ٢١٢٥ بيت الأفكار الدولية، صحيح البخاري، كتاب اللباس / باب المتفلجات للحسن ٢/ ٨٧٨ رقم: ٥٩٣١ دار الفكر بيروت، سنن النسائي ٢/ ٢٤٩ رقم: ٥١٠٧، صحيح ابن حبان ٧/٦ ١ ٤ رقم: ٥٤٨١، المعجم الكبير للطبراني ٩/٢ ٩ ٢ رقم: ٩٤٦٩، السنن الكبرىٰ للبيهقي ٧/ ٥٠ ٥ رقم: ١٤٨٣٣، مشكاة المصابيح ٣٨١) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۳/۳/۱۴۳۰ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

دولہن کا سر میں زیب وزینت کرنا؟

سوال (۴۰۱): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: دولہن کے سر کا سہرا اور چوٹی کا سہرا شریعتِ محمدیہ میں جائز ہے یا بدعت یا مباح یا کیسا ہے؟

(کتاب مقالات وفتاوی ۳۹۲)

جس کام میں خالق کی نافرمانی لازم آتی ہو تو اُس کام میں شرکت کرنا کیسا ہے؟ دوسری کتاب بخاری شریف میں ہے: ”گناہوں کے کاموں میں مخلوق کی اِطاعت حرام ہے“۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: عورتوں کا اپنے شوہر کے لئے سر پر زیب وزینت کی اَشیاء کا استعمال کرنا خواہ پھول کی شکل میں ہو یا چوٹی کی شکل میں سب جائز ہے، اور اِس کو سہرا نہیں کہا جاتا ہے، سہرے کا اِطلاق مرد کے چہرہ پر خاص طریقہ سے لٹکائے جانے والے جھالروں پر ہوتا ہے، جو ہندوانی رسم ہونے کی بنا پر نا جائز ہے۔

ولا بأس للنساء بتعليق الخرز في شعورهن من صفر أو نحاس أو شبه أو حديدٍ ونحوها للزينة. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الكراهية / الباب العشرون ۳۵۹/۵ دار إحياء التراث العربي بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴/۷/۱۴۲۵ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

عورتوں کا اَعضاءِ مستورہ پر مہندی لگانا؟

سوال (۴۰۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: آج کل عورتیں پیٹ، پیٹھ، بانہوں، کلائیوں، گردن اور جسم کے مختلف اَعضاء پر مہندی لگانے لگی ہیں، اِس بارے میں شریعت کیا کہتی ہے؟

عورتوں کے لئے کن اعضاء پر مہندی لگانا جائز ہے اور کن اَعضاء پر نا جائز ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: آج کل پیٹ، پیٹھ اور دیگر اَعضاء مستورہ پر پھول بوٹے والی مہندی محض دکھاوے کے لئے لگائی جاتی ہے، اگر دکھاوا مقصود نہ ہو تو اِن جگہوں پر مہندی لگانے کا کوئی فائدہ ہی نہیں؛ کیوں کہ باحیا عورتیں اِن اَعضاء کو ہمیشہ کپڑوں میں چھپا کر رکھتی ہیں؛ لہٰذا اِن اَعضاء مستورہ پر مہندی لگانا محض فضول اور ممنوع ہے؛ البتہ عورت کے لئے ہاتھ اور پیروں میں مہندی لگانا پسندیدہ ہے۔

أما خضب اليدين والرجلين فيستحب في حق النساء. (مرقاة المفاتيح ٣٠٤/٨ تحت رقم: ٤٤٥٢، كذا في فتح الباري ٣٥٥/١٠ تحت رقم: ٥٨٩٩، عون المعبود مع حاشية ابن القيم / باب ما جاء في خضاب السواد ١٧٨/١١ تحت رقم: ٤٢١٢، تحفة الأحوذي شرح سنن الترمذي للمباركفوري ٣٥٦/٥ تحت رقم: ١٧٥٣)

ولا ينبغي أن يخضب يد الصبي الذكر ورجله. ويجوز ذلک للنساء (الفتاویٰ الهندية، كتاب الكراهية / الباب العشرون ٣٥٩/٥) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۰/۳/۱۸ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مرد کے لئے مہندی لگانا؟

سوال (۴۰۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مرد کے لئے مہندی لگانا جائز ہے یا نہیں؟ نیز حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے لگانا ثابت ہے یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مرد کے لئے داڑھی اور سر کے بال میں مہندی لگانا شرعاً جائز ہے؛ لیکن ہاتھ پیر میں مہندی لگانا درست نہیں۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۳۸۶/۱۴، فتاویٰ رشیدیہ ۵۸۸)

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عام طور پر مہندی کا استعمال نہیں فرمایا ہے؛ البتہ کبھی کبھی کسی خاص سبب سے مہندی استعمال فرمائی ہے، جیسا کہ بعض روایات سے ثابت ہے۔

عن قتادة قلت لأنس بن مالك رضي اللّٰه عنه هل خضب رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم؟ قال: لم يبلغ ذٰلك إنما كان في صدغيه؛ ولكن أبوبكر خضب بالحناء والكتم. (شمائل الترمذي ص: ٤)

عن أنس رضي اللّٰه عنه قال: رأيت شعر رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم مخضوبًا. (شمائل الترمذي ص: ٤)

قال النووي: المختار أنه صلى اللّٰه عليه وسلم صنع في وقت وترك في معظم الأوقات، فأخبر كل بما رأى وهو صادق وهٰذا التاويل للجمع بين الأحاديث. (حاشية شمائل الترمذي ص: ٤) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۳ /۷ /۱۴۲۱ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مسلمان لڑکیوں کا ''بندیا'' لگانا؟

سوال (۴۰۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: آج کل نوجوان لڑکیاں ''بندیا'' لگاتی ہیں، کیا مسلمان لڑکیاں ''بندیا'' لگاسکتی ہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: پیشانی پر ''بندیا'' لگانا غیر مسلم عورتوں کی علامت ہے، اِس لئے مسلمان عورتیں اُسے ہرگز نہ لگائیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ۱۷/ ۲۹۳)

عن ابن عمر رضي اللّٰه عنهما قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: من تشبه بقوم فهو منهم. (سنن أبي داؤد، كتاب اللباس / باب في لبس الشهرة ٢/ ٥٥٩ رقم: ٤٠٣١ دار الفكر بيروت، مشكاة المصابيح، كتاب اللباس / الفصل الثاني ٢/ ٣٧٥)

قال القاري: أي من شبّه نفسه بالكفار مثلاً في اللباس وغيره، أو بالفساق

أو الفجار، أو بأهل التصوف والصلحاء الأبرار "فهو منهم": أي في الإثم أو الخير عند اللّٰه تعالیٰ …… الخ. (بذل المجهود، كتاب اللباس / باب في لبس الشهرة ۱۲ / ۵۹ دار البشائر الإسلامية بيروت، وكذا في مرقاة المفاتيح، كتاب اللباس / الفصل الثاني ۸ / ۲۵۵ رقم: ۴۳۴۷ رشيدية، وكذا في فيض القدير ۱۱ / ۵۷۴۳ رقم: ۸۵۹۳ نزار مصطفیٰ الباز رياض) **فقط واللہ تعالیٰ اعلم**

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱ / ۳ / ۱۴۲۱ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

سندور لگانا؟

سوال (۴۰۵): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: موجودہ دور میں جو شادی شدہ عورتیں اپنے سر پر سندور لگاتی ہیں، اُن کا لگانا کیسا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سندور لگانا ہندو عورتوں کا شعار ہے؛ لہٰذا مسلمان عورتوں کے لئے اِس طرح کی زینت اختیار کرنا جائز نہ ہوگا۔

عن ابن عمر رضي اللّٰه عنهما قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه وسلم: من تشبه بقوم فهو منهم. (سنن أبي داؤد، كتاب اللباس / باب في لبس الشهرة ۲ / ۵۵۹ رقم: ۴۰۳۱ دار الفكر بيروت، مشكاة المصابيح، كتاب اللباس / الفصل الثاني ۲ / ۳۷۵) **فقط واللہ تعالیٰ اعلم**

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۶ / ۳ / ۱۴۱۵ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مسلم عورتوں کا سندور اور ٹکلی لگانا؟

سوال (۴۰۶): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مسلم عورتوں کے لئے سندور اور ٹکلی لگانا کیسا ہے؟ ہمارے یہاں ہندو عورتوں کی طرح مسلم عورتوں میں بھی مستعمل ہے، نیز ساڑی اور بلاؤز کا بھی رواج ہے، بعض پڑھے لکھے لوگ اپنی بیوی کو

بلاؤز اور ساڑی با قاعدہ پہناتے ہیں، ایسا کرنا کیسا ہے؟ اور ایسے شخص کی اِمامت درست ہوگی یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: سندور اور ٹکلی لگانا ابھی تک ہندو عورتوں کا خاص شعار بنا ہوا ہے؛ اِس لئے مسلمان عورتوں کو اِن سے احتراز کرنا لازم ہے، اور جن علاقوں میں بلا امتیاز مسلم اور غیر مسلم عورتیں سب ساڑی پہنتی ہیں اور ساڑی پہننا ہندو عورتوں کا خاص امتیاز نہ سمجھا جاتا ہو، تو وہاں مسلمان عورتوں کے لئے ساڑی پہننے میں کوئی حرج نہیں ہے، بشرطیکہ ساڑی پوری طرح ساتر ہو، پیٹ اور دیگر اَعضاء کھلے ہوئے نہ ہوں، ورنہ اس کا پہننا کسی طرح جائز نہ ہوگا۔

عن ابن عمر رضي الله عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من تشبه بقوم فهو منهم. (سنن أبي داؤد، كتاب اللباس / باب في لبس الشهرة ٥٥٩/٢ رقم: ٤٠٣١ دار الفكر بيروت، مشكاة المصابيح، كتاب اللباس / الفصل الثاني ٣٧٥/٢)

قال القاري: أي من شبّه نفسه بالكفار مثلاً في اللباس وغيره، أو بالفساق أو الفجار، أو بأهل التصوف الصلحاء الأبرار "فهو منهم": أي في الإثم أو الخير عند الله تعالىٰ ...... الخ. (بذل المجهود، كتاب اللباس / باب في لبس الشهرة ٥٩/١٢ دار البشائر الإسلامية بيروت، وكذا في مرقاة المفاتيح، كتاب اللباس / الفصل الثاني ٢٥٥/٨ رقم: ٤٣٤٧ رشيدية، وكذا في فيض القدير شرح الجامع الصغير ٥٧٤٣/١١ رقم: ٨٥٩٣ نزار مصطفىٰ الباز رياض)

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: صنفان من أهل النار لم أرهما قوم معهم ...... ونساء كاسيات عاريات مميلات مائلات رؤوسهن كأسنمة البخت المائلة، لايدخلن الجنة ولا يجدن ريحها، وإن ريحها لتوجد من مسيرة كذا وكذا. (صحيح مسلم / كتاب اللباس والزينة ٢٠٥/٢)

فإن الإسلام لم يقرر للإنسان نوعًا خاصًا، أو هيئةً خاصةً من اللباس ولا أسلوبًا خاصًا للمعيشة، وإنما وضع مجموعة من المبادي والقواعد الأساسية

يجب على المسلم أن يحتفظ بها. (تكملة فتح الملهم شرح صحيح مسلم ٨٤/٤ مكتبة دار العلوم كراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۹/۱/۱۴۳۱ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

عورتوں کا ناک کان بندوانا کب سے شروع ہوا؟

سوال (۴۰۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کیا عورتوں کے ناک کان بندوانا سنت ہے اور سب سے پہلے کس کی اور کس نے ناک کان بنوائے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: عورتوں کے لئے اَسبابِ زینت اختیار کرنا جن میں کان بندوانا بھی شامل ہے، مطلقاً مباح ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ بھی حضرات صحابیات میں کانوں میں زیورات پہننے کا معمول بلانکیر جاری تھا، اور چوں کہ یہ طریقہ زمانۂ قدیم قبل اِسلام سے جاری ہے، اِس لئے یہ نہیں بتایا جاسکتا کہ سب سے پہلے کس عورت کے کان بندوائے گئے۔ (مستفاد: نفع المفتی والسائل ۵۷)

لا بأس بثقب أذن البنت، وهل يجوز الخزام في الأنف لم أره (الدر المختار) **قلت: إن كان مما يتزين به النساء كما هو في بعض البلاد، فهو فيها كثقب القرط.** (الدر المختار مع الشامي، كتاب الحظر والإباحة / فصل في البيع ٦٠٢/٩ زكريا، كذا في الفتاوىٰ الهندية / الباب التاسع عشر من الكراهية ٣٥٧/٥، البحر الرائق / فصل في البيع من الكراهية ٣٧٤/٧ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۹/۱۲/۱۴۲۳ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کان میں زیور پہننے کے لئے ایک سے زائد سوراخ کرانا؟

سوال (۴۰۸): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: عام طور پر کان میں زیور پہننے کے لئے ایک سوراخ کرایا جاتا ہے؛ لیکن اگر کوئی دوسوراخ کرانا چاہے تو کیا دوسوراخ کرانا ٹھیک ہے؛ کیوں کہ بہت سے لوگوں کا کہنا ہے کہ دوسوراخ نہیں کرانا چاہئے، دوسوراخ کرانا ہندوؤں کا طریقہ ہے، تو ایک سوراخ کراؤ یا تین کراؤ، دوتین کراسکتے ہیں؟ دوسوراخ کراسکتے ہیں یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: عورتوں کے لئے زیور پہننے کے مقصد سے کان بندوانا مطلقاً جائز ہے، خواہ ایک سوراخ ہو یا اِس سے زیادہ، کسی تعداد کی ممانعت شریعت میں منقول نہیں؛ البتہ اگر کسی جگہ کوئی خاص طور غیر قوم کا شعار بن جائے جس سے اُس کی پہچان ہوتی ہو تو تشبہ کی وجہ سے اُس سے بچنا چاہئے۔

عن ابن عمر رضي الله عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من تشبه بقوم فهو منهم. (سنن أبي داؤد، كتاب اللباس / باب في لبس الشهرة ۵۵۹/۲ رقم: ۴۰۳۱ دار الفكر بيروت، مشكاة المصابيح، كتاب اللباس / الفصل الثاني ۳۷۵/۲)

قال القاري: أي من شبّه نفسه بالكفار مثلاً في اللباس وغيره، أو بالفساق أو الفجار، أو بأهل التصوف والصلحاء الأبرار "فهو منهم": أي في الإثم أو الخير عند الله تعالىٰ ...... الخ. (بذل المجهود، كتاب اللباس / باب في لبس الشهرة ۵۹/۱۲ دار البشائر الإسلامية بيروت، وكذا في مرقاة المفاتيح، كتاب اللباس / الفصل الثاني ۲۵۵/۸ رقم: ۴۳۴۷ رشيدية، وكذا في فيض القدير شرح الجامع الصغير ۵۷۴۳/۱۱ رقم: ۸۵۹۳ نزار مصطفىٰ الباز رياض)

ولا بأس بثقب آذان النسوان. (الفتاوىٰ الهندية ۳۵۷/۵)

الاستفسار: هل يجوز ثقب أنف النساء؟ الاستبشار ...... إن كان للتزين، يجوز كما في ثقب الأذن ...... يجوز قياسًا على ثقب الأذن. (نفع المفتى والسائل، من مجموعة رسائل اللكهنوي، المتفرقات: ۱۹۶/۴ إدارة القرآن كراچی)

ولا بأس ...... بثقب آذان الأطفال من البنات؛ لأنهم كانوا يفعلون ذٰلک في زمان رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم من غير إنكار. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الكراهية / الباب التاسع عشر في الختان والخضاء ۵/۳۵۷ زكريا، شامی ۹/۵۵۸ زكريا، وكذا في البحر الرائق، كتاب الكراهية / فصل في البيع ۸/۲۰۴ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۲۳؍۷؍۱۴۳۱ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

سرمہ لگانے کا طریقہ؟

سوال (۴۰۹): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: سرمہ لگانے کا سنت طریقہ کیا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفيق: سرمہ لگانے کے اَحادیثِ شریفہ میں تین طریقے مذکور ہیں:

(۱) دونوں آنکھوں میں تین تین سلائی لگانا۔

(۲) دائیں آنکھ میں تین سلائی اور بائیں آنکھ میں دوسلائی لگانا۔

(۳) پہلے دونوں آنکھوں میں دو دو سلائی لگائے، پھر ایک سلائی دونوں آنکھوں میں مشترک طور پر لگانا۔

عن ابن عباس رضي اللّٰه عنهما أن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم كانت له مكحلة يكتحل منها كل ليلة ثلاثةً في هٰذه، وثلاثةً في هٰذه. وفي رواية: يكتحل منه عند النوم ثلاثًا في كل عينٍ. (شمائل ترمذي / باب ما جاء في كحل رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم ص: ٤ رقم: ٤٩)

عن عقبة بن عامرٍ رضي اللّٰه عنه قال في حديث: وكان إذا اكتحل اكتحل وترًا. (المسند للإمام أحمد بن حنبل ٤/١٥٦ رقم: ١٧٤٢٦)

عن محمد بن سيرين قال: سألت أنسًا عن كحل رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: كان يكتحل في اليمين ثنتين وفي اليسرىٰ ثنتين، وواحدة بينهما. قال ابن سيرين: هٰكذا الحديث، وأنا أحب أن يكون في هٰذه ثلاثٌ، وفي هٰذه ثلاثٌ، وواحدة بينهما.

وفي رواية: عن نافع مولىٰ ابن عمر عن ابن عمر رضي الله عنهما أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان إذا اكتحل يجعل في العين اليمنىٰ ثلاثةً مراودُ، وفي اليسرىٰ مرودين يجعله وترًا. (شعب الإيمان للبيهقي / فصل في الكحل ٢١٨/٥-٢١٩ رقم: ٦٤٢٧-٦٤٢٩ دار الكتب العلمية بيروت، مجمع الزوائد ٩٦/٥) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۷/۳/۵ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

حضور ﷺ کا پسندیدہ سرمہ؟

سوال (۴۱۰):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ کونسا سرمہ پسند تھا؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ ''اِثمد'' کا سرمہ پسند تھا، جس کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم تاکید فرماتے تھے، اور سونے سے پہلے تین سلائی لگاکر اِستراحت فرمایا کرتے تھے۔

عن ابن عباس رضي الله عنهما أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: اكتحلوا بالإثمد فإنه يجلو البصر وينبت الشعر.

عن جابر رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: عليكم بالإثمد عند النوم؛ فإنه يجلو البصر وينبت الشعر.

عن ابن عباس رضي الله عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن خير أكحالكم الإثمد، يجلو البصر وينبت الشعر. (شمائل ترمذی / باب ما جاء في كحل رسول الله ﷺ ص: ٥ رقم: ٤٩-٥١-٥٢ المكتبة الإسلامية داكا بنغلاديش) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۵/۳/۱۴۳۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مردوں کے لئے سرمہ لگانا کیسا ہے؟

سوال (۴۱۱): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مردوں کے لئے غیر رمضان میں سرمہ کا لگانا کیسا ہے، درست ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: رمضان وغیر رمضان ہر حال میں مردوں کے لئے سرمہ لگانا درست ہے، بشرطیکہ اُس سے زینت مقصود نہ ہو۔

عن ابن عباس رضي الله عنهما أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: اكتحلوا بالإثمد؛ فإنه يجلو البصر وينبت الشعر. وزعم أن النبي صلى الله عليه وسلم كانت له مِكحلة يكتحل بها كل ليلة ثلاثة في هٰذه وثلاثة في هٰذه. (سنن الترمذي، أبواب اللباس / باب ما جاء في الاكتحال ٣٠٥/١ رقم: ١٧٥٧، شمائل ترمذي / باب ما جاء في كحل رسول الله ﷺ ص: ٤)

عن ابن عباس رضي الله عنهما قال: كان النبي صلى الله عليه وسلم يكتحل قبل أن ينام بالإثمد ثلاثًا في كل عينٍ. (شمائل ترمذي / باب ما جاء في كحل رسول الله صلى الله عليه وسلم ص: ٤ رقم: ٤٩)

واختلفوا إذا لم يقصد به الزينة عامتهم على أنه لا يكره. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الكراهية / الباب العشرون ٣٥٩/٥) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۸/۱۰/۱۴۱۵ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

ہاتھ میں دھاگہ باندھنا اور چھلہ پہننا؟

سوال (۴۱۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: آج کل لوگ ہاتھوں میں دھاگا باندھتے ہیں، اِسی طرح چھلہ وغیرہ پہنتے ہیں، اِس کا پہننا کیسا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: منت وغیرہ یا دفع بلا کے عقیدے سے جو دھاگے اور چھلے پہنے جاتے ہیں، وہ شرعاً ناجائز ہیں، اُن میں بدعقیدگی کے ساتھ ساتھ کفار سے مشابہت کی خرابی بھی پائی جاتی ہے۔

عن ابن عمر رضي اللّٰه عنهما قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: من تشبه بقوم فهو منهم. (سنن أبي داؤد، كتاب اللباس / باب في لبس الشهرة ۵۵۹/۲ رقم: ۴۰۳۱ دار الفكر بيروت، مشكاة المصابيح، كتاب اللباس / الفصل الثاني ۳۷۵/۲)

الرتيمة هي خيط كان يربط في العنق أو في اليد في الجاهلية لدفع المضرة عن أنفسهم على زعمهم وهو منهى عنه، وذكر في حدود الإيمان أنه كفر. (شامي ۵۲۳/۹ زكريا، البحر الرائق ۱۹۱/۸) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۱/۸/۶ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

نوٹوں کا ہار پہننا؟

سوال (۴۱۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: آج کل جو نوٹوں کا ہار چلتا ہے اُس کو گلے میں پہن سکتے ہیں یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: نوٹوں کے ہار پہننے میں غیر مسلموں سے مشابہت کے

علاوہ فخر وریا اور مال ودولت سے دلی محبت کے اِظہار کی خرابی پائی جاتی ہے؛ لہٰذا اُس کا استعمال جائز نہیں ہے اور اِس رسم کو ختم کرنا لازم اور ضروری ہے۔

عن ابن عمر رضي اللّٰه عنهما قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: من تشبه بقوم فهو منهم. (سنن أبي داؤد، كتاب اللباس / باب في لبس الشهرة ۲/۵۵۹ رقم: ۴۰۳۱ دار الفكر بيروت، مشكاة المصابيح، كتاب اللباس / الفصل الثاني ۲/۳۷۵)

مسلم را تشبہ بکفار حرام است۔ (مالا بدمنہ ۱۳۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۰/۱/۱۴۱۶ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

شادی اور الیکشن کی کامیابی کے وقت پھولوں کا ہار پہننا؟

سوال (۴۱۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: عام مسلمانوں کی شادیوں اور الیکشن کی کامیابی کے وقت اور بچوں کے امتحانات میں اول نمبر کامیابی کی خوشی کے موقع پر پھولوں کا ہار گلے میں ڈالنا کیسا ہے، مستحب ہے، یا پھر سنت، یا رسم ہے، یا کافرانہ عمل ہے؟ جو بھی ہو اِس مسئلہ کا مکمل جواب عنایت فرمائیں۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفيق: مواقع خوشی میں ہار گلے میں ڈالنا محض رسم ہے، اِس سے احتراز کرنا چاہئے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۱۷/۴۶۳)

البحث الثاني: أن النهي عن خاتم الحديد وغيره مخصوص بالخاتم أو شامل لسائر الحلي، منها فلم أر نصا فيه في كلام الفقهاء إلا أن الحديث وكلام الفقهاء يرشد أن إلى عدم الاختصاص لأن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: مالي أرى عليك حلية أهل النار؟ وقال: مالي أرى منك ريح الأصنام، فدل ذلك على أنه غير مخصوص بالخاتم؛ بل يشمل كل حلية من الحديد أو الشبه

النحاس والصفر الخ. (إعلاء السنن، كتاب الحظر والإباحة / باب خاتم الحديد وغيره ۳۳۰/۱۷ المكتبة الإمدادية مكة المكرمة) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۳/۲/۱۴۲۶ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

دستارِ فضیلت حاصل کرنے والے طلبہ کو پھولوں کا ہار پہنانا؟

سوال (۴۱۵): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کئی مدارس میں جلسہ دستار بندی کے موقع پر جانا ہوا، طلبہ کی دستار بندی کے بعد یہ دیکھنے میں آیا کہ اُن فارغ شدہ طلبہ کے دوست واَحباب یا اَعزہ واَقارب اُن کے گلے میں گلاب کے پھول اور روپیوں کے ہار بطور مبارک باد ڈالتے ہیں، تو کیا اِس طرح مبارک باد پیش کرنے کی شرعاً گنجائش ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: گلے میں پھولوں وغیرہ کے ہار ڈالنے کی رسم سلفِ صالحین سے ثابت نہیں؛ بلکہ غیر قوموں سے ماخوذ ہے، اِس لئے یہ رسم قابلِ ترک ہے۔ طلبہ کو مبارک باد ضرور دی جائے؛ لیکن غیر شرعی طریقہ پر نہیں؛ بلکہ اُن کے لئے دعاء خیر کی جائے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۲۳۳/۵)

عن ابن عمر رضي اللّٰه عنهما قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: من تشبه بقوم فهو منهم. (سنن أبي داؤد، كتاب اللباس / باب في لبس الشهرة ۵۵۹/۲ رقم: ۴۰۳۱ دار الفكر بيروت، مشكاة المصابيح، كتاب اللباس / الفصل الثاني ۳۷۵/۲)

قال القاري: أي من شبّه نفسه بالكفار مثلاً في اللباس وغيره، أو بالفساق أو الفجار، أو بأهل التصوف والصلحاء الأبرار "فهو منهم": أي في الإثم أو الخير عند اللّٰه تعالىٰ ...... الخ. (بذل المجهود، كتاب اللباس / باب في لبس الشهرة ۵۹/۱۲ مكتبة دار البشائر الإسلامية، وكذا في مرقاة المفاتيح، كتاب اللباس / الفصل الثاني ۲۵۵/۸ رقم: ۴۳۴۷ رشيدية، وكذا في

فیض القدیر شرح الجامع الصغیر ۱۱/۵۷۴۳ رقم: ۸۵۹۳ نزار مصطفیٰ الباز ریاض) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۲/۱/۲ھ

حاجی یا دولہا کے گلے میں نوٹوں کا ہار ڈالنا؟

سوال (۴۱۶): -کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: تقریبات کے موقع پر دولہا کے گلے میں نوٹوں کا ہار ڈالا جاتا ہے، اِسی طرح جب حاجی حج کرکے آتا ہے اور دیگر مواقع پر نوٹوں کا ہار گلے میں ڈالا جاتا ہے، تو شرعاً اِس ہار کے پہننے میں کوئی قباحت ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: شادی یا حج سے واپسی یا کسی دوسری تقریب کے موقع پر آدمی کے گلے میں نوٹوں کا ہار ڈال کر خوشی کا اظہار کرنا ہندوانہ رسم ہے، نیز اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے، اِس لئے اِس کا ترک ضروری ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۱/۳۱۸-۱۷/۴۶۳)

عن ابن عمر رضي الله عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من تشبه بقوم فهو منهم. (سنن أبي داؤد، كتاب اللباس / باب في لبس الشهرة ۲/۵۵۹ رقم: ۴۰۳۱ دار الفكر بيروت، مشكاة المصابيح، كتاب اللباس / الفصل الثاني ۲/۳۷۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۲/۴/۱۴۲۳ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

عطر اور خوشبو کی سنتیں اور آداب

آپ کی پسندیدہ خوشبو؟

سوال (۴۱۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ کونسا عطر اور خوشبو پسند تھی؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مشک کی خوشبو کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے زیادہ شاندار خوشبو قرار دیا ہے۔

عن محمد بن علي قال: سألت عائشة رضي اللّٰه عنها أكان رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم يتطيَّبُ؟ قالت: نعم بِذِكارة الطيب المسكِ والعنبرِ. (سنن النسائي، كتاب الزينة / باب العنبر رقم: ٥١٢٦ دار الفكر بيروت)

عن أبي سعيد الخدري رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: أطيب الطيب المسک. (سنن الترمذي، كتاب الجنائز / باب ما جاء في المسك الميت ١٩٣/١ رقم: ٩٩١، كتاب اللباس والزينة / فصل أطيب الطيب المسك رقم: ٤٠٠ دار الحديث القاهرة) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفر لہ ۲۰/۷/۱۴۳۶ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

خوشبو لگانے کے مواقع؟

سوال (۴۱۸): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کن مواقع پر خوشبو لگانا مسنون اور پسندیدہ ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: اَحادیثِ شریفہ اور آثار صحابہ سے درج ذیل مواقع پر خوشبو لگانا ثابت ہے:

(۱) جمعہ کے دن۔

قال النبي صلى الله عليه وسلم: ويمس من الطيب ما قدر عليه ولو من طيب المرأة. (صحيح مسلم / كتاب الجمعة ۱/ ۲۸۰ رقم: ۸٤۸)

(۲) عیدین میں۔

ثم الطيب يتأكد للرجال في نحو يوم الجمعة والعيد. (جمع الوسائل / باب في تعطر رسول الله ﷺ ۵/۳)

(۳) تہجد کے وقت۔

عن أنس رضي الله عنه قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا قام من الليل استنجى وتوضأ، ثم بعث يطلب الطيب من رباع نسائه. (سبل الهدىٰ والرشاد / الباب الثاني في استعماله ﷺ الطيب ومحبته له ۷/۳۳۷)

(۴) وضو کے بعد۔

قال يزيد بن أبي عبيد: أن سلمة بن الأكوع كان إذا توضأ يأخذ المسک، فيديفه في يده، ثم يمسح به لحيته. (مجمع الزوائد، كتاب الطهارة / باب الطيب بعد الوضوء ۱/ ۲٤۰ رقم: ۱۲۳۳)

(۵) احرام کے وقت۔

(۶) تلاوت کے وقت۔

(۷) تدریس کے وقت۔

(۸) ذکر کے وقت۔

(۹) جماع کے وقت۔

ثم الطیب یتأکد للرجال في نحو یوم الجمعة، والعید، وعند الإحرام، وحضور المحافل، وقراءة القراٰن، والتعلیم، والذکر، ویتأکد لکل واحد منهما عند المباشرة؛ فإنه من حسن المعاشرة. (جمع الوسائل / باب في تعطر رسول اللّٰه ﷺ ۵/۳)

(۱۰) مجامع اور مجالس کے موقع پر۔

عن عائشة رضي اللّٰه عنها قالت: کان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم یکره أن یخرج إلی أصحابه یوجد منه إلا ریح طیبة. (سبل الهدیٰ والرشاد / الباب الثاني في استعماله ﷺ الطیب ومحبته له ۳۳۷/۷)

(۱۱) روایتِ حدیث کے وقت۔

عن ثابت قال: کنت إذا أتیت أنسا دعا بطیب، فمسح بیدیه وعارضیه.

(مجمع الزوائد، کتاب العلم / باب الطیب عند التحدیث ۱۶۹/۱ رقم: ۷۷۷)

(۱۲) حیض ونفاس سے پاک ہونے کے بعد۔

عن أم عطیة ...... وقد رخص لنا عند الطهر إذا اغتسلت إحدانا من محیضها في نبذة من کُستِ أظفار. (صحیح البخاري، کتاب الحیض / باب الطیب للمرأة ۴۵/۱ رقم: ۳۱۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفر لہ ۱۲/۳/۱۴۳۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

خوشبو لگانے کا طریقہ؟

سوال (۴۱۹): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: عطر اور خوشبو لگانے کا سنت طریقہ کیا ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: عطر جس طرح بھی لگایا جائے گا، سنت ادا ہو جائے

گی، اِس کا کوئی خاص طریقہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں ہے؛ البتہ صحابی رسول حضرت سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ وہ وضو فرمانے کے بعد مشک ہتھیلی پر رکھ کر مسلتے تھے، پھر اپنی داڑھی پر لگاتے تھے۔

عن يزيد بن أبي عبيد: أن سلمة بن الأكوع كان إذا توضأ يأخذ المسک، فيديفه في يده، ثم يمسح به لحيته. (مجمع الزوائد، كتاب الطهارة / باب الطيب بعد الوضوء ۱/ ۲٤۰ رقم: ۱۲۳۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴/۳/۱۴۳۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

سر اور داڑھی میں خوشبو لگانا؟

سوال (۴۲۰): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کیا سر اور داڑھی کے بالوں میں خوشبو لگا سکتے ہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سر اور داڑھی میں خوشبو اور تیل لگانا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔

عن عائشة رضي الله عنها قالت: كنت أُطَيِّبُ النبي صلى الله عليه وسلم بأطيبِ ما يجدُ حتى أجدَ وبيص الطيب في رأسه ولحيته. (صحيح البخاري، كتاب اللباس / باب الطيب في الرأس واللحية رقم: ۵۹۲۳ دار الفكر بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۲/۳/۱۴۳۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

خوشبو کی دھونی؟

سوال (۴۲۱): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: خوشبو کی دھونی لینا کیسا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: دھونی دینے سے خوشبو کپڑوں میں بس جاتی ہے، اور دیرتک مہک باقی رہتی ہے۔ اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عود کی دھونی لینا ثابت ہے جو دنیا کی بہترین خوشبو مانی گئی ہے، اور کبھی آپ عود کے ساتھ کافور بھی ملا لیا کرتے تھے۔

عن نافع قال: كان ابن عمر إذا استجمر استجمر بالألوَّةِ، غير مطرَّاةٍ، وبكافور، يطرحه مع الألوة، ثم قال: هٰكذا كان يستجمر رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم. (صحيح مسلم، كتاب الألفاظ من الأدب وغيرها / باب استعمال المسك وأنه أطيبُ ۲۳۹/۲ رقم: ۲۲۵٤ بيت الأفكار الدولية) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۵/۳/۱۴۳۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

عورت کا خوشبو لگانا؟

سوال (۴۲۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کیا عورت خوشبو لگا سکتی ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: فی نفسہٖ عورت کا خوشبو لگانا جائز ہے؛ لیکن حدیث شریف میں عورت کے لئے ایسی خوشبو لگانے کا حکم ہے، جس کی مہک کم ہو اور اُس میں رنگ غالب ہو؛ لہٰذا عورت کے لئے بھڑک دار خوشبو لگانا، اور ایسی خوشبو لگا کر گھر سے باہر نکلنا جائز نہیں، ایسی عورت کو حدیث میں بدکار کہا گیا ہے، العیاذ باللہ۔

عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: طيب الرجال ما ظهر ريحه وخفي لونه، وطيب النساء ما ظهر لونه وخفي ريحه.

(الشمائل المحمدية / باب تعطر رسول اللّٰه ﷺ ص: ۹۰ رقم: ۲۱۹ المكتبة الإسلامية داكا بنغلاديش،

سنن النسائي، كتاب الزينة / الفصل بين طيب الرجال وطيب النساء ۲۳۹/۲)

عن أبي موسىٰ رضي اللّٰه عنه: أيما امرأة استعطرت ثم خرجت فيوجد ريحها فهي زانية. و كل عين زان. (سنن الدارمی، كتاب الاستئذان / باب في النهي عن الطيب إذا خرجت ۲۷۹/۲، كتاب اللباس و الزينة / فصل الطيب للمرأة رقم: ٤٠٥ دار الحديث القاهرة) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۷/۳/۱۴ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

سینٹ لگانا کیسا ہے؟

سوال (۴۲۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کیا سینٹ لگانا از روئے شرع جائز ہے یا ناجائز؟ اگر جائز ہے تو کون سا؟ اگر ناجائز ہے تو کونسا؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سینٹ میں استعمال ہونے والا اِسپرٹ عموماً انگورا اور کھجور سے بنایا ہوا نہیں ہوتا؛ اِس لئے سینٹ کے خارجی استعمال کی اِجازت ہے؛ البتہ اگر کسی سینٹ کے بارے میں یقینی طور پر معلوم ہو جائے کہ اُس میں انگور کا بنایا ہوا اِسپرٹ استعمال ہوا ہے تو اُس کا استعمال ممنوع ہوگا۔

وبهٰذا يتبين حكم الكحول المسكرة التي عمت بها البلوىٰ اليوم ...... فإنها إن اتخذت من العنب أو التمر فلا سبيل إلىٰ حلتها أو طهارتها، وإن اتخذت من غيرهما فالأمر فيها سهل على مذهب أبي حنيفة رحمه اللّٰه تعالىٰ، ولا يحرم استعمالها للتداوي أو لأغراض مباحة أخرىٰ ما لم تبلغ حد الإسكار؛ لأنها إنما تستعمل مركبة مع المواد الأخرىٰ، ولا يحكم بنجاستها أخذًا بقول أبي حنيفة رحمه اللّٰه تعالىٰ، وإن معظم الكحول التي تستعمل اليوم في الأدوية والعطور وغيرها لا تتخذ من العنب أو التمر، إنما تتخذ من الحبوب أو القشور أو البترول

وغيره، كما ذكرنا في باب بيع الخمر من كتاب البيوع، وحينئذٍ هناك فسحة في الأخذ بقول أبي حنيفة رحمه الله عند عموم البلوىٰ. (تكملة فتح الملهم ۶۰۸/۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۲۶/۱۱/۱۹ھ

کیا عورتیں سینٹ لگا سکتی ہیں؟

سوال (۴۲۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: سینٹ لگانا کیسا ہے؟ کون سا سینٹ جائز ہے اور کون سا ناجائز ہے؟ اور اُس میں تمیز کرنے کی کیا صورتیں ہوسکتی ہیں؟ اور اگر مہنگا اور سستا کا اعتبار ہے تو اُس کی مقدار کتنی ہے؟ جس کو بآسانی قیمتی شمار کرکے ناجائز قرار دیا جائے اور یہ سینٹ کیا عورتیں بھی لگا سکتی ہیں؟ اگر بالفرض لگا ہی لیا تو کیا نماز کے لئے کپڑا تبدیل کرنا ضروری ہوگا؟ عورتوں کے لئے مخصوص خوشبو جو اَز روئے شرع جائز ہے، چند خوشبوؤں کا نام شمار کردیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ایسا سینٹ جس میں کھجور یا اَنگور کے علاوہ کا الکحل ملا ہوا ہو، اُس کو لگانے کی گنجائش ہے۔ (مستفاد: ایضاح النوادر ۱۲۵)

لیکن چوں کہ سینٹ کی خوشبو زیادہ پھیلتی ہے، اور عورت کے لئے پھیلنے والی خوشبو پسندیدہ نہیں ہے، اِس لئے بہتر یہی ہے کہ عورت گھر سے نکلتے وقت کوئی بھی سینٹ استعمال نہ کرے۔

وإن معظم الكحول التي تستعمل اليوم في الأدوية والعطور وغيرها لا تتخذ من العنب أو التمر، إنما تتخذ من الحبوب أو القشور أو البترول وغيره، كما ذكرنا في باب بيع الخمر كتاب البيوع، وحينئذٍ هناك فسحة في الأخذ بقول أبي حنيفة عند عموم البلوىٰ. والله سبحانه أعلم. (تكلمة فتح الملهم، كتاب الأشربة / حكم الكوحل المسكرة ۶۰۸/۳ مكتبة دار العلوم كراچی)

عـن أبي هـريرة رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: طيـب الرجال ما ظهر ريحه وخفي لونه، وطيب النساء ما ظهر لونه وخفي ريحه.

(سنن الترمذي ۲/۱۰۷)

قال سعد: أراهم حملوا قوله: وطيب النساء على ما إذا أرادت أن تخرج.

(مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، كتاب اللباس / باب الترجل ۲۸۷/۸ بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۸/۵/۵ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

بالوں کے اَحکام

آپ ﷺ کے بالوں کی کیفیت؟

سوال (۴۲۵): -کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بالوں کی کیا کیفیت تھی؟ اور آپ سے کس قسم کے بال رکھنا ثابت ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سر کے بال مبارک گھنے اور سیاہ تھے، جو دیکھنے میں بہت خوشنما معلوم ہوتے تھے، نہ بالکل گھنگریالے تھے اور نہ بالکل سیدھے؛ بلکہ نہایت دیدہ زیب اور خوب صورت بال تھے۔ اَحادیثِ شریفہ میں آپ کے بالوں کی کیفیت بیان کرنے کے لئے تین الفاظ آتے ہیں:

(۱) وفرہ:- وہ بال جو کان کی لو تک ہوں۔

(۲) لمہ:- وہ بال جو کان کی لو سے نیچے تک ہوں۔

(۳) جمہ:- وہ بال جو مونڈھوں تک ہوں۔

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عموماً کان اور مونڈھوں کے درمیان بال رکھا کرتے تھے، اور بالوں کے سلسلہ میں یہ مقدار کا اختلاف احوال اور زمانہ کے اعتبار سے ہے۔ (جمع الوسائل ۱/۶۷)

علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ قاضی عیاضؒ سے نقل فرماتے ہیں کہ جب آپ بال تراش لیتے تھے، تو کان کی لو تک ہوجاتے تھے، اور جب چھوڑ دیتے تھے تو کندھے تک آجاتے تھے۔

قال أهل اللغة: الجمة: أكثر من الوفرة، فالجمة الشعر الذي نزل إلى المنكبين. والوفرة: ما نزل إلى شحمة الأذنين. واللمة التي لمت بالمنكبين. قال القاضي: والجمع بين هٰذه الروايات أن ما يلي الأذن هو الذي يبلغ شحمة أذنيه وهو الذي بين أذنيه وعاتقه، وما خلفه هو الذي يضرب منكبيه، وقال: وقيل بل ذٰلك لاختلاف الأوقات، فإذا غفل عن تقصيرها بلغت المنكب، وإذا قصرها كانت إلى انصاف الأذنين، فكان يقصر ويطول بحسب ذٰلک. (شرح النووي على صحيح مسلم ۲۵۸/۲)

عن عائشة رضي اللّٰه عنها قالت: كنت أغتسل أنا ورسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم من إناءٍ واحد، وكان له شعرٌ فوق الجُمَّةِ ودون الوفرةِ. (الشمائل المحمدية / باب ما جاء في شعر رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم ص: ۱۸ رقم: ۲۵ المكتبة الإسلامية داكا بنغلاديش، ص: ۳ النسخة الهندية)

عن البراء رضي اللّٰه عنه قال: ما رأيت من ذي لمةٍ أحسن في حُلَّةٍ حمراء من رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم. زاد محد بن سليمان: له شعرٌ يضربُ منكبيه. (سنن أبي داؤد، كتاب الترجل / باب ما جاء في الشعر ۵۷٦/۲ رقم: ٤۱۸۳ دار الفكر بيروت، صحيح مسلم، كتاب الفضائل / باب في صفة النبي ﷺ وأنه كان أحسن الناس وجهًا رقم: ۲۳۳۷ بيت الأفكار الدولية، سنن الترمذي ۳۰۲/۲ رقم: ۱۷۲٤ دار الفكر بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفر لہ ۱۵/۳/۱۴۳۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

بال رکھنا پسندیدہ ہے یا مونڈنا؟

سوال (۴۲٦): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: سر کے بال کٹانا پسندیدہ ہے یا رکھنا؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: حج اور عمرہ کے علاوہ عام حالات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادتِ شریفہ سر پر بال رکھنے کی تھی۔ علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے ''زاد المعاد'' میں تحریر فرمایا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے صرف حج وعمرہ کے موقع پر بال منڈانا منقول ہے؛ اِس لئے بہتر ہے کہ سلیقہ کے ساتھ سنتی بال رکھے جائیں؛ تاہم بعض صحابہؓ وتابعینؒ سے بالوں کا منڈانا بھی ثابت ہے۔ اِس لئے اگر کوئی شخص کسی مصلحت سے بالوں کو منڈواتا ہے تو اِس میں بھی شرعاً کوئی حرج نہیں ہے، اور بے ریش اور خوبصورت بچوں کے لئے بال رکھنے میں فتنہ کا اندیشہ ہے، اس لئے جب تک داڑھی نہ نکلے، ان کے لئے بال رکھنا مناسب نہیں۔

قال الملا علي القاري رحمه الله تحت حديث: "أو اتركوا كله" فيه إشارة إلى أن الحلق في غير الحج والعمرة جائز، وأن الرجل مخيرٌ بين الحلق وتركه، لكن الأفضل أن لا يحلق إلا في أحد النسكين، كما كان عليه صلى الله عليه وسلم مع أصحابه رضي الله عنهم، وانفرد منهم عليّ كرم الله وجهه. (مرقاة المفاتيح، كتاب اللباس / باب الترجل، الفصل الأول ٢١٦/٨ رقم: ٤٤٢٧ رشيدية)

وإنما حلق رؤوسهم مع أن إبقاء الشعر أفضل. (مرقاة المفاتيح ٢٤٢/٨ رشيدية)

وكان هديه في حلق الرأس تركه كله، أو أخذه كله، ولم يكن يحلق بعضه، ويدع بعضه، ولم يحفظ عنه حلقه إلا في نسك. (زاد المعاد ١٧٤/١)

قال نافع: كان ابن عمر رضي الله عنه يقول: حلق رسول الله صلى الله عليه وسلم في حجته. (صحيح البخاري ٢٣٣/١ رقم: ١٧٢٧، صحيح مسلم ٤٢١/٢)

عن علي رضي الله عنه قال: إن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: من ترك موضع شعرة من جنابة لم يغسلها فعل بها كذا وكذا من النار، قال علي: فمن ثم عاديت رأسي، فمن ثم عاديت، فمن ثم عاديت رأسي، وكان يجز شعره رضي الله عنه. (سنن أبي داؤد ٣٣/١)

عـن عبـد اللّٰه بن جعفر رضي اللّٰه عنه أن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم أمهل آل جـعـفر ثلاثًا أن يأتيهم، ثم أتاهم، فقال: لا تبكوا على أخي بعد اليوم، ثم قال: ادعـوا أي بـنـي أخي، فجيء بنا كأننا أفرخ، فقال: ادعوا لي الحلاق فأمره فحلق رؤوسنا. (سنن أبي داؤد ٥٧٧/٢، عمدة القاري ٤٥٩/٣)

قال العلامة السهانفوري رحمه اللّٰه تعالىٰ: وبهٰذا الحديث استدل الطيبي على سنية حلق الرأس لتقريره صلى اللّٰه عليه وسلم؛ ولأنه من الخلفاء الراشدين الـذيـن أُمِـرنـا بمتابعة سنتهم، وردّ عليه القاري وابن حجر، فقالا: إن فعله رضي الـلّٰه عنه إذا كان مخالفًا بسنته عليه السلام وبقية الخلفاء، يكون رخصةً لا سنةً.

(بذل المجهود، كتاب / باب في الغسل من الجنابة ١٥٢/١ إمدادية ملتان)

وقـال الشـامي رحمه اللّٰه تعالىٰ: وفي الروضة للزندويستي: أن السنة في شعر الرأس إما الفرق أو الحلق. وذكر الطحاوي: أن الحلق سنة، ونسب ذٰلك إلى العلماء الثلاثة. (رد المحتار، كتاب الحظر والإباحة / فصل في البيع ٤٠٧/٦، وكذا في الفتاوىٰ الهندية / الباب التاسع عشر في الختان ٣٥٧/٥ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۲/۳/۱۴۳۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

حلق کرنا سنت ہے یا زلفیں رکھنا؟

سوال (۴۲۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کچھ لوگ ہمیشہ زلفے رکھنے کو سنت کہتے ہیں، اور کچھ لوگ حلق کروانے کو سنت کہتے ہیں؛ لیکن اکثر لوگ نہ زلفے رکھتے ہیں، نہ ہمیشہ حلق کرتے ہیں؛ بلکہ جھوٹے چھوٹے بال رکھتے ہیں، اور زلفوں کی حد تک نہیں پہنچنے دیتے، اور جب بالوں کو نکالتے ہیں تو حلق تک نہیں پہنچنے دیتے۔

اَب دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا حلق کرنا (چٹان بنانا) سنت ہے یا زلفے رکھنا؟ اگر حلق کرنا سنت ہے تو کتنے دنوں میں حلق کرنا چاہئے؟ اور بال کو کتنا بڑھانا چاہئے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اَحادیث کی تتبع اور تلاش سے یہ بات منقح ہوکر سامنے آتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضراتِ صحابہ رضی اللہ عنہم کا اکثر معمول زلفیں رکھنے کا تھا، بلا عذر اور حج وعمرہ کے علاوہ کبھی بھی حلق کرنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں؛ البتہ سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سر منڈانے کا ثبوت ملتا ہے، مگر اس روایت میں راوی نے صرف ''جز'' کا لفظ نقل کیا ہے، جس کے لغوی معنی بالوں کو باریک کرنے کے آتے ہیں۔

بریں بنا اِس حدیث سے حلق کا اِثبات قطعی نہیں؛ بلکہ محتمل ہے؛ لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضراتِ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے معمول کے پیشِ نظر عمومی اَحوال میں زلفیں رکھنا مسنون کہا جائے گا؛ البتہ حلق کرانا بھی جائز اور مباح ہے، ایسے ہی حلق اور زلفوں کے علاوہ پورے سر کے برابر بال رکھنا بھی جائز ہے۔ اور جہاں حضراتِ فقہاء نے حلق کو سنت کہا ہے وہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد کے حلقِ راس سے استدلال کرتے ہوئے کہا ہے۔ (امداد الفتاویٰ ۴/۲۳۰، احسن الفتاویٰ ۸/۸۰)

فإنه صلى اللّٰه عليه وسلم لم يحلق رأسه في سنى الهجرة إلا عام الحديبية، ثم عمرة القضاء ثم عام حجة الوداع. (جمع الوسائل ۸۲ پاکستان)

ولا يخفى أن فعله – كرم اللّٰه وجهه – إذا كان مخالفًا لسنةٍ وبقية الخلفاء من عدم الحلق إلا بعد فراغ النسك يكون رخصة لا سنة، واللّٰه تعالىٰ أعلم. ثم رأيت ابن حجر نظر في كلام الطيبي وذكر نظير كلامي، وأطال الكلام فيه. (مرقاة المفاتيح ۲/۳۸ تحت رقم: ٤٤٤ المكتبة الأشرفية، بذل المجهود ۲/۲۷۵ دمشق)

وكان السلف يُوفِّرُون شعورهم لا يحلقونها. (فتح الباري ۸/٦۹ تحت رقم: ٤۳٥۱ دار الكتب العلمية بيروت)

وحلق الرأس ثلاثة أنواع: أحدها نسك وقربة. والثاني: بدعة وشرك.

والثالث: حاجة ودواء. فالأول الحلق في أحد النسكين الحج والعمرة. والثاني: حلق الرأس بغير الله سبحانه الخ. (زاد المعاد ١٥٩/٤ بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۸/۷/۲۱ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کیا سر کے بال منڈانا خارجیوں کی علامت ہے؟

سوال (۴۲۸): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: سر کے بال حج اور عمرہ کے علاوہ منڈانا چاہئے یا نہیں؟ ''غنیۃ الطالبین ص: ۱۵'' پر لکھا ہے کہ سر کے بال منڈانا خارجیوں کی علامت ہے۔ حضرت ابوموسیٰ اور حضرت عبید بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''جس نے سر منڈایا وہ مجھ سے نہیں ہے، کیا یہ تمام باتیں صحیح ہیں یا نہیں''؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: سر منڈانا بلا کراہت درست ہے، اور آپ نے ''غنیۃ الطالبین'' کے حوالہ سے جو روایت نقل کی ہے کہ یہ خارجیوں کی علامت ہے، تو اُس میں صرف ایک پہچان بتائی گئی ہے، سر منڈانے کی مذمت اِس سے ثابت نہیں ہوتی۔

عن أبي سعيد رضي الله عنه أن النبي صلى الله عليه وسلم ذكر قومًا يكونون في أمته يخرجون في خرفة من الناس، سيماهم التحليق هم شر الحلق، أو من شر الخلق يقتلهم أدنى الطائفين من الحق الخ. (المسند للإمام أحمد بن حنبل ٦٢/١٧ رقم: ١١٠١٨ مطبوعة: الرسالة)

قوله: التحليق: أي حلق الرأس، ولم يكن ذاك من عادة العرب. (تعليقات على مسند أحمد ٦٣/١٧ تحت رقم: ١١٠١٩ مطبوعة: الرسالة)

سيماهم التحليق ليس فيه ذم التحليق؛ بل هي علامة لتلك الفرقة.

(حاشية سنن ابن ماجة ١٦/١)

أن الخوارج سيماهم التحليق وكان السلف يوَفِّرون شعورهم لا يحلقونها. (فتح الباري ٦٨/٨ تحت رقم: ٤٣٥١، المسند للإمام أحمد بن حنبل ٤٩/١٧ تحت رقم: ١١٠٠٩ مطبوعة: الرسالة)

اگر یہ عمل قابل مذمت ہوتا تو حج وعمرہ میں بھی اِس کی اِجازت نہ ہوتی۔ اور حضرت ابوموسیٰ اَشعری رضی اللہ عنہ کی وہ روایت جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سرمنڈانے والے برأت سے فرمائی ہے، اس سے مراد یہ ہے کہ اگر کوئی شخص غم ومصیبت کے وقت سوگ کے اِظہار کے طور پر سر کے بال منڈالے، جیسا کہ زمانۂ جاہلیت میں دستور تھا اور آج بھی غیر مسلموں میں اِس کا رواج ہے، تو اِس طور پر سر منڈانا یقیناً گناہ اور حرام ہے۔ (صحیح مسلم ۱/۷۰)

وفي الروضة: أن السنة في شعر الرأس إما الفرق أو الحلق، وذكر الطحاوي رحمه اللّٰه تعالىٰ: أن الحلق سنة، ونسب ذٰلك إلى العلماء الثلاثة. (شامي ٥٨٤/٩ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفر لہ ۲۵/۹/۱۴۲۵ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

بال مونڈانے کا سنت طریقہ؟

سوال (۴۲۹): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اگر کوئی شخص سر کے بال مونڈنا یا مونڈوانا چاہے، تو اُس کا سنت طریقہ کیا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سرمنڈانے کا سنت طریقہ یہ ہے کہ پہلے حجام (نائی) کے سامنے سر کا دائیں طرف کا حصہ پیش کرے، اور اُس کے بال منڈوائے، پھر بائیں طرف کا حصہ پیش کرے، اور اس کے بال منڈائے، یہی طریقہ آپ سے حج کے موقع پر سر منڈوانے کا منقول ہے۔

عن أنس بن مالك رضي اللّٰه عنه قال: لما رمى رسول اللّٰه صلى اللّٰه

علیه وسلم الجمرة نحر نُسُکه، ثم ناول الحالِق شِقّه الأيمن، فحلقه فأعطاه أبا طلحة، ثم ناوله شقه الأيسر فحلقه، فقال: اقسمه بين الناس. (سنن الترمذي، ابواب الحج / باب ما جاء بأي جانب الرأس يبدأ في الحلق ۱۸۱/۱ رقم: ۹۱۲ المكتبة الأشرفية ديوبند)

عن ابن عمر رضي اللّٰه عنهما قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: من تشبه بقوم فهو منهم. (سنن أبي داؤد، كتاب اللباس / باب في لبس الشهرة ۵۵۹/۲ رقم: ۴۰۳۱ دار الفكر بيروت، مشكاة المصابيح، كتاب اللباس / الفصل الثاني ۳۷۵/۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۷/۳/۱۴ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

حلق کراکر سر کے اَگلے حصہ پر بال چھوڑنا؟

سوال (۴۳۰): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اگر کسی شخص نے سر حلق کرایا اور کچھ اگلے حصہ کے بال باقی رکھے، تو شرعاً کیا حکم ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفيق: سر حلق کراتے وقت بالوں کا کوئی حصہ نہ چھوڑے؛ اِس لئے کہ یہ تشبہ بالکفار کی بنا پر درست نہیں ہے۔

عن ابن عمر رضي اللّٰه تعالىٰ عنهما أن النبي صلى اللّٰه تعالىٰ عليه وسلم رأى صبيًا قد حلق بعض شعره وترک بعضه، فنهي عن ذٰلک، وقال: إحلقوا كله أو أتركوا كله. (المسند للإمام أحمد بن حنبل ۱۴۱/۵ رقم: ۵۶۱۴ تحقيق: أحمد شاكر، عون المعبود ۱۳۴/۴، شرح المشكاة للطيبي ۲۹۲۶/۹ رقم: ۴۴۲۶، فتح الباري / باب القزع ۳۶۵/۱۰ تحت رقم: ۵۹۲۰ دار الكتب العلمية بيروت)

قوله: القزع: بفتح القاف والزاء ثم المهملة جمع قزعة، وهي القطيعة من السحاب، وسمّي شعر الرأس إذا حلق بعضه وترک بعضه قزعًا تشبيهًا

بالسحاب المتفرق. (فتح الباري، كتاب اللباس / باب القزع ۱۰/۳٦۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱/۱/۱۴۱۴ھ

کیا گدی کی جگہ اُسترا چلانا منع ہے؟

سوال (۴۳۱): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: آج کل جونائی سر کے بالوں کو کترتا ہے، تو سر کے پچھلے حصہ گردن پر اِسی طرح دونوں کانوں کے اوپر اُسترا چلاتا ہے، بعض حضرات کا کہنا ہے کہ حدیث میں جو سر کے بعض حصہ کو کتروانے اور بعض کو منڈوانے کے بارے میں ممانعت آئی ہے اُس میں موجودہ شکل بھی داخل ہے، کیا یہ کہنا صحیح ہے؟ جب کہ دین دار حضرات اور علماء بھی اِس طرح کترواتے ہیں۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: گردن یا کان کے پچھلے حصہ پر اُسترا چلانا منع نہیں ہے، ممانعت اُس صورت میں ہے جب کہ سر کے بعض حصہ کو منڈوالے اور بعض کو چھوڑ دے، جیسا کہ بعض انگریزی زدہ لوگوں میں فیشن چل رہا ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ رشیدیہ ۵۹۱، احسن الفتاویٰ ۸/۷٦)

عن ابن عمر رضي اللّٰه عنهما أن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم رأى صبيًا قد حلق بعض شعره وترك بعضه، فنهي عن ذٰلك، وقال: إحلقوا كله أو أتركوا كله. (المسند للإمام أحمد بن حنبل ۵/۱٤۱ رقم: ۵٦۱٤ تحقيق: أحمد شاكر، عون المعبود ٤/۱۳٤، شرح المشكاة للطيبي ۹/۲۹۲٦ رقم: ٤٤۲٦، فتح الباري / باب الفزع ۱۰/۳٦۵ تحت رقم: ۲۹۲۰)

قوله: القزع: بفتح القاف والزاء ثم المهملة جمع قزعة، وهي القطيعة من السحاب، وسمّي شعر الرأس إذا حلق بعضه وترك بعضه قزعًا تشبيهًا بالسحاب المتفرق. (فتح الباري، كتاب اللباس / باب القزع ۱۰/۳٦٤) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۱/۷/۱۴۲۵ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

ہپی کٹ [Hippekat] بالوں کا حکم؟

سوال (۴۳۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: آج کل جو سیلون پر لوگ چھوٹی بڑی کٹنگ کراتے ہیں کہ سر کے اگلے حصہ میں لمبے بال اور دائیں بائیں اور پیچھے بالکل چھوٹے، پھر اُس کی ڈرائننگ میں بھی کئی طریقے ہوتے ہیں، جسے Hippekat کہا جاتا ہے، شرعاً اِس طرح کے بال رکھنے اور بنوانے کا کیا حکم ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اَحادیثِ شریفہ میں سر کے چھوٹے بڑے بال رکھنے سے منع فرمایا گیا ہے؛ لہٰذا یا تو پورے سر کے بال سنت کے مطابق اتباعِ سنت کی نیت سے رکھے، یا پورے سر کے بال منڈادے۔ بریں بنا جو لوگ فساق وفجار اور ناچنے گانے والوں کی طرح مختلف طرح کے چھوٹے بڑے بال رکھتے ہیں، جس کا آج ساری دنیا میں چلن عام ہوگیا، قطعاً جائز اور درست نہیں ہے، یہ اسلامی طریقہ نہیں؛ بلکہ فاسق وفاجر اور بے دین لوگوں کا ہے، اس طریقہ پر بال رکھنے سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔

عن ابن عمر رضي اللّٰه عنهما يقول: سمعت رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم ينهىٰ عن القزع. (صحيح البخاري، كتاب اللباس / باب القزع ۸۷۷/۲ رقم: ۵۹۲۰ دار الفكر بيروت)

عن ابن عباس رضي اللّٰه عنهما قال: لعن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم المتشبهين من الرجال بالنساء والمتشبهات من النساء بالرجال. (صحيح البخاري، كتاب اللباس / باب المتشبهين بالنساء والمتشبهات بالرجال ۸۷۴/۲ رقم: ۵۸۸۵ دار الفكر بيروت)

عن ابن عمر رضي اللّٰه عنهما أن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم رأى صبيًّا حلق بعض رأسه، وترک بعض، فنهى عن ذٰلک، وقال: احلقوه كله أو اتركوه كله. (سنن النسائي، كتاب اللباس والزينة / باب الرخصة في حلق الرأس رقم: ۳۷٦ دار الحديث القاهرة)

عن ابن عمر رضي اللّٰه عنهما أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم نهى عن القزع، قال: قلت لنافع: وما القزع؟ قال: يحلق بعض رأس الصبي ويترك بعض. (صحيح مسلم، كتاب اللباس / باب كراهية القزع ۲۰۳/۲ رقم: ۲۱۲۰-۱۱۳ بيت الأفكار الدولية، صحيح البخاري، كتاب اللباس / باب القزع رقم: ۵۹۲۰ دار الفكر بيروت)

ويكره القزع: وهو أن يحلق البعض ويترك البعض قطعًا مقدار ثلاثة أصابع، كذا في الغرائب. (شامي، كتاب الحظر والإباحة / فصل في البيع ۴۰۷/۶ كراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۷/۳/۵ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

زلفوں کے اَقسام وحدود کیا ہیں؟

سوال (۴۳۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اگر زلفے رکھنا سنت ہے تو زلفوں کی کیا حد ہے؟ اور کتنی قسمیں ہیں؟ اور کونسی قسم زیادہ مؤکد ہے، اور اکثر اَوقات ہمیں کس طرح کے بال رکھنا چاہئے؟ نیز چٹان بنانے میں اِنسان کی شکل وصورت بہت ہی خراب لگتی ہے، تو کیا یہ چیز بھی سنت میں داخل ہے کہ ہم چٹان بنائیں، کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج وعمرہ کے علاوہ کبھی چٹان بنایا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بال رکھنے کی حسبِ ذیل صورتیں منقول ہیں: (۱) نصف کان تک (۲) کانوں کی لو تک (۳) کانوں کی لو اور مونڈھوں کے درمیان تک (۴) مونڈھوں کے قریب تک۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج وعمرے کے موقع پر بال منڈ وائے اور پھر اُن کو چھوڑے رکھا، تو یہ بال مختلف زمانوں اور حالات میں الگ الگ مقدار میں رہے؛ اِس لئے نصف کان سے مونڈھوں کے قریب تک تمام صورتوں میں سے کسی کو کسی پر فضیلت نہیں، جس صورت کے مطابق

بھی بال رکھے، سنت ادا ہوجائے گی۔

واعلم أن الروايات قد اختلفت في وصف شعره صلى اللّٰه عليه وسلم، ففي رواية الأنس شعره إلى نصف أذنيه، وفي رواية له: كان يبلغ شعره شحمة أذنيه ويوافقه حديث البراء. وفي حديث عائشة كان له شعر فوق الجمة دون الوفرة أو العكس، ويوافقه رواية بين أذنيه وعاتقه كما في البخاري من حديث أنس. وفي حديث أم هاني له أربع غدائر وهٰذا محصل الأخبار التي أوردها المصنف في هٰذا الباب – إلى قوله – فهٰذه ست روايات: الأولىٰ: نصف أذنيه، الثانية: شحمة أذنيه، الثالثة: بين أذنيه وعاتقه، الرابعة: أنه يضرب منكبيه، الخامسة: قريب منه، السادسة له: أربع غدائر الخ. (جمع الوسائل ۸۱-۹۸،۹ المكتبة الأشرفية)

عن البراء بن عازب رضي اللّٰه عنه قال: ما رأيت رجلاً أحسن في حلة من رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال: ورأيت له لمة تضرب قريبًا من منكبيه.

(السنن الكبرىٰ للنسائي ۳۲/۸ رقم: ۹۲۷٦، سنن النسائي ۱۳۳/۸ رقم: ۵۰٦۳)

قال بعض أصحابي عن مالک أن جمته لتضرب قريبًا من منكبه – إلى قوله – قال شعبة: شعره يبلغ شحمة أذنه. (صحيح البخاري ۸۷٦/۲ رقم: ۵٦۷۱-۵٦۷۲، شمائل سنن الترمذي ص: ۱ تا ۳، خصائل نبوی قدیم: ۳۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۳/۷/۱۴۲۸ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مرد کا عورتوں کی طرح لمبے بال رکھنا؟

سوال (۴۳۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کچھ مرد لوگ اپنے سر کے بال بہت لمبے لمبے کر لیتے ہیں، جن کو لوگ صوفی جی کہتے ہیں، تو بال عورتوں کی طرح لمبا کرنا کیسا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: کسی بھی مرد کیلئے عورتوں کی طرح بال رکھنا ممنوع ہے۔

عن ابن عباس رضي اللّٰه عنهما قال: لعن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم المتشبهين من الرجال بالنساء والمتشبهات من النساء بالرجال. (صحيح البخاري، كتاب اللباس / باب المتشبهين بالنساء والمتشبهات بالرجال ٨٧٤/٢ رقم: ٥٨٨٥ دار الفكر بيروت، مشكاة المصابيح / باب الترجل ٣٨٠) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۳/۱۱/۳ھ

بالوں میں کتنے دن میں کنگھی کرے؟

سوال (۴۳۵): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اس حدیث کے بارے میں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزانہ کنگھی کرنے سے منع فرمایا ہے، مگر تیسرے روز کی اِجازت دی، اِس حدیث کا مطلب سمجھ میں نہیں آیا کہ روزانہ کرنا حرام ہے یا مکروہ؟ یہ حدیث تقویۃ الایمان میں ۳۲۳ پر ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث روزانہ کنگھی کرنے سے نہی کے متعلق کا مطلب یہ ہے کہ بلاضرورت کنگھی نہ کرے اور اہتمام نہ کرے؛ کیوں کہ یہ تزئین میں غلو ہے، روزانہ ایسا کرنا مکروہِ تنزیہی ہے؛ تاہم اگر ضرورت ہو تو روزانہ کنگھی کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

عن عبد اللّٰه بن مغفل رضي اللّٰه عنه نهى رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم عن الترجل إلا غِبًّا. (سنن الترمذي، أبواب اللباس / باب ما جاء في النهي الترجل ٣٠٥/١ رقم: ١٧٥٦)

(إلا غبّا) **الغب أن يفعل يوما ويترك يوما، والمراد بالنهي ترك**

المواظبة عليه والاهتمام به؛ لأنه مبالغة في التزيين وهٰذا عند عدم الضرورة، وإن دعا الضرورة إلى الترجيل كل يوم لا بأس به. (بذل المجهود ۴۳/۱۷)

هو نهي تنزيه لا تحريم ولا فرق في ذٰلک بين اللحية والرأس. (سنن النسائي بين السطور ۲۷۵/۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۰/۱/۲۸ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

بالوں کا اِکرام اور مانگ نکالنے کا سنت طریقہ؟

سوال (۴۳۶): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: بالوں کا اکرام کیا ہے؟ کتنے دن میں تیل اور کنگھی کرنا چاہئے؟ کنگھی کس طرح کرنا چاہئے؟ مانگ کس طرح نکالنا سنت ہے؟ وضاحت کے ساتھ تحریر فرمائیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: شریعتِ اسلامیہ میں نہ تو یہ بات پسند ہے کہ آدمی بدہیئت ہوکر زندگی گذارے اور نہ یہ پسند ہے کہ ہر وقت بننے سنورنے میں لگا رہے؛ بلکہ معتدل اور باوقار انداز میں رہنے کا حکم ہے۔ اِسی لئے ایک طرف نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ہدایت دی کہ: ''جو شخص بال رکھے وہ اُن کا اکرام کیا کرے'' یعنی اُنہیں صاف ستھرا کر کے سلیقے سے رکھے، وہیں دوسری طرف آپ نے روز روز بلاضرورت تیل کنگھی کرنے سے منع فرمایا ہے۔ بریں بنا جو شخص بال رکھتا ہو اُسے چاہئے کہ وہ اُنہیں خشک اور بکھرا ہوا نہ چھوڑے؛ بلکہ موقع بموقع تیل کنگھی کرتا رہے، اور جب زیادہ بڑے ہوجائیں تو اُن کی مناسب تراش خراش کراکے رکھے؛ لیکن ہر وقت کنگھی شیشہ لئے نہ کھڑا رہے؛ بلکہ جب ضرورت ہو جبھی کنگھی کیا کرے، اور کنگھی کرنے کی ابتداء دائیں جانب سے کرے، اور درمیان سر میں سیدھی مانگ نکالنا بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے، اِس لئے اس کا بھی اہتمام رکھے۔

عن وائل بن حجر رضي اللّٰه عنه قال: أتيت النبي صلى اللّٰه عليه وسلم ولي شعر طويل، فلما رآني رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال: ذباب – ذباب. قال: فخرجت، فجزرته، ثم أتيته من الغد. فقال: إني لم أعنِكَ، وهٰذا أحسن.

(سنن أبي داؤد، كتاب الترجل / باب في تطويل الجمة ٥٧٦/٢ رقم: ٤١٩٠ دار الفكر بيروت)

عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال: من كان له شعر فليكرمه. (سنن أبي داؤد، أول كتاب الترجل / باب في إصلاح الشعر ٥٧٣/٢ رقم: ٤١٦٣ دار الفكر بيروت، شعب الايمان ٤٢٨/٨)

قوله: فليكرمه: بأن يصونه عن الأوساخ والأقذار ويتعاهد ما اجتمع في شعر الرأس من الدرن والقمل بالتنظيف عنه بالغسل والتدهين والترجيل مستحب، وإن لم يتفرغ لتنظيفه فليكرمه بالإزالة بالحلق ونحوه. (بذل المجهود ٤٧/١٧)

عن عبد اللّٰه بن مغفل رضي اللّٰه عنه قال: نهى رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم عن الترجل إلا غبا. (سنن الترمذي، أبواب اللباس / باب ما جاء في النهي عن الترجل إلا غبا ٣٠٥/١ رقم: ١٧٥٦ دار الفكر بيروت)

والغِبُّ: أن يفعل يومًا ويترك يومًا، والمراد بالنهي ترك المواظبة عليه والاهتمام به؛ لأنه مبالغة في التزين، وهٰذا عند عدم الضرورة، وإن دعت الضرورة إلى الترجيل كل يوم لا بأس به. (بذل المجهود ٤٣/١٧)

عن عائشة رضي اللّٰه عنها قالت: كان النبي صلى اللّٰه عليه وسلم يُعجِبه التيمن في تنعّله وترجله وطهوره وفي شأنه كله. (صحيح البخاري، كتاب الوضوء / باب التيمن في الوضوء والغسل ٢٩/١ رقم: ١٦٨، ٥٠٣/١ رقم: ٣٥٥٨ دار الفكر بيروت)

عن ابن عباس رضي اللّٰه عنهما قال: كان النبي صلى اللّٰه عليه وسلم يحبّ موافقة أهل الكتاب في ما لم يؤمر فيه، وكان أهل الكتاب يسدلون

أشعارهم، وكان المشركون يفرّقون رؤوسهم، فسدل النبي صلى اللّٰه عليه وسلم ناصيته، ثم فرق بعد. (صحيح مسلم، كتاب الفضائل / باب صفة شعره صلى اللّٰه عليه وسلم وصفاته وحليه ۲۵۷/۳، صحيح البخاري، كتاب اللباس / باب الفرق ۸۷۷/۲)

قال القاري رحمه اللّٰه تعالىٰ: وكان أهل الكتاب: أي اليهود والنصارىٰ يسدلون ...... أشعارهم، والمراد هنا إرسال الشعر حول الرأس من غير أن يقسم نصفين: نصفٌ من جانب يمينه ونحوه صدره، ونصفٌ من جانب يساره كذٰلک. وقيل: سدل الشعر إذا أرسله ولم يضم جوانبه. وفي شرح مسلم للنووي: قال العلماء: المراد إرساله على الجبين واتخاذه كالقصة، والفرق فرق الشعر بعضه من بعض. وقيل: السدل أن يرسل الشخص شعره من ورائه، ولا يجعله فرقتين.

والفرق أن يجعله فرقتين: كل فرقه ذوابه، وهو المناسب لقوله: وكان المشركون يفرقون – بكسر الراء ويضم – وروى من التفريق رؤوسهم: أي شعر رؤوسهم بعضها من بعض، ويكشفونها عن جبينهم. قال العسقلاني: الفرق قسمة الشعر، والمفرق وسط الرأس، وأصله من الفرق بين الشيئين ”فسدل النبي صلى اللّٰه عليه وسلم ناصيته“: أي حين قدم المدينة، ثم فرق ...... رأسه: أي شعره ”بعد“: بضم الدال: أي بعد ذٰلک من الزمان. قال ابن الملک: لأن جبرئيل عليه الصلاة والسلام أتاه وأمره بالفرق، ففرق المسلمون رؤوسهم. (مرقاة المفاتيح، كتاب اللباس / باب الترجل، الفصل الأول ۲۱۴/۸–۲۱۵ رشيدية)

وفي روضة الرندوستي: أن السنة في شعر الرأس إما الفرق وإما الحلق. (الفتاوىٰ الهندية ۴۱۳/۵ مكتبة الإتحاد ديوبند، ۳۵۷/۵ زكريا، الفتاوىٰ التاتارخانية ۲۱۲/۱۸ رقم: ۲۸۵۴۴ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴/۳/۱۴۳۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

ٹیڑھی مانگ نکالنا؟

سوال (۴۳۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مرد اور عورت دونوں کے لئے ٹیڑھی مانگ نکالنا کیسا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سنت یہ ہے کہ سر کی مانگ سیدھی نکالی جائے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول یہی تھا؛ لہٰذا ٹیڑھی مانگ نکالنا خلافِ سنت ہے، نیز یہ مغربی تہذیب کی علامت ہونے کی وجہ سے بھی قابل ترک اور مکروہ ہے۔ (احیاء العلوم ۳۰۵)

عن ابن عباس رضي اللّٰه عنهما أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم كان يسدل شعره، وكان المشركون يفرِقون رؤوسهم، فكان أهل الكتاب يسدِلون رؤوسهم، وكان رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم يحب موافقة أهلِ الكتاب فيما لم يؤمر فيه بشيء، ثم فرق رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم رأسه. (صحيح البخاري، كتاب المناقب / باب صفة النبي صلى اللّٰه عليه وسلم ۵۰۳/۱ رقم: ۳۵۵۸ دار الفكر بيروت، صحيح مسلم، كتاب الفضائل / باب في سدل النبي ﷺ شعره وفرقِهٖ رقم: ۲۳۳۶ بيت الأفكار الدولية)

عن عائشة رضي اللّٰه عنها قالت: كنت إذا أردت أن أفرُق رأس رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم صدعت الفرق من يافوخه وأُرسل ناصيتيه بين عينيه.

(سنن أبي داؤد ۵۷۶/۲ رقم: ۴۱۸۹، شعب الإيمان للبيهقي ۴۳۷/۸ رقم: ۶۵۰۸، ۲۳۰/۵ رقم: ۶۴۷۷ دار الكتب العلمية بيروت)

قوله: "صدعت" أي شققت، الفرق: وهو الخط الذي يظهر بين شعر الرأس إذا قسم قسمين، وذٰلک الخط هو بياض بشرة الرأس الذي يكون بين الشعر من يافوخه. في القاموس: حيث التقى عظم مقدم الرأس ومؤخرة. وقال

الأردبيلي: من يافوخه أي من أعلى طرف رأسه وذروته، وأرسل ناصيته بين عينيه: قال القاري: أي محاذيًا لما بينهما من قبل الوجه، وقال الطيبي: والمعنى كان أحد طرفي ذٰلک الخط عند اليافوخ والطرف الآخر عند جبهته محاذيًا لما بين عينيه ...... أي جعلت رأس فرقه محاذيًا لما بين عينيه بحيث يكون نصف شعر ناصيته من جانب يمين ذٰلک الفرق والنصف الآخر من جانب يسار ذٰلک الفرق، انتهىٰ. (عون المعبود مع حاشية ابن القيم ١١/١٦٢ تحت رقم: ٤١٨٩)

من يافوخه أي وسط رأسه. (بذل المجهود ١٧/٧٤)

عن ابن عمر رضي اللّٰه عنهما قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: من تشبه بقوم فهو منهم. (سنن أبي داؤد، كتاب اللباس / باب في لبس الشهرة ٢/٥٥٩ رقم: ٤٠٣١ دار الفكر بيروت، مشكاة المصابيح، كتاب اللباس / الفصل الثاني ٢/٣٧٥)

قال القاري: أي من شبّه نفسه بالكفار مثلاً في اللباس وغيره، أو بالفساق أو الفجار، أو بأهل التصوف والصلحاء الأبرار "فهو منهم": أي في الإثم أو الخير عند اللّٰه تعالىٰ ...... الخ. (بذل المجهود، كتاب اللباس / باب في لبس الشهرة ١٢/٥٩ دار البشائر الإسلامية بيروت، وكذا في مرقاة المفاتيح، كتاب اللباس / الفصل الثاني ٨/٢٥٥ رقم: ٤٣٤٧ رشيدية، وكذا في فيض القدير شرح الجامع الصغير ١١/٥٧٤٣ رقم: ٨٥٩٣ نزار مصطفىٰ الباز رياض) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۲۱/۱۱/۱۲ھ

مرد کے لئے سینے کے بال صاف کرانا؟

سوال (۴۳۸): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اکثر مردوں کے سینے پر بال ہوتے ہیں، آج کل مرد لوگ اِسمارٹ بننے کے لئے سینے کے بال صاف کرا رہے ہیں، تو کیا سینے کے بال صاف کرانا جائز ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر سینے پر تھوڑے بہت بال ہوں تو اُنہیں صاف کرانا خلافِ اَدب ہے اور بے ضرورت شغل ہے؛ کیوں کہ ایک مرتبہ صاف کرانے کے بعد بار بار صاف کرانا ناگزیر ہو جاتا ہے؛ لیکن اگر بہت زیادہ بال ہو جائیں جس سے اُلجھن ہونے لگے تو اِن غیر ضروری بالوں کو صاف کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

وفي حلق شعر الصدر والظهر ترك الأدب كذا في القنية. (الفتاویٰ الهندية ٣٥٨/٥، الفتاویٰ التاتارخانية ٢١١/١٨ رقم ٢٨٥٤١ زكريا)

ومما ليس بمقصود: حلق شعر الصدر أو الساق. (المبسوط للسرخسي ٧٣/٤)

بخلاف شعر الصدر والساق؛ لأنه لا يتعلق به جمال. (الهداية شرح بداية المبتدي، كتاب الديات / فصل في ما دون النفس ٥٨١/٤، تبيين الحقائق، كتاب الديات / فصل في النفس والمارن ٢٣٠/٦، البحر الرائق ٣٧٧/٨ بيروت، ٣٧٥/٨ زكريا، مجمع الأنهر في شرح ملتقى الأبحر ٦٤١/٢ دار إحياء التراث العربي بيروت، ٣٤٦/٤ مكتبة فقيه الأمة ديوبند) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۲/۱/۱۴۳۴ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

سفید بال اُکھاڑنا؟

سوال (۴۳۹): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: بہت سے لوگ سفید بالوں کو داڑھی اور سر میں سے اُکھاڑ دیتے ہیں، شرعاً کیا حکم ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اپنے آپ کو کم عمر ظاہر کرنے کے لئے سفید بالوں کا اُکھیڑنا درست نہیں ہے؛ اِس لئے کہ اِس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے، اور فرمایا کہ یہ سفید بال مسلمان کے لئے قیامت میں روشنی کا سبب بنیں گے۔

عن عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده رضي اللّٰه عنهما أن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم نهى عن نتف الشيب، وقال: إنه نور المسلم. (سنن الترمذي، أبواب الأدب / باب ما جاء في النهي عن نتف الشيب ۱۰۹/۲ رقم: ۲۸۲۱)

عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال: لا تُنقُّوا الشيب، فإنه نورٌ يوم القيامة، ومن شاب شيبةً في الإسلام كُتب له بها حسنةٌ، وحُطَّ عنه بها خطيئةٌ، ورُفِع له بها درجةٌ. (صحيح بن حبان، قال المحقق: إسناده حسن ۲۷۳/۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۷/۳/۱۴ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

عورت سر کی مانگ کس طرح نکالے؟

سوال (۴۴۰): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: عورت سر میں مانگ کس جانب نکالے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: عورت مرد دونوں کے لئے سیدھی مانگ نکالنا مستحب ہے، اور ٹیڑھی مانگ جیسا کہ آج کل فیشن ہے غیروں کی مشابہت کی وجہ سے ناجائز اور ممنوع ہے۔

عن ابن عباس رضي اللّٰه عنهما قال: كان أهل الكتاب (يعني) يسدلون أشعارهم، وكان المشركون يفرقون رؤسهم، وكان رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم تعجبه موافقة أهل الكتاب فيما لم يؤمر به، فسدل رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم ناصيته، ثم فرق بعدُ. (سنن أبي داؤد رقم: ۴۱۸۸، كتاب الآداب للبيهقي / باب في فرق الشعر رقم: ۵۶۶، نخب الأفكار في تنقيح معاني الأخبار في شرح معاني الآثار ۲۹۶/۷)

وفي هامشيه: فرق الرأس وهو الطريق في شعر الرأس إذا قسم نصفين،

الفرق سنة؛ لأنه الذي رجع إليه النبي صلى اللّٰه عليه وسلم، الخ. (سنن أبي داؤد ٢/٥٧٦)

قال القاضي: يدل الشعر إرساله، قال: والمراد به هنا عند العلماء: إرساله على الجبين واتخاذه كالقصة، ثم فرق، قال العلماء: الفرق: فرق الشعر بعضه من بعض هوالسنة؛ لأنه الذي رجع إليه النبي صلى اللّٰه عليه وسلم آخرًا قالوا، والظاهر أنه إنما رجع إليه بوحي. (شرح السيوطي على صحيح مسلم ٥/٣٢٩، حاشية السندي على سنن ابن ماجة ٢/٣٨٣ تحت رقم: ٣٦٣٢)

عن ابن عمر رضي اللّٰه عنهما قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: من تشبه بقوم فهو منهم. (سنن أبي داؤد، كتاب اللباس / باب في لبس الشهرة ٢/٥٥٩ رقم: ٤٠٣١ دار الفكر بيروت، مشكاة المصابيح، كتاب اللباس / الفصل الثاني ٢/٣٧٥) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۵/۱/۲۱ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

عورتوں کا بالوں میں دو چوٹیاں بنانا؟

سوال (۴۴۱): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ہمارے یہاں دین دار گھرانوں کی عورتوں میں دو چوٹیوں کا رواج نہیں ہے، اگر اس کو اپنایا جاتا ہے تو معیوب سمجھا جاتا ہے؛ اِس لئے کہ یہ اُن لوگوں کا عمل ہے جو دین سے دور یا اِسلام ہی سے دور ہیں، اِس بنا پر دین دار گھرانوں میں ایک ہی چوٹی کا رواج ہے، آیا لوگوں کی لعنت وملامت سے بے پرواہ ہوکر دو چوٹیاں ڈالی جاسکتی ہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: شرعاً دو چوٹیوں کی ممانعت نہیں ہے، اگر یہ کفار وفساق کا خاص شعار بن جائے تو احتراز اولیٰ ہے، اور بہرحال عورت کو اَجانب کے سامنے سر کھولنا منع ہے۔

لا بأس للمرأة أن تجعل في قرونها وذوائبها شيئًا من الوبر. (الفتاویٰ الهندية،

کتاب الکراهیة / الباب العشرون في الزينة ۳۵۸/۵)

اتـفق جمهور الفقهاء على استحباب ضفر المرأة ثلاث ضفائر. (الموسوعة الفقهية ٢٦/١٠٤) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۳/۱۱/۱۴۱۶ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کنگھی کرتے وقت عورتوں کا ٹوٹے ہوئے بالوں کو فروخت کرنا؟

سوال (۴۴۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: عورتوں کے وہ بال جو کنگھی کرتے وقت ٹوٹ جاتے ہیں اُس کا شرعاً خرید وفروخت کرنا کیسا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: عورتوں کے گرے ہوئے بالوں کی خرید وفروخت شرعاً جائز نہیں ہے؛ کیوں کہ اِنسان کے کسی جزوِ بدن کو فروخت کرنے کی اجازت نہیں۔

ولا يجوز بيع شعور الإنسان ولا الانتفاع به؛ لأن الآدمي مكرم لا مبتذل.

(الهداية / باب البيع الفاسد ۳۹/۳ إدارة المعارف، ۵۵/۳ الأمين كتابستان ديوبند)

الانتفاع بأجزاء الآدمي لم يجز، قيل: للنجاسة، وقيل: للكرامة، وهو الصحيح. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الكراهية / الباب الثامن عشر ۳۵٤/۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱/۸/۱۴۲۶ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کیا بیوی زینت کے لئے بال بنوا سکتی ہے؟

سوال (۴۴۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کیا بیوی اپنے شوہر کے لئے زیب وزینت کے ساتھ بال کٹوا سکتی ہے، یا خلوت میں شوہر کو گانے وغیرہ سنا سکتی ہے، درست رائے کیا ہے؟ شرعاً واضح فرمائیں۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر کسی عورت کے بال اِدھر اُدھر سے بے ڈھنگے طریقے پر بڑھ رہے ہوں، تو اُن کو برابر کرکے زیب وزینت کرنا درست ہے؛ لیکن آج کل کی فیشن پرست عورتوں کی طرح بال کٹانا اور کتروانا جائز نہیں، اگرچہ وہ شوہر کو خوش کرنے ہی کے لئے کیوں نہ ہوں، شرعی حکم کی خلاف ورزی کرکے شوہر کو خوش کرنا جائز نہیں ہے، ایسی نظم جس میں کوئی فحش کلمہ اور میوزک نہ ہو، بیوی اپنے شوہر کو تنہائی میں ترنم کے ساتھ سنا سکتی ہے۔

قطعت شعر رأسها أثمت ولعنت، زاد في البزازية: وإن بإذن الزوج، لا طاعة لمخلوق في معصية الخالق. (الدر المختار مع الشامي / كتاب الحظر والإباحة ۵۸۳/۹ زكريا)

أن التغني المحرم ما كان في اللفظ ما لا يحل. (شامي / كتاب الحظر والإباحة ۵۰۳/۹ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۱/۲/۱۴۲۶ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

اگر عورت کے سر کے بال پھٹ جائیں تو اُس کو کاٹنا کیسا ہے؟

سوال (۴۴۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اگر سر کے بالوں کی پونچھ خراب ہوجائے یعنی پھٹ جائے، تو عورت اُس کو کاٹ سکتی ہے یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: عورت کے لئے بال بڑھانے کی غرض سے پھٹے ہوئے بالوں کو کاٹنے کی اِجازت ہے، اِس میں کوئی حرج نہیں۔

عن أبي سلمة بن عبد الرحمٰن قال: وكان أزواج النبي صلى اللّٰه عليه وسلم يأخذن من رؤسهن حتى تكون كالوفرة، قال النووي: وفيه دليل على جواز تخفيف الشعور للنساء. (صحيح مسلم مع شرح النووي ۱٤٨/۱ مكتبة بلال ديوبند)

ولو حلقت المرأة رأسها فإن فعلت لوجع أصابها لابأس به، وإن فعلت

ذلک تشبهًا بالرجل فهو مکروہ. (الفتاوی الهندیة، کتاب الحظر والإباحة / الباب العشرون ۳۵۸/۵ زکریا دیوبند) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۸/۱۱/۸ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

عورت کا گھنے اور دومنہ والے بالوں کا کاٹنا؟

سوال (۴۴۵): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میرے بال بہت زیادہ گھنے ہیں، نہانے کے بعد میرے بال بہت دکھتے ہیں، جس کی وجہ سے سر میں تکلیف بھی ہوجاتی ہے، اور دل گھبرانے لگتا ہے، ایسی حالت میں کیا میں اپنے بال کاٹ سکتی ہوں؟ یا جو دومنہ والے بال ہیں اُن کو کاٹ سکتی ہوں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: عورت کے لئے عام حالات میں مردوں کی طرح بال کاٹنے کی اِجازت نہیں ہے؛ البتہ اگر کوئی بال دومنہ والا ہوجائے اور اُس کو اِس غرض سے کاٹا جائے کہ دوبارہ بال صحیح طرح نکلے تو ایسے بالوں کو نوک سے کاٹنے کی اِجازت ہے۔

ولو حلقت المرأة رأسها؛ فإن فعلت لوجع أصابها لابأس به، وإن فعلت ذٰلک تشبهًا بالرجل فهو مکروہ. (الفتاوی الهندیة ۳۵۸/۵ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۷/۴/۱۰ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

عورت کا سر کے بالوں کو بالکل کنارے سے کاٹنا؟

سوال (۴۴۶): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کیا عورت کے سر کے بال نیچے سے کچھ مقدار میں کاٹ سکتے ہیں، یعنی چوٹی کا اخیر والا حصہ برابر کرنے کے لئے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: عورت اپنے سر کے بالوں کو برابر کرنے کے لئے بقدر ضرورت کچھ بال کاٹ سکتی ہے۔

عن أبي سلمة بن عبد الرحمٰن قال: وكان أزواج النبي صلى اللّٰه عليه وسلم يأخذن من رؤسهن حتى تكون كالوفرة، قال النووی: وفيه دليل على جواز تخفيف الشعور للنساء. (صحيح مسلم مع شرح النووي ١٤٨/١) **فقط واللہ تعالیٰ اعلم**

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۷/۷/۱۴۲۹ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

عورت کا اپنے سر کے بال کٹوانا؟

سوال (۴۴۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کوئی عورت اپنے سر کے بال کٹوا سکتی ہے یا نہیں؟ اگر ہاں تو اُس کی وجہ اور حد بتائیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: عورتوں کا مردوں کی طرح سر کے بال کاٹنا جیسا کہ آج کل فیشن ایبل عورتوں کا حال ہے قطعاً جائز نہیں؛ کیوں کہ اَحادیثِ شریفہ میں مردوں سے مشابہت کرنے والی عورتوں پر لعنت وارد ہوئی ہے؛ البتہ اِکّا دکّا کوئی بال اگر اِس طرح بڑھ جائے جو برا لگتا ہو تو زینت کے لئے اُس کو کاٹنے میں کوئی مضائقہ نہیں؛ کیوں کہ اِس سے مردوں کے ساتھ مشابہت لازم نہیں آتی۔ (امداد الفتاویٰ ۴/۲۲۷-۲۲۹)

عن ابن عباس رضي اللّٰه عنهما قال: لعن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم المتشبهين من الرجال بالنساء والمتشبهات من النساء بالرجال. (صحيح البخاري، كتاب اللباس / باب المتشبهين بالنساء والمتشبهات بالرجال ٨٧٤/٢ رقم: ٥٨٨٥ دار الفكر بيروت، مشكاة المصابيح / باب الترجل ٣٨٠)

قطعت شعر رأسها أثمت ولعنت. وزاد في البزازية: وإن بإذن الزوج لا طاعة لمخلوق في معصية الخالق ...... والمعنىٰ المؤثر التشبه بالرجال. (الدر المختار على هامش رد المحتار ٥٨٣/٩ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۹/۲/۱۴۲۳ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

عورت کا قینچی سے سر کے بال کاٹنا؟

سوال (۴۴۸): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: یہ بات درست ہے کہ عورت کے لئے سر کے بال پر قینچی لگانا جائز نہیں ہے، اگر نہیں تو کیوں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: بال عورتوں کے لئے باعثِ زینت ہیں؛ لہٰذا عورتوں کے لئے سر کے بال کاٹنا جائز نہیں؛ البتہ اگر اتنے بڑے ہوجائیں کہ عیب دار معلوم ہونے لگیں تو زائد یا بے ہنگم بالوں کو کاٹا جاسکتا ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ۳۱۱/۱۰، بہشتی زیور ۱۳۴/۱۱)

قطعت شعر رأسها أثمت ولعنت، زاد في البزازية: وإن بإذن الزوج؛ لأنه لا طاعة لمخلوق في معصية الخالق. (الدر المختار، كتاب الحظر والإباحة / باب الاستبراء ٥٨٣/٩-٥٨٤ زكريا، الفتاوى الهندية، كتاب الكراهية / الباب العشرون ٣٥٨/٥) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۱/۵/۱۴۱۹ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

عورت کا سر مونڈوانا؟

سوال (۴۴۹): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: عورت کے لئے سر کے بال مونڈوانا کیسا ہے؟ اگر سر میں کوئی ایسی پریشانی ہو کہ جس کا علاج بال صاف کئے بغیر ممکن نہیں، تو مونڈانے کا کیا حکم ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: عام حالات میں سخت مجبوری کے بغیر عورت کے لئے سر کے بال مونڈوانا جائز نہیں، کوئی عذر ہو، مثلاً سر میں زخم ہو اور علاج کی ضرورت ہو تو مجبوراً گنجائش ہوگی۔

عن علي رضي اللّٰه عنه نهى رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم أن تحلق المرأة رأسها. (سنن الترمذي ١٨٢/١ رقم: ٩١٤-٩١٥، سنن النسائي، كتاب الزينة / باب النهي عن حلق المرأة رأسها رقم: ٥٠٥٩ دار الفكر بيروت)

وأما إذا كان حلق المرأة شعر رأسها لعذرٍ أو وجعٍ فلا بأس به عند الحنفية، ...... قال الأثرم: سمعت أبا عبد اللّٰه يسأل عن المرأة تعجز عن شعرها وعن معالجته، وتقع فيه الدواب، قال: إذا كان لضرورة فأرجو أن لا يكون به بأس. (الموسوعة الفقهية / حلق ٩٦/١٨ وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية الكويت)

ولو حلقت المرأة رأسها فإن فعلت لوجع أصابها لا بأس به، وإن فعلت ذٰلك تشبهًا بالرجل فهو مكروهٌ. كذا في الكبرىٰ. (الفتاوىٰ الهندية ٤١٤/٥ مكتبة الاتحاد ديوبند، ٣٥٨/٥ زكريا، الفتاوىٰ التاتارخانية ٢١٢/١٨ رقم: ٢٨٥٤٨ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴/۳/۱۴۳۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

عورتوں کی ٹھوڑی کے بالوں کا حکم؟

سوال (۴۵۰): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اگر عورتوں کی ٹھوڑی میں بال نکل آئیں تو اُس کا کیا حکم ہے؟ اُن کو کاٹ کر دفن کرنا بہتر ہے یا یوں ہی چھوڑ دینا بہتر ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: عورت کی ٹھوڑی پر اگر بال نکل آئیں تو اُس کو صاف

کرادینا نہ صرف جائز ہے؛ بلکہ مستحب ہے اور کاٹ کر اُنہیں دفن کردینا بہتر ہے۔ (دینی مسائل اور اُن کا حل ۳۲۶، آپ کے مسائل اور اُن کا حل جدید ۱۴۸/۳)

إذا نبت للمرأة لحية أو شوارب فلا تحرم إزالته؛ بل تستحب. (شامي / كتاب الحظر والإباحة ٥٣٦/٩ زكريا)

وكل عضو لا يجوز النظر إليه قبل الانفصال لا يجوز بعده، ولو بعد الموت كشعر عانة وشعر رأسها. (شامي ٣٧١/٦ كراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۲/۱/۱۴۳۵ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

عورتوں کا لب یا ٹھوڑی کے بال اُکھاڑنا؟

سوال (۴۵۱):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: جن عورتوں کے لب یا ٹھوڑی پر رواں بال ہوں، تو کیا وہ اُنہیں جڑ سے اُکھیڑ سکتی ہیں یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: عورت اپنے لب اور ٹھوڑی کے بال کٹوا سکتی ہے اور اکھیڑ بھی سکتی ہے، ڈاڑھی اُس کے لئے سنت نہیں ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ۵۰۰/۲۷ میرٹھ)

إذا نبت للمرأة لحية أو شوارب فلا تحرم إزالته؛ بل تستحب. (شامي ٥٣٦/٩ زكريا، كذا في المرقاة المفاتيح، كتاب الطهارة / باب السواك، الفصل الأول ٩١/٢ تحت رقم: ٣٧٩، بذل المجهود / باب السواك من الفطرة ٣٣/١)

ولا بأس أن تعرى المرأة عن الشعر. (شامي ٥٣٦/٩ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۹/۱۰/۱۴۱۳ھ

عورتوں کا کلائی اور پنڈلی کے بال صاف کرنا؟

سوال (۴۵۲):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: عورتیں اپنے بدن مثلاً ہاتھ کی کلایوں یا پنڈلیوں پر سے بال صاف کرسکتی ہیں یا نہیں؟ اگر نہیں کرنا چاہئے تو پھر اگر کوئی عورت بال صاف کرلے، تو اُس کا کیا حکم ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر یہ بال دیکھنے میں بڑے لگتے ہوں اور اُس کی وجہ سے شوہر کی ناگواری کا اندیشہ ہو، تو عورت شوہر کی خوشنودی کے لئے یہ بال صاف کراسکتی ہے، محض غیروں کو دکھلانے یا مروجہ فیشن پرستی کے طور پر اِس کی اِجازت نہیں ہے۔

عن أم سلمة رضي اللّٰہ عنها أن النبي صلی اللّٰہ علیه وسلم کان إذا أطَّلیٰ بدأ بعورته فطلاها بالنورة، وسائر جسده أهله. (سنن ابن ماجة، کتاب الأدب / باب الإطلاء بالنورة رقم: ۳۷۵۱ دار الفکر بیروت)

قال الشامي تحت قول النامصة: لعله محمول علی ما إذا فعلته للتزین للأجانب، وإلا لو کان في وجهها شعر ینفّر زوجها عنها بسببه، ففي تحریم إزالته بعد. (شامي، کتاب الحظر والإباحة / باب الاستبراء ۳۷۳/۶ کراچی، ۵۳٦/۹ زکریا) فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲/۲۱/ ۱۴۲۰ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللّٰہ عنہ

عورتوں کو ہاتھ، پیر اور ٹانگوں کا رواں صاف کرانا؟

سوال (۴۵۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کیا عورتوں کے ہاتھوں، کلائیوں اور ٹانگوں پر جو بہت موٹا رواں ہوتا ہے، وہ شوہر کی خوشنودی کے لئے اِس رواں کو صاف کرسکتی ہے یا نہیں؛ تاکہ اُن کے شوہروں کی نگاہ نہ بھٹکے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: یہ رواں شوہر کی خوشنودی کے لئے صاف کرانا درست ہے۔

عن أم سلمة رضي اللّٰہ عنها أن النبي صلی اللّٰہ علیه وسلم کان إذا أطَّلیٰ

بـدأ بـعـورتـه فطلاها بالنورة، وسائر جسده أهله. (سـنـن ابن ماجة، كتاب الأدب / باب الإطلاء بالنورة رقم: ۳۷۵۱ دار الفكر بيروت)

لأن الزنية للنساء مطلوبة للتحسين. (شامي، كتاب الحظر والإباحة / باب الاستبراء ۵۳٦/۹) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۱/۴/۱ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

چھوٹی بچیوں کے بال کٹوانا یا برابر کرانا اور اُن میں رنگ لگانا؟

سوال (۴۵۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کیا نوجوان لڑکی یا چھوٹی بچی کے سر کے بالوں کو کٹوانا یا اُونچ نیچ ہوتو برابر کروانا، یا بالوں میں لال پیلے رنگ لگوانا کیسا ہے؟ اِسی طرح عورت کے بال سفید ہو جائیں تو خوبصورتی کی خاطر شوہر کے حکم سے یا بغیر اُس کے حکم سے بالوں میں رنگ لگانا درست ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: چھوٹی بچیوں کے بال برابری کی غرض سے کاٹنا درست ہے؛ البتہ بالغہ عورتوں کے لئے بلا عذر بال کاٹنا جائز نہیں ہے، نیز عورتوں کے لئے خوب صورتی کی غرض سے مختلف قسم کے رنگ وخضاب لگانے کی گنجائش ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ۱۵/۳۸۵، امداد الفتاویٰ ۴/۲۲۷)

ولـو حـلقت المرأة رأسها، فإن فعلت لوجع أصابها لا بأس به، وإن فعلت ذٰلک تشبهًا بالرجل، فهو مكروه. (الفتاویٰ الهندية / كتاب الكراهية ۳۵۸/۵)

أمـا خـضـاب المرأة شعرها للتزين لزوجها فقط أجازه قتادة، كما أخرجه عبـد الـرزاق فـي مـصنفه، وكذلک أجازه إسحاق فيما حكى عنه ابن قدامة في المغني، ولم أره بهٰذا التصريح غيرهما. (تكملة فتح الملهم ۱۵۰/٤)

وأمـا الـنساء فالمشروع في حقهن التقصير بالإجماع، وفيه حديث لابن

عباس عند أبي داؤد ولقطه: ليس على النساء حلق، وإنما على النساء التقصير، وللترمذي من حديث علي أن نهي تحلق المرأة رأسها. (فتح الباري ٥٦٥/٣ تحت رقم: ١٧٢٨) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۷/۳/۱۸ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

چھوٹے بچے اور بچیوں کا مہندی لگانا؟

سوال (۴۵۵): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: چھوٹے بچے اور بچیاں مہندی لگالیں تو کوئی حرج تو نہیں ہے، اور مرد اپنی داڑھی میں لگالے تو کوئی حرج تو نہیں؟ اور نابالغ اور بالغ مرد اپنے ہاتھوں میں لگالیں تو کیا یہ درست ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفيق: مرد خواہ بالغ ہو یا نابالغ، چھوٹے ہوں یا بڑے، اُن کے لئے ہاتھوں میں مہندی لگانا جائز نہیں، ہاں البتہ مرد اپنی داڑھی میں لال مہندی کا استعمال کرسکتا ہے، اور عورتوں اور بچیوں کے لئے ہاتھوں پیروں میں مہندی لگانا درست ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۱۲۳/۱۵)

إن الخضاب في حق الرجال بالحمرة سنة ...... وأراد به اللحية وشعر الرأس. ولا ينبغي أن يخضب يدى الصبي الذكر ورجله إلا عند الحاجة، ويجوز ذٰلک للنساء. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الكراهية / الباب العشرون ٣٥٩/٥ زكريا، شامي ٦٠٥/٩ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۲/۱/۲۳ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

خضاب اور مہندی وغیرہ کے مسائل

کالا خضاب لگانے کی شرعی حیثیت؟

سوال (۴۵۶): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: جناب محمد علی دارا ساکن شہر بارہ بنکی نے جناب عبدالحسیب، جناب شہاب خالہ مولانا معراج احمد ودیگر کئی حضرات کی موجودگی میں خضاب کے سلسلہ میں بتایا کہ کالے خضاب کا استعمال دو صورتوں میں جائز ہے:

(۱) مرد جب جہاد میں جانے لگے تو اُس کو کالا خضاب استعمال کرنا چاہئے؛ تاکہ وہ جوان لگے۔

(۲) اگر کسی کی بیوی جوان ہے، تو ایسے مرد کے لئے بھی خضاب کا استعمال جائز ہے، مگر مجلس میں موجود مولانا معراج احمد صاحب - جو ایک مدرسہ کے صدر مدرس بھی ہیں - نے کہا کہ اَب جہاد کا سلسلہ ختم ہو چکا ہے، اِس لئے جہاد کی تاویل خضاب کے لئے ناجائز ہے، اور جوان بیوی کے لئے خضاب کا استعمال اِس لئے غلط ہے؛ کیوں کہ بیوی اپنے شوہر اور اُس کے بچوں کو کھانا پکا کر کھلاتی ہے، کپڑے دھلتی ہے، شوہر اور بچوں کی خدمت کرتی ہے، جب کہ اُس کو شرعی نقطہ نظر سے نہیں کرنا چاہئے، جب بیوی شوہر کے لئے سب کچھ کرتی ہے اور نہیں بھاگتی، شکایت بھی نہیں کرتی، تو کیا بالوں کی سفیدی کی وجہ سے بیوی شوہر کا گھر اور ساتھ چھوڑ کر بھاگ جائے گی؟ ہندوستان میں لوگوں کا قاعدہ ہے کہ وہ تشریح اپنے اعتبار سے کر لیتے ہیں، چناں چہ اِس وقت بھی خضاب پر ایسی ہی تشریح کی جارہی ہے، براہِ کرم بتلانے کی زحمت گوارہ فرمائیں کہ جناب محمد علی دارا کا قول کیا حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ہے، اگر ہے تو حدیث کے الفاظ مع راوی تحریر فرمادیں، اور کیا مولانا معراج کا کہنا درست ہے کہ جہاد کا سلسلہ ختم ہوگیا ہے، اور جوان بیوی کے ہوتے ہوئے

بھی خضاب کا استعمال غلط ہے، ساتھ ہی ساتھ قرآن وحدیث کی روشنی میں سیاہ خضاب لگانے کی شرعی حیثیت کیا ہے، تحریر فرمائیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حدیث میں کالا خضاب لگانے کی ممانعت وارد ہوئی ہے، اِسی بنا پر عام حالات میں مرد کے لئے ایسا کالا خضاب لگانا جس سے دیکھنے والے کو اَصلی سیاہی ہونے کا اشتباہ ہو، اِس سے منع کیا گیا ہے، صرف جہاد کے موقع پر ضرورۃً اِس طرح کے خضاب کی اِجازت دی گئی ہے؛ تاکہ دشمن پر رعب ڈالا جاسکے، بیوی کو خوش کرنے کے لئے بھی کالا خضاب لگانا عام فقہاء کے نزدیک مکروہ ہے، صرف امام ابویوسفؒ کی ایک روایت سے اِس کی گنجائش معلوم ہوتی ہے؛ اِس لئے ضرورت کے وقت اُسے اختیار کرسکتے ہیں۔ (مستفاد: کفایت المفتی ۹/۱۷۲، امداد الفتاویٰ ۴/۲۱۶، فتاویٰ محمودیہ ۲۷/۵۱۱ میرٹھ، فتاویٰ محمودیہ ۱۹/۴۵۶ ڈابھیل، فتاویٰ رشیدیہ قدیم ص: ۵۸۸، کتاب الفتاویٰ ۶/۸۷، احیاء العلوم ۳۳۰-۳۳۱)

عن جابر رضي اللّٰه عنه قال: أتى بأبي قحافة يوم فتح مكة ورأسه ولحيته كالثغامة بياضًا، فقال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: غيّروا هٰذا بشيء واجتنبوا السواد، قال النووي في شرح هٰذا الحديث: مذهبنا استحباب خضاب الشيب للرجل والمرأة بصفرة أو حمرة، ويحرم خضابه بالسواد على الأصح، وقيل: يكره كراهة تنزيهة والمختار التحريم لقوله صلى اللّٰه عليه وسلم: واجتنبوا السواد.

(صحيح مسلم مع النووي ٢/١٩٩، وكذا في سنن ابن ماجة ص: ٢٥٨، شعب الإيمان ٥/٢١٥ رقم: ٦٤١٣)

عن ابن عباس رضي اللّٰه عنهما قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: يكون قوم يخضبون في آخر الزمان بالسواد كحواصل الحمام، لا يريحون رائحة الجنة. (سنن أبي داؤد / باب ما جاء في خضاب السواد ٢/٥٧٨ مكتبة البدر ديوبند، شعب الإيمان للبيهقي ٥/٢١٥-٢١٦ رقم: ٦٤١٤)

وأخرج الطبراني وابن أبي عاصم من حديث أبي الدرداء رفعه ''من خضب بالسواد سوّد اللّٰه وجهه يوم القيامة''. (فتح الباري ۳۵۵/۱۰ دار الفكر بيروت)

عن عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده رضي اللّٰه عنه عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم من خضب بالسواد لم ينظر اللّٰه إليه ...... وعن عمر بن الخطاب رضي اللّٰه عنه أنه كان يأمر بالخضاب بالسواد، ويقول: هو تسكين للزوجة وأهيب للعدو. (عمدة القاري / باب الخضاب ۵۱/۳۲)

قال العلامة ابن عابدين قوله: (ويكره بالسواد) لغير الحرب، قال في الذخيرة: أما الخضاب بالسواد للغزو ليكون أهيب في عين العدو، فهو محمود بالاتفاق، وإن ليزين نفسه للنساء فمكروه، وعليه عامة المشايخ، وبعضهم جوزه بلا كراهة، روي عن أبي يوسفؒ أنه قال: كما يعجبني أن تتزين لي يعجبها أن أتزين لها. (شامي ٤۲۲/٦ كراچی، ٦٠٥/٩ زكريا، الفتاوى الهندية ۳۵۹/۵ زكريا)

قال ابن الحجر في الفتح: وإن من العلماء من رخّص فيه (أي في الخضب بالسواد) في الجهاد، ومنهم من رخص فيه مطلقًا، وأن الأولى كراهته، وجنح النووي إلى أنه كراهة تحريم ...... وقال أيضًا: عن ابن شهاب قال: كنا نخضب بالسواد إذ كان الوجه جديدًا، فلما نقض الوجه والأسنان تركناه. (فتح الباري ۳۵٤/۱۰-۳۵۵ دار الفكر بيروت، وكذا الموسوعة الفقهية ۲۸۰/۲)

وأما الخضاب بالسواد، فمن فعل ذٰلک من الغزاة ليكون أهيب في عين العدو فهو محمود منه، اتفق عليه المشائخ. ومن فعل ذٰلک ليزين نفسه للنساء أو ليحبب نفسه إليهن فذٰلک مكروه، وعليه عامة المشائخ. وبعضهم جوزوا ذٰلک من غير كراهة. وروي عن أبي يوسفؒ أنه قال: كما يعجبني أن تتزين لي يعجبها أن أتزين لها. (الفتاوى الهندية ۳۵۹/۵ كوئٹه، شامي ٤۲۲/٦ كراچی، ٦٠٥/٩ زكريا)

وجاء في حديث جابر رضي الله عنه: واجتنبوا السواد. (صحيح مسلم ۱۹۹/۲، مشكاة المصابيح ۳۸۰/۲ سعد بك ڈپو ديو بند)

وفي حديث ابن عباس رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: يكون قوم يخضبون في آخر الزمان بالسواد كحواصل الحمام لا يريحون رائحة الجنة. (سنن أبي داؤد ۵۷۸/۲ سعد بك ڈپو ديوبند)

البتہ سوال میں مولوی معراج احمد کا یہ کہنا کہ جہاد اَب باقی نہیں یہ غلط ہے، جہاد کا حکم ہر زمانہ کے لئے ہے، اور جوان بیوی کی رضامندی کے لئے کالے خضاب کی ممانعت پر موصوف نے جوتقریر کی ہے وہ بھی بلاضرورت اور اصل مسئلہ سے غیر متعلق ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۱۶/۶/۲۸ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کالا خضاب مکروہِ تحریمی ہے یا تنزیہی؟

سوال (۴۵۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اس سے قبل ایک استفتاء روانہ کیا تھا کہ کالا خضاب کرنا کیسا ہے؟ تو حضور نے بحوالہ عالمگیری جواب مرحمت فرمایا کہ زینت کے لئے کالا خضاب کرنا مرد کے لئے مکروہ ہے، اَب مکروہ میں بات رہ گئی جس سے ذہن میں یہ بات آگئی کہ مکروہ تحریمی ہے یا تنزیہی؟ اسے بھی واضح فرمائیں۔ نیز غنیۃ ۸۲/ میں ہے کہ منکوحہ عورت کوخوش رکھنے کے لئے کالا خضاب کرنا جائز ہے۔ شمائل ترمذی ۴۳/ پر حضرت مولانا شیخ الحدیث محمد زکریا صاحب قدس سرہ مسئلہ بیان فرماتے ہیں، مشہور قول کے مطابق مکروہ ہے، محاضرۃ الاوائل بغیۃ الظمان ۱۳۹ میں ہے کہ حضرت مغیرہ بن شعبہ نے کالا خضاب استعمال کیا ہے، اُمید کہ خلاصہ فرماکر عنداللہ ماجور ہوں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: ایسا کالا خضاب لگانا جس سے بالوں کی سیاہی اَصلی

سیاہی معلوم ہو، عام حالات میں مکروہ تحریمی ہے، عام مشائخ حنفیہ کی رائے مطلقاً یہی ہے، اِسی پر فتویٰ دیا جاتا ہے، جب کہ حضرت امام ابو یوسفؒ کی ایک روایت میں تزئین اور بیوی کو خوش کرنے کے لئے خضاب کی اِجازت دی گئی ہے، آپ نے جو غنیۃ کی روایت نقل کی ہے وہ اِسی روایت پر مبنی ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۲۳/۵ اقدیم زکریا)

اور حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں احتمال ہے: (۱) ہوسکتا ہے کہ آپ نے دشمن سے مقابلہ کے وقت خضاب استعمال کیا ہو، جس کی حنفیہ کے نزدیک بھی اِجازت ہے۔ (۲) یا یہ کہ آپ کا خضاب پوری طرح سیاہ نہ ہو۔ (۳) یا یہ آپ کا اپنا مسلک اور آپ کی رائے ہو۔ الغرض اِس روایت سے حنفیہ کی عام رائے کے خلاف استدلال نہیں کیا جائے گا۔

الخضاب أفضل؛ لأن جماعة من الصحابة رضي اللّٰه عنهم خضبوا، كان أبوبكر رضي اللّٰه عنه يخضب بالحناء، وبعضهم كان يخضب بالزعفران، روى ذٰلک عن علي رضي اللّٰه عنه. وبعضهم بالسواد، روي عن عثمان والحسن والحسين وعقبة بن عامر وابن سيرين رضي اللّٰه عنهم. ومذهبنا أن الصبغ بالحناء والوسمة حسن، كما في الخانية. قال النووي رحمه اللّٰه تعالىٰ: ومذهبنا استحباب خضاب الشيب للرجل والمرأة بصفرة أو حرمة، وتحريم خضابه بالسواد على الأصح؛ لقوله عليه السلام: "غيّروا هٰذا الشيب، واجتنبوا السواد". (حاشية الطحطاوي على الدر المختار، كتاب الخنثىٰ / مسائل شتى ٤/ ٣٦٣ بيروت)

قال في الذخيرة: أما الخضاب بالسواد للغزو ليكون أهيب في عين العدو، فهو محمود بالاتفاق، وإن ليزين نفسه للنساء فمكروه، وعليه عامة المشائخ. وبعضهم جوّزه بلا كراهة. روي عن أبي يوسف رحمه اللّٰه تعالىٰ أنه قال: كما يعجبني أن تتزين لي، يعجبها أن أتزين لها. (الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الحظر والإباحة / فصل في البيع ٦/ ٤٢٢ كراچی، وكذا في الفتاوىٰ الهندية / الباب العشرون في الزينة

۳۵۹/۵ دار إحياء التراث العربي بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۳؍۷؍۱۴۱۴ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

نوجوان کا سیاہ خضاب لگانا؟

سوال (۴۵۸): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: نوجوان کے لئے سیاہ خضاب استعمال کرنے کی کوئی شکل جواز کی ہے یانہیں؟

باسمہٖ سبحانہ وتعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صرف ایک شکل میں خالص خضاب لگانا بالاتفاق جائز ہے، وہ یہ ہے کہ کوئی مجاہد جہاد کے وقت سیاہ خضاب لگائے؛ تاکہ دشمن پر رعب ظاہر ہو، اِس کے علاوہ دیگر حالتوں میں امام ابویوسفؒ سے ایک روایت بیوی کی دل جوئی کے لئے جواز کی منقول ہے، مگر وہ احتیاط کے خلاف ہے۔ (مستفاد: جواہر الفقہ ۴۲۲/۲-۴۲۴)

وأما الخضاب بالسواد، فمن فعل من الغزاة ليكون أهيب في عين العدو فهو محمود منه، اتفق عليه المشائخ رحمهم الله. (الفتاویٰ الهندية / كتاب الكراهية ۳٦۹/۵ كوئٹه، ۳۵۹/۵ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۲؍۸؍۱۴۲۰ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

بیوی کی خوشنودی کیلئے مرد کا بالوں پر سیاہ خضاب لگانا؟

سوال (۴۵۹): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: عبدالکریم کے سر کے بال ۱۲؍سال کی عمر سے سفید ہوگئے ہیں، جیسے آج کل بہت سے لڑکے اورلڑکیوں کے بال چھوٹی عمر میں ہی سفید ہورہے ہیں۔ اور اِس وقت عبدالکریم کی عمر تیس سال ہے اور شادی بھی ہوگئی ہے بیوی جوان ہے، کیا عبدالکریم ایسے حالات میں سیاہ خضاب استعمال کرسکتا

ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مردوں کے لئے عام حالات میں سیاہ خضاب لگانا مکروہ ہے؛ البتہ اگر کوئی شخص اپنی نئی نویلی دولہن کو خوش کرنے کے لئے خضاب لگائے، تو امام ابو یوسفؒ نے اُس کی اِجازت دی ہے۔

أما الخضاب بالسواد للغزو لیکون أھیب في عین العدو فھو محمود بالاتفاق، وإن لیزین نفسه للنساء فمکروہ، وعلیه عامة المشایخ، وبعضھم جوزہ بلا کراھة. وروي عن أبي یوسفؒ أنه قال: کما یعجبني أن تتزین لي یعجبھا أن أتزین لھا. (شامي، کتاب الحظر والإباحة / فصل في اللبس ۹/۵۰۶ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۲۵/۶/۷ھ

مہندی کے ذریعہ بالوں کو سرخ کرنا کیسا ہے؟

سوال (۴۶۰): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کیا بالوں کو سرخ کرنا سنت ہے؟ خضاب کیا ہے اور کس طرح کریں اور کس چیز سے کریں؟ کیا مہندی کے علاوہ کوئی اور چیز بالوں کو سرخ کرنے کے لئے استعمال کرسکتے ہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مہدی کے ذریعہ بالوں کو سرخ کرنا سنت سے ثابت ہے، اِس پر قیاس کرتے ہوئے کسی اور چیز کے ذریعہ بھی بالوں کو سرخ یا براؤن کیا جاسکتا ہے، اور ہمارے عرف میں خضاب کا اِطلاق کالے رنگ کے خضاب پر ہوتا ہے، اس طرح کا خضاب عورتیں تو کرسکتی ہیں؛ لیکن مردوں کے لئے بلا عذر کالا خضاب کرنا مکروہ ہے۔

یکون الخضاب بالحناء، وبالحناء مع الکتم وبالورس والزعفران

وبالسواد. (الموسوعة الفقهية ۲/۲۷۹)

الاختضاب لغةً استعمال الخضاب والخضاب هو ما يغير به لون الشيء.

(الموسوعة الفقهية ۲/۲۷۷)

يستحب الاختضاب بالحناء الكتم – إلى قوله – الاختضاب بالورس والزعفران يستارک الاختضاب بالحناء والكتم في الأصل الاستحباب.

(الموسوعة الفقهية ۲/۲۷۹ إدارة الأوقاف والشئون الإسلامية الكويت)

عن جابر بن عبد اللّٰه رضي اللّٰه عنهما قال: أُتِي بأبي قحافة يوم فتح مكة، ورأسه ولحيته كالثغامة بياضًا، فقال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: غيّروا هٰذا بشيء، واجتنبوا السواد. (صحيح مسلم، كتاب اللباس والزينة/استحباب خضاب الشيب بصفرة وحمرة وتحريمه بالسواد ۲/۱۹۹، مشكاة المصابيح ۳۸۰)

عن ابن عمر رضي اللّٰه عنهما قال: لقد رأيت رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم ملبدًا. (مشكاة المصابيح ۳۸۱)

عن ابن عمر رضي اللّٰه عنهما أن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم كان يلبس النعال السبتية، ويصفر لحيته بالورس والزعفران، وكان ابن عمر يفعل ذٰلک.

(مشكاة المصابيح ۳۸۲، شرح السنة للإمام البغوي/ باب كراهية الخضاب بالسواد ۱۲/۹۳)

قال: ورأيت الشيب أحمر – إلى قوله – رأيت شعر رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم مخضوبًا. (شمائل الترمذي ص: ٤)

عن أبي أمامة رضي اللّٰه عنه يقول: خرج رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم على مشيخة من الأنصار بِيضٌ لِحاهُم، فقال: يا معشر الأنصار! حمِّروا وصفروا وخالفوا أهل الكتاب. (المسند للإمام أحمد بن حنبل بسند حسن ٦١٣/٣٦ رقم: ۲۲۲۸۲ مطبوعة الرسالة، كذا في المعجم الكبير للطبراني ۲۳٦/۸–۲۳۷ رقم: ۷۹۲٤، كذا في جمع الوسائل ص: ۱۰۱)

وحاصل الجمع أنه صلى الله عليه وسلم صبغ تلك الشعرات القليلة في حين من الأوقات، وتركه في معظم من الأوقات فأخبر كل بما رأى وكلامهما صادقان. (مرقاة المفاتيح ۳۰۵/۸-۳۲۱، أوجز المسالك ۵۳/۱۷-۵۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۸/۷/۲۱ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مرد وعورت کے لئے کالی اور لال مہندی لگانا کیسا ہے؟

سوال (۴۶۱): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: لال مہندی لگانا جائز ہے یا کالی مہندی؟ اور کس کے لئے جائز ہے، عورت یا مرد کے لئے؟ اگر مرد کے لئے جائز ہے تو کس رنگ کی؟ کیا مرد سر کے بال کے علاوہ ہاتھ اور پیر میں مہندی لگا سکتا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: عورت دونوں قسم کا خضاب ومہندی لگا سکتی ہے، مگر مردوں کے لئے کالا خضاب، کالی مہندی لگانا مکروہ ہے، ہاں اگر کوئی شرعی مصلحت ہو، مثلاً جہاد میں دشمنوں پر رعب ڈالنا یا جوان بیوی کو خوش کرنا ہو تو گنجائش ہوسکتی ہے، پھر بھی اِجتناب اولیٰ ہے، اور مردوں کے لئے زینت کے طور پر ہاتھوں اور پیروں میں مہندی لگانا جائز نہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ۱۲۳/۱۵، کفایت المفتی ۱۷۱/۹، امداد الفتاویٰ ۲۱۳/۴)

أما الخضاب بالسواد للغزاة ليكون أهيب في عين العدو فهو محمود منه، اتفق عليه المشائخ رحمهم الله، ومن فعل ذٰلك ليزين نفسه للنساء وليحبِّب نفسه إليهن فذٰلك مكروه. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الكراهية / الباب العشرون في الزينة ۳۵۹/۵، شامي، كتاب الحظر والإباحة / فصل في اللبس ۵۰۶/۹ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۲۱/۱۱/۲۵ھ

عورتوں کا بالوں میں کالی مہندی لگانا؟

سوال (۴٦۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: آج کل جو کیمیکل کی کالی مہندی ملتی ہے اُس کا استعمال کیسا ہے؟ ہمارے یہاں کی اکثر عورتیں بالوں کے سیاہ ہونے کے بوجود اور زیادہ سیاہ کرنے کے لئے کیمیکل کی کالی مہندی استعمال کرتی ہیں، تو کیا یہ درست ہے یا نہیں؟ اگر درست ہے تو اُس میں جوان اور بوڑھی عورتوں میں کوئی فرق ہے یا نہیں؟

(۲) اگر کسی لڑکی کے بالوں میں سرخی یا سفیدی آجائے تو وہ سیاہ مہندی استعمال کرسکتی ہے یا نہیں؟ جب کہ استعمال نہ کرنے کی صورت میں کچھ خرابیاں لازم آتی ہیں، مثلاً رشتہ نہ آنا وغیرہ، نیز عورت اپنے شوہر کو خوش کرنے کے لئے سیاہ مہندی استعمال کرسکتی ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: عورتوں کو شوہر کے لئے بطور زیب وزینت کالی مہندی لگانے کی بعض فقہاء نے اِجازت دی ہے؛ البتہ اِس غرض سے کالی مہندی لگانا کہ بوڑھی عورت جوان نظر آئے درست نہ ہوگا۔

ومنهم من فرّق بين الرجل والمرأة فأجاز لها دونه، واختاره الحليمي واستنبط ابن أبي عاصم من قوله: جنبوه السواد. (أوجز المسالك ۴۷/۱۷ دار القلم دمشق)

قال معمر عن قتادة رخّص في صباغ الشعر بالسواد للنساء، وعن حماد بن سلمة عن أم شبيب قالت: سألنا عائشة عن تسويد الشعر؟ قالت: لوددت أن عندي شيئًا سودت. (المصنف لعبد الرزاق ۱۵۵/۱۱)

ورخص فيه اسحاق للمرأة تتزين به لزوجها. (المغني لابن قدامة ٦۷/۱ دار الفكر)

به شعري قال أيوب عن ابن سيرين لا أعلم بخضاب السواد بأسًا إلا أن يَغُرَّ بِه رجلٌ امرأةً. (شرح السنة للإمام البغوي / باب كراهية الخضاب بالسواد، ومن رخص فيه، وما

يستحب أن يخضب به ٢ ١/ ٩٤)

ويشهد لذلك من المرفوع ما رواه البيهقي عن عائشة مرفوعًا إذا خطب أحدكم المرأة وهو يخضب بالسواد فليعلمها أنه يخضب ولا يَغُرُّ بِهَا.

(أوجز المسالك ١٧/ ٤٥) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۱/۵/۳ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کیا سفید بالوں پر کالی مہندی لگانے سے نماز نہیں ہوتی؟

سوال (۴۶۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اگر کسی شخص کے بال سفید ہوں اور وہ کالی مہندی لگاتا ہو، تو کچھ لوگوں کا یہ کہنا ہے کہ اُس کے لگانے سے نماز نہیں ہوئی، یہ مسئلہ کہاں تک صحیح ہے؟ اگر نماز نہیں ہوتی تو کیوں نہیں ہوتی؟ اِس میں کیا ایسی چیز ملی ہوئی ہے کہ جس کی وجہ سے نماز نہیں ہوتی؟ کس حالت میں نماز جائز ہے اور کس حالت میں جائز نہیں ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جو شخص بلا کسی شرعی عذر کے کالی مہندی لگاتا ہو تو اُس کا یہ عمل مکروہ ہے، اور ایسے شخص کی اِمامت مناسب نہیں ہے؛ لیکن یہ بات صحیح نہیں ہے کہ کالی مہندی لگانے سے سرے سے نماز ہی نہیں ہوتی، کالی مہندی کے ساتھ نماز درست ہوجاتی ہے، گوکہ یہ عمل شریعت اور حدیث کے خلاف ہے۔

قال النووي: يحرم خضابه بالسواد على الأصح، وقيل يكره تنزيهًا، وَالمختار التحريم لقوله عليه السلام في مسلم: اجتنبوا السواد وهٰذا مذهبنا، وفي المحلي وعند أحمد يكره كراهة تحريم كما في القنية، وهو مذهب أبي حنيفة رحمه اللّٰه تعالىٰ. (أوجز المسالك ٦/ ٣٣٤، الفتاوىٰ الهندية، كتاب الكراهية / الباب

العشرون ۵/۳۵۹ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۴۲۴/۴/۲۳ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کالی مہندی بناکر فروخت کرنا؟

سوال (۴۶۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میں کالی مہندی بناتا ہوں، مجھے یہ معلوم کرنا ہے کہ یہ کالی مہندی لگانا حلال ہے یا حرام؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: عام حالات میں مردوں کے لئے کالا ی مہندی کا استعمال کرنا مکروہ ہے؛ لیکن کالی مہندی بناکر اُس کا کاروبار کرنا حرام نہیں ہے؛ کیوں کہ بعض صورتوں میں اُس کا استعمال جائز بھی ہوتا ہے، مثلاً عورتوں کے لئے زینت کے واسطے کالی مہندی لگانا یا جوان بیوی کو خوش کرنے کے لئے شوہر کا اُسے استعمال کرنا وغیرہ؛ لہٰذا اس کے کاروبار کو مطلق ناجائز نہیں کہا جائے گا، اور اُس کی کراہت استعمال کرنے والے کی حد تک ہی محدود رہے گی، آمدنی ناجائز نہ ہوگی۔

قال میرک: ذهب أكثر العلماء إلى كراهة الخضاب بالسواد وجنح النووي أنها كراهة تحريم، وإن من العلماء من رخص فيه في الجهاد، ولم يرخص في غيره، ومنهم من فرق في ذٰلک بين الرجل والمرأة، فأجازه لها دون الرجل. (مرقاة المفاتيح ٣٠٤/٨ المكتبة الأشرفية)

وأما الخضاب بالسواد فمن فعل ذٰلک في المغزاة ليكون أهيب في عيون العدو فهو محمود منه، اتفق عليه المشائخ. ومن فعل ليزين نفسه وليحبب نفسه إليهن فهو مكروه، وعليه عامة المشائخ. وبعضهم جوّزوا ذٰلک من غير كراهة. وروي عن أبي يوسفؒ أنه قال: كما يعجبني أن تتزين لي يعجبها أن أتزين

لها. (الفتاویٰ التاتارخانية ۲۱۴/۱۸ رقم: ۲۸۰۰۰ زکریا)

لا بـأس ببيـع العصير والعنب ممن يتخد خمرًا، وهو قول إبراهيمؒ؛ لأنه لا فسـاد فـي قـصـد البـائع، فإن قصده التجارة بالتصرف فيما هو حلال لاكتساب الـربـح، وإنما المحرم قصد المشتري اتخاذ الخمر منه. (المسبوط للسرخسي ۲۴/۶ بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۳/۱۱/۱۴۳۲ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

عورتوں کا بالوں میں کالی پالش لگانا؟

سـوال (۴۶۵): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: آج کل جو کالی پالش نکلی ہے اور عورتیں اُس کو اپنے بالوں میں لگاتی ہیں، کیا یہ پالش لگانا جائز ہے؟ اگر عورت نے بالوں میں لگائی ہے تو کیا اُس کا وضو اور نماز ہو جائے گی؟ بندہ درخواست کرتا ہے کہ اِس کا جواب جلد سے جلد عنایت فرمادیں۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجـواب وبالله التوفيق: اگر عورتیں اپنے شوہروں کے لئے زیب وزینت کی غرض سے کالی مہندی یا خضاب لگائیں تو شرعاً اُس کی گنجائش ہے، اور یہ چوں کہ محض رنگ ہوتا ہے اِس لئے اِس کے لگانے سے وضو یا نماز میں کوئی خرابی نہیں آئے گی۔

ولا يمنع الطهارة ونيم وحِنَّاء، ولو جُرمَه، به يفتى (الدر المختار) قوله: به يفتـىٰ: صـرّح بـه في المنية عن الذخيرة في مسئلة الحناء والطين والدرّن معللاً بالضرورة، قـال فـي شـرحهـا: ولأن الماء ينفذه لتخلله وعدم لزوجته وصلابته، والـمـعتبر في جميع ذٰلک نفوذ الماء، ووصوله إلى البدن. (الدر المختار مع الشامي ۲۸۸/۱ زكريا، كذا في البحر الرائق ۴۹/۱ دار الكتب العلمية بيروت)

جنبوه السواد الخ، وعن الحليمي أن الكراهة خاصةٌ بالرجال دون النساء، فيجوز ذلک للمرأة لأجل زوجها. (أوجز المسالك / باب ما جاء في صبغ الشعر ۳۳۵/٦ مطبوعه سهانپور) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۶/۸/۳۰ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کالا کیش تیل لگانا؟

سوال (۴٦٦): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کالا کیش تیل لگانا جائز ہے یا نہیں؟ کیوں کہ اِس کو بال کالے کرنے کے لئے لگایا جاتا ہے، اِس وجہ سے تردد ہوتا ہے کہ نماز ہوگی یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: کالا کیش تیل لگانے سے نماز درست ہوجاتی ہے اور بعض علماء نے عورت کے لئے بال کالا کرنے والے کیمیکل کی مطلق اِجازت دی ہے۔

أخرج الطبراني وابن عاصم من حديث أبي الدرداء رفعه من خضب بالسوداء سود اللّٰه وجهه يوم القيامة، ومنهم من فرق في ذٰلک بين الرجل والمرأة فأجاز لها دون الرجال. (فتح الباري ۳۵۵/۱۰) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۴/۵/۲۸ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

بالوں کو کالا کرنے کے لئے سرخ مہندی یا مقوی تیل لگانا؟

سوال (۴٦۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میرے بال بہت سفید ہوگئے ہیں، کالی مہندی یا ایسا تیل لگاسکتے ہیں جس سے بال ایک ہفتہ دس دن کے لئے کالے ہوجائیں، اُس کے بعد رنگ ہلکا ہوکر چھوٹ جاتا ہے، یہ جائز ہے یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بالوں کا رنگ بدلنے کے لئے سرخ مہندی یا مقوی تیل استعمال کرنا درست ہے؛ لیکن کالی مہندی یا خضاب جس سے بالکل بال سیاہ نظر آئیں، اُس کا لگانا مردوں کے لئے منع ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ۵/۱۲۳، فتاویٰ رحیمیہ ۶/۲۹۱)

عن ابن عباس رضي اللّٰه عنه عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: يكون قوم في اٰخر الزمان يخضبون بهٰذا السواد كحواصل الحمام لا يريحون رائحة الجنة. (سنن أبي داؤد ۲/۵۷۸، مشكاة المصابيح ۳۸۲ مكتبة البدر ديوبند)

وعن الإمام إن الخضاب حسن؛ لكن بالحناء والكتم والوسمة، وأراد اللحية وشعر الرأس. (لفتاویٰ الهندية، كتاب الكراهية / الباب لعشرون ۵/۳۵۹ زكريا) فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۶/۱۱/۱۴۲۲ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللّٰہ عنہ

عورتوں کا مہندی کی جگہ مختلف رنگوں کے کیمیکل استعمال کرنا؟

سوال (۴۶۸): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: عورتوں کے لئے کیا مہندی کی جگہ مختلف رنگوں کے کیمیکل استعمال کرنے کی اِجازت ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: عورتوں کے لئے مہندی کی جگہ دیگر کیمیکل لگانا درست ہے؛ لیکن اگر وہ کیمیکل ایسی ہوں جو وضو اور غسل میں پانی پہنچنے سے مانع ہوں تو وضو اور غسل درست نہیں۔ (مستفاد: دینی مسائل اور اُن کا حل ۱۰۲، کتاب الفتاویٰ ۶/۸۵، احسن الفتاویٰ ۲/۲۶)

عن عائشة رضي اللّٰه عنها أن امرأة مدت يدها إلى النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: ...... لو كنت امرأة لغيرت أظفارك بالحناء. (سنن النسائي ۲/۲۳۷ رقم: ۵۰۸۹، السنن الكبرىٰ للنسائي / كتاب الزينة ۵/۴۱۹ رقم: ۹۳۶۴)

عن عائشة رضي الله عنها أن هند بنت عتبة قالت : يا نبي الله! بايعني قال: لا أبايعک حتى تغيري كفيک. (سنن أبي داؤد ۲/ ۵۷٤)

ولا يـمـنـع الطهارة ونيم ...... وحِنَّاء ...... ودرن ووسخ ...... وتراب ولو في ظُفر مطلقًا ...... وما على ظفر صَبَّاغ، وقيل: إن صلبًا منع وهو الأصح. (الدر المختار) أي إن كان ممضوغًا مَضغًا متأكِّدًا بحيث تداخلت أجزاء ه، وصار له لزوجة وعِلاكة كالعجين، وقال: لامتناع نفوذ الماء مع عدم الضرورة والحرج. (الدر المختار مع الشامي ۱/ ۲۸۹ زكريا، البحر الرائق ۱/ ٤۹ دار الكتب العلمية بيروت، ۱/ ۲۹ زكريا، البناية شرح الهداية / كتاب الطهارة ۱/ ۱۵۱)

لـزق بـأصل ظفره طين يابس أو رطب لم يجز. (الفتاوىٰ الهندية ۱/ ٤ دار إحياء التراث العربي بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۳/۳/۱۴۳۰ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

شیمپو کا اِستعمال کرنا؟

سوال (۴۶۹): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: شیمپو استعمال کرنا کیسا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: بال دھونے کے لئے شیمپو کا استعمال کرنا جائز ہے، شیمپو میں کسی ناجائز چیز کی ملاوٹ کا ہمیں علم نہیں ہے۔

جـعـل الـدهـن النجس في صابون يفتى بطهارته؛ لأنه تغيَّر، والتغيرُّ يُطهِّر عند محمد ويفتى به للبلوىٰ. (شامي ۱/ ۵۱۹ زكريا، كذا في البحر الرائق ۱/ ۲۳٤)

لأنـا لا نـفتـي بنجاسة الدهن؛ لأن الأصل الطهارة، وانجاسة يعارض أمرًا

نادرًا وقع ...... وقد ذكرنا أن من مذهب محمد رحمه الله أن النجس يصير طاهرًا بالتغيير، يفتى فيه بقول محمد رحمه الله لمكان عموم البلوىٰ. (المحيط البرهاني في الفقه النعماني ١٩/١ ١١) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۳/۶/۱۴۲۳ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

زیر ناف اور بغل کے بالوں کا حکم؟

سوال (۴۷۰): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اگر بغل کے بال زیادہ بڑے ہو جائیں تو گناہ ملے گا، اور کیا یہ بال ناپاک کہلائیں گے؟ کیا جو حکم زیر ناف کے بالوں کا ہے وہی حکم بغل کے بالوں کا بھی ہے، یا دونوں میں فرق ہے یا محض نظافت کی وجہ سے استحبابی حکم ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حدیث شریف میں زیر ناف اور بغل کے بالوں کو چالیس دن سے زائد چھوڑے رکھنے کی ممانعت وارد ہے؛ لہٰذا جو شخص اِن بالوں کو چالیس دن کے اندر نہیں صاف کرے گا وہ مخالفت حدیث کی وجہ سے گنہگار ہوگا۔

قال أنس رضي الله عنه وقّت لنا رسول الله صلى الله عليه وسلم في قص الشارب، وتقليم الأظفار، ونتف الإبط، وحلق العانة أن لا نترك أكثر من أربعين ليلة. (صحيح مسلم ١٢٩ مكتبة بلال ديوبند) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۵/۱۱/۱۴۲۹ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

موئے زیر ناف کی حدود اور صاف کرنے کا طریقہ؟

سوال (۴۷۱): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: زیرِ ناف کی حدودِ اربعہ کیا ہیں؟ اور زیرِ ناف کو مونڈنا افضل ہے یا پاؤڈر صابن وغیرہ سے صاف کرنا اَفضل ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ناف کے نیچے اور دائیں بائیں جو بال ہوں، اِسی طرح خصیتین اور سرین کے نیچے تک اور عضوِمخصوص کے اِردگرد کے سب بالوں کو صاف کرنا ضروری ہے۔ بہتر اور سنت یہ ہے کہ اُسترے یا بلیڈ وغیرہ سے مونڈا جائے، اِس کے علاوہ کسی دوا صابن یا پاؤڈر وغیرہ سے صاف کرنا یا قینچی سے کاٹنا بھی جائز ہے، یہ صفائی ہر جمعہ کے روز مناسب ہے، اِس کا موقع نہ ہو تو پندرہ دن میں صفائی کرلینی چاہئے، اور ۴۰؍ روز تک اِن بالوں کو چھوڑے رکھنا مکروہ تحریمی ہے۔

عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: الفطرة خمس: الختان، والاستحداد ...... ونتف الإبط. متفق عليه. (مشكاة المصابيح، كتاب اللباس / باب الترجل، الفصل الأول ۲/ ۳۸۰)

قال القاري رحمه اللّٰه: "الاستحداد": أي حلق العانة، وهو استفعال من الحديد، وهو استعمال الحديد من نحو الموسىٰ في حلق العانة ذي الشعر الذي حوالي ذكر الرجل وفرج المرأة، زاد ابن شريح: وحلقة الدبر، فجعل العانة منبت الشعر مطلقًا، والمشهور: الأول، فإن أزال شعره بغير الحديد لا يكون على وجه السنة ...... الخ.

ونتف الإبط: أي نتف شعره ...... قال في شرح المشارق: المفهوم من حديث أبي هريرة رضي اللّٰه عنه أن حلق الإبط ليس بسنة؛ بل السنة نتفه؛ لأن شعره يغلظ بالحلق، ويكون أعون للرائحة الكريهة. قال النووي: النتف أفضل لمن قوى عليه، لما حكى أن الشافعي رحمه اللّٰه تعالىٰ كان يحلق إبطه، فقال: علمت أن السنة نتفه، لكن أقوى على الوجه. (مرقاة المفاتيح، كتاب اللباس باب الترجل،

الـفـصـل الأول ٢٧٢/٨-٢٧٣ رقم: ٤٤٢٠ دار الكتب العلمية بيروت، ٢٨٨/٨-٢٩٠ المكتبة الأشرفية ديوبند، شرح النووي على الصحيح المسلم، كتاب الطهارة / باب خصال الفطرة ١٢٨/١)

ويستحب حلق عانته وتنظيف بدنه بالاغتسال في كل أسبوع مرةً، والأفضل يوم الجمعة، وجاز في كل خمسة عشرة، وكره تركه وراء الأربعين، مجتبى (الدر المختار) وقال العلامة الشامي: ولا عذر فيما وراء الأربعين، ويستحق الوعيد ...... الخ. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الحظر والإباحة / فصل في البيع ٤٠٦/٦-٤٠٧ كراچی، مجمع الأنهر، شرح ملتقى الأبحر، فصل المتفرقات / كتاب الكراهية ٥٥٦/٢ دار إحياء التراث العربي بيروت، ٢٢٦/٤ فقيه الأمة، وكذا في الفتاوىٰ الهندية، كتاب الكراهية / الباب التاسع عشر ٣٥٧/٥-٣٥٨ زكريا)

يستحب أن يقلم أظفاره ويقص شاربه ويحلق عانته وينظف بدنه في كل أسبوع مرةً، ويوم الجمعة أفضل، ثم في خسمة عشر يومًا، والزائد على الأربعين آثم. (حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح / آخر باب الجمعة ٥٢٤) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۵/۳/۱۴۳۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

موئے زیرِ ناف کی حدودِ اَربعہ؟

سوال (۴۷۲):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: موئے زیر ناف جو صاف کئے جاتے ہیں، اِس کے بارے میں یہ تو لکھا ہے کہ کہاں سے؛ لیکن یہ نہیں لکھا ہے کہ کہاں تک؟ تو دریافت یہ کرنا ہے کہ اِس کی وضاحت فرمادیں کہ کہاں تک صاف کرنا ہے؟ کیا دبر کے بال بھی صاف کرنا ضروری ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: موئے زیر ناف کے سلسلہ میں تفصیل یہ ہے کہ پیڑو کی

ہڈی کی ابتداء سے لے کراَ عضاء ثلاثہ اوراُن کے حوالی جن کی محاذات میں رانوں کا وہ حصہ بھی شامل ہے،جس کے تلوث کا خطرہ ہے،اوردبر کے بال بھی صاف کرنا مستحب ہے۔

والعانة الشعر القريب من فرج الرجل والمرأة ومثلها شعر الدبر؛ بل هو أولىٰ بالإزالة، لئلا يتعلق به شيء من الخارج عند الاستنجاء بالحجر. (شامي / كتاب الطهارة ٢/ ٤٨١ زكريا)

العانة هي الشعر الذي فوق الذكر وحواليه وحوالي فرجها، ويستحب إزالة شعر الدبر خوفًا من يعلق به شيء من النجاسة الخارجة، فلا يتمكن من إزالته بالاستجمار. (طحطاوي على المراقي ٢٨٧) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہٗ ۱۴۲۷/۷/۱۴ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

معذور کا پاؤڈر سے موئے زیرناف صاف کرنا؟

سوال (۴۷۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید عرصہ سے علیل ہے اور ۶/ ماہ سے علالت زیادتی اختیار کرگئی ہے، گھٹنوں کو کھڑا کرنا دشوار ہے، گردن کی تکلیف کی وجہ سے زیرناف بال نہیں مونڈسکتا، کیا کیا جائے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اِس زمانہ میں بال صاف کرنے کے لئے پاؤڈر اور کریم وغیرہ بکثرت دستیاب ہیں، اُن کے ذریعہ زید کو مذکورہ بال صاف کرلینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

عن أم سلمة رضي اللّٰه عنها أن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم كان إذا أطّلىٰ بدأ بعورته فطلاها بالنورة، وسائر جسده أهله. (سنن ابن ماجة، كتاب الأدب / باب الإطلاء بالنورة رقم: ٣٧٥١ دار الفكر بيروت)

عن حبيب بن أبي ثابت عن أم سلمة رضي اللّٰه عنها أن النبي صلى اللّٰه

عليه وسلم اطَّلى و ولِيَ عانته بيده. (سنن ابن ماجة / باب الاطلاء بالنورة رقم: ۳۷۵۲)

ولـو عالج بالنورة في العانة يجوز. (الـفتـاوى الهندية، كتاب الكراهية / الباب التاسع ۳۵۸/۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۱/۴/۷ ۱۴۱ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

''دبر'' کے بال صاف کرنا؟

سوال (۴۷۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مقام پاخانہ (دبر) کے بال صاف کرنا چاہئے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: دبر کے بال اگر اتنے زیادہ ہوں کہ اُن میں نجاست کے تلوث کا خطرہ ہو، تو صاف کرنا ضروری ہے۔ (مستفاد: احسن الفتاویٰ ۸/۸۷)

والـعانة الشعر القريب من فرج الرجل والمرأة ومثلها شعر الدبر؛ بل هو أولـىٰ بـالإزالة لـئـلا يتعـلـق به شيء من الخارج عند الاستنجاء بالحجر. (شامي ۴۸۷/۳ زكريا، طحطاوي ۲۸۷) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۲/۶/۲۱ ۱۴۲ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

داڑھی، مونچھ اور ناخون کے اَحکام

شریعت میں داڑھی کی کیا حیثیت ہے؟

سوال (۴۷۵):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: شریعتِ اسلامی میں داڑھی کی کیا حیثیت ہے؟ اس کو منڈانا یا کتروانا جائز ہے یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: داڑھی رکھنا شرعاً واجب ہے، اِس کا منڈوانا یا ایک مشت سے کم ہونے کی حالت میں کتروانا ناجائز ہے، متعدد اَحادیث میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے داڑھی بڑھانے کا حکم دیا ہے اور اِس معاملہ میں مشرکین اور غیر مسلموں کی مشابہت اختیار کرنے سے منع فرمایا ہے۔

ارشادنبوی ہے: **خالفوا المشركين ووفّروا اللحىٰ، وأحفوا الشوارب.** (صحيح البخاري ۸۷۵/۲ رقم: ۵۸۹۲) مشرکین کی مخالفت کرو، داڑھیاں بڑھاؤ اور مونچھیں کترو۔

درمختار میں ہے: **يحرم على الرجل قطع لحيته.** (الدر المختار / كتاب الحظر والإباحة ۴۰۷/۶ كراچی، ۵۸۳/۹ زكريا) یعنی آدمی کے لئے اپنی داڑھی کتروانا جیسا کہ بعض اہل مغرب اور ہیجڑے نامردوں کی عادت ہے، کسی کے نزدیک بھی جائز نہیں ہے۔ (شامی ۳۹۸/۲ زکریا، مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۴۸۳/۲۷ میرٹھ) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ

۱۴۱۲/۴/۲۱ھ

داڑھی کا شرعی حکم اور دلائل؟

سوال (۴۷۶): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: داڑھی کا شرعی حکم مع دلائل وتعامل صحابہ سے کیا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق: اَحادیثِ شریف میں داڑھی کو بڑھانے کا حکم ہے، خود پیغمبر علیہ السلام اور تمام صحابہ کرام وسلفِ صالحین نے داڑھی رکھی ہے، اِس لئے داڑھی رکھنا شرعاً واجب ہے، اور ایک مشت ہونے سے پہلے پہلے تراشنا ناجائز ہے۔

عن ابن عمر رضي الله عنهما عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: خالِفوا المشركين ووفِّروا اللحىٰ. (صحيح البخاري، كتاب اللباس / باب تقليم الأظفار ۸۷۵/۲ رقم: ۵۸۹۲، صحيح مسلم، كتاب الطهارة / باب خصال الفطرة ۱۲۹/۱ رقم: ۲۵۹ بيت الأفكار الدولية)

وعن ابن عمر رضي الله عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: انهكوا الشوارب وأعفوا اللحى. (صحيح البخاري، كتاب اللباس / باب إعفاء اللحى ۸۷۵/۲ رقم: ۵۸۹۳ دار الفكر بيروت)

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: جُزُّوا الشوارب، وأرخوا اللحى، خالِفوا المجوس. (صحيح مسلم، كتاب الطهارة / باب خصال الفطرة ۱۲۹/۱ رقم: ۲٦۰ بيت الأفكار الدولية)

قال النووي رحمه الله تعالىٰ: فحصل خمس روايات: ''أعفوا، وأوفوا، وأرخوا، وأرجوا، ووفّروا. ومعناها كلها تركها على حالها، هٰذا هو الظاهر من الحديث الذي يقتضيه ألفاظه، وهو الذي قاله جماعةٌ من أصحابنا وغيرهم من العلماء. (شرح النووي على الصحيح لمسلم، كتاب الطهارة / باب خصال الفطرة ۱/ ۲۹ بلال ديوبند)

وقص اللحية من صنع الأعاجم، وهو اليوم شعار كثيرٍ من المشركين كالأفرنج والهنود، ومن لا خلاق له في الدين من الطائفة القلندرية. (مرقاة المفاتيح، كتاب الطهارة / باب السواك، الفصل الأول ٤/٢ رقم: ٣٧٩ المكتبة الأشرفية ديوبند)

واللحية هي الفارقة بين الصغير والكبير، وهي جمال الفحول وتمام هيأتهم، فلا بد من إعفائها. وقصُّها سنة المجوس، وفيه تغيير خلق اللّٰه، ولحوق أهل السؤدد والكبرياء بالرعاع. (حجة اللّٰه البالغة، خصال الفطرة وما يتصل بها / إعفاء اللحية وقص الشوارب ٥١٧/١ قديم، ٥٠٧/١-٥٠٨ مكتبه حجاز ديو بند)

وفي الدر: والسنة فيها القبضة – إلى قوله – ولذا يحرم على الرجل قطع لحيته. (الدر المختار مع الشامي ٥٨٣/٩ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۲/۷/۱۴۲۹ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

داڑھی کی مقدار

سوال (۴۷۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: داڑھی کوئی لمبی صحیح بتاتا ہے، کوئی بالکل ہلکی، برائے نام کو صحیح مانتا ہے؟ شرعی داڑھی کی مقدار کے بارے میں تحریر فرمادیں۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: چاروں ائمہ اور جمہور علماء اُمت اِس بات پر متفق ہیں کہ کم اَز کم ایک مشت (۴/ اُنگل) داڑھی رکھنا واجب ہے، اور اِس سے کم رکھنا جائز نہیں ہے۔ نبی اَکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے داڑھی بڑھانے کی سخت تاکید فرمائی ہے، اور داڑھی نہ رکھنے پر سخت وعید فرمائی ہے، جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ محض ہلکی سی برائے نام داڑھی رکھنا کافی ہے، اُن کا یہ قول اَحادیثِ شریفہ اور اَقوالِ ائمہ کے قطعاً خلاف ہے، ایسے لوگوں کی رائے کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔

عن ابن عمر رضي الله عنهما قال: إن رسول الله صلى الله عليه وسلم أمر بإحفاء الشوارب وإعفاء اللحى. (سنن الترمذي، أبواب الآداب / باب ما جاء في إعفاء اللحية ۲/۱۰۵ المكتبة الأشرفية ديوبند)

وأما الأخذ منها وهي دون القبضة كما يفعله بعض المغاربة ومخنثة الرجال فلم يبحه أحد وأخذ كلها فعل اليهود ومجوس الأعاجم. (الدر المختار مع الشامي ۳/۳۹۸ زكريا، فتح القدير، كتاب الصوم / باب ما يوجب القضاء والكفارة ۲/۳٤۸)

أو تطويل اللحية إذا كانت بقدر المسنون وهو القبضة. (الدر المختار ۲/٤۱۷ كراچی، ۳/۳۹۷ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۳/۶/۲۴ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

داڑھی کی حدودِ اَربعہ؟

سوال (۴۷۸): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: داڑھی کی حد کہاں تک ہے؟ ہر طرف سے داڑھی کی حدود بیان کیجئے، نیز حلق سے اوپر والا حصہ داڑھی میں شامل ہے یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: داڑھی کی حد کنپٹی کے برابر اُبھری ہوئی ہڈی سے لے کر دوسری کنپٹی کے برابر کی اُبھری ہوئی ہڈی تک ہے، اور نیچے والے ہونٹ سے لے کر ٹھوڑی کے نیچے تک جو بال آئیں وہ سب داڑھی میں داخل ہیں، نیز حلق اور حلق کے اُوپر کے بال نہ منڈائے جائیں؛ البتہ حلق سے نیچے کے بال منڈانے میں کوئی حرج نہیں۔

وظاهر كلامهم أن المراد بها الشعر النابت على الخدين من عذار

وعارض والذقن، وفي شرح الإرشاد: اللحية الشعر النابت بمجتمع الخدين، والعارضُ ما بينهما وبين العذار، وهو القدر المحاذي للأذن، يتصل من الأعلى بالصدغ، ومن الأسفل بالعارض. (شامي ٢١٥/١ زكريا، البحر الرائق ١٦/١ كراچی)

ولا يحلق شعر حلقه. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الكراهية / الباب التاسع عشر في الختان الخ ٣٥٨/٥ زكريا، فتح الباري ٣٥٠/١٠ تحت رقم: ٥٨٩٢) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۶/۴/۱۴۲۶ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

داڑھی کا ہر جانب سے مقدار قبضہ ہونا ضروری ہے

سوال (۹۷۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: داڑھی کو ایک مشت کی مقدار میں رکھنا صرف ٹھوڑی سے نیچے رکھنا ضروری ہے یا سائڈ میں بھی ایک مشت ہی رکھنا پڑے گی یا سائڈ کی داڑھی کے بال زینت کے لئے بقدر ضرورت کتر سکتے ہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: داڑھی کا ہر جانب مقدار قبضہ ہونا ضروری ہے، اِس سے کم ہونے کی صورت میں اس کا کترنا جائز نہیں ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ۴۸۳/۲۷ میرٹھ)

عن ابن عمر رضي اللّٰه تعالىٰ عنهما عن النبي صلى اللّٰه تعالىٰ عليه وسلم قال: احفوا الشوارب وأعفوا اللحىٰ. (صحيح مسلم، كتاب الطهارة / باب خصال الفطرة ١٢٩/١ رقم: ٢٥٩ بيت الأفكار الدولية، صحيح البخاري، كتاب اللباس / باب تقليم الأظفار رقم: ٥٨٩٢ دار الفكر بيروت)

عن رُويفِع رضي اللّٰه عنه قال: قال لي رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: يا رويفع! لعل الحياة ستطول بک بعدي، فأخبِر الناس أنه من عقد لحيته، أو تقلد وَترًا، أو استنجى برجيع دابةٍ أو عظمٍ؛ فإن محمدًا منه بريء. (سنن أبي داؤد، كتاب

الطهارة / باب ما ينهىٰ أن يستنجى به ٦/١ رقم: ٣٦ دار الفكر بيروت)

عن عبد اللّٰه ابن عمر رضي اللّٰه تعالىٰ عنهما أنه كان يقبض على لحيته ثم يقصّ ما تحت القبضة. قال محمد: وبه نأخذ وهو قول أبي حنيفة. (كتاب الآثار / باب حف الشعر من الوجه ١٨٩)

لا بأس بأخذ أطراف اللحية إذا طالت .... وفي الدر: وأما الأخذ منها وهي دونها ذلک كما يفعله بعض المغاربة ومخنثة الرجال يبحه أحد. (الدر المختار مع الشامي ٤١٨/٢ كراچی، ٣٩٧/٣-٣٩٨ زكريا)

لا بأس أن يقبض على لحيته؛ فإن زاد على قبضته منها شيء جزّه. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الكراهية / الباب التاسع عشر في الختان ٣٥٨/٥ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۱/۵/۳۰ھ

داڑھی میں گرہیں لگانا یا چڑھانا؟

سوال (۴۸۰): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: بہت سے لوگ چھوٹی داڑہی ثابت کرنے یا اپنی خوب صورتی ظاہر کرنے کی غرض سے داڑھی کوٹھوڑی کے نیچے سے دباتے اور چڑھاتے رہتے ہیں، اسی طرح بعض بے ہنگم طریقہ سے داڑھی میں گرہیں لگالینے میں شرعاً کیا حکم ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: داڑھی چڑھانا، ٹھوڑی کے نیچے چھپانا اور گرہیں لگانا، یہ سب چیزیں شرعاً جائز نہیں، داڑھی اللہ تعالیٰ کا ایک نور ہے، اور مؤمن کی خوبصورتی اور زینت ہے، جسے اچھے سے اچھے انداز میں بنانا چاہئے، حدیث شریف میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی داڑھی میں آئینہ دیکھ کر کنگھی کر کے سیدھا کیا کرتے تھے؛ لہٰذا داڑھی کو چھپانا، چڑھانا یا اُس میں

گرہیں لگانا یہ سب اللہ کے نور کو نا پسند کرنے کے قبیل سے ہے، جس کی شرعاً اجازت نہیں ہے۔

عن رُویفع بن ثابت رضي اللّٰه عنه یقول: إن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قال: یا رُویفع! لعل الحیاة ستطول بک بعدي، فأخبر الناس أنه من عقد لحیته أو تقلد وَتَرًا أو استنجي برجیع دابةٍ أو عظمٍ، فإن محمدًا برئ منه. (سنن النسائي، کتاب الزینة / باب عقد اللحیة رقم: ۵۰۷۷ دار الفکر بیروت، سنن أبي داؤد، کتاب الطهارة / باب ما یُنهی عنه أن یُستنجی به رقم: ۳۶ دار الفکر بیروت)

عن عائشة رضي اللّٰه تعالیٰ عنها قالت: کان النبي صلی اللّٰه علیه وسلم ینظر في المرأة إذا سرح لحیته. (المعجم الأوسط للطبراني ۳۹۶/۴ رقم: ۶۳۶۷ دار الفکر بیروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۷/۳/۵ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

ایک مشت داڑھی رکھنا واجب ہے

سوال (۴۸۱): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اِمام ناظرہ پڑھا ہوا ہو یا حافظ، اُس کی داڑھی کے متعلق کیا حکم ہے؟ (داڑھی کٹانا، مونڈنا، خس خسی رکھنا، کتنی لمبی رکھی جائے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ہر مسلمان پر ایک مشت داڑھی رکھنا واجب ہے، جو شخص داڑھی مونڈتا ہے یا ایک مشت ہونے سے پہلے داڑھی کٹاتا ہے، خس خسی کرتا ہے تو وہ سخت گنہگار اور شرعاً فاسق ہے، ایسے شخص کی اِمامت بوجہ فسق مکروہ ہے۔

بخاری شریف میں ہے:

عن ابن عمر رضي اللّٰه عنهما عن النبي صلی اللّٰه علیه وسلم قال: خالِفوا

الـمشـركيـن ووفّـروا اللحىٰ. وكان ابن عـمر إذا حج أو اعتمر قبض علىٰ لحيته فـما فضل أخذه. (صحيح البخاري، كتاب اللباس / باب تقليم الأظفار ۸۷۵/۲ رقم: ۵۸۹۲، صحيح مسلم، كتاب الطهارة / باب خصال الفطرة ۱۲۹/۱ رقم: ۲۵۹ بيت الأفكار الدولية)

تـرجـمـه:- حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: مشرکوں کی مخالفت کرو اور داڑھیاں بڑھاؤ اور مونچھیں کترواؤ، اور حضرت عمر جب حج یا عمرہ سے فارغ ہوتے تو اپنی داڑھی کو مٹھی میں پکڑ کر جو بال نیچے رہ جاتے اُنہیں کاٹ دیتے۔

یہ روایت داڑھی کے بارے میں بالکل واضح ہے، اِسی بناء پر علماء وفقہاء اِسلام میں سے کسی کے نزدیک داڑھی منڈانے یا خس خسی کرانے کی اِجازت نہیں ہے۔

قال في الشامي: وأما الأخذ منها وهي دون ذلک كما يفعله بعض المغاربة ومخنثة الرجال فلم يبحه أحد. (شامي ۴۱۸/۲ كراچي، ۳۹۸/۳ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۱/۸/۳ھ

ایک مشت سے کم داڑھی رکھنا؟

سـوال (۴۸۲):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: داڑھی کی شرعی مقدار کیا ہے؟ ایک مشت سے کم رکھنے والا شخص کیسا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الـجـواب وباللّٰه التوفيق: داڑھی کی مقدار کم اَز کم ایک مشت ہونا ضروری ہے، اِس سے کم رہتے ہوئے داڑھی کو کٹانے اور منڈانے والا شخص سخت گنہگار مخالفِ سنت اور فاسق ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ۴۸۳/۲۷ میرٹھ)

وأما الأخـذ منها وهي دون ذٰلک كـمـا يفعله بعض المغاربة ومخنثة الـرجال فلم يبحه أحد وأخذ كلها فعل يهود الهند ومجوس الأعاجم. فتح (الدر

المختار) وتحته في الشامي: بهٰذا وفق في الفتح بين ما مر، وبين ما في الصحيحين عن ابن عمر عنه صلى اللّٰه عليه وسلم: أحفوا الشوارب وأعفوا اللحية، قال: لأنه صح عن ابن عمر راوي هٰذا الحديث أنه كان يأخذ الفاضل عن القبضة. (شامي ٤١٨/٢ كراچی، ٣٩٨/٣ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۲/۲/۲۸ھ

مکمل داڑھی کے بجائے خط رکھنا؟

سوال (۴۸۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: داڑھی کا شرعی حکم کیا ہے؟ آج کل جو ایک فیشن چلا ہے کہ داڑھی کاٹ کر لوگ چھوٹا کر دیتے ہیں اور خط لگا کر یہ کہتے ہیں کہ اتنی ہی داڑھی رکھنی چاہئے، اِس کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفيق: داڑھی مونڈنا حرام ہے، اِسی طرح ایک مشت سے کم رہتے ہوئے داڑھی کتروانا بھی درست نہیں ہے۔

ولا يحلق شعر حلقه، وعن أبي يوسف رحمه اللّٰه تعالىٰ: لا بأس بذٰلك الخ. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الكراهية / الباب التاسع عشر في الختان ...... وقص الشارب ٣٥٨/٥ زكريا، وكذا في رد المحتار، كتاب الحظر والإباحة / فصل في البيع / ٤٠٧/٦ كراچی، ٣٩٧/٣ زكريا)

لا بأس بأن يأخذ شعر الحاجبين وشعر وجهه ما لم يتشبه بالمخنثين. (حاشية الطحطاوي على الدر المختار، كتاب الحظر والإباحة / فصل في النظر ١٨٦/٤ دار المعرفة بيروت، وكذا في رد المحتار ٣٧٣/٦ كراچی، وكذا في مرقاة المفاتيح، كتاب اللباس / باب الترجل، الفصل الأول ٢٠٩/٨ رشيدية)

يحرم على الرجل قطع لحيته. (الدر المختار) السنة فيها القبضة وهو أن

يقبض الرجل لحيته فما زاد منها على قبضة قطعة. (شامي ۵۸۳/۹ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۱۵/۹/۲۵ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

اِسلام میں تراشیدہ داڑھی رکھنا جائز ہے یا نہیں؟

سوال (۴۸۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اِسلام میں تراشیدہ داڑھی رکھنا جائز ہے یا ناجائز؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ایک مشت سے کم تراشیدہ داڑھی رکھنا اِسلام میں جائز نہیں ہے۔

وأما الأخذ منها وهي دون ذٰلک كما يفعله بعض المغاربة ومخنثة الرجال فلم يبحه أحد. (الدر المختار ۴۱۸/۲ كراچی، ۳۹۸/۳ زكريا)

عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم: جزوا الشوارب، واعفوا اللحى، وخالفوا المجوس، هٰذه الجملة واقعة موقع التعليل، وأما الأخذ منها وهي دون ذٰلک كما يفعله بعض المغاربة ومخنثة الرجال فلم يبحه أحد. (فتح القدير ۳۴۸/۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۰/۱/۶ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

داڑھی منڈانا اور کتروانا دونوں موجبِ گناہ ہیں

سوال (۴۸۵): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: غیر شرعی داڑھی رکھنے والے اور داڑھی بالکل نہ رکھنے والے لوگوں میں شرعی فرق

کیا ہے؟ اور کیا غیر شرعی داڑھی رکھنے والے لوگوں کے بارے میں بھی وہی حکم ہے جو داڑھی نہ رکھنے والے لوگوں کے بارے میں ہے؟ مثلاً کوئی آدمی داڑھی تو رکھتا ہے مگر وہ کترواتا ہے، اور اُس کی داڑھی ایک مشت سے کم ہے، تو کیا یہ کتروانے والا شخص بھی داڑھی نہ رکھنے والے شخص کے برابر گنہگار رہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سنتِ نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام پر عمل نہ کرنے میں یہ دونوں شخص برابر کے گنہگار رہیں۔

وأما الآخذ منها وهي دون ذٰلک کما یفعله بعض المغاربة ومخنثة الرجال فلم یحبه أحد. (شامي ۴۱۸/۲ کراچی، ۳۹۸/۳ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۷/۹/۲۴ھ

شریکِ حیات کی خواہش میں داڑھی کٹانا یا کتروانا؟

سوال (۴۸۶): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: شریکِ حیات کو پوری داڑھی رکھنے اور انگریزی لباس کے ترک کرنے پر اعتراض ہے، کیا شریکِ حیات کی خواہش کا احترام کیا جانا جائز ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: شریعت کے خلاف کسی کے حکم کی تعمیل جائز نہیں؛ لہٰذا داڑھی کٹانے اور انگریزی لباس پہننے میں شریکِ حیات کی مرضی کا لحاظ رکھنا ہرگز جائز نہ ہوگا۔

عن علي رضي اللّٰہ عنه قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم: لا طاعة لمخلوق في معصیة، إنما الطاعة في المعروف. (صحیح البخاري ۱۰۷۸/۲،

كتاب الإمارة والقضاء ۳۱۹، فتاوى محموديه ۱۹/۴۱۳ ڈابھیل) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱/۶/۱۴۳۰ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

سرپرست کے کہنے پر داڑھی مونڈنا جائز نہیں

سوال (۴۸۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میرے سرپرست عظیم داڑھی کے ترک کرنے پر مصر ہیں، جن کا کہنا ہے کہ ہم داڑھی رکھنے کو منع نہیں کرتے، مگر آپ چند سال کے بعد ہی اِس سنت کو اپنائیں، عرض یہ ہے کہ اُن کا کہا مان کر داڑھی مونڈ دی جائے، یا علی حالہٖ باقی رہنے دیا جائے، شریعت کیا کہتی ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: داڑھی رکھنا شرعاً واجب ہے، اور ہر مسلمان شخص پر لازم ہے کہ وہ اِس واجب کی بہرحال پابندی کرے، اور اِس بارے میں والدین یا کسی بھی سرپرست کے منع کرنے کا شرعاً کوئی اعتبار نہیں، اور اُن کا حکم مان کر داڑھی منڈانا قطعاً جائز نہیں۔ (مستفاد: کفایت المفتی ۹/۱۶۶)

عن ابن عمر رضي اللّٰه عنهما عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: خالِفوا المشركين ووفِّروا اللحىٰ. (صحيح البخاري، كتاب اللباس / باب تقليم الأظفار ۲/۸۷۵ رقم: ۵۸۹۲، صحيح مسلم، كتاب الطهارة / باب خصال الفطرة ۱/۱۲۹ رقم: ۲۵۹ بيت الأفكار الدولية)

عن ابن مسعود رضي اللّٰه عنه أن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: كيف بك يا أبا عبد الرحمٰن إذا كان عليك أمراء يُطفون السنة ويؤخرون الصلاة عن ميقاتها؟ قال: فكيف تأمرني يا رسول اللّٰه؟ قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: تسألني ابن أم عبد كيف تفعل؟ لا طاعة لمخلوق في معصية اللّٰه. (المصنف لعبد الرزاق ۲/۳۸۲ رقم: ۳۷۸۸)

عن النواس بن سمعان رضي اللّٰه تعالیٰ عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم: لا طاعة لمخلوق في معصية الخالق. (مشكاة المصابيح ٢/ ٣٢١، المكتبة الأشرفية ديوبند، المصنف لابن أبي شيبة ٦/ ٥٤٥ رقم: ٣٣٧١٧، المسند للإمام أحمد بن حنبل ٢/ ٣٣٣ رقم: ١٠٩٤ ط: الرسالة) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفر لہ ۲۷/ ۲/ ۱۴۲۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کیا داڑھی نہ رکھنے کا گناہ زنا سے بڑھ کر ہے؟

سوال (۴۸۸): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: رسالہ ''داڑھی کا وجوب'' صفحہ نمبر ۳ پر حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمہ نے لکھا ہے کہ داڑھی نہ رکھنے کا گناہ زنا، لواطت چوری وغیرہ سے زیادہ خطرناک ہے؛ کیوں کہ داڑھی نہ رکھنے کا گناہ ہر وقت ساتھ رہتا ہے، حضرت شیخ کی یہ بات صحیح نہیں معلوم ہوتی؛ کیوں کہ اِس کا مطلب یہ ہوگا کہ داڑھی رکھ کر زنا کرلے تو وہ پہلی حالت سے بہتر رہے گا، حالاں کہ یہ غلط ہے، نیز داڑھی والا زانی آدمی، داڑھی منڈے نمازی سے بہتر ہوگا، بات سمجھ میں نہیں آرہی ہے۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمہ نے جو یہ فرمایا کہ: ''داڑھی نہ رکھنے کا گناہ زنا وغیرہ سے زیادہ خطرناک ہے'' اِس کی وجہ خود حضرت نے آگے بیان فرمادی کہ ''یہ گناہ ہر وقت بندہ کے ساتھ لگا رہتا ہے'' چاہے وہ صدقِ دل سے توبہ بھی کرلے؛ لیکن ظاہراً وہ فاسق ہی رہے گا اور دیگر گناہ صرف وقتی ہوتے ہیں۔ نیز ایک خاص بات یہ ہے کہ زنا وغیرہ کرتے وقت آدمی کا ضمیر اُسے ملامت کرتا رہتا ہے جس کی وجہ سے کبھی نہ کبھی توبہ کی توفیق ہوجاتی ہے، جب کہ داڑھی منڈانے والا عام طور پر اِس عمل کو گناہ ہی نہیں سمجھتا، اِس وجہ سے وہ توبہ سے بھی

محروم رہتا ہے، اِس بنا پر حضرت شیخ کا یہ قول اپنی جگہ درست ہے؛ لیکن اِس کا مطلب یہ نہیں کہ ہر اعتبار سے داڑھی نہ رکھنے کا گناہ زنا وغیرہ سے بڑھا ہوا ہے؛ اِس لئے کہ زنا کی حرمت وخطرنا کی اپنی جگہ طے شدہ ہے، جو داڑھی نہ رکھنے سے بدرجہا زیادہ بڑھی ہوئی ہے۔

قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: الغيبة أشد من الزنا، قالوا: يا رسول اللّٰه! وكيف الغيبة أشد من الزنا؟ قال: إن الرجل ليزني فيتوب اللّٰه عليه ......، وإن صاحب الغيبة لا يغفر له حتى يغفرها له صاحبه. وفي رواية أنس قال: صاحب الزنا يتوب، وصاحب الغيبة ليس له توبة. قال علي القاري: أي غالبًا؛ لأنه يحسبه هينا، وهو عند اللّٰه عظيم، لكن البلية إذا عمت طابت. (مستفاد: مرقاة المفاتيح ۹/۱۶۶–۱۶۷ المكتبة الأشرفية ديوبند) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۹/۵/۱۴۲۵ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

داڑھی کٹانے اور منڈوانے سے متعلق چند سوالات؟

سوال (۴۸۹): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: موجودہ حالات میں مسلمانوں کے اندر نیم بے دینی یا سراسر بے دینی کے رجحانات بڑھ رہے ہیں، اور قوتِ ایمانیہ کے کمزور ہوجانے کے سبب سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک سنتوں سے محبت میں کمی؛ بلکہ سنتوں کا استہزاء اور استخفاف برسر عام کیا جارہا ہے۔ الغرض اُنہیں سنتوں میں سے ایک اہم ترین سنت داڑھی رکھنے کی ہے، جو نہ صرف سنتِ محمدیہ ہے؛ بلکہ سنتِ انبیاء بھی ہے، جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے: ﴿لَا تَأْخُذْ بِلِحْيَتِيْ﴾ الخ۔

بہر حال فی زمانہ داڑھی کٹانے والوں کی اکثریت ہے، جس کا اندازہ سو میں سے نوے یا اسی تو ضرور ہے۔ بہر حال عرض ایں کہ بعض تو داڑھی کو فضول سمجھ کر کٹاتے ہیں اور بعض استخفافاً، اور بعض ملازمت کی مجبوری یا خود ساختہ مجبوری کے تحت، یا محض معاشرہ وسماج کے غلط رواج کی پاس

داری کے لئے۔ الغرض اِس تمہید کے بعد چند سوالات ہیں، جن کا جواب عنایت فرمائیں:

سوال نمبر۱: داڑھی رکھنا فرض ہے یا واجب یا سنت؟

سوال نمبر۲: داڑھی منڈ وانا یا ترا شوانا کیا حکم رکھتا ہے؟

سوال نمبر۳: کیا مجبوری میں گنجائش ہے؟

سوال نمبر۴: مجبوری کی تفصیل کیا ہے؟

سوال نمبر۵: کیا ملازمت کی شرط کے تحت کٹوانے کی گنجائش ہے؟

سوال نمبر۶: ملازمت میں کٹوانا شرط نہیں، پھر بھی سماج کے غلط رواج کی پاس داری میں منڈوانا یا کٹوانا کیا حکم رکھتا ہے؟

سوال نمبر۷: استخفافاً کٹائے تو کیا حکم ہے؟

سوال نمبر۸: ڈاڑھی کو غیر ضروری سمجھنا اور دانشوری کے خلاف سمجھنا کیسا ہے؟

سوال نمبر۹: داڑھی مونڈنے اور تراشنے میں فرق ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو کیا ہے؟

سوال نمبر۱۰: ڈاڑھی کو مونڈنے والا یا تراشنے والا فاسق ہے یا فاجر، یا کیا ہے؟

سوال نمبر۱۱: داڑھی مونڈنے یا تراشنے والے کو ابتداءِ سلام کیا جائے یا نہیں؟

سوال نمبر۱۲: اگر وہ سلام میں پہل کرے تو جواب کا کیا حکم ہے؟

سوال نمبر۱۱: اور سوال نمبر۱۲ میں یوں مباحثہ ہے، درج کیا جاتا ہے آپ فیصلہ فرمائیں۔
فرضی طور پر پہلا فریق ملقب ہے ''الف'' سے اور دوسرا فریق ''ب'' سے۔

الف:- کہتا ہے کہ سلام ہر ایک کو ہر موقع پر کرنا چاہئے۔

ب:- ہر جائز موقع پر کرنا ضروری نہیں ہے۔

الف:- حدیث میں ''**أفشوا السلام**'' ہے جو کہ عام اور مطلق ہے۔

ب:- دوسری جگہ قید ہے: ''**قبل الکلام**'' کہ سلام کا موقع کلام سے قبل ہے، اگر کلام کا قصد نہ ہو یا موقع اور ضرورت نہ ہو، تو سلام کی بھی ضرورت نہیں۔

الف:- داڑھی مونڈنے یا تراشنے والے کو بھی سلام کرنا چاہئے۔

ب:- داڑھی کٹانے والا فاسق وفاجر ہے؛ کیوں کہ داڑھی رکھنا اگر چہ واجب ہے نہ کہ فرض؛ لیکن داڑھی کٹانا گناہِ کبیرہ ہے، اور جو کھلے عام برسرِ عام گناہِ کبیرہ کا ارتکاب کرے وہ فاسق وفاجر ہے۔ مزید برآں یہ کہ داڑھی تراش اِس گناہ کا عادی ہوجاتا ہے، جو اصرار علی الکبیرہ ہے؛ لہٰذا وہ فاسق وفاجر ہے، اور فاسق ''من أهل الإهانة'' ہے؛ لہٰذا جب اللہ اور اُس کے محبوب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اُس سے ناراض ہیں، تو ہم سلام کر کے کیوں سلامتی بھیجنا چاہیں؟ جب کہ خدا ورسول اُس سے ناراض ہیں؛ لہٰذا اُس کو سلام نہ کیا جاوے۔

الف:- کوئی بھی مسلمان آدمی قابل تعظیم ہے؛ کیوں کہ اُس کو ایمان و اِسلام نصیب ہوا جو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ''ابوطالب'' کو نہ مل سکا؛ لہٰذا ہر مسلمان کو سلام کرنا چاہئے۔

ب:- بے شک اِسلام بڑی نعمت ہے؛ لیکن جو داڑھی کٹائے تو وہ ایمان واسلام کی ایک اہم علامت اور شعار اِسلام کو دفن کر رہا ہے، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابیؓ کے سلام سے اعراض فرمایا کہ اُن کی داڑھی کے ۲/ بال تھے، اور وہ حضور کے مسکرانے کا سبب نہ سمجھنے کی وجہ سے اُن بالوں کو کٹوا دیئے، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہوگئے۔ چہ جائے کہ یہاں تو داڑھی تراش کو ابتداءً سلام کرنے کی بحث ہے۔

الف:- مسلمان قابلِ تعظیم ہے؛ لہٰذا اُس کو سلام کیا جائے کہ وہ اُمت محمدیہ کا فرد ہے۔

ب:- آپ خود ہی کہہ رہے ہیں کہ مسلمان قابلِ تعظیم ہے، حالاں کہ اِسلام کا شعار اُس کے چہرے پر نہیں کہ ایمان کا محل دل ہے ''ولما يدل الإيمان في قلوبكم'' اور سلام کا تعلق ظاہر سے ہے کہ ﴿قَالَتِ الْاَعْرَابُ آمَنَّا، ...... وَلٰكِنْ قُوْلُوْا اَسْلَمْنَا'' کہ منافقین نماز بھی پڑھتے تھے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اور داڑھی بھی رکھتے تھے؛ کیوں کہ وہاں داڑھی رکھنا ایک عام معمول تھا؛ البتہ منافقین دل کے کافر تھے، دل میں کفر کی خباثت تھی، اور آج مسلمان کے دل میں ایمان ہے؛ لیکن ظاہر میں اِسلام نہیں، اور دل کا ایمان بھی ضعیف؛ بلکہ اَضعف ہے جو

داڑھی جیسی سنت کے پامال کرنے کی جسارت کیئے ہوئے ہے، یہ نفاق فی العمل ہے؛ لہٰذا اُس کو ابتداءِ سلام نہ کیا جاوے۔

الف:- کیا پھر آپ اُس کو منافق کہتے ہیں، اور کیا اِسلام سے بھی خارج کہتے ہیں؟

ب:- نفاق کی مختلف قسمیں ہیں: فی الاعتقاد، فی العمل، وغیرہ وغیرہ تو داڑھی تراش منافق فی العمل ضرور ہے کہ اُس کا گناہ ظاہر ہے، اور ایمان وإسلام میں ''عمل بالارکان'' پر بھی بہت بڑا دارومدار ہے؛ لہٰذا ہم اُس کو خارج اسلام نہیں کہہ رہے ہیں؛ بلکہ منافقانہ عمل قرار دے رہے ہیں، جس میں دو رائے کا قطعاً احتمال نہیں؛ کیوں کہ حکم ظاہر پر ہی لگتا ہے، خوب سمجھ لیجئے کہ سلام ہر مسلمان کو ضرور کرنا چاہیئے؛ لیکن مسلمان کے مصداق میں فرق ہورہا ہے، داڑھی تراش لفظ ''مسلمان'' کا مکمل مصداق نہیں ہے کہ داڑھی شعارِ اِسلام کو وہ دفن کررہا ہے۔

الف:- اگر داڑھی تراش کو سلام نہ کیا جائے تب تو اکثریت کٹانے والوں کی ہے، اور وہ ناراض ہوجائیں گے۔

خواہ وہ لوگ سب ناراض ہوجائیں؛ کیوں کہ حدیث میں ہے: ''**لا طاعة لمخلوق في معصية الخالق**'' جب وہ اللہ کو ناراض کررہا ہے، حالاں کہ اللہ عظیم الشان قدرتوں کا مالک ہے، تو ہم ایسے نافرمان کو کیوں راضی کرنے کی فکر کریں؟ اور اُس کی ناراضگی سے کیوں ڈریں؟ جب کہ اللہ اُس سے ناراض ہے۔

الف:- اکثریت تو داڑھی کٹانے والوں کی ہے، آپ اُن سب کو ناراض کرکے کیسے زندگی گذاریں گے؟

ب:- ﴿اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقَاکُمْ﴾ اللہ کے نزدیک تقویٰ کا اعتبار ہے نہ کہ اکثریت کا۔

الف:- داڑھی رکھنا سنت ہی تو ہے؟

ب:- تم سنت سمجھ کر چھوڑتے ہو، صحابہ سنت سمجھ عمل کرتے تھے، یہ جانیے کہ داڑھی اشد واجب ہے؟

الف:- داڑھی کٹانے سے کیا بڑا نقصان ہوگا؟

ب:- صحابہ مسواک کی سنت چھوڑ دیتے تو فتح سے محروم ہوگئے، اِسی طرح مسلمان اپنی اِن بداَعمالیوں کی وجہ سے دن بدن قعرِ مذلت میں گر رہے ہیں؛ لیکن احساس ختم ہوگیا، اور سنتوں کو دفن کرنے کی وجہ سے گاجر مولی کی طرح کاٹے جارہے ہیں، پھر بھی عقل نہیں آتی۔

الف:- حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو ہر ایک کو سلام فرمایا کرتے تھے، اور پہل فرماتے تھے؟

ب:- صحابہ کرام سب متشرع داڑھی کے پابند؛ بلکہ عمامہ وغیرہ کے بھی پابند تھے۔

الف:- حدیث میں پہل کرنے کی ترغیب ہے کہ: ''البادي بالسلام بريئ من الكبر''۔

ب:- ضرور سلام میں پہل کرو، مگر اُس کے لئے جو متشرع اور داڑھی رکھنے کا پابند ہو، اور متبعِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہو۔

الف:- آپ داڑھی کو اتنا اہم سمجھتے ہیں؟

ب:- نہ صرف سمجھتے ہیں؛ بلکہ دلیلوں سے اوپر بتاچکے ہیں۔

الف:- داڑھی کٹانا کتنا بڑا گناہ ہے؟ آخر بتایئے؟

ب:- داڑھی کٹانے والا ''من أهل الشهادة'' نہیں ہے، یعنی گواہ بن تو سکتا ہے؛ لیکن گواہی دے نہیں سکتا، اِسی طرح اُصولِ حدیث میں ائمہ جرح وتعدیل کے اُصولوں میں ''عدالت، ومروت'' بھی ہے، اور داڑھی کٹانا اُس کے برخلاف ہے۔

الف:- اگر داڑھی کٹوں کو سلام نہ کریں تو وہ ناراض ہوجائیں گے، تو آپ کیا کریں گے؟

ب:- اُن کی بداعمالی کی وجہ سے ہی تو ہم غلام ہیں، ورنہ ﴿وَلَيَسْتَخْلِفَنَّكُمْ فِي الْأَرْضِ﴾ کے تحت ہم اسلامی حکومت قائم کرتے۔

الف:- پھر کیا کیا جاوے؟

ب:- صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تربیت بائیکاٹ سے بھی کی گئی؛ لہٰذا سب اگر یعنی

صاحبانِ لحیہ اگر داڑھی کٹوں سے مقاطعہ کرلیں، یعنی سلام کرنا چھوڑ دیں اور علماءاِس پر متفقہ فیصلہ دے دیں، اور تاکیداً ترہیب کی جائے تو بہت جلد وہ تائب ہوجائیں گے۔

الف:- داڑھی کٹانا اگر گناہِ کبیرہ ہے تب بھی ایک ہی گناہ ہے، تو پھر اتنی سختی کیوں؟

ب:- داڑھی کٹانا یا مونڈنا ایک گناہ نہیں ہے؛ بلکہ کئی گناہوں کا مجموعہ ہے، مثلاً:

(۱) گناہِ کبیرہ کا ارتکاب۔

(۲) کٹانے کی عادت بنالینا کہ کٹانے والا کٹاتا ہی رہتا ہے۔

(۳) اصرار علی الکبیرہ۔

(۴) اِس گناہ کو کرنے کے لئے پیسہ خرچ کرنا۔

(۵) وقت کو خرچ کرنا، نائی کی دوکان پر یا اپنے گھر گناہ میں وقت لگانا۔

(۶) کھلم کھلا کرنا، کہ ظاہراً نظر آجاتا ہے۔

(۷) ۲۴ر گھنٹے اِس عملِ بد کا لگا رہنا۔

(۸) سنت کا استخفاف (جو کہ ایمان کو بھی خطرہ میں ڈال دیتا ہے)

(۹) سنت میں عار محسوس کرنا، جب کہ چور بھی چوری کو غلط سمجھتا ہے اور یہاں داڑھی رکھنا وہ بےوقوفی سمجھتا ہے۔

(۱۰) سنتِ نبوی کو خلافِ شان وشوکت، خلافِ دانش سمجھنا اور دقیانوسی سمجھنا۔

(۱۱) سنت کا استہزاء۔

(۱۲) اور سب سے بڑا گناہ یہ یعنی کہ داڑھی کٹانا کئی گناہوں کو جنم دیتا ہے، کہ وہ سنیما، تھیٹر جانے سے بھی نہیں ڈرتا۔

(۱۳) دھوکہ دینا آسان ہوجاتا ہے۔

(۱۴) بیوی پر ظلم کرتا ہے۔

(۱۵) سسرال والوں اور دیگر لوگوں کو ستاتا ہے، یعنی داڑھی رکھ کر یہ کام کرنے سے لوگ

طعنہ دیں گے؛ اِس لئے داڑھی ہی نکال دیتا ہے؛ تا کہ گناہوں کے ارتکاب میں داڑھی مانع نہ بنے، وغیرہ وغیرہ۔

اور داڑھی رکھنا نہ صرف ایک سنتِ نبویہ کا احیاء ہے؛ بلکہ سینکڑوں گناہوں سے بچنے کا ذریعہ اور ڈھال ہے، اور نیکیوں پرآمادہ کرنے کا سبب ہے، اور اَعمال میں یعنی ایمان کے شعبوں میں بطورِ خاص حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے "**الحیاء شعبة من الإیمان**" فرمایا؛ لٰہذا جس طرح حیاء سے بہت سارے نیک کام کئے جاتے ہیں اور بہت سی فحاشی و گناہوں سے بچا جاتا ہے، اِسی طرح داڑھی کی تعظیم میں گناہ کو چھوڑنا آسان ہوگا، اور یوں ہوتا کہ داڑھی کی تعظیم میں گناہ سے بچنا؛ لیکن گناہ کرنے کے لئے داڑھی ہی نکال دی کہ رکاوٹ نہ ہو، کوئی طعنہ نہ دے۔ الغرض داڑھی کٹانا بڑا سنگین بدترین غلیظ ترین گناہ کبیرہ ہے، اور ''اَساس المعاصی'' ہے، جس سے اجتناب ضروری ہے، اور اِس کی اہمیت سمجھنا ضروری ہے۔

حضرات علماء کرام و مفتیانِ عظام سے اَدباً گذارش ہے کہ مرقومہ سوالات کے جوابات مرحمت فرمائیں، اور مباحثہ جو ذکر کیا گیا اُس میں شق نمبر لگا دیا گیا، یا کہئے کہ سوال جواب نمبر لگا دیا گیا، جو صحیح ہو اُس کا نمبر ذکر کر کے نشان دہی فرما کر تصدیق فرمائیں، اور جو غلط ہے اُس کی تغلیط فرمائیں، اور جو قابلِ اِصلاح ہو اُس کی اصلاح فرمائیں۔

بینوا توجروا، ولا تکتموا الحق وانتم تعلمون گستاخی کی معافی۔ فقط والسلام

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفیق: داڑھی مونڈانا گناہ ہے، فقہاء نے لکھا ہے کہ فاسق شخص کو سلام میں ابتداء نہ کی جائے؛ لیکن یہ حکم عام حالات کے اعتبار سے ہے، اگر کوئی مصلحت ہو مثلاً اُس کی اصلاح مقصود ہو، یا کسی کے منصب کی وجہ اکرام مقصود ہو تو ابتداء بالسلام ناجائز بھی نہیں ہے، آپ نے ''ب'' کی طرف سے جو جوابات نقل کئے ہیں وہ اپنی جگہ درست ہیں؛ لیکن مصلحت کے حالات پر وہ منطبق نہیں ہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ۱۹/۵۹۱ ڈابھیل)

واختلف في السلام على الفساق، والأصح أنه لا يبدأ بالسلام كذا في التمرتاشي: ولو كان له جِيرانٌ سفهاءُ إن سالمهم يتركون الشر حياءً منه، وإن أظهر خشونة يزيدون الفواحش بعذر في هٰذه المسألة ظاهرًا. (الفتاوى الهندية، كتاب الكراهية / الباب السابع ۳۲۶/۵ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفر لہ ۲۵/۱۱/۱۴۲۹ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

زیرلب بالوں کا حکم؟

سوال (۴۹۰): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک عالم دین فرماتے ہیں کہ نیچے لب کے بال حدیث پاک میں نہیں ہیں؛ اِس لئے منڈوانا چاہئے، جب کہ یہ حصہ چہرے میں آتا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: لب کے نیچے کے بال کاٹنا بدعت ہے؛ اِس لئے اُنہیں نہیں کاٹنا چاہئے۔

ونتف الفينكين بدعة، وهما جانبا العنفقة، وهي شرع الشفة السفلىٰ، كذا في الغرائب. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الكراهية / باب العشرون ۳۵۹/۵، شامي / كتاب الحظر والإباحة ۵۸۳/۹ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفر لہ ۲۲/۶/۱۴۲۰ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

''داڑھی بچہ'' کا منڈانا کیسا ہے؟

سوال (۴۹۱): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: داڑھی بچے کو منڈانا کیسا ہے؟ اور یہ داڑھی میں داخل ہے یا نہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: نیچے ہونٹ سے متصل بال جنہیں عرف میں ''داڑھی کا بچہ'' کہا جاتا ہے، یہ بھی داڑھی کے حکم میں داخل ہیں اور اِن کا مونڈنا ممنوع ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۶/ ۳۸۵، فتاویٰ احیاء العلوم ۱/ ۳۴۱)

ونتف الفنيكين بدعة، وهما جانبا العنفقة، وهي شعر الشفة السفلیٰ. (الفتاویٰ الهندية ٥/ ٣٥٨ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۴۱۱/۷/۷ھ

مونچھ منڈانا چاہئے یا کتروانا؟

سوال (۴۹۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مونچھ منڈانا جائز ہے یا نہیں یا کترانا اچھا ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مونچھ منڈانا جائز ہے؛ البتہ کتروانا زیادہ اَچھا ہے۔ (فتاویٰ ہندیہ ۵/ ۳۵۸، شامی ۹/ ۵۸۳ زکریا، بذل المجہود ۱۷/ ۸۵)

واختلف فى المسنون في الشارب هل هو الص أو الحلق؟ والمذهب عند بعض المتأخرين من مشايخنا أنه القص. قال في البدائع: وهو الصحيح. وقال الطحاوي: القص حسن والحلق أحسن. وهو قول علمائنا الثلاثة، نهر. (شامي، كتاب الحج / باب الجنايات ٢/ ٥٥٠ كراچی)

حلق الشارب بدعة وقيل سنة. (الدر المختار، كتاب الحظر والإباحة / فصل في البيع ٦/ ٤٠٧ كراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۱۹/۳/۹ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مونچھیں رکھنے اور کٹانے کا طریقہ؟

سوال (۴۹۳):- کیا فرماتے ہیں علماءِ دین ومفتیانِ شرعِ متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اَحادیثِ شریفہ میں داڑھی بڑھانے اور مونچھیں منڈانے کا حکم ہے۔ سوال یہ ہے کہ مونچھیں منڈانا افضل ہے یا قصر کرنا؟ اسی طرح یہ بھی تحریر فرمائیں کہ اگر کوئی شخص مونچھ رکھنا چاہتا ہے تو کتنی مقدار تک جائز ہے، بعض لوگ پورا لب بھر کر مونچھ رکھتے ہیں، اور نیچے سے کنارے کاٹ لیتے ہیں؛ تاکہ برتن میں نہ گریں، جب کہ بعض لوگ بڑی بڑی مونچھیں رکھتے ہیں، اور مونچھوں پر بل لگاتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی مونچھیں بڑی بڑی اور بل دار تھیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اَحادیثِ شریفہ میں داڑھی بڑھانے اور مونچھیں کٹانے کا ایک اِجمالی حکم ہے، جس کی تعبیر کے لئے مختلف الفاظ مروی ہیں، الفاظ کے اختلاف ہی کی وجہ سے مونچھوں کے کترنے اور حلق کرانے کا سارا اِختلاف پیدا ہوا ہے۔

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کترنے کے قائل ہیں کہ اتنی مونچھیں کترنا ضروری ہے کہ کھانے پینے کے برتن میں مونچھوں کے بال نہ گریں، اور اُن میں گندگی جمع نہ ہو، اس پر اُنہوں نے حضرت عمار بن یاسر، حضرت عائشہ صدیقہ، حضرت ابوہریرہ اور حضرت مغیرہ ابن شعبہ رضی اللہ عنہم اجمعین کی احادیث سے استدلال کیا ہے، جن سب میں ’’قص الشارب‘‘ کا لفظ ہے، اور قص کہتے ہیں ’’اَطراف اور کناروں سے کسی چیز کو کترنا‘‘ یعنی مونچھوں کو اُن کے کناروں سے کاٹنا، جس سے ہونٹ کا کنارہ ظاہر ہوجائے، جیسا کہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی صریح حدیث میں ہے کہ ایک شخص کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ اُس کی مونچھیں بہت لمبی ہیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسواک لے کر اُس کے ہونٹوں پر رکھی اور اُس کے اوپر کے بال کاٹ دئے۔

اِس کے برخلاف حضرت امام ابوحنیفہ، حضرات صاحبین اور حضرت امام احمد رحمہم اللہ کا مذہب یہ ہے کہ مونچھوں کو بالکل جڑ سے قصر کرنا مستحب ہے، اور یہ سب لوگ حضرت ابن عباس،

حضرت ابن عمر، حضرت انس اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم کی دوسری روایت جس میں احفاء اور جز کا لفظ ہے، سے استدلال کرتے ہیں، احفاء اور جز کے معنی قصر میں مبالغہ یعنی قینچی سے بالکل جڑ سے صاف کرنے کے آتے ہیں، چناں چہ صحابہ کرام کی ایک بڑی جماعت حضرت عبد اللہ بن عمر، حضرت ابوہریرہ، حضرت ابوسعید خدری، حضرت ابوسعید الساعدی، حضرت رافع بن خدیج، حضرت جابر بن عبد اللہ، حضرت انس بن مالک اور مسلم بن الاکوع رضی اللہ عنہم جزا اور احفا پر عمل کر کے مونچھوں کو بالکل ہی صاف کرتی تھی؛ لہٰذا حنفیہ اور امام کے نزدیک مونچھوں کا بالکل صاف کرنا ہی اولیٰ اور مستحب ہے، اور اُصول وقواعد کے اعتبار سے بھی یہی راجح ہے؛ اس لئے کہ قولی اور عملی احادیث میں تعارض ہوتا ہے، تو قولی احادیث کو ترجیح دی جاتی ہے۔ (مستفاد: تقریب شرح معانی الآثار ۲۱۸/۳ مکتبہ نعمت دیوبند)

عن ابن عمر رضي اللّٰه عنهما عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: من الفطرة قصُّ الشارب. (صحيح البخاري، كتاب اللباس / باب قص الشارب ٨٧٤/٢ رقم: ٥٨٨٨ دار الفكر بيروت)

عن ابن عمر رضي اللّٰه عنهما عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: خالفوا المشركين ووفروا اللحى، وأحفوا الشوارب، وكان ابن عمر إذا حجَّ أو اعتمر قبض على لحيته، فما فضل أخذه. (صحيح البخاري، كتاب اللباس / باب تقليم الأظفار ٨٧٥/٢ رقم: ٥٨٩٢، صحيح مسلم ١٢٩/١ رقم: ٢٥٩ بيت الأفكار الدولية)

عن ابن عمر رضي اللّٰه تعالىٰ عنهما قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه تعالىٰ عليه وسلم: انهكوا الشوارب وأعفوا اللحى. (صحيح البخاري، كتاب اللباس / باب إعفاء اللحىٰ ٨٧٥/٢ رقم: ٥٨٩٣ دار الفكر بيروت)

عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: جزُّوا الشوارب وأرخوا اللحى، خالِفوا المجوس. (صحيح مسلم، كتاب الطهارة / باب خصال الفطرة ١٢٩/١ رقم: ٢٦٠ بيت الأفكار الدولية)

عن ابن عمر رضي اللّٰه عنهما قال: الفطرة: قص الأظفار وأخذ الشارب

وحلق العانة. (سنن النسائي، كتاب الطهارة / باب حلق العانة ٤/١ رقم: ١٢ دار الفكر بيروت، صحيح البخاري ٨٧٥/٢ رقم: ٥٨٩٠ دار الفكر بيروت، فتح الباري ٣٤٦/١٠، التقريب شرح معاني الآثار ٢١٨/٣ مكتبة نعمة ديوبند)

وروي عن ابن عمر رضي الله تعالىٰ عنهما أنه كان يحفي شاربه حتى لا يترك منه شيئًا، وكان يأخذ من شاربه أعلاه وأسفله، وهٰذا يرد تأويل من تأوّل في أثر ابن عمر أن المراد به إزالة ما على طرف الشفة فقط. (فتح الملهم ٤٢٠/١ مكتبة دار العلوم كراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۲/۳/۷ ۱۴۳۱ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

ناخون کاٹنے کا سنت طریقہ؟

سوال (۴۹۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کیا ناخون کاٹنے کا کوئی طریقہ حدیث سے ثابت ہے؟ اگر ہوتو تحریر فرمائیں۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ناخون کاٹنے کا کوئی خاص طریقہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح سند کے ساتھ ثابت نہیں ہے، تاہم بعض شروحاتِ حدیث میں یہ طریقہ لکھا ہے کہ دائیں ہاتھ کی شہادت کی انگلی سے شروع کرکے بائیں ہاتھ کے انگوٹھے کے ناخون کاٹیں، پھر اخیر میں دائیں ہاتھ کے ناخون کاٹیں۔ اور پیروں میں دائیں پاؤں کی چھوٹی انگلی سے شروع کرکے انگوٹھے پر ختم کرے، پھر بائیں پاؤں کے انگوٹھے سے شروع کرکے چھوٹی انگلی پر ختم کرے، مگر اس طریقہ کو سنت نہ سمجھا جائے۔

لكن جزم النووي في شرح مسلم بأنه يستحب البداءة بمسبحة اليمنىٰ ثم بالوسطىٰ ثم البنصر ثم الخنصر ثم الإبهام. وفي اليسرىٰ بالبدائة بخنصرها ثم بالبنصر إلى الإبهام، ويبدأ في الرجلين بخنصر اليمنىٰ الإبهام، وفي اليسرىٰ

بإبهامها إلى الخنصر. (فتح الباري ١٠/٣٤٥ دار الفكر بيروت، صحيح مسلم ١/١٢٩ مكتبه بلال ديوبند) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۷/۳/۱۴ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

بال اور ناخون کس دن کاٹیں؟

سوال (۴۹۵): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: بال اور ناخون کس دن کاٹنے چاہئیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: شریعت میں ناخون کاٹنے کا کوئی دن متعین نہیں ہے، جب ضرورت ہو؛ ناخون کاٹ سکتے ہیں؛ لیکن جمعہ کے دن چوں کہ خاص طور پر بدن کی صفائی ستھرائی کا حکم ہے، اِس لئے بہتر ہے کہ جمعہ کے دن ناخون کاٹنے کا اہتمام کیا جائے، اور بعض روایات میں جمعہ کے روز ناخون کاٹنے کی فضیلت بھی وارد ہے۔

كان رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم يقص شاربه ويقلم أظفاره يوم الجمعة قبل أن يروح إلى الصلاة. أخرجه البيهقي. (مرقاة المفاتيح، كتاب الطهارة / باب السواك، الفصل الأول ٢/٩١ رقم: ٣٧٩ رشيدية)

إن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم كان يقص شاربه ويأخذ من أظفاره كل جمعة قبل أن يخرج إلى صلاة الجمعة. (مرقاة المفاتيح، كتاب اللباس / باب الترجل، الفصل الأول ٨/٢١٢ رقم: ٤٤٣٣ رشيدية)

عن عائشة رضي اللّٰه تعالىٰ عنها قالت: من قلم أظفاره يوم الجمعة وُقِيَ من السوء إلى مثلها. (كنز العمال / باب الحلق والقص والتقصير ٦/٢٧٨، رقم: ١٧٢٣٧ بيروت)

عن عبد اللّٰه ابن عباس رضي الله عنهما: التقليم يوم الجمعة يدخل الشفاء

ویخرج الداء. (کنز العمال / باب تقلیم الأظفار ۲۷۹/٦، رقم: ۱۷۲٥٤ بیروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۲/۳/۷ ۱۴۳ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کیا منگل اور بدھ کے دن بال اور ناخون کٹوانا منع ہے؟

سوال (۴۹٦): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کیا منگل کے دن بال کٹوانا اور بدھ کے دن ناخون کٹوانا منع ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بال اور ناخون کسی بھی دن کاٹے جاسکتے ہیں، زیادہ بہتر جمعہ کا دن ہے، دیگر دنوں کے سلسلہ میں ممانعت وغیرہ کا ثبوت نہیں ہے، یہ تعیین بے اصل اور باطل ہے۔

عن عائشة رضي اللّٰه عنها مرفوعًا من قلم أظافيره یوم الجمعة أعاذه اللّٰه من البلایا إلی الجمعة الأخریٰ وزیادة ثلاثة أیام. (مرقاة المفاتیح ۱/۸ ٤١ بیروت)

قال الحافظ ابن حجر: إنه یستحب کیفما احتاج إلیه ولم یثبت في کیفیته شيء ولا في تعیین یوم له عن النبي صلی اللّٰه علیه وسلم وما یعزی من النظم في ذٰلک للإمام عليّ ثم لإبن حجر، قال شیخنا: إنه باطل. (الدر المختار، کتاب الحظر والإباحة / باب الاستبراء ٤٠٦/٦ کراچی، ٥٨٢/٩ زکریا)

ویستحب قلم أظافیره یوم الجمعة. (تنویر الأبصار، کتاب الحظر والإباحة / باب الاستبراء ٤٠٥/٦ کراچی، ٥٨١/٩ زکریا)

وحلق عانته في کل أسبوع مرةً، والأفضل یوم الجمعة. (شامي، کتاب الحظر والإباحة / باب الاستبراء ٥٨٣/٩ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۲۴/۱۱/۱۴۱۶ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

ناخون کہاں پھینکیں؟

سوال (۴۹۷): -کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ناخون کاٹ کر کہاں پھینکنا چاہئے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ناخون کاٹ کر کسی گندی جگہ پھینکنا منع ہے، بہتر یہ ہے کہ اُس کو دفن کردیا جائے۔

عن جابر رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى الله عليه وسلم: ادفنوا دمائكم وأشعاركم وأظفاركم، لا تلعب بها السحرةُ. (كنز العمال / باب الحلق والقص والتقصير ٦٥٦/٦ رقم: ١٧٢٤١ بيروت، مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح ٤٥٦/٤)

وفي الخانية: ينبغي أن يدفن قلامة ظفره ومحلوق شعره، وإن رماه فلا بأس، وكره إلقائه في كنيف أو مغتسل؛ لأن ذٰلك يورث داءً. وروي أن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم أمر بدفن الشعر والظفر، وقال: لا تتغلب به سحرة بني آدم الخ. ولأنهما من أجزاء الآدمي فتحترم الخ. (حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، كتاب الصلاة / قبيل باب أحكام العيدين ٥٢٧، وكذا في فتاوىٰ قاضي خان على هامش الفتاوىٰ الهندية، كتاب الحظر والإباحة / فصل في الختان ٤١١/٣ زكريا)

فإذا قلم أظفاره أو جزّ شعره، ينبغي أن يدفن ذٰلك الظفر والشعر المجزور. فإن رمى به فلا بأس. وإن ألقاه في الكنيف أو في المغتسل يكره ذٰلك. (حاشية الطحطاوي على الدر المختار، كتاب الحظر والإباحة / فصل في البيع ٢٠٢/٤ دار المعرفة بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۷/۳/۵ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

ناخون، بال، خون اور کرسف کو دفن کرنے کی وجہ؟

سوال (۴۹۸): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: حدیث میں ہے کہ چار چیزوں کو دفن کرو: (۱) ناخون (۲) بال (۳) خون (۴) حائضہ کے کپڑے (کرسف) اِس کی کیا وجہ ہے؟ کیوں دفن کرنا چاہئے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اِس طرح کی حدیث کا ہمیں علم نہیں؛ البتہ فتاویٰ عالمگیری میں اِن اَشیاء کا دفن مستحب لکھا ہے۔

فإذا قلم أظفاره أو جزّ شعره ينبغي أن يدفن ذٰلك الظفر و الشعر المجزوز، فإن رمى به فلا بأس، وإن ألقاه في الكنيف أو في المغتسل يكره ذٰلك؛ لأن ذٰلك يورث داء، كذا في فتاویٰ قاضي خان. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الكراهية / الباب التاسع عشر ۳۵۸/۵ زكريا)

غالبًا اِس کی وجہ اَعضاء انسانی کا احترام اور فحاشی پھیلنے سے روکنا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۱۳/۳/۲۵ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

جوتا چپل پہننے کے آداب

جوتے چپل کا حکم؟

سوال (۴۹۹): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: چپل کیسے ہونے چاہئے، اور جوتا چپل پہننے کا شریعت میں کیا حکم ہے؟ اگر کوئی شخص ننگے پیر رہنے کو پسند کرتا ہو، تو کیسا ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حدیث شریف میں چپل اور جوتا پہننے کی ترغیب وارد ہوئی ہے؛ کیوں کہ اِس کی وجہ سے آدمی کو چلنے میں سہولت ہوتی ہے، اور پیروں کی حفاظت رہتی ہے۔

عن جابر رضي اللّٰه عنه قال: سمعت النبي صلی اللّٰه علیه وسلم یقول: في غزوة عزوناها: استکثروا من النعال؛ فإن الرجل لا یزال راکبًا ما انتعل.

(صحیح مسلم، کتاب الباس / باب استحباب النعال وما في معناها ۱۹۷/۲ رقم: ۲۰۹۶ بیت الأفکار الدولیة، سنن أبي داؤد، کتاب اللباس / باب في الانتعال ۵۷۰/۲ رقم: ۴۱۳۳ دار الفکر بیروت)

عن عمران بن حصین رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: استکثروا من النعال، فإن أحدکم لا یزال راکبًا ما کان منتعلاً. (رواه الطبراني، مجمع الزوائد، کتاب اللباس / باب ما جاء في النعال والخفاف ۱۳۸/۵)

قال النووي: معناه أنه شبیه بالراکب في خفة المشقة علیه وقلة تعبه وسلامة رجله مما یلقی في الطریق من خشونة وشوک وأذًی ونحو ذٰلک.

(مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، كتاب اللباس / باب النعال ٢٦٤/٨ دار الكتب العلمية بيروت)

وأما نعلا رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم فكان لكل منهما قبالانِ، يضع أحدهما بين إبهام رجلهٖ والتي تليها، ويضع الآخر بين الوسطىٰ والتي تليها.

عن ابن عباس رضي اللّٰه عنه قال: كان لنعل رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قبالانِ مثنىًّ شراكهما. (سنن ابن ماجة رقم: ٣٦١٤، لمعات التنقيح في شرح مشكاة المصابيح، كتاب اللباس / باب النعال ٤٠٠/٧ رقم: ٤٤١٣ دار النوادر)

قوله: مثنًّى شراكهما: من التثنية ومن الثنيّ: سير النعل، كذا في القاموس المحيط ص: ٨٧٠.

والمراد السير الذي يكون على ظهر القدم، وقال الجزري: وهو السير الدقيق يكون في النعل على ظهر القدم، وفي شرح الشيخ: الذي يكون على وجه القدم، والمراد ظهرها. (لمعات التنقيح في شرح مشكاة المصابيح، كتاب اللباس / باب النعال ٤٠٠/٧ دار النوادر) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۵/۳/۱۴۳۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

حضور ﷺ کی چپل کیسی تھی؟

سوال (۵۰۰): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو چپل پہنی ہیں وہ لکڑی کی تھیں یا چمڑے کی؟ کیا چپل کا کوئی رنگ بھی ثابت ہے؟ جو دو تسمے تھے، جن میں انگلیاں ڈالتے تھے، کیا وہ تسمے چمڑے کے تھے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نعلین مبارکین ایسے چمڑے کے تھے جس میں بال نہیں تھے اور ان نعلین میں دو تسمے تھے۔ اور ظاہر یہی ہے کہ یہ تسمے بھی

چمڑے کے ہوں گے، اگر چہ اس کی وضاحت کہیں نہیں ملی اور لکڑی کے نعلین کے بارے میں بھی کوئی روایت نظر سے نہیں گذری، نیز چپل کے رنگ کے بارے میں بھی کوئی صراحت نہیں ملی۔

في حديث ابن عمر رضي اللّٰه عنهما أما النعال السبتية، فإني رأيت رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم يلبس النعال التي ليس فيها شعر، ويتوضأ فيها.

(صحيح البخاري، كتاب اللباس / باب النعال السبتية ٨٧٠/٢ رقم: ٥٦٢٢)

وفي حديث أنس رضي اللّٰه عنه إن نعل النبي صلى اللّٰه عليه وسلم كان لها قبالان. (صحيح البخاري، كتاب اللباس / باب قبالان في نعل ٨٧١/٢ رقم: ٥٦٢٨)

القبالان: واحده قبال، وهو الزمام وهو سير يكون بين إصبعي رجل.

(اللباس والزينة من سنة المطهرة ص: ١٨٠) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۶/۱۱/۲۹ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

ایک چپل ٹوٹ جائے تو کیا کرے؟

سوال (۵۰۱): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اگر چلتے چلتے ایک پیر کا چپل ٹوٹ جائے تو کیا کرنا چاہئے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ایک چپل پہن کر چلنا منع ہے؛ لہٰذا یا تو دونوں چپل پہنے یا دوسرے کو بھی اُتار کر ننگے پیر چلے۔

عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال: لا يمش أحدكم في نعل واحدة، ليُحفِهما جميعًا أو ليُنعِلهما جميعًا. (صحيح البخاري، كتاب اللباس / باب لا يمشي في نعل واحدة ٨٧٠/٢ رقم: ٥٨٥٦ دار الفكر بيروت، صحيح مسلم، كتاب اللباس / باب كراهية المشي في نعل واحدة ١٩٨/٢ رقم: ٢٠٩٧ بيت الأفكار الدولية)

قال القاضي: إنما نُهي عن ذٰلک بقلة المروءة، والاختلال والخبط في المشي ...... قال الخطابي: المشي: يَشقُّ على هٰذه الحالة مع سماجتهٖ في الشكل وقبح منظره في العين. وقيل: لأنه لم يعدل بين جوارحيه، وربما نُسِب فاعل ذٰلک إلىٰ اختلال الرأي وضعفهٖ. وقال ابن العربي: العلة فيه أنها مِشية الشيطان. (مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، كتاب اللباس / باب النعال ۲٦٦/۸ دار الكتب العلمية بيروت)

قال الشيخ عبد الحق محدث الدهلوي رحمه اللّٰه تعالىٰ: وذٰلک لأنه قد يشق المشي في نعلٍ واحدةٍ، فإنّ وضع إحدى القدمين حافيةً، إنما يكون مع التوقي من أذًى، ووضع الأخرىٰ بخلاف ذٰلک فيختلف حينئذٍ مشيه الذي اعتاده فلا يأمن من العثار، وقد يتصور فاعله بصورة من إحدى رجليه أقصر؛ ولأنه تشويه ومخالف للوقار. (لمعات التنقيح في شرح مشكاة المصابيح، كتاب اللباس / باب النعال ۳۹۹/۷ دار النوادر) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۱/۳/۱۴۳۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

چپل پہننے اور اُتارنے کا سنت طریقہ؟

سوال (۵۰۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: جوتے چپل پہننے اور اُتارنے کا سنت طریقہ کیا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب چپل یا جوتے پہنے تو اولاً دائیں پیر میں پہنے، اور جب نکالنے کا ارادہ ہو تو پہلے بایاں پیر چپل سے نکالے، یہی سنت ہے۔

عن أبي هريرة رضي اللّٰه تعالىٰ عنه أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال: إذا انتعل أحدكم فليبدأ باليمنىٰ، وإذا نزع فليبدأ بالشمال، لتكن اليمنىٰ

أولهما تنعل وآخرهما تنزع. (صحيح البخاري، كتاب اللباس / باب ينزع نعل اليسرىٰ ۲/ ۸۷۰ رقم: ٥٨٥٥ دار الفكر بيروت)

عن عائشة رضي اللّٰه عنها قالت: قال النبي صلى اللّٰه عليه وسلم: يحب التيمن في طهوره وترجله وتنعله. (صحيح البخاري، كتاب اللباس / باب يبدأ بالنعل اليمنى ۸۷۰/۲ رقم: ٥٨٥٤ دار الفكر بيروت)

قال العسقلاني: نقل القاضي عياض وغيره الإجماع على أن الأمر فيه للاستحباب، وقال الخطابي: الحذاء كرامة للرِجل حيث إنه وقايةٌ من الأذىٰ، وإذا كانت اليمنىٰ أفضل من اليسرىٰ، استحب التبدئة بها في لبس النعل والتأخير في نزعه ليتوفر بدوام لبسها حظها من الكرامة، ويدل عليه قوله: لتكن اليمنىٰ أولهما تنعل وآخرهما تنزع. (مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، كتاب اللباس / باب النعال ٢٦٤/٨ دار الكتب العلمية بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴/۳/۱۴۳۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

نسب اور برادری سے متعلق اَحکام

حضرت آدم علیہ السلام کس قوم سے تعلق رکھتے تھے؟

سوال (۵۰۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: حضرت آدم علیہ السلام کس قوم سے تعلق رکھتے تھے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام قوموں کے سرچشمہ ہیں، خود کسی قوم کے فرد نہیں؛ اِس لئے کہ قوموں اور قبائل کی تقسیمات آپ کے بعد آپ کی اَولاد میں ہوئی ہیں۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿يَآيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَاُنْثٰى وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوْبًا وَقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا﴾ [الحجرات، جزء آیت: ۱۳] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۲/۴/۱۴۱۴ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

اَپنے خاندان کو چھوڑ کر دوسرے سے اَپنے کو منسوب کرنا؟

سوال (۵۰۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اپنے اصل نسب کو چھوڑ کر دوسرا نسب ظاہر کرنا جیسے کوئی شخص شیخ صدیقی نہیں، مگر اپنے کو صدیقی لکھے یا سید نہیں، مگر اپنے کو سید ظاہر کرے یا قریشی نہیں ہے، اور اپنے کو قریشی کہے یا نسباً انصاری نہیں ہے اپنے کو انصاری کہے، تو شرعاً ایسا کرنا کیسا ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: غیر برادری اور خاندان کی طرف اپنے کو منسوب کرنا شرعاً ناجائز اور سخت گناہ ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جان بوجھ کر اپنے حقیقی باپ کے علاوہ کسی دوسرے شخص کی طرف اپنی نسبت کرنے والے پر جنت حرام ہے۔

عن سعد بن أبي وقاص رضي اللّٰه عنه أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم يقول: من ادعىٰ إلى غير أبيه وهو يعلم أنه غير أبيه فالجنة عليه حرام. (صحيح البخاري، كتاب الفرائض / باب من ادعى إلى غير أبيه ١٠٠١/٢ رقم: ٦٧٦٦ دار الفكر بيروت، صحيح مسلم ٥٧/١ رقم: ٦٣، سنن أبي داؤد رقم: ٥١١٣ دار الفكر بيروت)

عن عائشة رضي اللّٰه عنها قالت: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: من تولى إلى غير مواليه فليتبوأ مقعده من النار. (رواه ابن حبان في صحيحه رقم: ٤٣١٢، الترغيب والترهيب مكمل، كتاب النكاح وما يتعلق به / الترهيب أن ينتسب الإنسان إلى غير أبيه أو يتولى غير مواليه ص: ٤٤٤ رقم: ٣٠٧٩ بيت الأفكار الدولية) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۴؍۷؍۱۴۱۴ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

ہندوستان میں کن برادریوں کا نسبی ثبوت ملتا ہے؟

سوال (۵۰۵): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ہندوستان میں برادریت کا کوئی ثبوت کہیں سے ملتا ہے یا نہیں؟ اگر ملتا ہے تو کن برادریوں کا نسبی ثبوت ملتا ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ہندوستان میں نسباً اَب اُنہی برادریوں کا اعتبار ہے جو قدیم زمانہ میں عرب سے آکر یہاں آباد ہوئے اور جنہوں نے اپنے اَنساب کو محفوظ رکھا۔ (فتاویٰ

محمودیہ قدیم ۲۵۱/۱۴ زکریا دیوبند) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۶/۵/ ۱۴۱۹ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

سادات کا درجہ؟

سوال (۵۰۶):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: تمام مسلمان اہلِ سادات کو ہمیشہ سے قابلِ احترام واَفضل مانتے اور جانتے ہیں، مگر زید کہتا ہے کہ سید، برہمن، چمار، بھنگی، سب نبی کی اَولاد ہیں اور یکساں عزت کے لائق ہیں۔ (ماخوذ: سجادین ۵۳۱/۱، مرتبہ: افضل حسین ایم اے ایل ٹی، ناشر: مرکزی مکتبہ جماعت اِسلامی ہند)

اَفضل صاحب کے ہم خیالوں کا کہنا ہے کہ قرآنِ کریم میں ہے: **﴿اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ﴾** (تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیز گار ہے) اور حدیثِ رسول بھی ہے کہ کسی عربی کو کسی عجمی پر اور کسی گورے کو کسی کالے پر کوئی فضیلت نہیں ہے۔ فضیلت کا تعلق صرف تقویٰ سے ہے، کیا اِس آیتِ قرآنی اور حدیثِ رسول کی روشنی میں اہلِ سادات کو اَفضل اور قابلِ احترام جاننے کی نفی ہے، اگر نفی نہیں تو افضل جاننے کی کیا دلیل ہے؟ پھر اس آیت اور حدیث کا کیا مطلب ہے کہ کیا فاسق معلن سید کا احترام کرنا بھی لازم ہوگا، جب کہ فاسق معلن کا احترام کرنے پر وعید آئی ہے، کیا سادات کو افضل جاننے والا قرآن وحدیث کے خلاف عمل کرنے والوں میں شمار ہوگا یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: یہ صحیح ہے کہ تمام اِنسان خواہ وہ کسی بھی نسل رنگت اور قوم سے وابستہ ہوں، اِنسان ہونے میں سب برابر ہیں، اور ایک ہی ماں باپ یعنی حضرت آدم وحوا علیہما السلام کی اولاد ہیں۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰکُمْ مِنْ ذَکَرٍ وَاُنْثٰی وَجَعَلْنٰکُمْ شُعُوْبًا

وَقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا، اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ﴾ [الحجرات، جزء آیت: ۱۳]

ترجمہ:- اے آدمیو! ہم نے تم کو بنایا ایک مرد اور ایک عورت سے اور رکھیں تمہاری ذاتیں اور قبیلے؛ تاکہ آپس میں پہچان ہو، تحقیق عزت اللہ کے یہاں اسی کو بڑی جس کو اَدب بڑا)

اَحادیثِ طیبہ میں بھی بکثرت ایسے مضامین وارد ہوئے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ قبولیت عنداللہ کا اَصل معیار نسبی شرافت پر نہیں ہے؛ بلکہ تقویٰ اور پرہیزگاری پر ہے، اللہ کے نزدیک متقی آدمی ہی کی عزت ہے، خواہ وہ کسی بھی نسل اور نسب سے تعلق رکھتا ہو؛ تاہم اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت سے بعض قوموں اور خاندانوں میں صفاتِ حمیدہ اور خصائل محمودہ کی فطری توفیق اور صلاحیت رکھی ہے، جن میں سب سے ممتاز مرتبہ سادات بنی فاطمہ رضی اللہ عنہا کا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

فاطمة بضعة مني يقبضني ما يقبضها ويبسطني ما يبسطها وإن الأنساب كلها تنقطع يوم القيامة غير نسبي وسببي وصهري. (المسند للإمام أحمد، روح المعاني ٢٦/١٦٤)

(یعنی فاطمہ میرے بدن کا ٹکڑا ہے، جس چیز سے اسے ناگواری ہو اس سے مجھے بھی ناگواری ہوتی ہے، اور جس چیز سے اسے خوشی ہو اس سے مجھے بھی خوشی ہوتی ہے، اور قیامت کے دن سارے رشتے منقطع ہوجائیں گے، مگر میرا رشتہ، تعلق اور دامادی اس دن بھی کام آئے گا)

سادات کو یہ نسب دنیا اور آخرت دونوں جگہ کام آئے گا، انشاء اللہ تعالیٰ۔

مگر یہ جبھی ہے جب کہ سادات اپنے نانا جان سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلیں اور صورت وسیرت میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کریں، ورنہ اگر عمل میں کوتاہی ہوگی تو اُس کا انجام بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتادیا کہ:

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من أبطأ به عمله لم يسرع به نسبه. (سنن أبي داؤد ٢/٥١٣ رقم: ٣٦٤٣ دار الفكر بيروت)

(یعنی جس کا عمل اسے پیچھے کردے اس کا نسب اسے آگے نہیں بڑھا سکتا)

لہٰذا اگر کوئی سید فسق میں مبتلا ہے تو آخرت میں اس کا مرتبہ غیر سید متقی سے گھٹ جائے گا، اور محض سید ہونا اس کی فضیلت کے لئے کافی نہ ہوگا، ایسے فاسق معلن شخص کا حکم یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کی بنا پر اُس کے نسب کی عزت کی جائے، مگر اُس کے عمل کو برا مانا جائے۔ سوال میں کتاب کی جس عبارت کا حوالہ دیا گیا ہے، ہمارے خیال میں وہ مناسب تعبیر نہیں ہے، واضح اور سنجیدہ الفاظ میں مسئلہ کی وضاحت ہونی چاہئے تھی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۱۹/۸/۴ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

کیا دنیا میں سادات کا نسب نامہ موجود ہے؟

سوال (۵۰۷): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید کا کہنا ہے کہ دنیا میں کوئی بھی سید نہیں ہے؛ اِس لئے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسل مبارک سے جو اَولاد ہوئی وہ اتنی عمر تک حیات میں نہ رہ سکی، جس سے سلسلہ نسب آگے بڑھ سکے، جب کہ خالد کا کہنا ہے کہ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے بطن سے جو اَولاد ہوئیں وہ سید ہیں، زید کا کہنا ہے نہیں نسب باپ سے چلتا ہے، ماں سے نہیں، اور پھر یہ حضرت علی سید نہیں تھے: لہٰذا اُن کی اَولاد کیسے سید ہوئی؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: زید کا یہ دعویٰ کہ ''دنیا میں کوئی بھی سید نہیں'' غلط ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسل آپ کی صاحب زادی حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اور نواسوں حضرت سیدنا حسن اور سیدنا حضرت حسین رضی اللہ عنہما سے چلی ہے، اور اِسی اعتبار سے اُن کی اَولاد کو سادات کہا جاتا ہے، اور یہ حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی خصوصیت ہے کہ اُن کے صاحب زادگان حضرات حسنین رضی اللہ عنہما کا انتساب والد محترم حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کے ساتھ ساتھ اُن کے نانا جان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بھی کیا جاتا ہے؛ کیوں کہ خود پیغمبر

علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اُن صاحب زادگان کے بارے میں فرمایا ہے کہ میں اُن کا ولی اورعصبہ ہوں، اورایک روایت میں ہے کہ میں اُن کے باپ کے درجہ میں ہوں۔

لم يكن لرسول الله صلى الله عليه وسلم عقب إلا من ابنته فاطمة رضي الله عنها فانتشر نسله الشريف منها فقط من جهة السبطين أعني الحسنين – رضي الله عنهما –. (شرح الفقه الأكبر ص: ١٨٧)

إن الولد يتبع أباه في النسب لا أمه، وإنما خرج أولاد فاطمة وحدها خصوصية لهم وذلك مقصور على ذرية الحسن والحسين كما يدل له حديث الحاكم: لكل بني أم عصبة إلا ابني فاطمة فأنا وليهما وعصبتهما. (الفتاوىٰ الحديثية لابن حجر المكي / مطلب: هل أولاد زينب بنت فاطمة الزهراء الخ ٢٢٤)

عن فاطمة رضي الله عنها قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: كل بني آدم ينتمون إلى عصبة إلا ولد فاطمة، فأنا وليهم وعصبتهم. وفي رواية له عن عمر بن الخطاب رضي الله عنه: كل بني انثى كان عصبتهم لأبيهم ما خلا ولد فاطمة فأنا عصبتهم وأنا أبوهم. (أحكام القرآن للتهانوي ١٩٥/٦) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۰/۶/۲۳ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

سادات کا احترام کیوں ضروری ہے؟

سوال (۵۰۸): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ساداتِ کرام کا احترام کیوں ضروری ہے؟ جب کہ اسلام میں ذات برادری رنگ ونسل کا کوئی اعتبار نہیں ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: سادات کا احترام کسی نسل اورخاندانی تفریق کی بناپر

نہیں؛ بلکہ اُن کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف خاندانی نسبت کی وجہ سے ہے، دنیا میں جب آدمی کو کسی شخص سے محبت ہوتی ہے تو اُس کی آل واَولاد سے بھی وہ محبت کا اظہار کرتا ہے۔ اِسی طرح جب ایک مؤمن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتا ہے تو اُس کا تقاضا یہ ہے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت کے ساتھ بھی اِکرام سے پیش آئے، خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اِس کی تاکید اور تلقین فرمائی ہے۔

عن زيد بن أرقم رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: يومًا فينا خطيبًا ...... ثم قال: وأهل بيتي، أذكركم الله في أهل بيتي، أذكركم الله في أهل بيتي. (صحيح مسلم / باب فضائل علي بن أبي طالب ۲۷۹/۲ رقم: ۲٤۰۸ بيت الأفكار الدولية، سنن الدارمي رقم: ۳۳۱٦، المسند للإمام أحمد بن حنبل ۱٤/۲)

قال الملا علي القاريؒ: قوله عليه السلام: ''وأهل بيتي أذكركم الله'' بكسر الكاف المشددة أي أحذركموه في أهل بيتي – إلى قوله – والمعنى أنبهكم حق الله في محافظتهم ومراعاتهم واحترامهم وإكرامهم ومحبتهم ومؤدتهم. وقال الطيبي: أي أحذركم الله في شأن أهل بيتي، وأقول لكم اتقوا الله ولا تؤذوهم واحفظوهم. (مرقاة المفاتيح، كتاب المناقب / باب مناقب أهل بيت النبي ﷺ ۲۹۵/۱۱ تحت رقم: ٦۱٤۰ دار الكتب العلمية بيروت، ۳۷٦/۱۱ المكتبة الأشرفية ديوبند) **فقط واللہ تعالیٰ اعلم**

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفر لہ ۲۳/۶/۱۴۲۰ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

شریعت میں ذات اور برادری کی کیا حیثیت ہے؟

سوال (۵۰۹): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: شریعت کے اَندر ذات برادری کی کیا حیثیت ہے؟ آیا سب برابر ہیں؟ یا ایک دوسرے سے اَفضل اور غیر اَفضل ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: شریعت کی نظر میں سب اِنسان برابر ہیں، اُن کے درمیان فضیلت کی بنیاد نسب نہیں؛ بلکہ ایمان اور تقویٰ ہے، جو شخص جتنا زیادہ پختہ ایمان اور صالح اَعمال کرنے والا ہوگا وہ اتنا ہی زیادہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک قابلِ قدر اور مکرم قرار دیا جائے گا، اگرچہ وہ کسی بھی قوم یا برادری سے تعلق رکھتا ہوں، اور دنیا میں خاندانی اور قبائلی تفریق آپسی تعارف کے لئے ہے نہ کہ ایک دوسرے پر برتری جتانے کے لئے؛ تاہم یہ بات اپنی جگہ مسلم ہے کہ جس طرح بدن کی خوبصورتی اور تندرستی وغیرہ ایسی صفات ہیں، جن میں خود آدمی کی مرضی کا کچھ دخل نہیں ہوتا، اِسی طرح بعض خاندانی سلسلوں میں اللہ تعالیٰ نے کچھ ایسی صلاحتیں ودیعت فرمائی ہیں کہ اگر اُس خاندان کے لوگ اُن صلاحیتوں سے فائدہ اٹھائیں تو آخرت میں بڑے مراتب تک پہنچ سکتے ہیں، اِس طرح کی صفات اکثر ایسے خاندانوں میں پائی جاتی ہیں، جن کا سلسلہ نسب اَنبیاء علیہم السلام سے جاکر ملتا ہے، اور اُنہیں صفات کی بدولت اُنہیں اَحادیثِ شریفہ سے غیر اختیاری فضیلت حاصل ہے؛ لیکن یہ ایسی فضیلت ہے جس پر کسی شخص کو غرور کرنے کی قطعاً اِجازت نہیں، اور خاندانی فضیلت پر غرور کرنے والا شخص جاہلیت کی عادت میں مبتلا ہے، جس سے احتراز لازم ہے۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿يَآيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَاُنْثٰى وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوْبًا وَقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا، اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ﴾ [الحجرات، جزء آیت: ۱۳]

وفي الآية: إشارة إلى وجه رد التفاخر بالنسب حيث أفادت أن شرف النسب غير مكتسب، وأنه لا فرق بين النسب وغيره من جهة المادة لاتحاد ما خلقنا منه، ولا من جهة الفاعل؛ لأنه هو اللّٰه تعالىٰ الواحد، فليس للنسب شرف يعول عليه، ويكون مدارًا للثواب عند اللّٰه عزوجل، ولا أحد أكرم من أحد عنده سبحانه إلا بالتقوىٰ، وبها تكميل النفس وتتفاضل الأشخاص الخ. (روح المعاني ۲٤٦/۱٤ زکریا)

عن واثلة بن الأسقع رضي اللّٰه عنه يقول: سمعت رسول اللّٰه صلى اللّٰه

علیہ وسلم يقول: إن اللّٰه عزوجل اصطفى كنانة من ولد إسماعيل عليه الصلاة والسلام، واصطفى قريشًا من كنانة، واصطفى من قريش بن هاشم، واصطفاني من بني هاشم. (صحيح مسلم ٢٤٥/٢)

عن أبي أسيد رضي اللّٰه عنه قال: أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال: خير دور الأنصار بنو النجار، ثم بنو عبد الأشهل، ثم بنو الحارث بن خزرج، ثم بنو ساعدة الخ. (صحيح مسلم ٣٠٥/٢ رقم: ٢٥١١) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۸/۷/۲۴ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

جولاہا، شیخ، درزی، لوہار وغیرہ برادری ناموں کی ابتداء کب سے ہوئی؟

سوال (۵۱۰): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ایک صاحب کا اعتراض ہے کہ ایک مسلمان کو جولاہا یا شیخ یا خان کیوں کہا جاتا ہے؟ اگر جولاہا اِس وجہ سے کہا جاتا ہے کہ وہ بنکر ہے، پھر سوال ہوتا ہے کہ ایک ہندو بھی کپڑا بنتا ہے اُس کو بھی جولاہا یا اور کوئی برادری والے کپڑے بننے لگیں، تو اُن کو بھی جولاہا کہنا چاہئے۔ دوسرا اِشکال یہ ہے کہ کیا کپڑا بننے والے حضرت آدم علیہ السلام کے زمانے میں نہیں تھے، یا حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں نہیں تھے؟ اِن ناموں کی ابتداء کہاں سے ہوئی؟ آیا حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے اِس کی ابتداء ہوئی یا بعد کی ایجاد ہے؟ اگر اِن ناموں کا دار ومدار پیشہ پر ہے تو بعض انبیاء علیہم السلام لوہے کی زرہ بنایا کرتے تھے اُن کو بھی لوہار کہنا چاہئے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ہندوستان جیسے ممالک میں جو غیر مسلم قومیں دولتِ اِسلام سے مشرف ہوئیں، اُنہوں نے اپنی شناخت کے لئے اپنے پیشوں کو تعارف کی بنیاد بنایا، اور

ایک پیشہ کرنے والی قوم آپس میں تعاون وتناصر کی وجہ سے ایک قرار دی گئی، اِس طرح کی تقسیم زمانۂ نبوت میں نہیں تھی، نیز عرب کے اندر آج بھی پیشوں کی بنیاد پر تفریق نہیں ہے، اور کسی بھی پیشہ والوں کو ایسے نام سے یاد کرنا جس سے اُنہیں ذہنی تکلیف ہوتی ہو جائز نہیں ہے؛ لہٰذا آج کل کپڑا بننے والوں کو جولاہا کہہ کر طعنہ دینا درست نہ ہوگا، اَب اِن لوگوں نے اپنا عرف انصاری بنالیا ہے، اِس لئے اِسی عرفی نسبت کے ساتھ اُنہیں پکارا جائے گا، یہی حال دیگر برادریوں کا ہے۔ (مستفاد: کفایت المفتی ۲۶۰/۱)

قال اللّٰہ سبحانہ تعالٰی: ﴿يَآ أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لاَ يَسْخَرْ قَوْمٌ مِنْ قَوْمٍ عَسٰى اَنْ يَكُوْنُوْا خَيْرًا مِنْهُمْ وَلاَ نِسَآءٌ مِنْ نِسَآءٍ عَسٰى اَنْ يَكُنَّ خَيْرًا مِنْهُنَّ وَلاَ تَلْمِزُوْا اَنْفُسَكُمْ وَلاَ تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ، بِئْسَ الاِسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ، وَمَنْ لَمْ يَتُبْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ﴾ [الحجرات: ۱۱] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۸/۷/۲۴ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

قومیت کی بنا پر ایک دوسرے پر فضیلت جتانا؟

سوال (۵۱۱): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلۂ ذیل کے بارے میں کہ: کیا قومیت کی بنا پر مثلاً: خان، سید یا جولاہا ہونے کی وجہ سے ایک کا دوسرے پر فضیلت جتلانا، یا بعض کو حقیر سمجھنا اسلام میں درست ہے؟ اور کیا کوئی اعلیٰ نسب سے تعلق رکھنے کی وجہ سے عند اللہ مقرب ہوسکتا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: خاندان کی بنیاد پر کسی کو حقیر سمجھنا یا کسی کا اپنی محض خاندانی نسبت پر فخر کرنا اِسلام میں جائز نہیں، عند اللہ تقرب کا اصل مدار نسبت پر نہیں؛ بلکہ ایمان وعمل اور ورع وتقویٰ پر ہے۔

عن عقبة بن عامر رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: أنسابكم هٰذه ليست بمَسَبَّةٍ على أحد، كلكم بنو آدم طَفُّ الصاع بالصاع لم تملؤوه، ليس لأحد فضل إلا بدين وتقوىٰ، كفى بالرجل أن يكون بذيًّا فاحشًا بخيلاً. (مشكاة المصابيح، كتاب الآداب / باب المفاخرة والمعصية، الفصل الثالث ٤١٨/٢ رقم: ٤٩١٠ دار الكتب العلمية بيروت)

عن عبد اللّٰه ابن عمر رضي اللّٰه عنه أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم خطب الناس يوم فتح مكة، فقال: يا أيها الناس! إن اللّٰه قد أذهب عنكم عُبَيَّةَ الجاهلية وتعاظُمَها بآبائها ...... والناس بنو آدم، وخلق اللّٰه آدم من التراب، قال اللّٰه تعالىٰ: ﴿يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا، اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ، اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ﴾ (سنن الترمذي، أبواب التفسير / سورة الحجرات ١٦٢/٢-١٦٣ المكتبة الأشرفية ديوبند)

عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: من بطأ به عمله لم يسرع به نسبه. (صحيح مسلم ٣٤٥/٢ سعد بك ڈپو) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۴/۷/۱۴۲۹ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

خواب اور اُس کی تعبیر

حضور ﷺ کو خواب میں دیکھنا؟

سوال (۵۱۲): -کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھنا کیسا ہے؟ حدیث شریف میں آتا ہے کہ جس نے آپ کو خواب میں دیکھا تو اس نے آپ ہی کو دیکھا، جب کہ بسا اَوقات دیکھنے والا آپ کو مختلف احوال میں آپ کی زیارت کرتا ہے، تو سوال یہ ہے کہ آپ خواب میں مختلف احوال میں کیوں نظر آتے ہیں؟ تفصیل کے ساتھ اِس مسئلہ پر روشنی ڈالیں۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھنا بڑی سعادت اور خوش قسمتی کی بات ہے، ہر مسلمان کو اِس کی تمنا اور خواہش کرنی چاہئے، آپ ﷺ کو خواب میں دیکھنے کی تمنا کرنا آپ سے انتہائی درجہ محبت کی علامت ہے۔ حضراتِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ کی وفات کے بعد آپ کو خواب میں دیکھنے کی تمنا کرتے تھے، اور جو شخص خواب میں آپ کی زیارت کرتا ہے، وہ آپ کی ہی زیارت کرتا ہے؛ اس لئے کہ شیطان آپ کی صورت بنانے سے قاصر ہے، اور آپ کو مختلف اَحوال میں دیکھنا؛ دیکھنے والے کے اعمال اور دین داری میں نقصان کے اعتبار سے ہوتا ہے۔

عن أبي هريرة رضي اللّٰه تعالیٰ عنه عن النبي صلی اللّٰه علیه وسلم قال: من رآني في المنام فقد رآني؛ فإن الشیطان لا یتمثل في صورتي. (صحیح البخاري، کتاب العلم / باب إثم من کذب علی النبي ﷺ ۱۱۰/۲ رقم: ۱۱۰، صحیح مسلم / کتاب الرؤیا ۲۴۲/۲ رقم: ۲۲۶۸ بیت الأفکار الدولیة)

قال الملا علي القاري: أراد به صفته المعروفة له – صلى الله عليه وسلم – في حياته، وقيل: من راٰني على أي صورة كانت فقد راٰني حقيقة؛ لأن الشيطان لا يتمثل في صورتي، ولا يترا آى بي. (مرقاة المفاتيح شرح مشكاة لمصابيح / كتاب الرؤيا ٤٢٤/٨ دار الكتب العلمية بيروت، ٢٤/٩ المكتبة الأشرفية ديوبند، ولبحث في اللمعات ٥٦٤/٧ تحت رقم: ٤٦١٠)

قال القاضي عياض أبوبكر بن العربي: روية النبي صلى الله عليه وسلم بصفة المعلومة إدراک على الحقيقة، ورويته على غير صفة إدراک للمثال، فإن الصواب أن الأنبياء لا تغيرهم الأرض. (فتح الباري، كتاب التعبير / باب من راٰى النبي في المنام ٣٨٤/١٢ بيروت)

فإن قلت: قد راٰه خلق كثيرٌ على وجوه مختلفة، قلنا: وهٰذه الاختلافات ترجع إلى الراتين لا إلى المرئي كما في المراٰة، فمن راٰه تبسمًا يدل على أنه يسن بسنته صلى الله عليه وسلم، ورويته غضبان على خلاف ذٰلک، ومن راٰه ناقصًا يدل على نقصان سنته. (حاشية شمائل ترمذي ص: ٢٨)

والصحيح منها أن مقصوده أن رؤيته في كل حالة ليست باطلة ولا أضغاثًا بل هي حق في نفسها، ولو رؤي على غير صورته التى كانت عليها في حياته صلى الله عليه وسلم، فتصور تلک الصورة ليس من الشيطان؛ بل هو من قبل الله. (الموسوعة الفقهية، مادة: رؤيا / رؤيا النبي ﷺ في المنام ١٠/٢٢ كويت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۳/۳/۱۴۳۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

خواب میں آنحضرت ﷺ کا کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کا حکم دینا؟

سوال (۵۱۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: اگر کوئی مسلمان اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھے اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کوئی بات کہیں یا کوئی مسلمان استخارہ کرے اور خواب کے اندر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم آکر کوئی بات صاف اور واضح طور پر کہیں، تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بات بالکل درست ہے یا نہیں، اور اس بات کے اوپر عمل کرنا درست اور صحیح ہے یا نہیں؟ اور اگر کوئی خلافِ شریعت بات کہے تو وہ بات عمل کرنے کے لئے ہوتی ہے یا نہیں؟ یا کسی نیک عالم دین سے اس بات کی تعبیر جو خواب کے اندر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی وضاحت کے بعد عمل کر سکتے ہیں یا نہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: خواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت یقیناً موجبِ سعادت ہے، اور جس شخص نے خواب میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی، وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہی سمجھی جائے گی؛ کیوں کہ شیطان پیغمبر علیہ السلام کی صورت میں نہیں آسکتا؛ لیکن خواب بہر حال خواب ہے، اُس کو بیداری کی حالت پر محمول نہیں کیا جائے گا۔ بریں بنا اگر خواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے کسی ایسی بات کا حکم دیا جائے جو خلافِ شریعت نہ ہو، تو اس پر عمل کرنے میں شرعاً حرج نہیں؛ کیوں کہ وہ عمل پہلے سے ہی مباح اور درست ہے؛ لیکن اگر خواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ایسا حکم دیا جائے جو شریعت کے ظاہری حکم کے خلاف ہو، تو اُس پر عمل نہیں کیا جائے گا؛ بلکہ وہ خواب محتاج تعبیر ہوگا، یا یہ سمجھا جائے گا کہ دیکھنے والے کو سمجھنے یا یاد رکھنے میں بھول ہوئی ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ خواب میں دیا گیا کوئی بھی خلافِ شریعت حکم بیدار ہونے کے بعد قابل عمل نہیں ہے۔

عن أبي هريرة رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: من رآني في المنام فقد رآني؛ فإن الشيطان لا يتمثل في صورتي. (صحيح البخاري، كتاب العلم / باب إثم من كذب على النبي ﷺ ٢١١/١ رقم: ١١٠، صحيح مسلم / كتاب الرؤيا ٢٤٢/٢ رقم: ٢٢٦٨)

ثم إن رؤية النبي صلى اللّٰه عليه وسلم في المنام، وإن لم يكن فيها مدخل للشيطان، ولكن ربّما تؤثر فيها متخيلة الرائي، وهٰذا هو السرّ في رؤيته صلى اللّٰه عليه وسلم على غير هيئته المعروفة، فمن الممكن جدًا أن يقع في خيال الرائي كلام لم يتكلم في المنام، وخُيّل إليه بعد الاستيقاظ ما لم يقع في المنام أصلاً. ومع وجود هٰذه الشبهات المتوعة، لا يترك بالرؤيا تلك الأحكام الشرعية التي توارثناها عن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم في حالة اليقظة. ولا شك أنه متى تعارضت الرؤيا واليقظة، فالترجيح لما ثبت في عالم اليقظة، لا لما رؤي في المنام ...... وقد حكى السبكي في شرح منهاج السنة: أن رجلاً رأى النبي صلى اللّٰه عليه وسلم في المنام يقول: اشرب الخمر. وكان الشيخ علي المتقي، صاحب كنز العمال، حيّا حينئذٍ، فأجابه بأن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم إنما قال: لا تشرب الخمر، ولكن الشيطان لبّس عليك (أي بعد استيقاظك من النوم) والنوم وقت اختلال الحواس، فإذا أمكن في اليقظة أن يسمع رجل بخلاف ما قاله القائل لعلة في الخارج أو من جهته، ففي النوم أولىٰ، والدليل عليه أنك تشرب الخمر، فأقرّ به وقال: نعم، إني أشرب الخمر. ذكره شيخ مشايخنا الأنور رحمه اللّٰه في فيض الباري ١/ ٣٠٣. ...... وعلى كلٍ، فالرؤية في المنام تتطرق إليها احتمالات كثيرة، وفيها مجال لالتباس الأمر من جهات شتى، فقد يلتبس الأمر على الرائي بتخيله، وقد ينسى حقيقة ما رآه، وقد يكون تعبير الرؤيا غير ما رآه في الظاهر، ومع وجود هٰذه الشبهات لا يمكن أن يكون فيها حجة خلاف ما ثبت من الشريعة في عالم اليقظة. واللّٰه أعلم. (تكملة فتح الملهم، كتاب الرؤيا / باب قول النبي صلى اللّٰه عليه وسلم: من رآني الخ ٤/ ٢٥٢-٢٥٣ مكتبة دار العلوم كراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱/۱۱/۱۴۳۶ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

اَچھا خواب دیکھنے کی تمنا؟

سوال (۵۱۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اچھا خواب دیکھنے کی تمنا کرنا کیسا ہے؟ کیا ایسی کوئی دعا ہے جسے پڑھ کر سونے سے اچھے خواب نظر آتے ہوں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اچھا خواب دیکھنے کی تمنا ہر مسلمان کو کرنی چاہئے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا جب بستر پر جاتیں اور سونے کا اِرادہ فرماتیں تو درج ذیل دعا پڑھتی تھیں و:

اللّٰهم إني أسئلک رؤيا صالحةً صادقةً غير كاذبةٍ نافعةً غير ضارةٍ. (عمل اليوم والليلة لابن سني ص: ٤١٠ رقم: ٧٤٣ مكتبة دار الزمان المدينة المنورة، الأذكار للنووي ص: ١٠٩ رقم: ٢٦١ مكتبة نزار مكة المكرمة) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۷/۳/۵ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

اَچھا یا برا خواب دیکھے تو کیا پڑھے؟

سوال (۵۱۵): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: جب اَچھا یا برا خواب دیکھے تو کیا پڑھے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب کوئی شخص اچھا خواب دیکھے تو اُسے اللہ کی طرف سے سمجھے اور اللہ کی تعریف کرے، الحمد للہ کہے، اور اگر برا خواب دیکھے، تو اُسے شیطان کی طرف سے سمجھے، اور اُس کے شر سے پناہ مانگے، اور ”أعوذ باللّٰه من شرها“ کے کلمات کہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ جب برا خواب دیکھتے ہوئے آنکھ کھلے، تو بائیں طرف کو تین مرتبہ تھتکار دے اور

’’أعوذ باللّٰه من الشيطان الرجيم‘‘ تین مرتبہ پڑھے۔

عن أبي سعيد الخدري رضي اللّٰه عنه أنه سمع النبي صلى اللّٰه عليه وسلم يقول: إذا رأى أحدكم الرؤيا يحبها، فإنما هي من اللّٰه، فليحمد اللّٰه عليها، وليحدِّثْ بما رأى، وإذا رأى غير ذٰلك مما يكره فإنما هي من الشيطان، فليستعذ من شرها ولا يذكرها لأحد؛ فإنها لا تضره. (صحيح البخاري، كتاب التعبير / باب الرؤيا من اللّٰه ١٠٤٣/٢ رقم: ٦٩٨٥ دار الفكر بيروت)

عن أبي قتادة رضي اللّٰه عنه قال: سمعت النبي صلى اللّٰه عليه وسلم يقول: الرؤيا من اللّٰه، والحُلم من الشيطان، فإذا رأى أحدكم شيئًا يكرهه فلينفث حين يستيقظ ثلاث مراتٍ، ويتعوذ من شرها فإنها لا تضره. (صحيح البخاري / باب النفث في الرقية رقم: ٥٧٤٧ دار الفكر بيروت)

عن جابر رضي اللّٰه عنه عن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال: إذا رأى أحدكم الرؤيا يكرهها فليبصق عن يساره ثلاثًا، وليستعذ باللّٰه من الشيطان ثلاثًا، وليتحول عن جنبه الذي كان عليه. (صحيح مسلم / أول كتاب الرؤيا ٢٤١/٢ رقم: ٢٢٦٢ بيت الأفكار الدولية)

وإذا رأى ما يكره فليتعوذ باللّٰه من شرها ومن شر الشيطان، وليتفُل ثلاثًا، ولا يحدث بها أحدًا؛ فإنها لا تضره، وإذا رأى ما يجب فعليه أن يحمد وأن يحدث بها. (الموسوعة الفقهية ١٤/٢٢ كويت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۷/۳/۵ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

خواب کس سے بیان کرے؟

سوال (۵۱۶): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں کہ: اگر خواب دیکھے تو کس سے بیان کرنا چاہئے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: خواب ہر ایک سے بیان نہیں کرنا چاہئے؛ بلکہ صرف ایسے شخص سے بیان کرے جو ''علم تعبیر رویا'' سے مناسبت رکھتا ہو، یا ایسا دوست ہو جو ہر حال میں آپ سے خیر خواہی کا جذبہ رکھے؛ کیوں کہ بموجب تقدیر خداوندی خواب کے اثرات معبر کی تعبیر پر معلق رہتے ہیں، اچھی تعبیر دی جائے تو اچھے اثرات رونما ہوتے ہیں، اور بری تعبیر دی جائے تو ناگوار حالات پیش آتے ہیں۔

عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم في حديث طويل: لا تقص الرؤيا إلا على عالم أو ناصحٍ. (سنن الترمذي / أبواب الرؤيا ٥٤/٢ رقم: ٢٢٨٠، كنز العمال ٥٤/٢ رقم: ٤١٣٨٨، مجمع الزوائد ١٨٢/٧، فتح الباري ٤٣٢/١٢ بيروت)

عن أبي رزين العقيلي رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: لا تحدث إلا حبيبًا أو لبيبًا. (سنن الترمذي / أبواب الرؤيا ٥٣/٢)

وفي رواية: لا يقصها إلا على وادٍّ أو ذي رأي. (سنن أبي داؤد، كتاب الأدب / باب في الرؤيا ٦٨٥/٢ دار الفكر بيروت، سنن ابن ماجة / باب الرؤيا إذا عبرت وقعت فلا يقصها إلا على وادٍّ رقم: ٣٠١٤ دار الفكر بيروت)

قال القاري – رحمه اللّٰه تعالىٰ – في المرقات: وهي أن الرؤيا مستقرة على ما يسوقه التقدير إليه من التعبير، فإذا كانت في حكم الواقع قبض من يتكلم بتأويلها على ما قدر، فيقع سريعًا، وإن لم يكن في حكمه لم يقدر لها من يعبرها.

(مرقاة المفاتيح / كتاب الرؤيا ٤٠/٩) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴/۳/۱۴۳۷ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مؤمن کا خواب

ســــوال (۵۱۷):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: حدیث میں ہے کہ مؤمن کا خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے، اِس کا کیا مطلب ہے؟ اِسی طرح حدیث میں ہے کہ نبوت میں سے مبشرات کے علاوہ کچھ باقی نہیں بچا ہے اور مبشرات وہ اچھے خواب ہیں جو مؤمن دیکھتا ہے، اس حدیث کا مطلب بھی واضح کریں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مؤمن کے سچے خواب کے ''جزءِ نبوت'' ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح نبوت ورسالت من جانب خداوندی مغیبات کے علم کا ایک ذریعہ ہے، اِسی طرح مؤمن کا سچا خواب بھی علم کا ایک ذریعہ ہے، بس دونوں میں فرق یہ ہے کہ نبوت کا ذریعہ قطعی اور یقینی ہے، جب کہ مؤمن کے خواب کا ذریعہ ظنی اور تخمینی ہے، اِس پر کسی شرعی حکم کا مدار نہیں رکھا جاسکتا، اور خواب کے نبوت کے چھیالیسویں حصہ ہونے کے مطلب کے بارے میں بعض علماء نے توقف کرنے کو اولیٰ قرار دیا ہے، جب کہ بہت سے علماء نے اِس کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نبوت ملنے سے پہلے چھ ماہ تک سچے خواب دکھائے گئے تھے، جن کی تعبیر روز روشن کی طرح واضح ہوتی ہے، اور آپ کی کل مدتِ رسالت ۲۳؍سال ہے، اِس اعتبار سے چھ مہینے کل مدتِ رسالت کا چھیالیسواں حصہ قرار پاتے ہیں، تو اُسی زمانہ سے مؤمن کے خواب کو تشبیہ دی گئی ہے، مگر یہ توجیہہ بھی محض احتمال کے درجہ میں ہے، اِس معنی کی وضاحت کسی خاص روایت میں موجود نہیں ہے۔

والمرتبة الثانية الاطلاع على بعض المغيبات يوحى من اللّٰه سبحانه تعالىٰ، وهو اطلاع جزئي لا يحيط بجميع المغيبات ولكنه علم قطعي لا شک فيه، وهو حجة في الشريعة، ولا يحصل ذٰلک إلا للأنبياء عليهم السلام. والمرتبة الثالثة: الاطلاع على بعض المغيبات بالرؤيا أو الكشف وهو اطلاع جزئي لا

يـحصل به القطع واليقين، وليس حجة في الدين أصلاً ولكنه يشابه بعض صفات الـنبـوة في الجملة من حيث كونه اطلاعًا جزئيًا على بعض المغيبات في الجملة، وإن لـم يـكـن عـلى سبيل القطع واليقين فمن هٰذه الجهة سمي جزءً ا من النبوة. (تكملة فتح الملهم للشيخ المفتي محمد تقي العثماني حفظه اللّٰه ٤٤٥/٤)

عن عبادة بـن الصامت رضي اللّٰه عنه عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: رؤيا المؤمن جزء من ستة وأربعين جزءً ا من النبوة. (سنن أبي داؤد، كتاب الأدب / باب ما جاء في الرؤيا ٦٨٥/٢ رقم: ٥٠١٨ دار الفكر بيروت)

عـن أبـي هـريـرة رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: لم يبق من النبو ة إلا الـمبشـرات، قـالـوا: وما المبشرات؟ قال: الرؤيا الصالحة. (صحيح البخاري / باب الرؤيا الصالحة جزء من ستة وأربعين جزءًا من لنبوة ١٠٣٥/٢ رقم: ٦٩٩٠ دار الفكر بيروت)

قيـل: إنما قصر الأجزاء على ستة وأربعين؛ لأن زمان الوحي كان ثلاثًا وعشرين سـنةً، وكـان أول مـا بُدِئ بِهِ من الوحي الرؤيا الصالحة، وذٰلک في ستة أشهر من سني الـوحي، ونسبة ذٰلک إلى سائرها نسبة جزء إلى ستة وأربعين جزء اً، قال: وأما حصر سني الـوحـي، فـي ثلاثة وعشرين؛ فإنه ورد به الروايات المعتد بها مع اختلاف في ذٰلک. (مرقة المفاتيح، كتاب الرؤيا / الفصل الأول ٤٢٣/٨ دار الكتب العلمية بيروت، ٢٣/٩ المكتبة الأشرفية ديوبند)

قيـل: مـعـناه أي معناه أي معنى قوله عليه السلام جزء من أجزاء النبوة أن الـرؤيـا تـجـيء عـلـى موافقة النبوة؛ لأنها جزء باقٍ من النبوة، وقيل: المعنى أنها جـزء مـن علم النبوة؛ لأن النبوة وإن انقطعت فعلمها باقٍ – إلى قوله – وقال ابن بـطال: كون الرؤيا جزءً ا من أجزاء النبوة مما يستعظم ولو كانت جزءً ا من ألف جـزءٍ، فيـمـكـن أن يقال: إن لفظ النبوة ماخوذ من الأنباء وهو الأعلام لغةً، فعلى هٰذا فـالـمعنى أن الرؤيا خبر صادق من اللّٰه لا كذب فيه، كما أن معنى النبوة نبأ

صادق من اللّٰه لا يجوز عليه الكذب، فشابهت الرؤيا النبوة في صدق الخبر – إلى قوله – وقال القاضي عياض: أجزاء النبوة ما لا يعلم حقيقتها إلا ملک أو نبي. (فتح الباري / كتاب الرؤيا ١٢ /٣٦٣ دار الكتب العلمية بيروت)

معنى الحديث أي قوله: لم يبق من النبوة إلا المبشرات أن الوحي ينقطع بموتى، ولا يبقى ما يعلم منه ما سيكون إلا الرؤيا، ويرد عليه الإمام؛ فإن فيه أخبارًا بما سيكون. (فتح الباري ١٢ /٣٧٦ بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ١٧/٣/١٤٣٧ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

صبح کا خواب

سوال (۵۱۸): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کس وقت کا خواب سب سے زیادہ سچا ہوتا ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفيق: حدیث میں ہے کہ صبح کے وقت کا خواب سب سے زیادہ سچا ہوتا ہے، اور اُس کی تعبیر جلد واقع ہوجاتی ہے۔

عن أبي سعيد رضي اللّٰه عنه عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: أصدق الرؤيا بالأسحار. (سنن الترمذي، أبواب الرؤيا / باب ذهبت النبوة وبقيت المبشرات ٢/ ٥٣ رقم: ٢٢٧٤، المسند للإمام الدارمي ٢/ ١٦٩ رقم: ٢١٤٦، المسند للإمام أحمد بن حنبل ٣/ ٢٩)

وذكر نصر بن يعوب الدينوري أن الرؤيا أول الليل يُبطئُ تاويلها، ومن النصف الثاني يسرع، بتفاوت أجزاء الليل، وأن أسرعها تأويلاً رؤيا السحر، ولا سيما عند طلوع الفجر. (فتح الباري، كتاب التعبير / باب رؤيا الليل ١٥ /٤٨٣ دار الكتب العلمية بيروت، ١٢/ ٣٩٠ مكتبة الرياض الحديثة) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ١٤/٣/١٤٣٧ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

خواب میں دودھ دیکھنا؟

سوال (۵۱۹): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اگر خواب میں دودھ دیکھے تو اُس کی تعبیر کیا ہوگی؟ مثلاً خواب میں دیکھا کہ دودھ کا ایک بڑا پیالہ ایک بڑے عالم کی خدمت میں پیش کیا ہے، اُس کی تعبیر کیا ہوگی، اسی طرح کبھی دیکھا کہ دودھ پی رہا ہوں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حدیث شریف میں دودھ کی تعبیر علم سے دی گئی ہے، اِس لئے دودھ کسی عالم کو پیش کرنا کوئی علمی تحفہ پیش کرنے کی علامت ہے، اور دودھ پینا علم سے مستفیض ہونے کی علامت ہے۔

عن عبد اللّٰہ بن عمر رضي اللّٰہ عنهما قال: سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم یقول: بینا أنا نائمٌ أُتیت بقدح لبن، فشربت منه ثم أعطیت فضلي عمر بن الخطاب، قالوا: فما أوَّلته یا رسول اللّٰہ؟ قال: العلم. (صحیح البخاري، کتاب التعبیر / باب القدح في النوم ۱۰۴۱/۲ رقم: ۷۰۳۲ دار الفکر بیروت، فتح الباری ۱۹۳/۱۲ دار الکتب العلمیة بیروت)

وتاویل اللبن بالفطرة لما في کل منهما من التغذیة الموجبة للحیاة وکمال النشأة. (الموسوعة الفقهیة، مادة: رؤیا / تعبیر الرؤیا ۱۲/۲۲ کویت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۲۷/۳/۵ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مردے کو سفید پوشاک میں دیکھنا؟

سوال (۵۲۰): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اگر خواب میں دیکھا کہ فلاں کا انتقال ہوگیا ہے، اور اُس نے سفید کپڑے پہن رکھے ہیں، تو

یہ کس چیز کی علامت ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مردے کو خواب میں سفید لباس پہنے ہوئے دیکھنا نجات یافتہ ہونے کی علامت ہے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے چچا ورقہ بن نوفل کو خواب میں سفید لباس میں ملبوس دیکھا، تو آپ نے فرمایا کہ اگر وہ دوزخی ہوتے تو اُن کا لباس اُس کے علاوہ ہوتا۔

عن عائشة رضي اللّٰه عنها قالت: سئلَ رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم عن ورقةَ، فقالت له خديجةُ: إنه كان صدَّقک؛ ولكن مات قبل أن تظهر. فقال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: أريته في المنام وعليه ثيابٌ بيضٌ، ولو كان من أهل النار لكان عليه لباسٌ غير ذٰلک. (سنن الترمذي ٢/٥٤ رقم: ٢٢٨٨، المسند للإمام أحمد ٦/٦٥، مشكاة المصابيح ٣٩٦) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۷/۳/۵ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

خواب میں وضو کرتے دیکھنا؟

سوال (۵۲۱): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اگر خواب میں کوئی شخص وضو کرتے دیکھے، تو اُس کی کیا تعبیر ہوگی؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حافظ ابن حجرؒ نے لکھا ہے کہ خواب میں وضو کرتے دیکھنا کسی اہم کام کے ہونے کی طرف اشارہ ہے، اگر وضو مکمل کیا ہے تو کوئی اہم کام پورا ہوجائے گا، اور اگر وضو ناقص کیا ہے تو وہ کام مطلق ناقص رہے گا۔

عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه قال: بينما نحن جلوسٌ عند رسول اللّٰه

صلى اللّٰه عليه وسلم، قال: بينما أنا نائم رأيتُني في الجنة، فإذا امرأةٌ تتوضأ إلى جانبِ قصر، فقلت: لمن هٰذا القصر؟ فقالوا: لعُمر، فذكرت غيرته فولَّيتُ مدبرًا فبكى عمر، وقال: عليك – بأبي أنت وأمي يا رسول اللّٰه – أغارُ؟ (صحيح البخاري، كتاب التعبير / باب الوضوء في المنام ٤١٧/١٢ رقم: ٧٠٢٥ دار الفكر بيروت)

قال أهل التعبير: رؤية الوضوء في المنام وسيلة إلى سلطان أو عمل، فإن أتمه في النوم حصل مراده في اليقظة، وإن تعذر لعجز الماء مثلاً، أو توضأ بما لا تجوز الصلاة به فلا. والوضوء للخائف أمانٌ، ويدل على حصول الثواب وتكفير الخطايا. (فتح الباري، كتاب التعبير / باب الوضوء في المنام ٥/١٥ ٥١ دار الكتب العلمية بيروت، ٤١٧/١٢ مكتبة رياض الحديثة) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۷/۳/۵ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

خواب میں قمیص پہنے دیکھنا؟

سوال (۵۲۲): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اگر کوئی شخص خواب میں قمیص پہنے ہوئے دیکھے کہ لمبی قمیص پہن رکھی ہے، تو اِس کی کیا تعبیر ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰه التوفيق: خواب میں قمیص پہنے دیکھنا دین اور عمل صالح کی طرف اِشارہ ہے، جس قدر قمیص لمبی ہوگی اُسی قدر دین اور عمل صالح میں رتبہ بڑھا ہوا ہوگا۔

عن أبي سعيد الخدري رضي اللّٰه عنه يقول: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: بينما أنا نائم رأيت الناس يُعرضون علي وعليهم قمصٌ منها، ما يبلغ الثديَ، ومنها ما يبلغ دون ذٰلک، ومر علي عمرُ بن الخطاب وعليه قميص يجرّه، قالوا: ما أولت يا رسول اللّٰه؟ قال: الدِّينَ. (صحيح البخاري، كتاب التعبير / باب

القميص في المنام ۱۰۳۷/۲ رقم: ۷۰۰۸ دار الفكر بيروت)

وتـاويـل الثيـاب بـالـدين والعمل؛ فإن الرسول صلى الله عليه وسلم أول الـقميس في المنام بالدين والعلم. (الموسوعة الفقهية، مادة: رؤيا / تعبير الرؤيا ۱۲/۲۲ وزارة الأوقاف والشئون الإسلامية الكويت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۶/۷/۲۰ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

خواب میں ﴿وَلاَ اَنَا عَابِدٌ مَا عَبَدْتُّمْ﴾ پڑھنا؟

سوال (۵۲۳): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: عبد اللہ نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص سورۂ کافرون کی یہ آیتیں: ﴿وَلاَ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ﴾ سے اخیر تک پڑھ رہا ہے، اِس خواب کی تعبیر کیا ہوسکتی ہے، جواب دے کر عند اللہ ماجور ہوں۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: آپ اگر غم میں ہیں، تو اللہ تعالیٰ آپ کو خوشی سے نوازے گا، انشاء اللہ تعالیٰ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

۱۴۱۲/۲/۲۸ھ

کوے کو چڑیا اُڑاتے اور بلی کو زبان چاٹتے خواب میں دیکھنا؟

سوال (۵۲۴): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میں نے بدھ کے روز یہ خواب دیکھا کہ ایک کوّا جو ایک چڑیا کو گھونسلے سے نکال کر اُڑا رہا ہے اور تمام لوگ اِس کو تعجب سے دیکھ رہے ہیں، اور کہہ رہے ہیں کہ بچاؤ، جب میں نے دیکھا کہ اُس کوے نے اس چڑیا کو چھوڑ دیا پھر میں اُس کو اُٹھانے کے لئے گیا، تو اس جگہ جہاں چڑیا گری تھی تو وہاں سے ایک بلی زبان چاٹتے ہوئے نکلی بس۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اِس خواب کی تعبیر یہ ہے کہ عام لوگوں کے سامنے بد دین شخص مظلوم پر ظلم کرے گا اور اُس کے شکنجہ سے نکلنے کے باوجود مظلوم کو انصاف نہ مل سکے گا، ایک ظالم کے بعد دوسرا ظالم تیار بیٹھا رہے گا، اللہ تعالیٰ خیر فرمائیں، آمین۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

٦/٥/١٤١٤ھ

خوابوں پر یقین کرنا کیسا ہے؟

سوال (٥٢٥): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: خوابوں پر یقین کرنا کیسا ہے؟ کس قسم کا خواب معتبر ہوتا ہے، اور دیکھنے والوں کے ساتھ کیا کوئی قید بھی ہے؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: خواب کوئی یقینی چیز نہیں ہے، اِس کی مختلف قسمیں ہیں، جن میں اِمتیاز ہر ایک نہیں کرسکتا، اگر کوئی خواب دیکھیں تو فن تعبیر سے مناسبت رکھنے والے مستند عالم سے اُس کی تعبیر معلوم کرلیا کریں۔

والمراد بالرؤيا الصالحة غالب رؤى الصالحين كما قال المهلب، وإلا فالصالح قد يرى الأضغاث ولكنه نادر لقلة تمكن الشيطان منهم، بخلاف عكسهم، فإن الصدق فيها نادر لغلبة تسلط الشيطان عليهم، فالناس علىٰ هٰذا ثلاث درجات:

١:- الأنبياء ورؤاهم كلها صدق، وقد يقع فيها ما يحتاج إليه تعبير.

٢:- والصالحون والأغلب على رؤاهم الصدق، وقد يقع فيها ما لا يحتاج إلى تعبير.

٣:- ومن عداهم، وقد يقع في رؤاهم الصدق والأضغاث.

وقال القاضي أبوبكر العربي: إن رؤيا المؤمن الصالح هي التي تنسب إلى أجزاء النبوة لصلاحها واستقامتها، بخلاف رؤيا الفاسق؛ فإنها لا تعد من أجزاء النبوة، وقيل: تعد من أقصى الأجزاء، وأما رؤيا الكافر فلا تعد أصلاً. وقريب من ذٰلک ما قاله القرطبي من أن المسلم الصادق الصالح هو الذي يناسب حاله حال الأنبياء فأكرم بنوع مما أكرم به الأنبياء وهو الاطلاع على الغيب. وأما الكافر والفاسق والمخلط فلا، ولو صدقت رؤياهم أحيانًا فذاک كما قد يصدق الكذوب، وليس كل من حدّث عن غيب يكون خبره من أجزاء النبوة كالكاهن والمنجم. (الموسوعة الفقهية، مادة: رؤيا / الرؤيا الصالحة ومنزلتها ٨/٢٢-٩ كويت)

عن أبي رُزين العُقيلي رضي اللّٰه تعالىٰ عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: الرؤيا علىٰ رجلٍ طائرٍ ما لم تعبَّر، فإذا عُبِّرت وقعت. (سنن أبي داؤد، كتاب الأدب / باب ما جاء في الرؤيا ٦٨٥/٢ رقم: ٥٠٢٠ دار الفكر بيروت، سنن الترمذي ٥٤/٢ رقم: ٢٢٧٨ المكتبة الأشرفية ديوبند)

عن أبي رزين العُقيلي رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: ...... قال: ولا تحدث بها إلا لبيبًا أوحبيبًا. (سنن الترمذي، أبواب الرؤيا / باب ما جاء في تعبير الرؤيا ٥٣/٢ المكتبة الأشرفية ديوبند)

عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه قال: قال النبي صلى اللّٰه عليه وسلم: ...... لا تقص الرؤيا إلا علىٰ عالم أو ناصحٍ. (سنن الترمذي، أبواب الرؤيا / بابٌ ٥٤/٢ رقم: ٢٢٨٠)

وذكر صاحب تهذيب الفروق أيضًا أنه لا يلزم من صحة الرؤيا التعويل عليها في حكم شرعي لاحتمال الخطأ في التحمل وعدم ضبط الرأي، ثم ذكر بعد ذٰلک ما يدل على أن ما يثبت في اليقظة مقدم على ما ثبت بالنوم عند التعارض. (الموسوعة الفقهية، مادة: رؤيا / ترتب الحكم على قول النبي صلى اللّٰه عليه وسلم أ، فعله

في الرؤيا ۲۲/۱۱ وزارة الأوقاف والشئون الإسلامية الكويت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱/۴/۱۴۲۱ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

خواب دیکھ کر بھول جانا؟

سوال (۵۲۶): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: خواب دیکھ کر اکثر بھول جاتے ہیں، تو کس وجہ سے ہوتا ہے؟ سنا ہے کہ ایمان کی کمزوری اور گناہوں کی زیادتی سے ہوتا ہے، تو کیا یہ صحیح ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: خواب کی باتیں بھول جانا ایمان کی کمزوری یا گناہوں کی کثرت کی علامت نہیں ہے؛ البتہ جاگنے کی حالت میں اکثر بھول کا سبب گناہوں کی کثرت اور ذہنی پراگندگی ہوتی ہے، اِس لئے ایسی باتوں سے احتیاط لازم ہے۔

قال في الشامية: مما يورث النسيان أشياء منها: العصيان، والهموم، والأحزان بسبب الدنيا وكثرة الأشغال وللعب بالمذاكير أو الذكر حتى ينزل، والنظر إليه والبول في الطريق. (شامي، كتاب الطهارة / باب المياه، مطلب ست تورث النسيان ۳۸۵/۱ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۸/۷/۱۴۳۴ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

متفرق آداب

مجلس میں بیٹھنے کے آداب

سوال (۵۲۷):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مجلس میں بیٹھنے کے کیا آداب ہیں؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب آدمی کسی مجلس میں جائے تو بہتر ہے کہ درج ذیل آداب کا خیال رکھے:

(۱) اہل مجلس کو سلام کرنا۔

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا انتهى أحدكم إلى المجلس فليسلم، فإذا أراد أن يقوم فليسلم، فليست الأولىٰ بأحق من الآخرة. (سنن أبي داؤد، كتاب الأدب / باب في السلام إذا قام من المجلس ٧٠٧/٢ رقم: ٥٢٠٨، سنن الترمذي ١٠٤/٢ رقم: ٢٧٠٦)

(۲) مجلس میں جہاں جگہ ملے وہیں بیٹھ جانا چاہئے، لوگوں کے کاندھے پھلاند کر آگے جانا مناسب نہیں، اس سے دوسروں کو اَذیت ہوتی ہے۔

عن حذيفة رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم لعن من جلس وسطَ الحلقة. (سنن أبي داؤد / باب الجلوس وسط الحلقة ٦٦٤/٢ رقم: ٤٨٢٦ دار الفكر بيروت)

عن الحسن بن علي رضي الله عنهما قال: سألت خالي هند بن أبي هالة، وكان وصَّافًا عن حلية النبي صلى الله عليه وسلم ...... فسألته عن مجلسه، فقال:

كـان رسـول الـلّٰـه صـلـى الـلّٰه عليه وسلم لا يقوم ولا يجلس إلا على ذكرٍ، وإذا انتهـى إلـى قومٍ جلس حيث ينتهي به المجلس، ويأمر بذٰلک يعطي كل جلسائه بـنـصـيبـه لا يـحـسَـبُ جليسه أن أحدًا أكرمَ عليه منه من جالسه، أو فاوضه في حاجة صابرة حتى يكون هو المنصرف الخ. (شمائل ترمذي / باب ما جاء في تواضع رسول اللّٰه ۲۳)

قـال الـنبي صـلـى الـلّٰه عليه وسلم: إذا انتهى أحدكم إلى المجلس، فإن وسّـع لـه فليجلس، وإلا فلينظر إلى أوسع مكانٍ يراه فليجلس فيه. (جمع الوسائل / باب ما جاء في تواضع رسول اللّٰه ٤٩٦)

(۳) مجلس میں آنے والے کے لئے جگہ بنانا۔

قـال الـلّٰـه تـعـالىٰ: ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا قِيْلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوْا فِی الْمَجَالِسِ فَافْسَحُوْا يَفْسَحِ اللّٰهُ لَكُمْ﴾ [المجادلة، جزء آیت: ۱۱]

(۴) مجلس میں دو آدمیوں کے درمیان اُن کی اجازت کے بغیر نہ بیٹھے۔

عـن عـمـرو بـن شـعيـب عن أبيه عن جده رضي اللّٰه عنهما أن رسول اللّٰه صـلى اللّٰه عليه وسلم قال: لا يَجلس بين رجلين إلا بإذنهما. (سنن أبي داؤد / باب في الرجل يجلس ٦٦٥/٢ رقم: ٤٨٤٤ دار الفكر بيروت)

(۵) اہل مجلس میں سے کسی کو اُٹھا کر اُس کی جگہ خود بیٹھنا درست نہیں۔

عن ابن عمر رضي اللّٰه عنهما عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: لا يُقيم الرجلُ الرجلَ من مجلسه ثم يجلس فيه. (صحيح البخاري، كتاب الاستئذان / باب لا يقيم الرجل الرجل من مجلسه ٩٢٧/٢ رقم: ٦٢٦٩ دار الفكر بيروت)

عـن ابـن عـمر رضي اللّٰه عنهما عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم أنه نهىٰ أن يـقـام الرجلُ من مجلسه ثم يجلس فيه آخرُ، ولكن تفسَّحوا وتوسَّعوا. وكان ابن عـمـر يـكـره أن يـقـوم الـرجل من مكانه ثم يجلس مكانهٗ. (صـحـيـح البخاري، كتاب

الاستئذان / باب لا يقيم الرجل الرجل من مجلسه ۹۲۸/۲ رقم: ٦٢٧٠ دار الفكر بيروت)

(٦) حلقہ بنا کر اور مل مل کر بیٹھنا، اس طور پر کہ درمیان میں جگہ نہ چھوٹے، حدیث شریف میں ہے کہ مجلس کے درمیان جگہ خالی رہ جانے پر شیطان گھس جاتا ہے۔

عن أبي واقد الليثي رضي اللّٰه عنه أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم بينما هو جالس في المسجد والناس معه، إذ أقبل ثلاثة نفرٍ، فأقبل اثنان إلىٰ رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم وذهب واحدٌ، قال: فوقفا علىٰ رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم، فأما أحدهما فرأى فرجةً في الحلقة فجلس فيها، وأما الآخر فجلس خلفهم، وأما الثالث فأدبر ذاهبًا، فلما فرغ رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال: ألا أخبركم عن النفر الثلاثة؟ أما أحدهم فاوىٰ إلى اللّٰه فاٰواه اللّٰه، وأما الآخر فاستحيا فاستحيا اللّٰه منه، وأما الآخر فأعرض فأعرض اللّٰه عنه. (صحيح البخاري، كتاب العلم / باب من قعد حيث ينتهي به المجلس ومن رأى فرجة في الحلقة فجلس فيها ١٥/١ رقم: ٦٦ دار الفكر بيروت، صحيح مسلم، كتاب السلام / باب من أتى مجلسًا فوجد فرجة فجلس فيها وإلا وراءهم رقم: ٢١٧٦ بيت الأفكار الدولية)

(۷) اَدب اور تواضع کے ساتھ بیٹھنا۔

عن يحيىٰ بن أبي كثير رضي اللّٰه عنه أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال: آكل كما يأكل العبد، وأجلسُ كما يجلس العبد، فإنما أنا عبد. (شعب الإيمان للبيهقي / باب في المطاعم والمشارب، الأكل متكئًا ١٠٧/٥ رقم: ٥٩٧٥ دار الكتب العلمية بيروت، وكذا في المسند لأبي يعلىٰ الموصلي برقم: ٤٨٩٩)

(۸) کسی ہم نشین کی طرف پیر نہ پھیلانا۔

عن أنس بن مالك رضي اللّٰه عنه قال: كان النبي صلى اللّٰه عليه وسلم إذا استقبله الرجلُ فصافحه لا ينزع يده من يده حتى يكون الرجل ينزع، ولا

يصرف وجهه عن وجهه حتى يكون الرجلُ هو يصرفه ولم يُر مقدِّمًا ركبتيه بين يدي جليس له. (سنن الترمذي / أبواب صفة القيامة ٧٥/٢ رقم: ٢٤٩٠ المكتبة الأشرفية ديوبند)

(۹) اگر کسی سے کوئی بات کرنی ہو، تو اِشارہ کے بجائے پورے طور پر اُس کی طرف متوجہ ہوکر بات کرنا۔

عن أنس بن مالک رضي اللّٰه عنه قال: كان النبي صلى اللّٰه عليه وسلم إذا استقبله الرجلُ فصافحه لا ينزع يده من يده حتى يكون الرجل ينزع، ولا يصرف وجهه عن وجهه حتى يكون الرجلُ هو يصرفه ولم يُر مقدِّمًا ركبتيه بين يدي جليس له. (سنن الترمذي / أبواب صفة القيامة ٧٥/٢ رقم: ٢٤٩٠ المكتبة الأشرفية ديوبند)

قال هند بن أبي هالة: – وكان وصَّافًا عن حلية النبي صلى اللّٰه عليه وسلم – إذا التفت التفت جميعًا. (شمائل ترمذي / باب صفة النبي صلى اللّٰه عليه وسلم ص: ٢ رقم: ٧ المكتبة الأشرفية ديوبند)

(۱۰) دوآدمیوں کی آپسی گفتگو کی طرف کان نہ لگانا۔

عن ابن عباس رضي اللّٰه عنهما عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: ...... ومن استمع إلىٰ حديث قومٍ وهم له كارهون – أو يفرُّون منه – صُبَّ في أذنيه الآنک يوم القيامة. (صحيح البخاري، كتاب التعبير / باب من كذب في حلمه ١٠٤٢/٢ رقم: ٧٠٤٢ المكتبة الأشرفية ديوبند)

(۱۱) تین آدمیوں کی موجودگی میں دولوگوں کا آپس میں سرگوشی نہ کرنا۔

عن عبد اللّٰه رضي اللّٰه عنه أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال: إذا كانوا ثلاثةً فلا يتناجىٰ إثنان دون الثالث. (صحيح البخاري، كتاب الاستئذان / باب لا يتناجى إثنان دون الثالث ٩٣٠/٢ رقم: ٦٢٨٨ دار الفكر بيروت)

عن عبد اللّٰه رضي اللّٰه عنه قال النبي صلى اللّٰه عليه وسلم: إذا كنتم ثلاثةً

فلا يتناج رجلان دون الآخر حتى تختلطوا بالناس أجل أن يحزنه. (صحيح البخاري، كتاب الاستئذان / باب إذا كانوا أكثر من ثلاثة فلا بأس بالمسارة والمناجاة ٩٣١/٢ رقم: ٦٢٩٠ دار الفكر بيروت)

(۱۲) مجلس میں بد بودار چیز کھا کر نہیں جانا چاہئے، اس سے بھی دوسروں کو اذیت ہوتی ہے۔

(۱۳) مجلس میں ریح خارج کرنا، بے ہودہ بات کرنا، اپنے بیٹھنے میں اپنے معزز ہونے کا اظہار کرنا آدابِ مجلس کے خلاف ہے۔

(۱۴) مجلس کی ہر بات اَمانت ہوتی ہے، اُس کو لوگوں میں چرچا کرنا یا مجلس کی راز کی بات دوسروں پر ظاہر کرنا سخت گناہ اور خیانت ہے۔

عن جابر بن عبد اللّٰه رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: المجالس بالأمانة إلا ثلاثة مجالس: سفک دم حرامٍ، أو فرجٌ حرامٌ، أو اقتطاع مال بغير حق. (سنن أبي داؤد، كتاب الأدب / باب في نقل الحديث ٦٦٨/٢ رقم: ٤٨٦٩ دار الفكر بيروت)

(۱۵) اگر کوئی شخص کسی بشری یا دیگر ضرورت سے مجلس سے اُٹھ کر گیا ہوا اور اُس کو وہاں واپس آ کر بیٹھنے کا اِرادہ ہو تو وہ جگہ اُس کے آنے کے بعد اُسی کا حق ہے، اُس سے نزاع کرنا جائز نہیں۔

عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال: من قام من مجلسه، ثم رجع إليه، فهو أحق به. (صحيح مسلم / باب إذا قام من مجلسه ٢١٧/٢ رقم: ٥٦٨٩ بيت الأفكار الدولية)

(۱۶) مجلس سے واپسی پر اہل مجلس کو سلام کرنا۔

عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: إذا انتهى أحدكم إلى المجلس فليسلم، فإذا أراد أن يقوم فليسلم، فليست الأولىٰ بأحق من الآخرة. (سنن أبي داؤد، كتاب الأدب / باب في السلام إذا قام من المجلس رقم: ٥٢٠٨، سنن الترمذي رقم: ٢٧٠٦)

(۱۷) مجلس کے اختتام پر یہ دعا پڑھنا: ”سبحانک اللّٰهم وبحمدک أشهد أن لا إلٰه إلا أنت أستغفرک وأتوب إلیک“۔

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من جلس في مجلس فكثُر فيه لغطه، فقال قبل أن يقوم من مجلسه ذٰلک: ”سبحانک اللّٰهم وبحمدک أشهد أن لا إلٰه إلا أنت أستغفرک وأتوب إليک“. إلا غفر له ما كان في مجلسه ذٰلک. (سنن الترمذي، أبواب الدعوات / باب ما يقوم إذا قام من مجلسه ۱۸۱/۲ رقم: ۳۴۳۳)

اس کے علاوہ اور بھی بہت سے آداب ہیں، جن کو ضرورت پر معلوم کرلیا جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۷/۳/۴ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

راستہ میں چلنے کے آداب

سوال (۵۲۸): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: راستہ میں چلنے کے کیا آداب ہیں؟

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب راستے میں چلیں تو تواضع کے ساتھ جھک کر قدرے تیزی کے ساتھ قدم اٹھانے چاہئیں، چال میں اکڑ اور کبر کا اظہار نہ ہو، راستے میں ایک طرف چلیں، بار بار پیچھے مڑکر نہ دیکھیں، راستہ چلنے والوں کو سلام کریں، اُن کے سلام کا جواب دیں، غیر محرم عورتوں سے نظر کی حفاظت کریں، اچھی باتوں کا حکم کریں، بری باتوں سے منع کریں، راستہ سے تکلیف دہ چیز کو ہٹا دیں، خود کسی کی اذیت کا سبب نہ بنیں، راستہ میں قضاء حاجت کرنا اور کچرا اڑانا سخت منع ہے، اس سے لوگوں کو تکلیف ہوتی ہے۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿وَلَا تَمْشِ فِيْ الْاَرْضِ مَرَحًا اِنَّکَ لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ وَلَنْ

تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا﴾ [بني إسرائيل: ٣٧]

كان علي رضي اللّٰہ عنه إذا وصف رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم قال: إذا مشیٰ تقلَّع كأنما ینحط في صببٍ. (شمائل ترمذي / باب في مِشيةِ رسول اللّٰہ ﷺ ٨ رقم: ١١٨)

قال أبو هريرة رضي اللّٰہ عنه: ما رأيت أحدًا أسرع في مشيته من رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم. (شمائل ترمذي / باب في مِشيةِ رسول اللّٰہ ﷺ ٨ رقم: ١١٧)

كان النبي صلی اللّٰہ علیه وسلم لا یلتفت وراءہ إذا مشیٰ. (الجامع الصحیح رقم: ٤٨٧٠)

عن أبي سعید الخدري رضي اللّٰہ عنه عن النبي صلی اللّٰہ علیه وسلم قال: إیاكم والجلوسَ علی الطرقات، فقالوا: ما لنا بُدٌّ، إنما هي مجالسنا نتحدثُ فیها. قال: فإذا أتیتم إلی المجالس فأعطوا الطریق حقها. قالوا: ما حق الطریق؟ قال: غضُّ البصر وكفُّ الأذیٰ وردُّ السلام وأمرٌ بالمعروف ونهيٌ عن المنكر.

(صحیح البخاري، كتاب المظالم والغصب / باب أفنیة الدور والجلوس فیها الخ ٣٣٣/١ رقم: ٢٤٦٥ دار الفكر بیروت، صحیح مسلم ٢١٣/٢ رقم: ٢١٢١ بیت الأفكار الدولیة)

عن أبي هريرة رضي اللّٰہ عنه أن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم قال: اتقوا اللعانین، قالوا: وما اللعانان یا رسول اللّٰہ! قال: الذي یتخلی في طریق الناس أو في ظلهم. (صحیح مسلم، كتاب الطهارة / باب النهي عن التخلي في الطرق والظلال ١٣٢/١ رقم: ٢٦٩)

قال النووي: وأما قوله ﷺ: الذي یتخلی في طریق الناس، فمعناه یتغوط في موضع یمر به الناس، وما نهی عنه في الظل والطریق لما فیه من إیذاء المسلمین بتنجیس من یمر به ونتنه واستقذارہ. (المنهاج في شرح صحیح مسلم للنووي ص: ٢٧٥ تحت رقم: ٢٦٩ بیت الأفكار الدولیة) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۵/۳/۱۴۳۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

جب جمائی آئے تو کیا کرے؟

سوال (۵۲۹): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: جمائی آتے وقت کیا طریقہ اپنانا چاہئے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب جمائی محسوس ہو تو حتی الامکان منہ بند کرنے کی کوشش کرے، اگر خود منہ بند نہ ہو پائے تو منہ پر ہاتھ رکھ لے، اور منہ سے آواز نہ نکالے۔

عن أبي سعيد الخدري رضي اللّٰه عنه عن أبيه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: إذا تثاءب أحدكم فليمسک على فيه؛ فإن الشيطان يدخل.

(سنن أبي داؤد، كتاب الأدب / باب ما جاء في التثاؤب ٦٨٥/٢ رقم: ٥٠٢٦، صحيح مسلم، كتاب الزهد / باب تشميت العاطس وكراهة التثاؤب ٤١٢/٢ رقم: ٢٩٩٥)

عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: إن اللّٰه يحب العطاس ويكره التثاؤب، فإذا تثاءب أحدكم فليرده ما استطاع ولا يقل: هاه هاه، فإنما ذٰلكم من الشيطان يضحک منه. (سنن أبي داؤد، كتاب الأدب / باب في التثاؤب ٦٨٦/٢ رقم: ٥٠٢٨، صحيح البخاري، كتاب الأدب / باب ما يستحب من العطاس وما يكره من التثاؤب ٩١٩/٢ رقم: ٦٢٢٦، سنن الترمذي، أبواب الأدب / باب ما جاء إن اللّٰه يحب العطاس ويكره التثاؤب ١٠٤/٢ رقم: ٢٧٤٧) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۴۳۷/۳/۱۴ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

غصہ کا علاج

سوال (۵۳۰): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: جب کسی کو غصہ آئے تو کیا کرے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: غصہ ایک طبعی اور فطری چیز ہے، اگر کسی دینی امر کے نقصان پر مؤمن کو غصہ آ جائے، تو یہ اُس کے ایمان دار اور مؤمن ہونے کی دلیل ہے، حدیث میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب دین میں کوتاہی پر غصہ آتا تھا تو رگیں پھول جاتیں، آنکھیں سرخ ہوجاتیں، رنگ لال ہوجاتا، جیسے کسی نے آپ کے چہرہ پر اَنار کا دانہ نچوڑ دیا ہو، اُس وقت آپ کے غصہ کے کی کوئی تاب نہ لاسکتا تھا، اِس لئے دینی اَمر پر غصہ آنا تو پسندیدہ ہے؛ البتہ دنیوی اُمور: اپنی ذاتی وجاہت، مال ودولت کا معمولی نقصان، اور بات بات پر غصہ آنا یہ شرعاً ناپسندیدہ ہے، اور حلم وبردباری کے خلاف ہے، حدیث میں ہے کہ آپ نے کبھی اپنی ذات کے لئے غصہ ہوکر کسی سے انتقام نہیں لیا، اس لئے شریعت میں حکم ہے کہ جب کسی کو دنیاوی اُمور پر غصہ آئے، تو اُسے جلد از جلد ختم کر کے اعتدال کی حالت پیدا کرے، اگر کھڑا ہو تو بیٹھ جائے، بیٹھا ہو تو لیٹ جائے، اسی طرح ''اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم'' کی کثرت اور وضو کرنے سے بھی غصہ ختم ہوجاتا ہے۔

عن عائشة رضي اللّٰه عنها أنها قالت: ما خُيِّر رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم بين أمرين قط إلا أخذ أيسرهما ما لم يكن إثمًا، فإن كان إثمًا كان أبعد الناس منه، وما انتقم رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم لنفسه في شيء قط إلا أن تُنتهک حرمةُ اللّٰه فينتقم بها للّٰه. (صحيح البخاري، كتاب الأدب / باب قول النبي ا يسروا ولا تعسروا الخ ٩٠٤/٢ رقم: ٦١٢٦ دار الفكر بيروت)

عن أبي ذر رضي اللّٰه عنه قال: إن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال لنا: إذا غضِب أحدكم وهو قائم فليجلس، فإن ذهب عنه الغضب وإلا فليضطجع. (سنن أبي داؤد، كتاب الأدب / باب ما يقال عند الغضب ٦٥٩/٢ رقم: ٤٧٨٢)

عن ابن عباس رضي اللّٰه عنهما عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم أنه قال: ...... إذا غضب أحدكم فليسكت. (المسند للإمام أحمد بن حنبل ٢٣٩/١)

عن عطية رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: إن الغضب

من الشيطان، وإن الشيطان خُلِق من النار، وإنما تطفأ النارُ بالماء، فإذا غضب أحدكم فليتوضأ. (سنن أبي داؤد، كتاب الأدب / باب ما يقال عند الغضب ۲/ ٦٦٠ رقم: ٤٧٨٤ دار الفكر بيروت)

عن ابن عمر رضي اللّٰه عنهما قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: ما تجرَّع عبدٌ جُرعةً أفضل عند اللّٰه عزوجل من جُرعة غيظٍ يكظِمها ابتغاء وجه اللّٰه تعالىٰ. (المسند للإمام أحمد بن حنبل ۲/ ۱۲۸) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۱/۳/۱۴۳۷ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

استعمالی برتنوں پر آیۃ الکرسی اور سورۂ فاتحہ لکھنا؟

سوال (۵۳۱): - کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کیا پیتل کے پیالوں اور کٹوروں میں آیۃ الکرسی اور سورۂ فاتحہ لکھنا اور اُس میں پانی پینا جائز ہے؟ اور کیا یہ سبب برکت بھی ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: عام استعمال کے پیالوں اور کٹوروں پر قرآنِ کریم کی آیتیں لکھنا اور اُن میں پانی پینا حرمتِ قرآن کے منافی اور ممنوع ہے، اور یہ سبب برکت بھی نہیں ہے۔

کذا تستفاد من: ولو كتب القراٰن على الحيطان والجُدران بعضهم قالوا: يرجى أن يجوز وبعضهم كرهوا ذلك مخافة السقوط تحت أقدام الناس.

(الفتاوىٰ الهندية، كتاب الكراهية / الباب الخامس ٥/ ٣٢٣)

وكتابته على الجدران والمحاريب ليس بمستحسن. (لبناية شرح الهداية ۱۲/ ۲۳۷)

كالكتابة على الجدران وأوراق الأشجار أو على الكاغذ لا على وجه الرسم؛ فإن هٰذا يكون لغوًا. (البحر الرائق ٨/ ٤، ٥٤، الدر المختار مع الشامي ٦/ ٧٣٧ دار الفكر بيروت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ ۱۰/۱۱/۱۴۱۱ھ
الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

آیت الکرسی کا کٹورا؟

سوال (۵۳۲):- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: میرے پاس ایک آیت الکرسی کا کٹورا ہے، جس کو دھونے پر اُس کا پانی گملے میں ڈال دیتی ہوں، اُس پانی کو پینا کیسا ہے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: کٹورے پر آیت الکرسی گودوانا قرآنِ کریم کی بے اَدبی ہے، اوراس پیالہ پر منہ لگاکر پانی پینا بھی سخت بے ادبی ہے، اور جس کٹورے پر آیت الکرسی لکھی ہوئی ہو اُسے بے وضو چھونا جائز نہیں ہے، اور محض اس کاکٹورے میں جس طرح عام پانی متبرک نہیں ہوجاتا؛ بلکہ عام پانی کی طرح رہتا ہے؛ لہٰذا جس طرح عام پانی کا پینا جائز ہے، اس کٹورے کے پانی کو بھی دوسرے برتن میں کرکے پینا جائز ہے، اور جیسے دیگر پانی گملے وغیرہ میں ڈالا جاتا ہے، وہ پانی بھی گملے میں ڈالنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

عن عمر بن عبد العزيز رحمه اللّٰه أن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم مر على كتاب في الأرض، فقال لفتى معه: ما هٰذا؟ قال: بسم اللّٰه، قال: لعنه اللّٰه من فعل هٰذا لا تضعوا اسم اللّٰه إلا في موضعه قال: فرأيت عمر بن عبدالعزيز رأى ابنًا له، كتب ذكر اللّٰه في الحائط، فضربه. (مستفاد از: مراسيل أبي داؤد ٢٠)

ولو كتب على خاتمه اسمه أو اسم اللّٰه تعالىٰ، أو ما بدا له من أسماء اللّٰه نحو قوله: ﴿حَسْبِيَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ﴾ أو ربي اللّٰه أو نعم القادر؛ فإنه لا بأس به، ويكره لمن لا يكون على الطهارة. وفي الهندية: كتابة القرآن على ما يفترش ويبسط مكروهةٌ، كذا في الغرائب: قالوا: لا يجوز أن يتخذ قطعة بياض مكتوب عليه اسم اللّٰه تعالىٰ علامة فيها بين الأوراق لما فيه من الابتذال باسم اللّٰه تعالىٰ. (الفتاوىٰ

الهندية، کتاب الکراهية / الباب الخامس ۳۲۳/۵، وکذا في البحر الرائق ۳۷/۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۴/۲/۱۴۳۱ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

بلیوں کو قبرستان میں چھوڑنا کیسا ہے؟

سوال (۵۳۳۳): - کیا فرماتے ہیں علماءِ دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: ہمارے گھر دو بلیاں رہتی ہیں اُن کی پیدائش بھی ہمارے گھر میں ہوئی ہے، اُن کے کھانے کا انتظام بھی اللہ ہمارے ذریعہ کرادیتے ہیں؛ لیکن اَب وہ جگہ جگہ گندگی کرتی ہیں، بستروں پر کبھی کبھار پیشاب بھی کردیتی ہیں، جس کی وجہ سے دقت ہوتی ہے، تو کیا اُن کو کسی قبرستان میں چھوڑ دینا درست ہے؟ گنہگار تو نہیں ہوں گے؟

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: پالتو بلیوں کو گھر میں گندگی کردینے کی وجہ سے کسی کو دے دینے یا قبرستان میں چھوڑوادینے میں شرعاً کوئی حرج اور گناہ نہیں ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۲۰۳/۲۷ میرٹھ)

الهرة إذا کانت موذيةٌ لا تعذب ولا تعرک أذنها؛ بل تذبح سکين حادٍ کذا في الوجيز الکردري. (الفتاویٰ الهندية، کتاب الکراهية / الباب الحادي والعشرون ۳۶۱/۵ زکريا، بزازية علی هامش الهندية، کتاب الکراهية / الباب الثامن في القتل ۳۷۰/۶)

وجاز قتل ما يضر منها ککلبٍ عقورٍ وهرةٍ تضر. ويذبحها أي الهرة ذبحًا، ولا يضربها؛ لأنه لا يفيد ولا يحرقها. قال الشامي: قوله: وهرة تضر، کما إذا کانت تأکل الحمام والدجاج. (الدر المختار مع الشامي / کتاب الخنثی ۷۵۲/۶ دار الفکر بيروت، وکذا في البحر الرائق، کتاب الحج / فصل إن قتل محرم صيدًا ۶۰/۳ زکريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ ۱۶/۱/۱۴۳۵ھ

الجواب صحیح: شبیر احمد عفا اللہ عنہ

❍❖❍